مرآۃ الاولیاء

تالیف

حضرت شیخ محمد شعیب تورڈھیری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

صاحبزادہ عبدالعزیز حسن تورڈھیری

Marfat.com

81500

Marfat.com

عہد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھنے کا انداز

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی لاہور پاکستان
ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ۰ لاہور پاکستان
ذخیرہ

کتاب کا تعارف

نام کتاب	:	مرآۃ الاولیاء
مؤلف	:	حضرت شیخ محمد شعیب تورڈھیری رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	:	شیخ الحدیث حضرت مولانا ولی النبیؒ
ناشر	:	صاحبزادہ عبدالعزیز حسن تورڈھیری
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	محمد سلیم اقبال جنیدی، مسعود سمیع
ایڈیشن	:	اول
سال طباعت	:	۱۴۲۳ھ ہجری بمطابق ۲۰۰۲ء عیسوی
تعداد	:	ایک ہزار (۱۰۰۰)
ہدیہ	:	۲۰۰ روپیہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

Marfat.com

81500

کتاب (مرآۃ الاولیاء) ملنے کا پتہ :۔

حسن میڈیکل سٹور، پرانا بازار، تورڈھیر۔
دارالاخلاص، محلّہ جنگی، پشاور شہر۔
یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار، پشاور شہر۔
مکتبہ سرحد، خیبر بازار، پشاور شہر۔
دربار عالیہ حضرت شیخ جنید پشاوریؒ، شیخ آباد، پشاور شہر۔

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی لاہور پاکستان

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحات
(۱)	انتساب	۱
(۲)	حضرت شیخ الحدیث مولینا ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی (مترجم)	۲
(۳)	پیش لفظ	۵
(۴)	(مقدمہ) حقیقت تصوف اور کتاب مرآۃ الاولیاء	۸
(۵)	تصوف کے جملہ مسائل قرآن و حدیث میں ہیں	۹
(۶)	تصوف کا آغاز کب اور کہاں سے ہوا؟	۱۱
(۷)	تصوف کی حقیقت	۱۴
(۸)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف لانے کے چار مقاصد چوتھا مقصد تزکیہ	۱۶
(۹)	اسلام ۔ ایمان ۔ احسان	۲۱
(۱۰)	اسلام ۔ ایمان ۔ احسان کی تشریح از شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ	۲۵
(۱۱)	ایمان ۔ اسلام اور احسان کی حقیقت از حضرت مولینا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۷
(۱۲)	شریعت ۔ طریقت اور معرفت	۲۸
(۱۳)	مقام اجتباء اور مقام انابت	۲۸
(۱۴)	احسان پر ابن حجر کی تشریح	۲۹
(۱۵)	مقام مشاہدہ اور مقام مراقبہ میں فرق	۳۰
(۱۶)	احسان پر نوویؒ اور سندھیؒ کی تشریح	۳۲
(۱۷)	احسان پر حضرت قاضی ثناء اللہ مجددی کی تشریح	۳۵
(۱۸)	تصوف کی ضرورت	۳۸
(۱۹)	شیخ محمد شعیب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی	۴۲
(۲۰)	(الف) آباؤ اجداد	۴۳
(۲۱)	(ب) شیخ محمد شعیبؒ کی ولادت، بچپن اور تعلیم و تربیت	۴۶
(۲۲)	(ج) بیعت و خلافت، (د) تور ڈھیر کو واپسی (ر) چنگی کو ہجرت	۴۷
	(س) زندگی کے آخری ایام معرکہ نوشہرہ اور شہادت	۵۹
(۲۳)	شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کا مسلک تصوف مندرجات کتاب ۔	۵۳
	مرآۃ الاولیاء پردہ گمنامی میں پڑی رہی ہے	۶۲

Marfat.com

(۲۴) مرآۃ الاولیاء کے قلمی نسخے ۶۲

(۲۵) افتتاحی فاتحہ شریف۔ درود ابراہیمی۔ درود ابراہیمی لکھنے کی وجہ ۶۸

(۲۶) مرآۃ الاولیاء: تالیف کرنے کا سبب ۷۱

(۲۷) حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تولد کا بیان ۷۹

(۲۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کا بیان ۹۰

(۲۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا بیان ۹۱

(۳۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے وقت بعض عجیب و غریب واقعات کا بیان ۹۳

(۳۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت کا بیان اور وہ واقعات جو رضاعت کے وقت یا اس سے پہلے ظاہر ہوئے ۹۹

(۳۲) دودھ چھوڑنے کا بیان۔ شق صدر کا بیان ۱۱۳

(۳۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی وفات کا بیان ۱۲۰

(۳۴) عبدالمطلب کی وفات کا بیان ۱۲۲

(۳۵) نزول وحی کا بیان ۱۲۷

(۳۶) ان واقعات کا بیان جو نزول وحی سے پہلے ظاہر ہوئے ۱۲۷

(۳۷) نبوت ملنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کی کیفیت کا بیان ۱۲۹

(۳۸) معجزات کا بیان۔ معراج کا بیان ۱۳۳

(۳۹) مدینہ منورہ پہنچنے کا بیان اور استقبال انصار ۱۳۷

(۴۰) ہجرت کے پہلے سال کے بعض واقعات کا ذکر ۱۴۰

(۴۱) ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں آنحضرتؐ کا نزول ۱۴۱

(۴۲) حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۴۵

(۴۳) حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۵۲

(۴۴) حضرت امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۵۳

(۴۵) حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ ۱۵۴

(۴۶) حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۵۹

(۴۷) حضرت امیر المومنین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۶۰

(۴۸) (نسبت سلسلہ قادریہ اول) حافظ محمد بنی اسرائیلی سڑبنی قدس سرہ (مرشد شیخ محمد شعیب قدس سرہ) ۱۶۵

(۴۹) شیخ محمد صدیق بشوڑی قدس اللہ سرہ۔ شیخ محمد شاہ سدومی قدس اللہ سرہ۔ شیخ محمد نعیم کامہ قدس اللہ سرہ ۱۶۵

Marfat.com

(۵۰) شیخ مامون یوسف زئی قدس اللہ سرہ۔ شیخ حاجی بہادر کوہاٹی قدس اللہ سرہ۔ شیخ آدم بنوری قدس اللہ سرہ ۱۶۵

(۵۱) شیخ احمد کابلی سرہندی قدس اللہ سرہ ۱۶۵

(۵۲) (نسبت سلسلہ قادریہ دوم) (محمد صدیق از) اخوند محمد مؤمن گگری قدس اللہ سرہ ۱۶۶

(۵۳) شیخ شہباز قدس اللہ سرہ۔ شیخ حبیب پشاوری قدس اللہ سرہ۔ شیخ فرید الدین بن اخون پنجو باباؒ قدس اللہ سرہ ۱۶۶

(۵۴) از شیخ آدم بنوری از شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہما ۱۶۶

(۵۵) (نسبت سلسلہ چشتیہ صابریہ) شیخ احمد سرہندی از خواجہ عبدالاحد قدس سرہما) ۱۶۶

(۵۶) از خواجہ عبدالقدوس گنگوہی۔ از خواجہ محمد عارف۔ از خواجہ احمد عبدالحق۔ از جلال الدین پانی پتی ۱۶۶

(۵۷) از خواجہ علاؤالدین علی صابر قدس اللہ اسرارھم ۱۶۷

(۵۸) فریدالدین گنج شکر قدس اللہ سرہ ۱۶۷

(۵۹) خواجہ اوشی کاکی قدس اللہ سرہ ۱۷۱

(۶۰) خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ ۱۷۲

(۶۱) شیخ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ ۱۷۴

(۶۲) خواجہ شریف زندجانی قدس اللہ سرہ ۱۷۵

(۶۳) خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ ۱۷۵

(۶۴) خواجہ یوسف بن محمد سمعان قدس اللہ سرہ ۱۷۶

(۶۵) خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ ۱۷۷

(۶۶) خواجہ ابواحمد ابدال چشتی قدس اللہ سرہ ۱۷۷

(۶۷) خواجہ ابواسحاق شامی قدس اللہ سرہ ۱۷۸

(۶۸) شیخ علی دینوری قدس اللہ سرہ ۱۷۸

(۶۹) خواجہ بصیرہ بصری قدس اللہ سرہ ۱۷۸

(۷۰) خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہ ۱۷۹

(۷۱) سلطان ابراہیم بن ادھم قدس اللہ سرہ ۱۷۹

(۷۲) فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہ ۱۸۰

(۷۳) خواجہ عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہ ۱۸۱

(۷۴) خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ ۱۸۱

Marfat.com

(۷۵) (نسبت سلسلہ نقشبندیہ) شیخ احمد سرہندی از خواجہ باقی باللہ۔ از حضرت خواجگی امکنگی ۱۸۵
(۷۶) خواجہ درویش محمد قدس اللہ سرہ ۱۸۵
(۷۷) حضرت محمد قاضی قدس اللہ سرہ ۱۸۶
(۷۸) خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ ۱۹۱
(۷۹) خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کا لوگوں کی خدمت اور لوگوں پر شفقت کا ذکر ۱۹۵
(۸۰) مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ ۱۹۸
خواجہ علاؤ لدین قدس سرہ ۲۰۲
(۸۱) خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ ۲۰۹
(۸۲) سید امیر کلال قدس اللہ سرہ ۲۱۲
(۸۳) خواجہ محمد بابا سماسی قدس اللہ سرہ ۲۱۴
(۸۵) خواجہ علی رامتنی قدس اللہ سرہ ۲۱۵
(۸۶) خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس اللہ سرہ ۲۱۷
(۸۷) خواجہ عارف ریوگری قدس اللہ سرہ ۲۱۸
(۸۸) خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس اللہ سرہ ۲۱۸
(۸۹) (کلمات قدسیہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس اللہ سرہ) ۲۲۱
(الف) ہوش در دم۔ ۲۲۱
(ب) نظر بر قدم۔ ۲۲۲
(ج) سفر در وطن۔ ۲۲۲
(د) خلوت در انجمن۔ ۲۲۳
(ر) یاد کرد۔ ۲۲۴
(س) باز گشت۔ ۲۲۵
(ص) نگہداشت۔ ۲۲۶
(ط) یادداشت۔ ۲۲۷
(ع) وقوف زمانی۔ ۲۲۷
(ف) وقوف عددی۔ ۲۲۸
(ک) وقوف قلبی ۲۲۹
(۹۰) خواجہ یوسف ہمدانی قدس اللہ سرہ ۲۳۰
(۹۱) شیخ ابوعلی فارمدی قدس اللہ سرہ ۲۳۱
(۹۲) شیخ ابوقاسم گرگانی قدس اللہ سرہ ۲۳۱

Marfat.com

(۹۳) شیخ ابوعثمانی مغربی قدس اللہ سرہ ۲۴۳
(۹۴) شیخ ابوعلی کاتب قدس اللہ سرہ ۲۴۵
(۹۵) شیخ ابوعلی رودباری قدس اللہ سرہ خواجہ عبداللہ سری بن مفلس السقطی قدس اللہ سرہ ۲۴۵
(۹۶) حضرت معروف کرخی قدس اللہ سرہ ۲۴۶
(۹۷) حضرت داؤد طائی قدس اللہ سرہ ۲۴۷
(۹۸) شیخ حبیب داعی قدس اللہ سرہ (از حسن بصری۔ از علی کرم اللہ وجہ الخ) ۲۴۸
(۹۹) (شیخ ابوالقاسم گرگانی۔ از) شیخ ابوالحسن الخرقانی قدس اللہ سرہ ۲۴۹
(۱۰۰) شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ ۲۵۲
(۱۰۱) امام جعفر صادق قدس اللہ سرہ ۲۵۳
(۱۰۲) قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۵۴
(۱۰۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۵۴
(۱۰۴) امام محمد باقر قدس اللہ سرہ ۲۶۲
(۱۰۵) امام زین العابدین قدس اللہ سرہ ۲۶۳
(۱۰۶) (نسبت سلسلہ قادریہ سوم) ۲۶۴
(شیخ احمد سرہندی۔ از) شاہ سکندر۔ از شاہ کمال کیتلی۔ از خواجہ فضیل۔ از سید گوائی شمس الدین۔ از خواجہ شمس العارف۔ از خواجہ ابوالحسن۔ از سید گدائی رحمٰن۔ از شمس الدین صحرائی۔ از سید عبدالوہاب۔ از شرف الدین۔ از سید عبدالرزاق۔ از عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارھم ۲۶۴
(۱۰۷) شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ ۲۶۴
(۱۰۸) شیخ ابوسعید مبارک قدس اللہ سرہ ۲۷۷
(۱۰۹) شیخ حماد دباس قدس اللہ سرہ ۲۷۸
(۱۱۰) (شیخ ابوسعید مبارک۔ از) شیخ ابوالحسن الھکاری قدس اللہ سرہ ۲۷۸
(۱۱۱) شیخ ابوالفرح طرطوسی قدس اللہ سرہ ۲۷۹
(۱۱۲) شیخ عبدالواحد تمیمی قدس اللہ سرہ ۲۷۹
(۱۱۳) شیخ ابوبکر شبلی قدس اللہ سرہ ۲۷۹
(۱۱۴) خیر النساج قدس اللہ سرہ ۲۸۱
(۱۱۵) شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ ۲۸۲
(۱۱۶) شیخ عبداللہ سری بن مفلس السقطی قدس اللہ سرہ ۲۸۷
(۱۱۷) شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہ ۲۸۸
(۱۱۸) شیخ داؤد طائی قدس اللہ سرہ ۲۸۹

Marfat.com

(۱۱۹) شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ ۲۹۰
(۱۲۰) حضرت حسن بصری قدس اللہ سرہ (از حضرت علی کرم اللہ وجہ، نسبت ۲۹۱
سلسلہ قادریہ چہارم
(۱۲۱) اخوند محمد صدیق۔ (مرشد مرشد شیخ محمد شعیب) از شیخ جنید پشاوری۔ از ۲۹۲
شیخ احمد ملتانی۔ از شاہ عالم دھلوی۔ از شاہ منور الہ آبادی۔ از شاہ دولا ۲۹۲
گجراتی۔ از شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارھم۔
(۱۲۲) ائمہ اربعہ کا ذکر۔ حضرت امام ابوحنیفہ کوفی قدس اللہ سرہ ۲۹۳
(۱۲۳) حضرت امام شافعی قدس اللہ سرہ ۳۰۶
(۱۲۴) حضرت امام مالک قدس اللہ سرہ، حضرت امام احمد قدس اللہ سرہ ۳۰۶
(۱۲۵) حضرت امام ابو یوسف قدس اللہ سرہ ۳۰۸
(۱۲۶) حضرت محمد بن حسن شیبانی قدس اللہ سرہ ۳۰۸
(۱۲۷) پیر کامل کے علامات کا ذکر ۳۰۹
(۱۲۸) ستر ہزار حجاب اور چار اقدام کا ذکر ۳۱۷
(۱۲۹) تعبیر خواب کا ذکر ۳۲۰
(۱۳۰) ذکر سفر ۳۲۶
(۱۳۱) اھل عشق و محبت کی قربانی کا ذکر ۳۳۲
اصطلاحات تصوف ۳۳۸
(۱۳۲) اجنبی کی صحبت کا ذکر ۳۴۸
(۱۳۳) (ذکر مشائخ متفرقہ۔ (شیخ ابوتراب نخشبی قدس اللہ سرہ) ۳۵۲
(۱۳۴) شیخ احمد جام قدس اللہ سرہ ۳۵۲
(۱۳۵) مولانا عبد الرحمان جامی قدس اللہ سرہ ۳۵۴
(۱۳۶) مولانا عبد الغفور لاری قدس اللہ سرہ ۳۵۵
(۱۳۷) پیر علی ھجویری قدس اللہ سرہ ۳۵۷
(۱۳۸) مولانا جلال الدین رومی قدس اللہ سرہ ۳۵۸
(۱۳۹) محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ ۳۵۹
(۱۴۰) شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی قدس اللہ سرہ ۳۶۵
(۱۴۱) خواجہ حافظ شیرازی قدس اللہ سرہ ۳۶۷
(۱۴۲) شیخ سعدی شیرازی قدس اللہ سرہ ۳۶۷
(۱۴۳) شیخ بدیع الدین مدار قدس اللہ سرہ ۳۶۸
(۱۴۴) شاہ شجاع کرمانی قدس اللہ سرہ ۳۶۹
(۱۴۵) مولانا محمد شریف قدس اللہ سرہ ۳۶۹

Marfat.com

انتساب

میں اس ناچیز ترجمہ کو اصل کتاب مرآۃ الاولیاء کے مصنف غواص بحر معرفت دانائے اسرار حقیقت صاعد مدارج صدق و یقین حضرت شاہ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کے اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے ارشاد و ہدایت کے انوار آج بھی ان کے خلیفہ مجاز حضرت قطب زمان وحید عصر فرید دھر عبدالغفور صاحب معروف بہ اخوند صاحب سوات کے واسطہ سے سرحد و افغانستان اور ہندوستان کے لاکھوں مسلمانوں کے قلوب کو معمور و منور کئے ہوئے ہیں اور ان کے توسط سے حق تعالیٰ سے ملتجی ہوں کہ میری اس سعی و جہد کو بارآور فرما کر میرے حق میں ذخیرہ عقبیٰ بنائے اور میرے اور قارئین کرام کے قلوب کو اپنی محبت سے معمور فرمادے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

بود کہ صدر نشناں بارگاہ قبول کنند گوشہ چشمے بہ اہل صف تعال

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ و صحابہ

اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مصنف کے نگاہ کرم کا امیدوار

الفقیر ولی النبی کان اللہ لہ

بیکی ضلع مردان

Marfat.com

(مترجم مرآۃ الاولیاء)

فاضل جلیل حضرت شیخ الحدیث مولانا صاجزادہ ولی النبیؒ

استاد العلماء حضرت مولانا ولی النبی ابن ابو الظفر الشاہ غلام حیدر (۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء) بمقام بیکا شریف تحصیل لاہور ضلع صوابی میں پیدا ہوئے آپ درانی خاندان کے چشم و چراغ تھے آپ کے والد ماجد اپنے دور کے روحانی رہنما تھے، زمینداری پیشہ تھا اور تمام پختونوں کے ہاں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے حضرت ضیاء معصوم مجددیؒ سے چاروں سلسلوں میں مجاز تھے۔

حضرت مولانا ولی النبیؒ نے تمام علوم دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں حاصل کر کے وہیں ۱۹۳۶ء میں سند فراغت حاصل کی حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ کے علاوہ درجہ ذیل علماء کرام سے بھی شریف تلمذ حاصل کیا۔

(۱) مولانا مفتی امتیاز احمدؒ (۲) مولانا عبد المجیدؒ (۳) مولانا عبد الحئیؒ (۴) مولانا عبد اللہ قندھاریؒ (۵) حضرت مولانا صدر شریعت امجد علیؒ

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے پیر و مرشد کے بچوں کو پڑھانا شروع کیا شرح جامی اور نور الانوار تک کتابیں پڑھانے کے بعد اپنے پیر و مرشد کی اجازت سے اپنے آبائی گاؤں بیکا شریف میں قدیم طریقہ تعلیم کے مطابق فلسفہ منطق ہیئت اور حکمت کی کتابیں پڑھانی شروع کیں آپ سے شرح چمغنی، صدرا اور قاضی مبارک وغیرہ پڑھنے کے لئے دور دراز سے تشنگان علوم آتے رہے اور اپنی علمی تشنگی بجھاتے رہے آپ کا زندگی بھر واحد مشغلہ مطالعہ اور درس حدیث و درس و تدریس رہا آپ کا مطمح نظر صرف یہ تھا جہاں تک ممکن ہو دین کے

Marfat.com

(۱۴۶)	مولانا شمس الدین تبریزی قدس اللہ سرہ	۳۷۰
(۱۴۷)	مخدوم جہانیاں قدس اللہ سرہ	۳۷۰
(۱۴۸)	شیخ فرید الدین عطار قدس اللہ سرہ	۳۷۱
(۱۴۹)	حکیم سنائی غزنوی قدس اللہ سرہ	۳۷۲
(۱۵۰)	شیخ نصیر الدین چراغ دھلوی قدس اللہ سرہ	۳۷۳
(۱۵۱)	امام محمد غزالی قدس اللہ سرہ	۳۷۴
(۱۵۲)	شیخ علی بن ہیتی قدس اللہ سرہ	۳۷۴
(۱۵۳)	شیخ بقاء ابن بطوء قدس اللہ سرہ	۳۷۶
(۱۵۴)	شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ سرہ	۳۷۷
(۱۵۵)	شیخ سید احمد بن ابوالحسن رفاعی قدس اللہ سرہ	۳۷۸
(۱۵۶)	شیخ ابومحمد مرتعش قدس اللہ سرہ	۳۸۰
	حضرت ابوعمر زجاجی قدس اللہ سرہ	۳۸۱
(۱۵۷)	شیخ سہل بن عبداللہ تستری قدس اللہ سرہ	۳۸۲
(۱۵۸)	شیخ سفیان ثوری قدس اللہ سرہ	۳۸۴
(۱۵۹)	شیخ ابراہیم بن خواص قدس اللہ سرہ	۳۸۶
(۱۶۰)	شیخ عمر بن عثمان قدس اللہ سرہ	۳۸۷
(۱۶۱)	شیخ حسین بن منصور حلاج قدس اللہ سرہ	۳۸۸
(۱۶۲)	شیخ ابوالحسن نوری قدس اللہ سرہ	۳۸۹
(۱۶۳)	(سلسلہ کبرویہ) شیخ نجم الدین کبریٰ قدس اللہ سرہ	۳۹۲
(۱۶۴)	شیخ محمد عمویہ قدس اللہ سرہ	۳۹۴
(۱۶۵)	شیخ ابوالعباس نہاوندی قدس اللہ سرہ	۳۹۴
(۱۶۶)	شیخ رویم قدس اللہ سرہ	۳۹۵
(۱۶۷)	(سلسلہ سہروردیہ)	۳۹۵
(۱۶۸)	شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ	۳۹۵
(۱۶۹)	ذکر ازواج طاہرات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۹۶
(۱۷۰)	حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۹۷
(۱۷۱)	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۹۸
(۱۷۲)	حضرت زینبہ بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۴۰۰
(۱۷۳)	حضرت زینبہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۴۰۰
(۱۷۴)	حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۴۰۱
(۱۷۵)	حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۴۰۱

Marfat.com

(۱۷۶) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴۰۲
(۱۷۷) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴۰۲
(۱۷۸) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴۰۳
(۱۷۹) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴۰۳
(۱۸۰) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴۰۴
(۱۸۱) ذکر اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۰۴
(۱۸۲) ذکر اعمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۰۶
(۱۸۳) ذکر عمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۰۸
(۱۸۴) ذکر موالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۰۸
(۱۸۵) ذکر خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۱۲
(۱۸۶) ذکر حارثان و پاسبانان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۱۲
(۱۸۷) ذکر سفراء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۱۳
(۱۸۸) ذکر کاتبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۱۴
(۱۸۹) ذکر نقباء و نجباء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۱۴
(۱۹۰) ذکر دواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۱۴
(۱۹۱) ذکر اسلحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۱۶
(۱۹۲) ذکر اشیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۱۷
(۱۹۳) ذکر وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۱۸
(۱۹۴) ذکر مراقبہ و تفکر ۴۲۰
حضرت شیخ علی ترمذی (المعروف پیر بابا) ۴۴۳
ان جگہوں کا بیان جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام زیادہ تاکید کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ ۴۴۹

Marfat.com

علم کو پھیلایا جائے اسی جذبہ کے تحت آپ نے کچھ عرصہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مدرسہ قادریہ رضویہ میں بھی پڑھایا حضرت غزالی دوران علامہ سید احمد سعید کاظمی کے اصرار پر کچھ عرصہ آپ نے انوار العلوم ملتان میں بھی پڑھایا حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب کی خواہش پر آپ نے جامعہ رضویہ (فیصل آباد) میں تشنگان علوم کو سیراب فرمانا منظور کیا یہاں آپ سے اکتساب علم کرنے والوں کی فہرست بڑی طویل ہے۔

اس کے بعد حضرت معین الملت علامہ محمد معین الدین قادری رضوی کے بہت زیادہ اصرار پر آپ نے جامعہ قادریہ رضویہ میں مسند درس حدیث کو رونق بخشی اور بائیس برس تک جامعہ قادریہ رضویہ میں آپ نے دورہ حدیث شریف کرایا کتب حدیث کے علاوہ آپ علوم وفنون دوسرے شائقین علوم کو پڑھاتے رہے اس دوران آپ بطور خاص منطق فلسفہ اور حکمت جیسی دشوار کتابیں پڑھاتے رہے جامعہ قادریہ رضویہ میں آپ سے دورہ حدیث کر کے سند فراغت حاصل کرنے والوں میں اکثر علماء کرام نے علمی میدان میں خاصا نام حاصل کیا۔

چند مشہور تلامذہ کے آسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) حضرت مولانا مفتی محمد حسین سکھر (۲) مولانا غلام رسول سعید کراچی (۳) حضرت مولانا مفتی محمد حسین عباس پور آزاد کشمیر (۴) حضرت مولانا سید زاہد علی شاہ فیصل آباد وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ علماء کرام کی کثیر تعداد آپ سے اکتساب علم کرنے کے بعد جہالت وگمراہی کے اندھیروں کو دور کرنے کے لئے علم کی شمعیں روشن کئے ہوئے ہیں۔

ایک دفعہ جب آپ موسم گرما کی تعطیلات میں بکا تشریف لائے تو

Marfat.com

آپ کی طبیعت کمزور تھی بلڈ پریشر اور شوگر کی معمولی شکایت تھی علاج کے باوجود طبیعت کی کمزوری بڑھتی چلی گئی آخر ۲۱ شوال ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۸۶ء بروز یکشنبہ بوقت پونے دس بجے صبح تبسم ریز ہونٹوں کے ساتھ جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے: ''من لم یشکر الناس لم یشکر الله''
ترجمہ: جس نے انسانوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا۔

اس بناء پر بندہ حضرت مولانا محمد اسحاق دامت برکاتہم کا بہت ممنون ہے کہ انہوں نے بندہ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا چونکہ وہ خوشنویس بھی ہیں اس لئے انہوں نے پورا دیباچہ لکھا اور فارسی میں بھی کافی مہارت رکھتے ہیں اس لئے بندہ کو بعض مقامات پر مفید مشوروں سے بھی نوازا خداوند کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

بندہ کے شکریہ کے سب سے زیادہ مستحق برادرم عبدالعزیز المعروف بہ حسن باچہ صاحب ہیں جنہوں نے زرکثیر خرچ کرکے اس کتاب کو چھاپنے کا انتظام کیا۔ ''فجزاهم الله احسن الجزاء''

میں انتہائی ممنون اور شکر گزار ہوں جناب محمد سلیم اقبال صاحب کا (خلیفہ حضرت شیخ جنید پشاوری) جن کی مخلصانہ اور مشفقانہ مشوروں سے یہ کتاب قارئین کے ہاتھوں تک پہنچی۔ کمپوزنگ میں آپ نے جو میری مدد کی شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس اس کے لئے الفاظ نہیں صرف اس دعائیہ جملہ پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ خداوند کریم انہیں دونوں جہانوں کی سرخروئی نصیب کریں اور انکے اخلاص کو قبول فرما کر آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنا دیں۔ ''فجزاهم الله خير الجزاء''

ننگ اسلاف صاحبزادہ محمد صالح جان نور ڈھیروی

۲۹ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۷ اپریل ۱۹۹۶ء

Marfat.com

پیش لفظ

ازحضرت مترجم شیخ الحدیث مولانا ولی النبی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

مبسملاً ومحمدلاً ومصلیاً موجودہ دور ابتلاء میں جہاں مسلمان احکام شرعیہ سے انحراف کی وجہ سے اغیار کے ہاتھوں تختہ مشق بنے ہوئے ہیں باہمی اختلاف کے باعث کثرت تعداد میں ہوتے ہوئے ان کی رعب وہیبت دشمنوں کے دلوں سے یکسر ختم ہوچکی ہے اعداء کی ستم ظریفیاں نئی نئی صورتوں میں ظاہر ہوکر ان کے ساتھ کھیل رہی ہیں اور حق تعالیٰ کے فرمان (ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم) کی اعلان کے بجائے اس کے، کہ تنبیہ پائیں آنکھیں بند کئے کانوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے لاشعوری طور پر انجام کے انتظار میں پڑے ہیں اور مجموعی طور سے قوم کی حیات میں جو امور شرعاً وعقلاً ضروری ہیں، عملی حیثیت سے ان کے قویٰ ان سے مفلوج ہوچکے ہیں فقط زبانی ادعائے اسلام پر اکتفا کرتے ہیں بجائے اس کے کہ اسوۃ حسنہ کی اقتداء کریں، زندگی کے بحر متلاطم میں ان کی نظریں مغرب کی طرف سے اٹھتے ہوئے امواج پر مرکوز ہیں جس نے ان کو ہراساں کردیا ہے ترقی کے راز کو مغرب کی تقلید میں مضمر سمجھتے ہیں عشوہ گراں یورپ کے ہر طرز وادا پر ناچنا اور تھرکنا ان کا محبوب مشغلہ بن چکا ہے طبقہ امراء اگر مذہب کا نام لیتا ہے بھی تو صرف عوام کو دھوکہ دے کر اقتدار حاصل کرنے کے لئے، بعض تو سوشلزم کو ترقی کی راہ قرار دیتے ہیں اور کوئی امریکہ کے طرز روش میں رطب اللسان ہے، اگر یہ بد کتے ہیں تو اسلامی احکام پر عمل کرنے سے، عوام حیران ہیں کہ ان سے کیوں نجات حاصل کریں۔

بوئے گلِ نالہِ دل دود چراغ محفل

Marfat.com

جو تیری بزم سے نکلا۔ سو پریشان نکلا

مسلمانوں پر یہ مصائب مذہب سے لاپرواہی کی وجہ سے نازل ہیں جس سے ہماری تمدن اور معاشرت تشتت و انتشار کے سمندر میں غرق ہو رہی ہے ادھر عملی حیثیت سے دیکھیں تو ہمارے مخالفین اسلامی اصول پر باوصف کفر کے گامزن ہو کر بام ترقی پر عروج و ارتقاء کی منزلیں طے کر رہے ہیں یہ تو سیاسی اعتبار سے ہماری قوم کی زبوں حالی ہے مذہبی اعتبار سے دیکھیں تو مخبر صادق ﷺ نے جن باتوں کی پہلے سے خبر دی ہے اور قریب قیامت کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں وہ ظاہر ہو چکی ہیں مگر قدرے قلیل جن کے ظہور میں ابھی انتظار ہے جن کا صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث میں مفصل بیان حسب واقع موجود ہے اسی طرح عقائد کے اعتبار سے مختلف فرقوں کا وجود ہے اور وہ سب حقانیت کے مدعی ہیں یہ موقع تفصیل کا نہیں، خوارج ہی کو لیجئے جن کے متعلق کنز العمال میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیش گوئیاں اور ان سے قتال کا بیان موجود ہے اسی طرح بخاری شریف میں ملاحم کے بیان میں ان کا ذکر ہے اور شرار خلق اللہ ان کو قرار دیا جا چکا ہے وجہ بھی مذکور ہے کہ کفار و مشرکین کے متعلق جن آیتوں کا ورود ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر چسپاں کرتے ہیں بعینہ آج بھی یہی حالت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے قرآن پاک کے ترجمہ کا دورہ جگہ جگہ شروع ہے جن میں نظر استعانت اور سماع اموات جیسے مسائل پر اپنے ذوق کے مطابق زور دیا جاتا ہے ہر کہ ومہ کچھ مذہبی معلومات پیدا کر کے اپنی رائے سے نئی راہ تلاش کرتے اپنے ہمنوا پیدا کر کے (اعجاب کل ذی رای برائید) کے مصداق بن گئے غرضیکہ فتنوں کا دور دورہ ہے اگر کوئی نو مسلم اسلام میں داخل ہو تو ان اختلافات کو دیکھ کر وہ متحیر رہے گا کہ کس جماعت میں داخل ہو ہاں ایک صوفیائے کرام کا گروہ ہے

Marfat.com

جنھوں نے خاموشی کی حالت میں اسلام کی خدمت کی ہے اگرچہ موجودہ ناخلف لوگوں نے اس مسلک کی بھی اپنی نااہلی کی بناء پر صورت مسخ کر ڈالی ہے لیکن ہمارا کلام ان پاک اور مقدس ہستیوں کے متعلق ہے جن کی عملی زندگی اسلام کی جیتی جاگتی تصویر تھی جن کی صحبت میں بیٹھ کر خداوند تعالیٰ یاد آجاتا اس کی جلال کی ہیبت وخشیت کی کیفیت دل پر طاری ہوتی حضور غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ ہی کو لے لیجئے تاریخ شاہد ہے کہ ان کے دست حق پرست پر روزانہ کتنے نومسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے آج بھی اگر عقائد باطلہ کی ظلمت کے تلاطم سے محفوظ ہیں تو وہی لوگ جو ان بزرگان کے دامن سے کسی نہ کسی طرح کا تعلق رکھتے ہیں اور ان کے حالات سے وقوف رکھتے ہیں ان حالات میں بعض اعزہ واقارب نے کتاب مرآۃ الاولیاء مصنفہ حضرت شیخ محمد شعیب رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ کی طرف توجہ دلائی چونکہ اصل کتاب فارسی میں ہے سوائے خواص کے عوام اس سے استفادہ نہیں کر سکتے حضرت ممدوح والا کے جسمانی و روحانی علائق کوملحوظ رکھتے ہوئے میں نے اپنی سعادت سمجھی اور حضور کی کرم نوازی جانی کہ اس ناچیز سے یہ خدمت متعلق فرمائی حق تعالیٰ میرے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور بزرگان دین کی محبت میرے لئے ذریعہ نجات مقرر فرمائے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز و صل اللہ علی سیدنا و مولانا و نور قلوبنا و نور بیوتنا و نور قبورنا محمد و علی الہ و اصحابہ و اولیاء امتہ متبعیھم کما تحب و ترضی

Marfat.com

حقیقت تصوف اور کتاب مرآۃ الاولیاء

از

صاحبزادہ محمد صالح جان

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمد للہ نحمدہ و سبحانہ ماعظم شانہ لایحد ولایتصور ولا ینتج عن الجنس والجھات جعل الکلیات والجزئیات الایمان بہ نعم التصدیق والاعتصام بہ حبذ التوفیق و صلی اللہ تعالیٰ علی من بعث بالدلیل فیہ شفاء لکل علیل وعلی الہ واصحابہ الذین ھم مقدمات الدین وحجج الھدایۃ والیقین O وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین

بیحد حمد وستائش ہے اس ذات رب ذوالجلال کے لئے جس نے جملہ مخلوقات میں سے نسل آدم علیہ السلام کو اشرف المخلوقات اور پھر اولاد آدم علیہ السلام میں سرکار دوعالم ﷺ کو افضل الرسل ﷺ اور آپ کی امت کو خیر الامم بنایا۔

بے حد درود وسلام ہو اس ذات بابرکات ﷺ پر جس کو خداوند کریم نے رحمۃ اللعالمین بنا کر اور "وانک لعلی خلق عظیم" جیسے عظیم خطاب سے نوازا، اور امت کے لئے بہترین مثالی نمونہ بنا کر بھیجا اور درود وسلام ہو، ان صحابہ کرامؓ اور آل عظام پر جنہوں نے دنیا کے گوشے گوشے تک دین اسلام پہنچایا اور اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر سنت نبوی ﷺ کی حفاظت کر کے امت محمدیہ کے سپرد کر دیا۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کے اصحاب کرامؓ کے نقش قدم پر چل کر دنیاوی جاہ وجلال کو ٹھوکر مار کر اُخروی زندگی کو سنوار کر دونوں جہانوں کی سرخروئی حاصل کی یہ وہ لوگ ہیں جو صوفیائے عظام اہل تصوف اور اہل طریقت کے نام سے مشہور ہوئے۔

Marfat.com

اس پر فتن دور اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں جو ان حضرات کے بارے میں افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں ان میں سے ایک تو وہ خشک علماء ہیں جو تصوف سے قرآن و حدیث کو خالی سمجھتے ہیں اور دوسرے غالی صوفی ہیں جن کا خیال ہے کہ قرآن و حدیث میں تو صرف ظاہری احکام ہیں اور تصوف ایک باطنی چیز ہے ان کے نزدیک نعوذ باللہ قرآن و حدیث کی ضرورت ہی نہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ تصوف کے صحیح اصول قرآن و سنت سے ثابت ہیں چنانچہ مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی چشتی صابریؒ "طریق القلندر" کے صفحہ ۲۲ پر یوں رقم طراز ہیں۔

"تصوف کے اصول صحیحہ, قرآن اور حدیث میں سب موجود ہیں اور یہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ تصوف قرآن اور حدیث میں نہیں ہے بالکل غلط ہے یعنی غالی صوفیوں کا بھی یہی خیال ہے اور خشک علماء کا بھی کہ تصوف سے قرآن و حدیث خالی ہے مگر دونوں غلط سمجھے خشک علماء یہ کہتے ہیں کہ تصوف کوئی چیز نہیں یہ سب واہیات ہیں بس نماز، روزہ، قرآن و حدیث سے ثابت ہے اسی کو کرنا چاہئے یہ صوفیوں نے کہاں کا جھگڑا نکالا ہے تو گویا ان کے نزدیک قرآن و حدیث تصوف سے خالی ہے اور غالی صوفی یوں کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں تو ظاہری احکام ہیں تصوف علم باطن ہے ان کے نزدیک نعوذ باللہ قرآن و حدیث ہی کی ضرورت نہیں غرض دونوں فرقے قرآن و حدیث کو تصوف سے خالی سمجھتے ہیں پھر اپنے اپنے خیال کے مطابق ایک نے تصوف کو چھوڑ دیا اور دوسرے نے قرآن و حدیث کو"۔

Marfat.com

"اے صاحبو! کیا غضب کرتے ہو، خدا سے ڈرو۔ اس کے متعلق میں نے دو مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ایک تو ''حقیقت وطریقت'' جس میں مسائل تصوف کی حقیقت احادیث سے ثابت کی گئی ہے ایک رسالہ مستقل ''مسائل السلوک'' جس میں صاف طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ تصوف کے مسائل قرآن مجید سے بھی ثابت ہیں ان دونوں کتابوں سے معلوم ہوگا کہ قرآن و حدیث تصوف سے لبریز ہیں اور واقعی وہ تصوف ہی نہیں جو قرآن و حدیث میں نہ ہو غرض جتنے صحیح اور مقصود مسائل تصوف کے ہیں وہ سب قرآن و حدیث میں موجود ہیں (۱)"

مذکورہ بالا عبارت سے بخوبی ثابت ہوا کہ تصوف کے جملہ مسائل قرآن و حدیث سے ثابت ہیں حضرت مولانا اشرف علی قدس سرہ " تفصیل الدین " کے صفحہ ۵۹ پر یوں لکھتے ہیں " غور سے سن لیجئے کہ دین (شریعت) کے پانچ (۵) اجزاء ہیں ایک جزو تو عقائد کا ہے کہ دل سے اور زبان سے یہ اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ نے جس چیز کی جس طور پر خبر دی وہی حق ہے (اس کی تفصیل کتب عقائد سے معلوم ہوگی) دوسرا جزو عبادات ہیں یعنی نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ تیسرا جزو معاملات ہیں یعنی احکام نکاح وطلاق وحدود وکفارات و بیع و شراء (خرید وفروخت) واجارہ وزراعت وغیرہ اور ان کے جزو دین ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ شریعت یہ سکھاتی ہے کہ کھیتی یوں بویا کرو اور تجارت فلاں فلاں چیز کی کرو بلکہ ان میں شریعت یہ بتاتی ہے کہ کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرو اور اس طرح معاملہ نہ کرو جس میں نزاع (جھگڑے) کا اندیشہ ہو غرض جواز اور عدم جواز بیان کیا جاتا ہے چوتھا جزو معاشرت ہے یعنی اٹھنا، بیٹھنا، ملنا جلنا، مہمان بننا، کسی کے

(۱) صفحہ ۳۴ بحوالہ شریعت وطریقت ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

Marfat.com

گھر پر جانا کیونکر چاہئے اور اس کے آداب کیا ہیں؟ بیوی بچوں' عزیزوں' اجنبیوں اور نوکروں وغیرہ کے ساتھ کیونکر برتاؤ کرنا چاہئے پانچواں جز و تصوف ہے جس کو شریعت میں اصلاح نفس کہتے ہیں آج کل لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تصوف کے لئے بیوی بچوں (اور دوسرے دنیاوی اور معاشرتی امور) کو چھوڑنا پڑتا ہے یہ بالکل غلط ہے یہ جاہل صوفیوں کا مسئلہ ہے جو تصوف کی حقیقت کو نہیں جانتے غرض دین کے پانچ (۵) اجزاء ہیں ان پانچوں کے مجموعہ کا نام دین ہے اگر کسی میں ایک جز و بھی ان سے کم ہو تو وہ ناقص دین ہے جیسے کسی کا ایک ہاتھ نہ ہو تو وہ ناقص الخلقت ہے۔[1]

اب سوال یہ ہے کہ تصوف کا آغاز کب اور کہاں سے ہوا۔

اس بارے میں پروفیسر ڈاکٹر غلام ناصر مروت مقدمہ مرآۃ الاولیاء (فارسی) کے صفحہ ۳۱۔۳۰ پر یوں رقم طراز ہیں۔

"تصوف کا (اپنے اصطلاحی معنوں میں) باقاعدہ آغاز کب اور کہاں سے ہوا؟ اس بارے میں تھوڑا سا اختلاف پایا جاتا ہے جو چنداں اہمیت کا حامل نہیں تاہم مضمون کی تشنگی کو ختم کرنے کے لئے ان آراء میں سے چند ایک کا ذکر یہاں کئے دیتے ہیں۔

(الف) مولانا عبدالرحمان جامی (متوفی ۸۹۸ھ) ابو ہاشم صوفی قدس اللہ سرہ (معاصر ابو سفیان متوفی ۱۶۱ھ) جو اصلاً کوفہ کے تھے اور شام میں مقیم تھے کے احوال میں لکھتے ہیں۔ "اول کسیکہ ویرا صوفی خواندند وے بود و پیش از وے کسے را بایں نام نہ خواندہ بودند وہمچنیں اول خانقاہی کہ برائے صوفیاء بنا کردند۔

(۱) صفحہ نمبر ۲۹ بحوالہ شریعت وطریقت ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

Marfat.com

آنست بہ رملہ شام"۔ ترجمہ: پہلا وہ شخص جسے صوفی کہا گیا اور اس سے پہلے کسی کو اس نام سے نہ یاد کیا گیا اسی طرح پہلی خانقاہ جو صوفیوں کے لئے بنائی گئی وہ ہے جو رملہ شام میں ہے۔ (۱)

(ب) ۔ علامہ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) رقم طراز ہیں کہ صوفیاء کی جماعت سب سے پہلے بصرہ سے ظاہر ہوئی اور سب سے پہلے جس نے خانقاہ بنائی عبدالواحد بن زید (متوفی ۱۷۷ھ) کے مرید تھے اور عبدالواحد بن زید حسن بصری (متوفی ۱۱۰ھ) کے خلفاء میں سے تھے اور اس زمانہ میں بصرہ میں سب جگہوں سے زیادہ زہد، عبادات اور خوف خداوندی میں اہتمام پایا جاتا تھا اور اسی وجہ سے یہ مقولہ مشہور تھا کہ فقہ کوفی ہے اور عبادت بصری۔ (۲)

(ج) حضرت شاہ گل حسن قلندر قادری اپنی تالیف تعلیم غوثیہ میں فرماتے ہیں ۱۴۹ھ میں حضرت شیخ الوان نے بمقام جدہ طریق تصوف کو ایک سلسلہ کی صورت میں مرتب کر کے اس سلسلے کا نام الوانیہ رکھا کئی لاکھ آدمی اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔ (۳)

(د) شہرہ آفاق محدث اور صوفی بزرگ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری (المتوفی ۴۶۵ھ) فرماتے ہیں صحابہؓ کے بعد جب دوسرے زمانہ کے لوگ آئے تو صحابہ کی صحبت میں رہنے والوں کو تابعین کہا گیا پھر ان کے بعد کے لوگوں کو اتباع التابعین کہا گیا اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا چنانچہ اس خاص قسم کے لوگوں کو جنہیں دینی امور کے ساتھ خاص لگاؤ تھا زاہد اور عابد کہنے

(۱) بحوالہ نفحات الانس مرتبہ توحیدی پور طبع کتاب فروش محمودی طہران
(۲) بحوالہ فتاوی ابن تیمیہ طبع رباط المغرب جلد ۱۱ صفحہ ۶۔
(۳) بحوالہ تعلیم غوثیہ الموسوم بہ "مرآۃ الوحدت" طبع نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۷ء صفحہ نمبر ۳۲

Marfat.com

لگے پھر بدعتیں رونما ہونے لگیں ہر فرقہ مدعی بن بیٹھا کہ ان میں زاہد پائے جاتے ہیں چنانچہ اہل سنت میں سے ان خاص لوگوں نے جنہوں نے اپنے انفاس کو اللہ کے لئے وقف کرلیا اور اپنے دلوں کو غفلت طاری ہونے سے محفوظ کرلیا اپنے لئے ایک الگ نام "تصوف" رکھ لیا ان بزرگوں کے لئے یہ نام دوسری صدی ہجری سے پہلے مشہور ہو چکا تھا۔ (۱)

مندرجہ بالا اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیسری صدی ہجری کے نصف آخر تک تصوف کا اصل رنگ قائم تھا نام تصوف کا استعمال ہو یا زہد وقناعت اور تقویٰ و پرہیزگاری کا بہر حال روح ایک تھی۔

تصوف اور صوفی کا لغوی معنی کیا ہے اور یہ کس لفظ سے مشتق ہے اس پر حضرت علی ہجویریؒ " کشف المحجوب " صفحہ ۹۰ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''تصوف'' اور ''صوفی'' دراصل لفظ ''صفا'' سے مشتق ہے اس کی ضد کدر (کدورت) ہے پس جس شخص نے اپنے اخلاق اور معاملات کو مہذب بنایا اور اپنی طبعیت کو کدورتوں، کھوٹ اور میل سے پاک صاف کرلیا اور اسلام یعنی حق تعالیٰ کی سچی عبودیت کا وصف اپنے اندر پیدا کیا تو وہ صوفی بن گیا اور اہل تصوف میں شامل ہو گیا گویا صفا کی اصل غیر اللہ سے دل کو منقطع اور دنیائے غدار سے دل کو خالی کرلینا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ دونوں صفات بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔

اس بارے میں مجدد الف ثانی فرماتے ہیں "مراتب ولایت میں سے انتہائی مرتبہ مقام عبدیت ہے اور ولایت کے درجوں میں مقام عبدیت سے

---

(۱) بحوالہ رسالہ قشیریہ طبع مصر ۱۳۳۰ھ صفحہ ۷

Marfat.com

ادھر (آگے) کوئی مقام نہیں .... سیر و سلوک سے مقصود نفس امارہ کا تزکیہ اور پاک کرنا ہے تاکہ جھوٹے خداؤں کی عبادات سے جو نفسانی خواہشات کے وجود سے پیدا ہوتی ہیں، نجات حاصل ہو جائے اور حقیقت میں خدائے واحد برحق کے سوا کوئی توجہ کا قبلہ نہ رہے۔ (۱)

باطن کے متعلق دو قسم کے اوصاف ہیں ایک محمود دوسرے مذموم۔ سو حقیقت اصلاح کی یہ ہے کہ اوصاف محمودہ کو پیدا کرے اور اوصاف مذمومہ کو دور کرے، پہلے کو تحلیہ کہتے ہیں اور دوسرے کو "تخلیہ" اور "تجلیہ" کہتے ہیں۔ اسی طریق تحصیل ولایت کے جاننے کا نام عرف میں تصوف ہو گیا۔ (۲)

تصوف کی حقیقت

حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں۔ "التصوف خلق فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی التصوف"، یعنی تصوف نیک خوئی کا نام ہے جتنا کوئی شخص نیک خوئی میں بڑھا ہوا ہوگا اتنا ہی تصوف میں بڑھ کر ہوگا۔

اور اخلاق (نیک خوئی) کے دو اجزاء ہیں۔ ایک خالق کے ساتھ اخلاق اور دوسرا مخلوق کے ساتھ اخلاق۔ خدا کے ساتھ اخلاق اور نیک خوئی برتنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس کی قضاء پر راضی ہو، اس کے کسی فیصلہ پر اسے شکایت نہ پیدا ہو، اس کا ہر فیصلہ اسے بسر و چشم اور سر بسر تسلیم ہو۔

مخلوق کے ساتھ اخلاق اور نیک خوئی یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ اس کے

(۱) بحوالہ مکتوب صفحہ نمبر ۳۰ دفتر اول مکتوبات شریف مجدد الف ثانی کشف المحجوب از میاں طفیل احمد
(۲) بحوالہ شریعت و طریقت صفحہ نمبر ۴۹

Marfat.com

تعلق سے جو ذمہ داریاں اس پر عائد ہوتی ہیں ان کو خدا کے لئے اٹھائے اور خدا ہی کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے ان کو ادا کرے اس کام میں کوئی اور غرض اس کے سامنے نہ ہو۔

حضرت مرتعشؒ فرماتے ہیں کہ تصوف نیک اخلاق کا نام ہے (التصوف حسن الخلق) اور اس کی تین قسمیں ہیں ایک خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ نیک خلقی جس کا مطلب اس کے تمام احکام کی سر مو ریا کے بغیر اور پورے اخلاص کے ساتھ تعمیل اور اطاعت ہے۔ دوسرے مخلوقات کے ساتھ نیک خلقی جس کے معنی بزرگوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت اور اپنے ہم رتبہ لوگوں کے ساتھ برابری اور مساوات کا برتاؤ کرنا اور اس کے بدلے میں کسی بدلے کی خواہش نہ رکھنا۔ تیسری قسم کی نیک خلقی یہ ہے کہ شیطان اور خواہشات نفسانی کی پیروی ہرگز نہ کی جائے۔ (۱)

شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی تعریف کا عنوان مقرر کرتے ہوئے اس کے تحت "شریعت وطریقت" صفحہ ۳۴ پر مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں۔

"شریعت احکام تکلیفیہ کے مجموعہ کا نام ہے اس میں اعمال ظاہری اور باطنی سب آ گئے اور متقدمین کی اصطلاح میں لفظ فقہ کو اس امر کا مترادف (یعنی ہم معنی) سمجھا جاتا ہے جیسے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے" معرفة النفس مالها وما عليها" (یعنی نفس کے نفع اور نقصان کی چیزوں کو پہچاننا) پھر متاخرین کی اصلاح میں شریعت کے جزو متعلق باعمال ظاہرہ کا نام

(۱) کشف المحجوب صفحہ نمبر ۸۸،۸۹ ترجمہ میاں طفیل احمد

Marfat.com

فقہ ہو گیا اور دوسرے جز و متعلق باعمال باطنہ کا نام "تصوف" ہو گیا اور ان اعمال باطنی کے طریقوں کو ''طریقت'' کہتے ہیں پھر ان اعمال کی درستی سے قلب میں جو جلاء اور صفاء پیدا ہوتا ہے اس سے قلب پر بعض حقائق کونیہ متعلقہ اعیان واعراض (حقائق و لوازمات) بالخصوص اعمال حسنہ و سیئہ' حقائق الہیہ صفاتیہ و فعلیہ بالخصوص معاملات بین اللہ و بین العبد (یعنی جو معاملات اللہ اور بندے کے درمیان ہیں) منکشف ہوتے ہیں ان مکشوفات کو ''حقیقت'' کہتے ہیں اور اس انکشاف کو ''معرفت'' کہتے ہیں اور اس صاحب انکشاف کو ''محقق'' اور ''عارف'' کہتے ہیں۔ (۱)

اب قارئین کرام کے اطمینان قلب اور تسلی کے لئے تصوف کے بارے میں ایک آیت کریمہ اور حدیث شریف بطور دلیل پیش کرتا ہوں بندہ کو اپنی کم علمی اور نا اہلی کا اعتراف ہے اس لئے بندہ اپنی طرف سے قرآن وحدیث کا ترجمہ اور اس کی تفسیر وتشریح نہیں کرسکتا بلکہ مفسرین اور محدثین کی تفسیر اور تشریح لکھتا ہوں۔

ارشاد ربانی ہے'' ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم O''

ترجمہ: اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھلائے ان کو کتاب اور تہہ کی باتیں اور پاک کرے ان کو بیشک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا۔ لفظ یزکیھم زکوۃ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں طہارت اور پاکی اور یہ لفظ ظاہری اور باطنی ہر طرح کی پاکی کے لئے بولا جاتا ہے۔ سورۃ البقرۃ کی اس آیت میں اور سورہ آل عمران اور

(۱) بحوالہ التکشف صفحہ نمبر ۱۱۱

Marfat.com

سورۃ جمعہ کی آیات میں آنحضرت ﷺ کے متعلق ایک ہی مضمون ایک ہی طرح کے الفاظ میں آیا ہے جن میں آنحضرت ﷺ کے اس دنیا میں تشریف لانے کے مقاصد یا آپ ﷺ کے عہد نبوت اور رسالت کے فرائض منصبی (۳) تین بیان کئے گئے ہیں۔ایک تلاوت آیات، دوسرے تعلیم کتاب وحکمت، تیسرے لوگوں کا تزکیۂ اخلاق وغیرہ۔

تیسرا فرض آنحضرت ﷺ کے فرائض منصبی میں تزکیۂ ہے جس کے معنی ہیں ظاہری و باطنی نجاسات سے پاک کرنا۔ظاہری نجاسات سے تو عام مسلمان واقف ہے باطنی نجاسات کفر اور شرک غیر اللہ پر اعتماد کلی اور اعتماد فاسد نیز تکبر و حسد، بغض، حب جاہ وغیرہ ہیں اگرچہ علمی طور پر قرآن وسنت کی تعلیم میں ان سب چیزوں کا بیان آگیا ہے لیکن تزکیہ کو آپ ﷺ کا جداگانہ فرض قرار دے کر اس کی طرف اشارہ کردیا گیا کہ جس طرح محض الفاظ کے سمجھنے سے کوئی فن حاصل نہیں ہوتا اسی طرح نظری وعملی طور پر فن حاصل ہوجانے سے اس کا استعمال اور کمال حاصل نہیں ہوتا جب تک کسی مربی کے زیر نظر اس کی مشق کرکے عادت نہ ڈالے سلوک وتصوف میں کسی شیخ کامل کی تربیت کا یہی مقام ہے کہ قرآن وسنت میں جن احکام کو عملی طور پر بتلایا گیا ہے ان کی عملی طور پر عادت ڈالی جائے۔

اب اس سلسلے کی دو باتیں اور قابل نظر ہیں

اول یہ کہ اللہ جل شانہ نے ابتداءآفرینش سے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے ہمیشہ ہر زمانہ میں خاتم الانبیاء ﷺ تک دو سلسلے جاری رکھے

Marfat.com

ایک آسمانی کتابوں کا، دوسرے اس کے تعلیم دینے والے رسولوں کا۔ جس طرح محض کتاب نازل فرما دینے کو کافی نہیں سمجھا اسی طرح محض رسول کے بھیجنے پر بھی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ دونوں سلسلے برابر جاری رکھے اللہ جل شانہ کی اس عادت اور قرآن کریم کی شہادت نے قوموں کی صلاح وفلاح کے لئے ان دونوں سلسلوں کو یکساں طور پر جاری فرما کر ایک بڑے علم کا دروازہ کھول دیا کہ انسان کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے نہ صرف کتاب کافی ہے، نہ کوئی مربی انسان بلکہ ایک طرف آسمانی ہدایات اور الٰہی قانون کی ضرورت ہے جس کا نام کتاب یا قرآن ہے دوسری طرف ایک معلم اور مربی انسان کی ضرورت ہے جو اپنی تعلیم و تربیت سے عام انسانوں کو آسمانی ہدایت سے روشناس کر کے ان کا خوگر بنائے کیونکہ انسان کا اصل معلم انسان ہی ہوسکتا ہے کتاب معلم یا مربی نہیں ہوسکتی ہاں تعلیم و تربیت میں معین و مددگار ضرور ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جس طرح اسلام کی ابتدا ایک کتاب اور رسول سے ہوئی اور ان دونوں کے امتزاج نے ایک صحیح اور اعلیٰ مثالی معاشرہ دنیا میں پیدا کر دیا اسی طرح آگے آنے والی نسلوں کے لئے بھی ایک طرف شریعت مطہرہ اور دوسری طرف رجال اللہ کا سلسلہ جاری رہا قرآن کریم نے اس کی ہدایتیں دی ہیں۔

ایک جگہ ارشاد ہوا ''یا ایھا الذین امنوا اتقو اللہ و کونوا مع الصادقین'' ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔

دوسری جگہ صادقین کی تعریف اور اوصاف بیان کر کے فرمایا۔

Marfat.com

''اولئک الذین صدقوا واُلیئک هم المتقون'' ترجمہ: یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیز گار۔

پورے قرآن کا خلاصہ سورۃ فاتحہ ہے اور سورۃ فاتحہ کا خلاصہ صراط مستقیم کی ہدایت ہے یہاں بھی صراط مستقیم کا پتہ دینے کی بجائے اس کو صراط القرآن یا صراط الرسول یا صراط السنۃ فرمایا جاتا کچھ اللہ والے لوگوں کا پتہ دیا گیا کہ ان سے صراط مستقیم حاصل کی جائے۔ ارشاد ہوا'' صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولاالضالین O ''یعنی صراط مستقیم ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہے نہ کہ ان لوگوں کا جو گمراہ ہوئے۔ دوسری جگہ ان کی مزید تعین اور توضیح قرآن میں وارد ہوئی جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔''اولئک الذین انعم الله علیهم من النبین والصدیقین والشهداء والصالحین O''

اسی طرح رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد کے لئے کچھ حضرات کے نام متعین کر کے دینی معاملات میں آپ رضی اللہ عنھم کا اتباع کرنے کی ضرورت فرمائی۔ ترمذی کی صحیح حدیث شریف میں ہے "یاایها الناس ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلو کتاب الله و عترتی اهل بیتی O "ترجمہ: اے لوگو! میں تمہارے لئے اپنے بعد میں' دو چیزیں چھوڑتا ہوں ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہنا تو تم گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب اللہ دوسری میری اولاد اور اہل بیت۔ اور صحیح بخاری کی حدیث میں ہے "اقتدو اُبالذین من بعدی ابی بکر و عمر" یعنی میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کا اتباع کرو (اور ایک حدیث میں ارشاد ہے) علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین

Marfat.com

○

ترجمہ: ''میرے طریقہ کو اختیار کرو اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو'' ....

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن کریم کی ان ہدایات اور رسول کریم ﷺ کی تعلیمات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ قوموں کی اصلاح و تربیت کے لئے ہر قرن اور ہر زمانے میں دو چیزیں ضروری ہیں قرآنی ہدایات اور ان کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کا سلیقہ حاصل کرنے کے لئے ماہرین شریعت اور اللہ والوں کی تعلیم و تربیت ...... بعض لوگ کتاب اللہ کو نظر انداز کر کے صرف علماء اور مشائخ ہی کو قبلہ مقصود بنا لیتے ہیں اور ان کے متبع شریعت ہونے کی تحقیق پیش کرتے ہیں یہ مرض دراصل یہود اور نصاریٰ کا ہے کہ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ یعنی ان لوگوں نے اپنے علماء و مشائخ کو اللہ کے سوا اپنا معبود اور قبلہ مقصود بنا لیا ظاہر ہے کہ یہ راستہ کفر و شرک کا ہے اور لاکھوں انسان اس راستہ میں برباد ہوئے اور ہو رہے ہیں اس کے مقابلے میں بعض لوگ وہ ہیں جو علوم قرآن و حدیث کے حل کرنے میں کسی معلم و مربی کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں ہمیں صرف اللہ کی کتاب کافی ہے نہ ماہر علماء کی ضرورت، نہ تربیت یافتہ مشائخ کی حاجت یہ دوسری گمراہی ہے جس کا نتیجہ دین و سنت سے نکل کر نفسانی اغراض کا شکار ہونا ہے...... آیت مذکورہ میں رسول کریم ﷺ کا تیسرا فرض منصبی تزکیہ قرار دیا گیا ہے تزکیہ کے معنی باطل نجاسات اور گندگیوں سے پاک کرنا ہے یعنی شرک و کفر اور عقائد فاسدہ سے نیز برے اخلاق، تکبر، حرص و طمع، بغض، و حسد، حب مال و جاہ وغیرہ سے پاک کرنا۔

تزکیہ کو تعلیم سے جدا کر کے مستقل مقصد رسالت اور رسول ﷺ کا فرض

Marfat.com

منصبی قرار دینے میں اس طرف اشارہ ہے کہ تعلیم کتنی ہی صحیح ہو محض تعلیم سے عادتاً اصلاح اخلاق نہیں ہوتی جب تک کسی تربیت یافتہ مربی کے زیر نظر عملی تربیت حاصل نہ کی جائے کیونکہ تعلیم کا کام درحقیقت سیدھا اور صحیح راستہ دکھا دینا ہے مگر ظاہر ہے کہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے محض راستہ جان لینا تو کافی نہیں، جب تک ہمت کر کے قدم نہ اٹھائے اور رستہ نہ چلے اور ہمت کا نسخہ بجز اہل ہمت کی صحبت اور اطاعت کے کچھ اور نہیں ورنہ سب کچھ جاننے سمجھنے کے بعد بھی حالت یہ ہوتی ہے۔

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

عمل کی ہمت وتوفیق کسی کتاب کے پڑھنے یا سمجھنے سے پیدا نہیں ہوتی اس کے لیے ایک ہی تدبیر ہے اللہ والوں کی صحبت اور ان سے ہمت کی تربیت حاصل کرنا اس کا نام تزکیہ ہے۔ قرآن کریم نے تزکیہ کو مقاصد رسالت میں ایک مستقل مقصد قرار دے کر تعلیمات اسلام کی نمایاں خصوصیت بتلایا ہے کیونکہ محض تعلیم اور ظاہری تہذیب تو ہر قوم اور ہر ملت میں کسی نہ کسی صورت سے کامل یا ناقص طریق پر ضروری سمجھی جاتی ہے۔ (۱)

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لایری علیہ اثر السفر ولا یعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ

---

(۱) تفسیر معارف القرآن از حضرت مفتی محمد شفیع جلد اول صفحہ نمبر ۳۲۹ تا ۳۴۰

Marfat.com

وقال یا محمد اخبر نی عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمد ارسول الله و تقیم الصلواة وتؤتی الزکوٰة وتصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیه سبیلا قال صدقت فعجبنا له یساله و یصدقه قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تومن بالله وملائکته و کتبه و رسله والیوم الاخر و تومن بالقدر خیره وشره قال صدقت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد الله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک قال فاخبرنی عن الساعة قال مالمسؤل عنها باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتها قال ان تلدالامة ربتها وان تری الحفاة العراة العالة رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان قال ثم انطلق فلبثت ملیاً ثم قال لی یا عمر اتدری من السائل قلت الله رسوله اعلم قال فانه جبریل اتاکم یعلمکم دینکم رواه مسلم و رواه ابو هریره مع اختلاف و فیه واذا رایت الحفاة العراة الصم البکم ملوک الارض فی خمس لایعلمهن الا الله ثم قرأ ان الله عنده علم الساعة وینزل الغیث الایه متفق علیه

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطابؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم صحابہ، رسول خدا ﷺ کی مجلس مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے درمیان آیا جس کا لباس نہایت صاف ستھرے اور سفید کپڑوں پر مشتمل تھا اور جس کے بال نہایت سیاہ اور چمک دار تھے اس شخص پر نہ تو سفر کی کوئی علامت تھی (کہ اس کو کہیں سے سفر کر کے آیا ہوا کوئی اجنبی شخص سمجھا جاتا) اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا تھا (جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ کوئی مقامی شخص یا کسی کا مہمان بھی نہیں تھا) بہرحال وہ شخص نبی کریم ﷺ کے اتنے قریب آکر بیٹھا کہ آپ ﷺ کے

81500

Marfat.com

گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا لئے اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھ لئے (جیسے ایک سعادت مند شاگرد اپنے جلیل القدر استاد کے سامنے باادب بیٹھتا ہے اور استاد کی باتیں سننے کے لئے ہمہ تن متوجہ ہو جاتا ہے) اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ اے محمد ﷺ مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمایئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اس حقیقت کا اعتراف کرو اور گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور پھر تم پابندی سے نماز پڑھو (اگر صاحب نصاب ہو تو) زکوٰۃ ادا کرو رمضان کے روزے رکھو اور زاد راہ میسر ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔ اس شخص نے یہ سن کر کہا آپ ﷺ نے سچ فرمایا حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس (تضاد) پر ہمیں تعجب ہوا کہ یہ شخص (ایک لاعلم آدمی کی طرح پہلے تو) آپ ﷺ سے دریافت کرتا ہے اور پھر آپ ﷺ کے جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے (جیسے اس کو ان باتوں کا پہلے سے علم ہو) پھر وہ شخص بولا اے محمد ﷺ اب ایمان کی حقیقت بیان فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ کو اس کے فرشتوں کو اس کی کتابوں کو اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن کو دل سے مانو اور اس بات پر یقین رکھو کہ برا بھلا جو کچھ پیش آتا ہے وہ سب نوشتہ تقدیر کے مطابق ہوتا ہے اس شخص نے سن کر کہا کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا پھر بولا اچھا آپ مجھے یہ بتایئے کہ احسان کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کو اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو (یعنی اتنا حضور قلب میسر نہ ہو سکے) تو پھر (یہ دھیان رکھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے پھر اس شخص نے عرض کیا قیامت کے بارے میں مجھے بتائیں (کہ کب آئے گی؟) آپ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا اس بارے میں جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا (یعنی قیامت کے متعلق کہ کب آئے گی' میرا علم تم سے زیادہ نہیں ہے جتنا تم جانتے ہو اتنا ہی مجھ کو معلوم ہے) اس کے بعد اس شخص نے کہا اچھا اس (قیامت) کی کچھ نشانیاں ہی مجھے بتا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا لونڈی اپنے آقا یا مالک کو جنے گی اور برہنہ پا، برہنہ جسم مفلس و فقیر اور بکریاں چرانے والوں کو عالیشان مکانات و عمارات میں فخر و غرور کی زندگی بسر کرتے دیکھو گے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا اور میں نے (اس کے بارے میں آپ ﷺ سے فوراً دریافت نہیں کیا بلکہ) کچھ دیر توقف کیا پھر آپ ﷺ نے خود ہی مجھ سے پوچھا عمرؓ جانتے ہو سوالات کرنے والا وہ شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو (اس طریقے سے) تم لوگوں کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے (مسلم) اس روایت کو حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی چند الفاظ کے اختلاف و فرق کے ساتھ بیان کیا ہے ان کی روایت کے آخری الفاظ یوں ہیں۔ (آنحضرت ﷺ نے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ) جب تم برہنہ پا، برہنہ جسم اور بہرے گونگے لوگوں کو زمین پر حکمرانی کرتے دیکھو (تو سمجھ لینا کہ قیامت قریب ہے) اور قیامت تو ان پانچ (۵) چیزوں میں ایک ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں رکھتا اور پھر آپ ﷺ نے یہ آیت "ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث" آخر تک پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور بارش کا کہ کب برسائے گا اور وہی (حاملہ کے) پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے (کہ لڑکا ہے یا لڑکی) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا

Marfat.com

کرے گا اور کسی شخص کو نہیں معلوم کہ کس زمین میں اسے موت آئے گی۔ بیشک اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے) بخاری و مسلم۔ (۱)

اس حدیث شریف کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں لکھتے ہیں "بدانکہ بنائے دین و کمال آن بر فقہ و کلام و تصوف است و ایں حدیث شریف بیان ایں ہر سہ مقام کردہ۔ اسلام اشارۃ بفقہ است کہ متضمن بیان اعمال و احکام شرعیہ است و ایمان اشارۃ با اعتقادات کہ مسائل اصول کلام اند و احسان اشارت باصل تصوف کہ عبارت از صدق توجہ الی اللہ است و جمیع معانی تصوف کہ مشائخ طریقت اشارت کردہ اند راجع بہمیں معنی است و تصوف و کلام لازم یکدیگر اند۔ و ہیچ یکے بے دیگر تمامے نہ پذیرد و در صورت نہ بندد و تصوف بے فقہ نہ بندد۔ زیرا کہ حکم الٰہی بے فقہ شناختہ نشود۔ و فقہ بے تصوف تمام نشود زیرا عمل بے صدق و توجہ تمامے نہ پذیرد و ہر دو بے ایمان صحیح نہ گردد بر مثال روح و جسد کہ ہیچ کدام بے دیگرے وجود نہ گیرد و ازیں جا فرمود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ "من تصوف ولم یتفقه فقد تزندق و من تفقه ولم یتصوف فقد تفسق و من جمع بینهما فقد تحقق" کمال جامعیت ایں است باقی ہمہ زیغ و ضلال

جان لو! کہ دین کی بنیاد اور کمال دین فقہ کلام اور تصوف پر ہے اس حدیث شریف نے تینوں کے مقام کو بیان کیا ہے اسلام اشارت فقہ کی طرف ہے کہ فقہ اعمال اور احکام شرعیہ کو شامل ہے اور ایمان اعتقادات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ کلام کے بنیادی مسائل ہیں اور احسان اصل تصوف کی طرف اشارہ ہے کہ وہ (یعنی تصوف) اللہ تعالیٰ کی طرف سچی توجہ دینے کا نام ہے اور

(۱) بحوالہ [illegible] شرح مشکوٰۃ شریف [illegible]

تصوف کے جملہ مطالب و مقاصد کہ مشائخ طریقت نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اسی معنی کی طرف راجع ہیں۔

تصوف و کلام ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں کہ ایک دوسرے کے بغیر کامل نہیں ہوتے اور شکل وصورت میں نہیں جڑتے اور تصوف فقہ کے بغیر نہیں بنتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم فقہ کے بغیر معلوم نہیں ہوتا اور فقہ تصوف کے بغیر پوری نہیں ہوتی کیونکہ عمل بغیر سچی توجہ (خشوع وخضوع اخلاص) کے مقبول نہیں اور دونوں بغیر ایمان کے صحیح نہیں اس کی مثال روح اور جسم کی ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر وجود نہیں پکڑتا اور کمال کو نہیں پہنچتا اسی وجہ سے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے فقہ سیکھا اور تصوف میں کامل نہیں ہوا تو وہ فاسق ہے اور جس نے تصوف میں کمال حاصل کیا مگر فقہ نہیں سیکھا تو وہ زندیق ہے اور جس نے دونوں کو جمع کیا تو وہ حقیقت کو پہنچا ان دونوں کا جمع کرنا کمال ہے باقی گمراہی ہی گمراہی ہے۔ (۱)

حدیث مذکورہ پر جو تبصرہ محدث یگانہ، علامہ عصر، قاسم ثانی شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا ہے وہ قارئین کی دلچسپی کے لئے بعینہ انہی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے تیسرا سوال اس شخص نے یہ کیا کہ احسان کیا ہے؟ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان تعبد الله کانک تراہ"۔ اللہ کو ایسا دل لگا کر پوجے جیسا تُو اس کو دیکھ رہا ہے یہ اونچے درجے کی حالت ہے انسان اس میں مشاہدۂ حق اس طرح کرنے لگتا ہے کہ گویا اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور اگر اس کے قلب پر مشاہدہ حق کا غلبہ نہ ہو مگر یہ

(۱) اشعت اللمعات صفحہ نمبر ۴۱، ۴۲ جلد اول از شیخ عبدالحق محدث دہلوی

Marfat.com

استحضار ہو کہ حق جل شانہ اس کے ہر حال کو دیکھ رہا ہے اسی کی طرف آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ "فان لم تکن تراہ فانہ یراک"۔

ایمان، اسلام اور احسان کی حقیقت

ان تینوں کی حقیقت کو یوں سمجھئے کہ انسان کی ایک روح ہے اور ایک جسم۔ روح کے بغیر جسم بالکل معطل و بے کار ہے اور روح بھی بغیر جسم کے بہت سے افعال نہیں کر سکتی روح ایک باطنی چیز ہے اس کا ظہور جسم کے اعضاء ہی پر ہوتا ہے جسم و روح کے بعد تیسری چیز ان حرکات میں مشق و باقاعدگی سے جد و جہد ہے جو جسم و روح کے امتزاج سے اعضاء میں پیدا ہوتی ہے سنت اللہ یونہی جاری ہے کہ جس قوت کو باقاعدہ اور صحیح قواعد کے موافق استعمال کیا جائے اور اس کی مناسب مشق رکھی جائے تو اس قوت میں ترقی ہوتی رہتی ہے جیسا کہ پہلوان لوگ۔ ان میں یہ زبردست طاقت وقوت کہاں سے آتی ہے آسمان سے بارش کی طرح تو ان پر نہیں گرتی بلکہ مشاہدہ ہے کہ قواعد صحیحہ کے موافق جب ایک شخص ورزش کرتا ہے اور ہر ہر عضو کو حرکت دینے میں کثرت کرتا ہے تو اس سے ہر عضو کی قوت ترقی کرتی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ نوبت آجاتی ہے کہ پہلوان بن جاتا ہے اور اگر مدت دراز تک کوئی شخص اپنے اعضاء کو حرکت ہی نہ دے مثلاً چوبیس گھنٹے چارپائی پر لیٹا رہے، پاؤں کو بالکل حرکت نہ دے تو بجائے پہلوان بننے کے قدرت کی دی ہوئی قوت کو کھو کر اپاہج بن جائے گا قوائے جسمانیہ و ظاہریہ میں جس طرح یہ چیز مشاہدہ میں آتی ہے بعینہ یہی حال قوائے روحانیہ کا ہے بلکہ اس میں تو بطریق اولی ہے کیونکہ قوائے روحانیہ ہی تو دراصل قوی ہیں

Marfat.com

ان میں مشق سے جو خصوصی استعداد حاصل ہوتی ہے اسی کا نام احسان ہے جیسا کہ جسمانی قوتوں میں ترقی کا نام پہلوانی ہے خلاصہ یہ کہ اصل چیز تو ایمان ہے اور وہ جذر قلوب میں ہوتا ہے جب وہ ایمان ترقی کرتا ہے اور جوش مارتا ہے تو جوارح پر اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے پھر اس ایمان اور اسلام دونوں میں انبیاء علیہم السلام کی ہدایت کے مطابق مزاولت کرتا ہے اس باقاعدگی اور مزاولت سے جو قوت حاصل ہوتی ہے اسی کو احسان کہا جاتا ہے اور انبیاء علیہم السلام اس فن کے بڑے اساتذہ ہیں تو ایمان ترقی کر کے اسلام ہو جاتا ہے اور وہی اسلام ترقی کر کے احسان بنتا ہے پھر احسان میں بے شمار مراتب و مدارج ہیں ایک درجہ انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے ایک درجہ صحابہ کرامؓ کو حاصل ہے اولیاء اور صلحاء کو علیٰ حسب المراتب والاستعداد درجات حاصل ہوتے ہیں۔

شریعت طریقت اور معرفت

اس تقریر سے بخوبی واضح ہو گیا کہ جاہل متصوف جو کہتے ہیں کہ طریقت شریعت کے علاوہ اور کوئی چیز ہے یہ بالکل غلط ہے یہ لوگ جہل کی وجہ سے دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں شریعت جو ایمان و اسلام کا مجموعہ ہے اسی کی باقاعدہ اور متواتر مزاولت و مشق سے احسان حاصل ہوتا ہے یہی طریقت ہے پھر اس پر دنیا میں کچھ ثمرات باطنیہ ملتے ہیں اسی کو معرفت و عرفان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مقام اجتباء اور مقام انابت

پھر اس فن میں بھی آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ہوتے ہیں مجتبیٰ اور ایک منیب۔ مجتبیٰ وہ ہے جس کو اللہ کی طرف سے خصوصیت سے منتخب کر لیا جاتا ہے

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ خود ان کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں ان کو ایک خصوصی جاذب الٰہیہ کے سبب سے سلوک میں زیادہ محنت و مشقت برداشت کرنی نہیں پڑتی اس لئے ان کو مجذوب بھی کہا جاتا ہے اور منیب خود اپنی سعی اور کوشش اور ریاضات شاقہ سے راستہ طے کرتے ہیں گو یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہوتی ہے ورنہ ایک حرکت بھی ممکن نہیں مگر مجتبیٰ کے ساتھ جو ایک خصوصیت ہوتی ہے، وہ نہیں ہوتی قرآن پاک میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ''اللہ یجتبی الیہ من یشاء و یھدی الیہ من ینیب'' (الشوریٰ آیت ۱۳) (ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے اور جو شخص خدا کی طرف رجوع کرے اس کو اپنے تک رسائی دے دیتا ہے وہ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے چن کر اپنی طرف کھینچ لے اور اپنی رحمت و موہبت سے مقام قرب و اصطفاء پر فائز فرما دے اور جو لوگ محنتیں کرتے ہیں ان کی محنت ٹھکانے لگانا اور دستگیری کر کے کامیاب فرمانا بھی اسی کا کام ہے اور انبیاء علیہم السلام جو سب کے سب مجتبیٰ ہوتے ہیں ان میں بھی مدارج و مراتب متفاوتہ ہیں بہرحال اجتباء ہو یا انابت دونوں کا اصل مقصد اور نقطہ نظر یہی ہے کہ ''ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک'' ان دو جملوں کی توضیح و تشریح میں علماء کا اختلاف ہے۔

احسان پر ابن حجر کی تشریح

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں حضور ﷺ دو مقام اور دو حال بیان فرماتے ہیں جن میں اول اعلیٰ اور ارفع ہے اگر یہ کسی کو حاصل نہ ہو سکے تو کم از کم ثانی کی کوشش کرے وہ بہ نسبت پہلے کے نازل ہے پہلا مقام

Marfat.com

ہے "ان تعبد اللہ کانک تراہ" یعنی اس طرح آداب اور حقوق کی رعایت کرتے ہوئے عبادت کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور ظاہر ہے کہ نوکر جب مولیٰ کے سامنے ہو اور مولیٰ کو دیکھتے ہوئے کام کرے تو نہایت ہی تیقظ مراعات اور کمال ادب سے کرے گا کہ آداب حقوق میں کوئی رخنہ نہ آئے اس کو صوفیاء اپنی اصطلاح میں "مشاہدہ" کہتے ہیں اس سے کسی کو یہ دھوکہ نہ ہو کہ صوفیاء خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور مشاہدہ کرتے ہیں کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث میں تصریح آچکی ہے کہ "واعلموا انکم لن تروا ربکم حتی تموتوا" (ترجمہ) یقین رکھو۔ کہ مرنے سے پہلے تم اللہ کو نہیں دیکھ سکو گے اس لئے اس حدیث میں حضور ﷺ نے "کانک تراہ کاف" تشبیہ کے ساتھ فرمایا "بانک تراہ" نہیں فرمایا تاکہ رویئت کا ابہام بھی نہ ہو جب یہاں مشاہدہ کے معنی آنکھوں سے دیکھنا نہیں ہیں تو پھر مقام مشاہدہ کے کیا معنی۔

مقام مشاہدہ اور مقام مراقبہ میں فرق

سو یاد رکھو کہ یہاں مشاہدہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی میں جس طرح ظاہری بینائی ہے اسی طرح قلب کی بھی آنکھ اور باطنی بینائی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "فانھا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصُّدور" (حج آیت ۴۶) پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

یعنی آنکھوں سے دیکھ کر اگر دل سے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے گو اس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہیں پر دل کی آنکھیں اندھی ہیں اور حقیقت میں خطرناک اندھا پن وہی ہے جس میں دل اندھے ہو جائیں تو اس قلب کی بینائی

Marfat.com

اور آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہو، تو اس گہرے تعلق کے استیلاء اور غلبہ سے بندہ کا ایسا حال ہو جائے کہ گویا ظاہری آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے کیونکہ یہ تجربہ سے ثابت ہے کہ جب کبھی کسی چیز کا علم و یقین غالب و مستولی ہو جاتا ہے تو ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا ظاہری آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔

اور یہ حالت تو بکثرت ان لوگوں کو بھی پیش آتی ہے جو لوگ عشق مجازی میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں جو دراصل عشق و محبت نہیں بلکہ بیشتر فسق و خباثت ہوتی ہے یہ لوگ بھی اپنے معشوق کے تصور و خیال میں جب مستغرق ہو جاتے ہیں تو وہ خیال تصور اتنا مستولی و غالب ہو جاتا ہے گویا محبوب کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اب خیال کرو جو لوگ عشق حقیقی میں فنا ہو گئے اور محبوب حقیقی کی شراب سے مست و دیوانہ ہو چکے ہیں ان کو کیا حال پیش آتا ہوگا اور یہ حالت جب ہوتی ہے جب بندہ قرب الٰہی حاصل کرنے میں مستغرق ہو جاتا ہے اور سرگرم رہتا ہے اور اسی کے خیال میں مست رہتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی صفات واسماء کی خاص تجلیات پڑتی ہیں جس سے اس کا علم و یقین اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ مشاہدہ رویتِ حقیقی نہیں بلکہ علم و یقین جب چھا جاتا ہے تو اس کا اثر ظاہر پر بھی ہونے لگتا ہے گویا ظاہری آنکھوں سے اس کو **دیکھ** رہا ہے اور واقع میں ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ رہا ایک مقام تو یہ ہوا، اور یہ اعلیٰ وارفع مقام ہے دوسرا مقام اس سے ذرا کمتر ہے اور وہ ہے "فان لم تکن تراہ فانہ یراک" یعنی اگر یہ خیال و حالت پیدا نہ کرسکو کہ گویا تم دیکھ رہے

Marfat.com

ہو اور مقام مشاہدہ تک تمہاری رسائی نہ ہو" فانہ یراک" یعنی کم از کم یہ تو مستحضر رکھو کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں فقط عقیدہ کے درجہ میں نہیں کیونکہ یہ عقیدہ تو ہر مسلمان کو حاصل ہے بلکہ عام احوال میں اس کا استحضار ہو اس کو مقام مراقبہ کہا جاتا ہے جس کو قرآن کریم نے بتلایا کہ "الم یعلم بان اللہ یری" (العلق ایت ۱۴) کیا اس شخص کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تکذیب کے وقت اسے یہ خیال نہیں آیا کہ مالک الملک دیکھ رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ خیال جس کو مستحضر ہو اور جس کے قلب پر تصور چھایا ہوا ہو وہ ادب میں اور خیال میں رتی برابر کمی اور کوتاہی نہیں کر سکتا بشرطیکہ محض علم وعقیدہ پر بس نہ ہو بلکہ استحضار رہے غفلت نہ ہو اگر اتفاقاً کبھی غفلت ہو تو فوراً چونک اٹھے غفلت پر عادی نہ ہو جس کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ "ان الذین اتقو اذا مسھم طئف من الشیطن تذکروا فاذاھم مبصرون" (الاعراف آیت ۲۰۱) یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں یعنی ان کی غلطی دیرپا نہیں رہتی یہ مقام مراقبہ ہوا گویا حضور ﷺ نے ان دو جملوں میں دو مقام بیان فرمائے ایک عالی دوسرا اس سے سافل، لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب اور حدیث کے ان دو جملوں کو دو مقام پر محمول کرنا مرجوح ہے۔

احسان پر نووی رحمۃ اللہ علیہ اور سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح

راجح مطلب حدیث کا وہی ہے جس کو علامہ نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے اور علامہ سندھی نے بھی اس مضمون کو حاشیہ بخاری میں لیا ہے سندھی کی تعبیر نووی کی تعبیر سے لطیف تر ہے حاصل ان کی تقریروں کا یہ ہے کہ حضور ﷺ

Marfat.com

نے دو جملوں میں دو علیحدہ علیحدہ مقام بیان نہیں فرمائے بلکہ دونوں جملوں میں ایک ہی مقصد کو بیان فرمایا ہے پہلے جملہ میں تو اصل مقصود کا ذکر ہے، اس میں ایک شبہ پیش آ سکتا تھا، اس کو ثانی جملہ میں حل کر دیا اس کو ایک مثال سے سمجھو۔ فرض کرو کچھ لوگ بادشاہ کے سامنے دربار شاہی میں حاضر ہیں یہ لوگ دربار شاہی و حقوق دربار بجالانے کی کہاں تک رعایت و لحاظ کریں گے، یہ ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے اب یہاں دو چیزیں ہیں یہ بھی ہے کہ بادشاہ ان کو دیکھ رہا ہے، اور یہ بھی ہے کہ یہ لوگ بادشاہ کو دیکھ رہے ہیں، اب قابل غور امر یہ ہے کہ یہ لوگ جو آداب و حقوق کا پورا لحاظ کر رہے ہیں اس کو علت کیا ہے کس علت کو اس میں دخل ہے بادشاہ کا ان لوگوں کو دیکھنا یہ اس کی علت ہے یا ان لوگوں کا بادشاہ کو دیکھنا اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو بخوبی واضح ہے کہ علت اور مؤثر بادشاہ کا ان کو دیکھنا ہے اس لئے فرض کرو کہ ان لوگوں میں کوئی نابینا ہو جو بادشاہ کو نہیں دیکھ سکتا کیا دوسروں کی بہ نسبت آداب و حقوق کی رعایت و لحاظ میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمی کرے گا ہرگز نہیں وہ بعض اوقات اوروں سے زیادہ محتاط رہے گا کہ کہیں بادشاہ کے سامنے کوئی نامعقول حرکت سرزد نہ ہو جائے اگر ان لوگوں کا بادشاہ کو دیکھنا علت و مؤثر ہوتا تو اس نابینا کو رعایت و لحاظ نہ ہوتی کیونکہ یہ تو بادشاہ کو نہیں دیکھتا معلوم ہوا کہ تعظیم و ادب کی رعایت و لحاظ اور خوف و خشیت کی علت و مؤثر بادشاہ کی رؤیت ہے نہ کہ ان لوگوں کی رؤیت چونکہ حاضرین یہ خوب سمجھ رہے ہیں کہ بادشاہ ہمیں دیکھ رہا ہے اس لئے ہر بینا و نابینا، قریب و بعید، پوری رعایت و لحاظ اور آداب و حقوق کو بجالاتا ہے اسی بناء پر نووی اور سندھی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ دونوں جملوں کے مجموعہ میں ایک ہی مقصد بیان فرما

Marfat.com

رہے ہیں کہ وظائف عبودیت کو اس طرح ادا کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور ظاہر ہے کہ اگر بندہ عبادت کے وقت واقعی اللہ تعالیٰ کے عیاناً دیکھتا رہتا تو حتی الامکان کمال رعایت آداب وحقوق اور غایت خشوع وخضوع میں ذرا بھی کمی نہ کرتا' جیسا کہ حاضرین دربار شاہی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم ہر وقت اسی طرح کمال رعایت وغایت خشوع وخضوع سے وظائف عبودیت بجالاؤ اگر تمہیں شبہ ہو کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہیں رہے اور نہ دیکھ سکتے ہیں تو پھر ایک غیر واقعی چیز کی رعایت کیسے ممکن ہے تو یہ محض توہم اور غلط فہمی ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہیں رہے ہو پھر بھی بعینہ اسی طرح رعایت ولحاظ سے کام کرو کیونکہ تمہارے دیکھنے کی صورت میں جو تم کمال رعایت اور غایت خشوع وخضوع بجالاتے ہو اس کی علت تمہارا دیکھنا نہیں ہے بلکہ بادشاہ کا دیکھنا ہے جیسا کہ مثال میں واضح کیا گیا اور بادشاہ کا دیکھنا ہر وقت محقق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ "لاتخفی علیه خافية" (اس پر کوئی چیز مخفی نہیں) وہ ہر وقت ہر چیز پر مطلع ہے اور جب اصلی علت وموثر یعنی اس کا دیکھنا ہر وقت محقق ہے تو معلول یعنی کمال رعایت وغایت خشوع وخضوع بھی ہر وقت بجالانا ہے خواہ تم دیکھو یا نہ دیکھو کیونکہ دراصل تمہارے دیکھنے کو دخل نہیں بلکہ اس کے دیکھنے کو دخل ہے اور وہ موجود ہے۔

خلاصہ: ماحصل اس کا یہ ہے کہ اصل مقصد تو پہلے جملے میں بیان فرمایا کہ وظائف عبودیت کو اس طرح ادا کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو یعنی کمال رعایت آداب وحقوق اور غایت خشوع وخضوع کے ساتھ بجالاؤ ثانی جملہ میں ایک شبہ کا ازالہ اور حقیقت کو واضح کر دیا اور اصل منشاء کو بیان فرمایا دونوں تقریروں میں مطلب ومعنی کے اعتبار سے جو فرق ہے وہ تو اس تفصیلی تقریر سے واضح ہو چکا علاوہ

Marfat.com

ازیں ان میں لفظی ونحوی فرق بھی ہے اول تقریر کی بناء پر ''فان لم تکن تراہ'' میں ''ان''شرطیہ ہے اور ''فانه یراک'' میں ''فاء'' جزائیہ ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے۔ ''فان لم تتصور انک تراہ (الذی ھو مقام المشاھدۃ) فتصور انه یراک الذی ھو مقام المراقبة'' ۔پس اگر تو یہ تصور نہ کرے کہ تو اسے دیکھتا ہے جو مقام مشاہدہ ہے) تو پھر یہ تصور کر کہ وہ تجھے دیکھتا ہے (یہ مقام مراقبہ ہے)۔

اور دوسری تقریر کی بناء پر ''ان''وصلیہ ہے شرطیہ اور تعلیلیہ نہیں بلکہ مخدوف کی علت ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ ''ان لم تکن تراہ استمر علی احسان العبادۃ و کمال الرعایة لانه یراک (راجع الی کلام النووی والسندی فی فتح الملھم'' (ج۔ا۔صفحہ ۱۶۸) اگر تو خدا کو نہیں دیکھتا تو عبادت میں کمال احسان ورعایت سے مصروف رہ کہ وہ تو تجھے دیکھتا ہے (تفصیل کے لئے شرح نووی حاشیہ سندھی ملاحظہ فرمائیں)۔ (۱)

حضرت قاضی محمد ثناء اللہ مجددی قدس سرۃ نے ''ارشاد الطالبین'' میں پہلا باب ولایت کے ثبوت میں مقرر کر کے پہلی دلیل یہی حدیث ذکر کی ہے اور پھر اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ عقائد اور اعمال کے علاوہ ایک اور کمال ہے جس کا نام ''احسان'' ہے اسی کا دوسرا نام ولایت پڑ گیا ہے صوفی پر جب اللہ کی محبت چھا جاتی ہے جس کو اصطلاح میں ''فنائے قلب'' کہتے ہیں تو اس کا دل محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں ڈوب جاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہیں کرتا اس

(۱) فضل الباری شرح صحیح البخاری جلد اول صفحہ ۵۳۰ تا ۵۳۴

Marfat.com

حالت میں (پہنچ کر) وہ خدا کو تو دیکھتا نہیں کیونکہ دنیا میں دیدار الٰہی محال ہے مگر صوفی کو اس وقت ایک ایسی حالت (ضرور حاصل) ہے کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے (حالانکہ) اس حالت (کے طاری ہونے) سے قبل صوفی خود کو بہ تکلف اس حالت پر بھی رکھ سکتا تھا جس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے مطلع فرمایا تھا ''خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے''۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ پاک ہے تو سارا بدن پاک ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ ''دل'' ہے اور بلاشبہ دل کی وہ پاکی (صالحیت) جو بدن کی صالحیت کا سبب بن سکے اسی کو صوفیاء ''فنائے قلب'' کہتے ہیں جب (دل) محبت الٰہی میں فنا ہو جاتا ہے اور نفس اس (دل) کا ہمسایہ ہونے کی وجہ سے اس سے متاثر ہو کر اپنی آمادگی سے باز آ جاتا ہے اور خدا کی خاطر محبت کرنا اور خدا کی خاطر بغض رکھنا سیکھ لیتا ہے (تو) لامحالہ تمام بدن شریعت (الٰہیہ) کا فرمانبردار ہو جاتا ہے اگر کوئی کہے کہ قلب کی اصلاح ایمان و اعمال کے سوا کسی اور چیز سے نہیں تو (ہم اس سے یہ) کہیں گے کہ حدیث میں قلب کی اصلاح کو بدن کی اصلاح کا سبب بتایا گیا ہے اور بدن کی اصلاح اعمال صالحہ سے عبارت ہے لہٰذا قلبی اصلاح سے مراد اگر مجرد ایمان لیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ مجرد ایمان تو بدنی صلاح (و اصلاح) کے بغیر بھی باقی رہتا ہے اور اگر ایمان اور اعمال کو ملا کر قلبی صلاح کہا جائے تو (اس صورت میں) اس (دل) کو بدنی اصلاح کا سبب قرار دینا صحیح نہ ہوگا (جو حدیث شریف کے خلاف ہے)۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ صحابہ کرامؓ غیر

Marfat.com

صحابہ سے افضل ہیں اور (حالانکہ) علم اور عمل میں غیر صحابہ' صحابہؓ کے ساتھ شریک ہیں لیکن اس کے باوجود رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوہ احد کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو وہ اس نصف صاع جو کے برابر بھی نہیں ہوسکتا جو صحابہؓ نے راہ خدا میں خرچ کیے پس اس کا سبب بجز اس باطنی (قلبی) کمال کے اور کچھ نہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ (کے شرف) صحبت کی وجہ سے ان کا باطن (قلب) قلب پیغمبر خدا ﷺ سے نورانی بن چکا تھا امت (محمدیہ) کے اولیاء کو یہ دولت اگر ملی ہے تو اپنے مرشدوں کی صحبتوں سے ملی ہے اور انہی کے واسطہ سے وہ قلب نبوی ﷺ کے انوار سے منور ہوئے ہیں اور اس (بہ واسطہ) صحبت اور اس (بلا واسطہ) صحبت میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے پس معلوم ہوا کہ ظاہری کمالات کے علاوہ ایک اور کمال، کمال باطنی ہے اور اس کے بے انتہاء درجات ہیں چنانچہ حدیث قدسی سے اس کی تائید ملتی ہے وہ یہ کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "جو مجھے ایک بالشت قریب ہونا چاہتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جو شخص مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہونا چاہتا ہے میں اس سے ایک باع (دونوں ہاتھ کھولنے کے برابر فاصلہ) کے قریب ہوتا ہوں اور فرمایا بندہ ہمیشہ میرا اقرب نفلی عبادتوں کے ذریعے حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنا دوست بنالیتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا دوست بنالیتا ہوں تو اس کی آنکھ کان اور اس کی قوت بن جاتا ہوں"۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ (اہل دین) ایک بڑی جماعت جس کا (کسی) جھوٹ (بات) پر جمع ہونا عقلاً محال ہے اور وہ جماعت ایسی ہے کہ اس کا ایک ایک فرد اپنے تقویٰ اور علم کی وجہ سے اس شان کا حامل ہے کہ اس پر جھوٹ کی

Marfat.com

تہمت باندھی نہیں جاسکتی (وہ اہل جماعت) قلم کی زبان سے (یعنی تحریراً) اور زبان کے قلم سے (یعنی قولاً) یہ شہادت دیتے ہیں کہ ہم کو مشائخ کی صحبت کی وجہ سے کہ جن کی صحبت کا سلسلہ رسول ﷺ تک پہنچتا ہے ہمارے باطن قلب میں ایک ایسی حالت (کیفیت) ظاہر ہوئی ہے جو ان عقائد اور (علم) فقہ سے الگ ہے جو ہمارے (دماغ کے) اندر ان مشائخ کی صحبت سے قبل بھی موجود تھے اور یہ حالت جو (اب) حاصل ہوئی ہے اس کی وجہ سے خدا کی محبت، خدا کے دوستوں کی محبت اور نیک اعمال اور نیکی کی توفیقات اور سچے اعتقادات میں رسوخ زندہ ہو گیا ہے اور یہ حالت جو واقعی کمال ہے اور تمام کمالات کی بنیاد ہے۔

پانچویں دلیل خرق عادات (کمالات) ہیں اور یہ دلیل کمزور ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ تقویٰ سے مل کر (یعنی تقویٰ کی بنیاد پر ہونے کی وجہ سے) یہ جادو سے ممتاز چیز ہے اور کمال پر دلالت کرتی ہے۔[1] واللہ اعلم بالصواب

تصوف کی ضرورت

تصوف کے اس بحث کے آخر میں حضرت علی ہجویریؒ پہلے منکرین تصوف کے جواب میں ابوالحسن ابوشخنہ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ’’التصوف الیوم اسم ولا حقیقة وقد کان حقیقة‘‘ یعنی آج کل کا تصوف تو صرف ایک نام ہے جس کے پیچھے کوئی حقیقت موجود نہیں ہے لیکن اس سے پہلے (یعنی صحابہؓ اور سلفؒ کے زمانے میں) یہ ایک حقیقت تھا اس دور میں اس کا نام تو بیشک نہیں تھا مگر بطور ایک حقیقت کے وہ موجود تھا اور یہ قول نقل کر کے حضرت علی

(۱) ارشاد الطالبین صفحہ نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳

Marfat.com

ہجویری رحمتہ اللہ علیہ ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ تم لوگ تصوف کے بارے میں جو رائے قائم کر رہے ہو وہ اس کی موجودہ صورت کو دیکھ کر قائم کر رہے ہو اس تصوف سے تو ہم بھی نالاں ہیں اگر تصوف کے انکار سے تمہاری مراد محض اس کے نام سے انکار ہے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ اگر معنی اور اس کی حقیقت موجود ہے تو نام کے لئے نہ کوئی جھگڑا ہے اور نہ اصرار ہے تو سمجھ لو کہ یہ تو کل شریعت کا انکار ہے یہی نہیں بلکہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل حمیدہ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کے اوصاف جمیلہ کا صاف انکار ہے کیونکہ اس انکار کے بعد پورا دین ریاکاری بن جاتا ہے دین کی اصل روح اور اس کی جان تو احکام الٰہی کی اخلاص ومحبت کے ساتھ پیروی ہے اگر اس کا انکار کر دیا تو پھر دین کہاں رہا لیکن اگر اس کو مانتے ہو اور یہ موجود ہے تو اسی کو ہم "تصوف" کہتے ہیں۔

حضرت ابو الحسنؒ فرماتے ہیں ''لیس التصوف رسوما ولا علوما ولکنہ اخلاق'' یعنی تصوف کسی خاص وضع قطع یا علمی سندات کا نام نہیں ہے تصوف تو ایک وصف اور اخلاق کا نام ہے۔ (۱)

تصوف کی ضرورت اور اس کا رواج

مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ ''شریعت وطریقت'' کے صفحہ ۱۴ پر یہ عنوان قائم کر کے اس کے تحت لکھتے ہیں: حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں علم حدیث اور اصول فقہ وغیرہ جدا جدا متمیز نہ تھے (بلکہ) پچھلے زمانے میں قرآن و حدیث سے استنباط کر کے بہت سے علوم نکالے گئے اور ہر ایک کا جداگانہ نام

(۱) کشف المحجوب از میاں طفیل محمد صفحہ نمبر ۹۳

Marfat.com

تجویز ہوا اور ان کے واضعین (بنانے والوں) کو سب نے امام مانا حتیٰ کہ امام شافعیؒ جیسے حضرات کو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے تفقہ فی الدین (دین کی سمجھ) کو دیکھ کر الناس فی الفقه عیال ابی حنیفة (لوگ فقہ میں ابوحنیفہؒ کے محتاج ہیں) کہنا پڑا، امام بخاری حدیث میں ایسے امام مانے گئے کہ آج تک ان کے ''تبحر فی الحدیث'' (حدیث میں کامل ہونے کا شہرہ ہے) اسی طرح تزکیہ باطن کی تعلیم دینے والے ایسے بزرگان دین گزرے ہیں کہ ان کو سب نے پیشوا مانا ہے۔ جیسے پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور ان سے بیشتر حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور جس طرح پچھلوں کو اگلوں کی تقلید و پیروی سے چارہ نہیں علم تصوف میں بھی بدون اتباع طریقہ بزرگان چارہ نہیں گو ادنیٰ درجہ کا تزکیہ جو مؤجب نجات ہے بدون مشائخ طریق بھی میسر ہوسکتا ہے مگر وہ امر کہ مطلوب ہے اور کمال کہلاتا ہے اس کا حصول بدون صحبت کاملین کے ممکن نہیں جس طرح دیگر علوم مستخرج و مستنبط کا خاص نام ہوگیا جیسے علم فقہ اور علم حدیث اسی طرح مشائخ کے اس مستخرج طریقہ کا نام تصوف ہوگیا اگر کوئی شرح وقایہ وھدایہ پڑھتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فقہ پڑھتا ہے اور اگر حدیث یا تفسیر پڑھتا ہے تو یوں نہیں کہتے کہ فقہ پڑھتا ہے حالانکہ فقہ میں (بقول امام اعظمؒ) بہت سے علوم مثلاً حدیث تفسیر حتیٰ کہ علم کلام وغیرہ بھی داخل ہے اسی طرح جب کوئی مشائخ کے بتلائے ہوئے طریقے پر چلتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ تصوف سیکھتا ہے یا صوفی ہے نماز، روزہ ادا کرنے والے کو صوفی نہیں کہتے ہیں حالانکہ تصوف تزکیہ باطن بالمعنی الاعم سب کو

Marfat.com

شامل ہے لہٰذا جس طرح کنز وھدایہ ضروری ہے ایسے ہی ابو طالب مکی کی ''قوت القلوب'' اور امام غزالی کی ''اربعین'' اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی ''عوارف'' کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ [1]

اب آخر میں امام محمد غزالیؒ (متوفی ۵۰۵ ھ) کی کتاب ''المنقذ من الضلال'' طبع محمودیہ مصر صفحہ ۲۸ سے کچھ عبارت نقل کرنے پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں:

''انی علمت یقیناً ان الصوفیة هم السالکون لطریق الله تعالیٰ خاصة وان سیرتهم احسن السیر و طریقتهم اصوب الطرق و اخلاقهم ازکی الاخلاق بل لو جمعوا عقل العقلاء و حکمة الحکماء وعلم الواقفین علی اسرار الشرع من العلماء لیغیروا شیئاً من سیرتهم و اخلاقهم و یبدلوه بما هو خیر منه لم یجدوا الیه سبیلا فان جمیع حرکاتهم و سکناتهم فی ظاهر هم و باطنهم مقتبسة من نور مشکواة النبوة و لیس وراء نور النبوة علیٰ وجه الارض نور یستضاء به''

ترجمہ: مجھے قطعیت کے ساتھ معلوم ہوا کہ صوفیاء ہی وہ گروہ ہے جو خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ پر گامزن ہیں انہی کی سیرت بہترین سیرت ہے انہی کا طریقہ زیادہ صحیح اور انہی کے اخلاق سب سے زیادہ پاکیزہ اور بلند ہیں بلکہ اگر تمام عقلاء و حکماء کی عقل و حکمت کو جمع کیا جائے اور واقفان اسرار شریعت کے علم کو بلایا جائے تا کہ ان سے بہتر سیرت کی تشکیل ہو سکے تب بھی ان کے اخلاق و

(۱) تصوف و سلوک صفحہ نمبر ۱۶

Marfat.com

سیرت کے ڈھانچہ کو بدلنا ضروری نہ ہو کیونکہ صوفیاء کی تمام حرکات وسکنات چاہے ظاہری ہو چاہے باطنی مشکواۃ نبوت ہی سے مستنیر ہیں اور نور نبوت ﷺ سے بڑھ کر کوئی نور روئے زمین پر اس لائق نہیں کہ اس سے روشنی حاصل کی جائے۔ (۱)

الغرض تصوف نام ہے اتباع شریعت کا اور جب اتباع شریعت نہ ہو تو وہ تصوف ہی نہیں، تصوف پر ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ''فتح الربانی'' اور ''فتوح الغیب'' امام غزالیؒ کی ''احیاء العلوم'' و ''کیمیائے سعادت'' شیخ اکبرؒ کی "فتوحات مکیہ" اور ''فصول الحکم'' ابوطالب مکیؒ کی ''قوۃ القلوب'' شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی ''عوارف'' اور حضرت علی ہجویریؒ کی کتاب ''کشف المحجوب'' اس سلسلہ کی ایک کڑی حضرت شیخ محمد شعیب رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''مراۃ الاولیاء'' ہے۔

حضرت شیخ محمد شعیب کے حالات زندگی

آپ کے اجداد: آپ کے جدامجد مجاہد اعظم شیخ محمد رفیق المعروف بہ اخوند غازی بابا کابلی قندھاری ابن علی ہے اخوند غازی بابا اپنے بیٹوں سمیت ۱۱۷۴-۷۵ھ (مطابق ۱۷۶۱/۱۷۶۰ء) میں احمد شاہ درانی (متوفی ۱۱۸۶ھ مطابق ۱۷۷۲ء) کے ہمراہ جہاد کی غرض سے ہندوستان آئے احمد شاہ درانی کی

(۱) بحوالہ مقدمہ مراۃ الاولیا صفحہ نمبر ۴۷، ۴۸

Marfat.com

فوج سرہند ریاست پٹیالہ سے ہوتے ہوئے ضلع کرنال میں واقع پانی پت کے میدان میں پہنچ گئی یہاں پر ہندوستان کی ایک ابھرتی ہوئی جنگ جو قوت مرہٹوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک تاریخی جنگ لڑی گئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی جہاد سے فارغ ہوکر لاہور میں شیخ سوری لاہوری سے بیعت کی اور امارت کو چھوڑ کر فقر و تجرید اختیار کی۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ کے ضلع مردان میں افغانوں کے بہت سے قبائل عرصہ سے آباد چلے آرہے ہیں پانی پت کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد اخوند غازی بابا اور ان کے صاحبزادے یہاں کے یوسف زئی دوستوں کی خواہش پر موضع کنڈہ (تحصیل صوابی) جسے مقامی لوگ ''روہ یوسفزئی'' بولتے تھے مقیم ہوگئے۔ جہاں آپ کا سکونتی مکان آج بھی موجود ہے اور آپ کی ازواج کے مزارات موضع انبار (تحصیل صوابی) کے عام قبرستان میں ''مزارات بی بی صاحبہ'' کے نام سے موجود ہیں آپ نے امارت و سرداری چھوڑ کر فقر و تجرید کی زندگی اختیار کی، بعد میں بغرض جہاد مشرقی افغانستان میں تشریف لے گئے اور کفار سے جہاد کرتے ہوئے (۶) چھ رجب بروز جمعرات شہید ہوگئے آپ کا مزار صوبہ کنڑ کے علاقہ پیچ موضع مانڑوگئی کے ایک بڑے قبرستان میں واقع ہے اور غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے۔ [1]

آپ کے والد صاحب: آپ کے والد ماجد کا نام بحر عرفان حافظ القرآن مولانا رفیع القدر المعروف حافظ گل بابا و گڑھی شاہ بابا ہے حضرت مولانا رفیع القدر نے بعد میں تورڈھیر (تحصیل صوابی) میں اقامت اختیار کی آپ

---

(۱) مقدمہ مراۃ الاولیا، صفحہ نمبر ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲

Marfat.com

بڑے بلند پایہ عالم تھے اپنے والد بزرگوار شیخ محمد رفیق کے ہمراہ جہاد میں مصروف رہتے تھے غازی احمد شاہ کی معیت میں پانی پت کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد آپ اسی علاقہ میں درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ میں مصروف ہو گئے وعظ و تبلیغ سے جو فالتو وقت ملتا تو عبادت و ریاضت میں لگے رہتے ہشت نگر کے مشہور بزرگ اور شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کے استاد و مرشد حافظ محمد قدس سرہ ساکن عمرزئی (تحصیل چارسدہ) آپ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے اپنے ہم عصر بزرگوں کی نظر میں بلند مرتبہ رکھتے تھے عبدالحلیم اثر افغانی اور ڈاکٹر محمد حنیف رقم طراز ہیں کہ آپ حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور میاں صاحب موصوف آپ کی بڑی قدر کرتے تھے آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور وہ آپ کے ہاں تشریف لاتے۔

آپ صاحب تصنیف تھے۔ آپ کے رشحات قلم ''ہزار مسائل'' جو فقہ کی کتاب ہے افغانی زبان میں جناب مولانا عبدالباقی بن صاحبزادہ عبدالمجید کی تحویل میں ہے آپ نے تورڈھیری میں وصال فرمایا وہیں مزار مبارک ہے اور گڑھی شاہ بابا کے نام سے مشہور ہے۔ (۱)

حضرت محمد شعیب قدس اللہ سرہ کے حالات زندگی: حضرت شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کا شمار تاریخ اسلام کے ان گمنام مجاہدوں اور صوفیاء کرام میں ہوتا ہے جنہیں اپنی زندگی میں بہت کم لوگوں نے پہچانا اور خود انہوں نے غالباً حضرت اویس قرنیؒ کی نصیحت پر عمل کیا کہ جب آنحضرت رسالت مآب ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ

(۱) از مقدمہ مرآۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۹۳

نے حضرت عمرؓ سے پوچھا ''اے عمر! تم خدا کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے فرمایا ''کیوں نہیں ضرور پہچانتا ہوں'' آپ ﷺ نے فرمایا پھر خدا کے سوا کسی دوسری ہستی کو پہچاننے کی کوشش نہ کرنا۔ پھر دریافت کیا ''کیا خدا تمہیں پہچانتا ہے؟ حضرت عمر فاروقؓ نے جواب دیا ''جی ہاں!'' فرمایا ''پھر خدا کے علاوہ کوئی دوسرا تمہیں نہ پہچانے۔''

شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ نے اپنی زندگی درس و تدریس، ارشاد و تلقین اور جہاد فی سبیل اللہ میں گزاردی اور ہر ایک شعبہ میں شاگرد ہی نہیں استاد بھی رہے۔ مرید ہی نہیں مرشد بھی رہے۔ سپاہی ہی نہیں سپہ سالار بھی رہے۔ لیکن بایں ہمہ آج ہمارے سامنے انہیں کی رشحات قلم ''مرآۃ اولیاء'' کی صورت میں ان کے حالات نہیں بلکہ ان کی تسلیمات موجود ہیں۔ جبکہ ان کے سلسلہ تصوف میں جہاں ایک طرف غوث زمان حافظ عبدالغفور سید و شریفؒ (متوفی ۱۲۹۵ھ) اور ان کے خلیفہ جناب شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ (متوفی ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء) کے علاوہ شاہ عبدالقادر رائپوری (متوفی ۱۹۶۲ء) امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (متوفی ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۶۱ء) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی (متوفی ۱۴۰۲ھ) جیسی بزرگ ہستیاں اور دوسری طرف جناب حافظ عبدالغفورؒ کے خلیفہ بطل حریت حضرت مولانا نجم الدین المعروف بہ ھڈے ملا قدس اللہ سرہ (متوفی ۱۳۱۹ھ) اور ان کے خلیفہ مجاہد ملت حاجی فضل واحد ترنگزئیؒ (متوفی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) تیسرے خلیفہ حضرت مولانا عبدالوہاب مانکی شریف قدس اللہ سرہ جیسے مردان حر کے مفصل حالات مطبوعہ شکل میں دستیاب ہیں لیکن کتنی ستم ظریفی ہے کہ خود اس شجرہ طوبیٰ کے بیخ و بن اور

Marfat.com

اس دائرہ رشد وہدایت کے مرکز شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کی تاریخ ولادت تک کسی تذکرہ میں نہیں ملتی شاید اس میں شیخ موصوف کے مستور الحال رہنے کی اپنی خواہش کا بھی دخل ہے جیسا کہ موضع یعقوبے کے مولانا عبدالعلی قدس اللہ سرہ کا کہنا ہے کہ ''حضرت شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ اپنے آپ کو اس قدر مستور الحال رکھتے تھے کہ اگر ان کے خلیفہ شیخ عبدالغفورؒ نہ ہوتے تو آپ کے نام تک کا کسی کو علم نہ ہوتا یہ تو جناب حافظ عبدالغفور ہی تھے جس نے آپ کا تعارف لوگوں میں کرایا۔ (۱)

شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کی ولادت بچپن اور تعلیم وتربیت

حضرت شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کی ولادت باسعادت مولانا رفیع القدر کے ہاں موضع کنڈہ میں ہوئی بچپن ہی سے نیکی کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے۔

بالائے سرش زہوشمندی مے تافت ستارہ بلندی

ایک بار آپ کے والد بزرگوار آپ کو اپنے ساتھ میاں محمد عمر چمکنی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں لے گئے تو حضرت میاں موصوف نے بڑی شفقت ومحبت سے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا آئندہ چل کر بہت بڑا (روحانی) آدمی بنے گا اسی طرح ایک بار میاں محمد عمر چمکنی قدس سرہ حافظ رفیع القدر قدس سرہ کے پاس توڑھیری تشریف لائے اور دریافت فرمایا صاحبزادہ محمد شعیب کہاں ہیں عرض کیا گیا کہ کہیں بچوں میں کھیل رہا ہوگا حضرت میاں صاحب خود بچوں کے پاس تشربف لے گئے جہاں وہ کھیل رہے تھے جا کر دیکھا کہ دوسرے لڑکوں

(۱) از مقدمہ مرآۃ الاولیا، صفحہ نمبر ۸۵۔۸۶

Marfat.com

سے الگ آپ چادر بچھائے درود شریف پڑھ رہے ہیں حضرت میاں صاحب بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں اسی زمانے سے درود شریف ان کا معمول ہوگیا اور یہ لگاؤ عشق کے درجہ تک پہنچ گیا، روزانہ ہزاروں کی تعداد پوری کر لیتے تھے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت: اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور یہیں حفظ کلام اللہ صرف ونحو، اصول فقہ، حدیث اور تفسیر پڑھی مزید تعلیم کے لئے والد بزرگوار آپ کو اپنے شاگرد خاص حافظ محمد قادری قدس سرہ کی خدمت میں موضع عمرزئی لے گئے اور یہیں پر آپ نے تمام ظاہری علوم کی تکمیل کی۔

بیعت وخلافت: جب جاذب حقیقی کی طلب نے آپ کو بے قرار کرلیا اور بقول جناب حافظ غلام فرید، اسی دوران سرور کونین ﷺ کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی جس میں مزید روحانی استفادہ کے لئے اپنے استاد حافظ محمد قدس سرہ کی خدمت میں رہنے کے لئے اشارہ کیا گیا (واللہ اعلم) چنانچہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد روحانی تربیت اور باطنی علوم کے حصول کے لئے بھی آپ نے اپنے استاد ہی سے رجوع کیا لیکن حضرت حافظ محمدؒ نے درس و تدریس میں مشغولیت کی وجہ سے کوئی خاص توجہ نہیں فرمائی، طبیعت جلالی تھی اور علوم ظاہری کی وجہ سے خودداری کا جذبہ بھی غالب تھا اپنے استاد کے عدم التفات کو دیکھ کر واپسی کا ارادہ فرمایا حضرت حافظ محمدؒ بھی اپنے شاگرد اور اپنے مشفق استاد جناب شیخ رفیق القدر قدس سرہ کے نورچشم کی شکستہ دلی کو کب برداشت کرسکتے تھے فوراً مخاطب ہوکر فرمایا ''جس نے آپ کو یہاں بھیجا ہے انہوں نے مجھے بھی حکم فرمایا ہے، آپ گھبرا کیوں گئے اب کیا دیر تھی، کاہ و کہربا آپس میں مل گئے

Marfat.com

بیعت سے مشرف ہو گئے جذب و انجذاب اور افادہ و استفادہ کا عمل شروع ہو گیا علوم ظاہر و باطن کے اس بحر بیکراں نے اپنے سارے موتی نچھاور کیے اور عشق حقیقی کے اس متوالے نے گوہر ہائے مراد سے اپنی جھولی خوب خوب بھر لی سلسلہ قادریہ جنیدیہ اور نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق حاصل کیے اور ذکر اذکار، عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے جب منازل سلوک طے ہو گئے تو حضرت حافظ محمد قدس سرہ نے دونوں سلسلوں میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا آپ نے اپنے بیعت و خلافت کا ذکر ''مرآۃ الاولیاء'' (قلمی۔مملوکہ سلطان العارفین) کے صفحہ نمبر ۱۰۵ پر ان الفاظ میں کیا ہے۔

''ایں فقیر حقیر خاکپای کبیر و صغیر، عاصی و جانی عفی اللہ عنہ دست بر دامن گنج انوار و مخزن اسرار، پیشوائے شریعت و مقتدای طریقت و رہنمائے حقیقت و مخزن معرفت، بحر عرفان حافظ قرآن حضرت حافظ محمد رحمتہ اللہ علیہ بنی اسرائیلی سڑہ بنی قدس اللہ تعالیٰ سرہ و برد اللہ مضجعہ زدہ و خدمت کفش مبارک آن صاحب کردہ و باجازت دو سلسلہ یکے عالیہ نقشبندیہ طیفوریہ صدیقہ و دیگر متبرکہ قادریہ جنیدیہ عالیہ مشرف شدہ''

ترجمہ: اس حقیر فقیر صغیر و کبیر کے قدموں کی خاک عاصی و جانی نے دست ارادت و بیعت گنج انوار مخزن اسرار پیشوائے شریعت رہنمائے حقیقت مخزن معرفت بحر عرفان حافظ قرآن حضرت حافظ محمد بنی اسرائیلی سڑ بنی قدس اللہ سرہ و برد اللہ مضجعہ کے دست حق پرست کی طرف بڑھایا اور ان کی کفش برداری کے فیضان سے دو سلسلوں کی اجازت ایک عالیہ نقشبندیہ طیفوریہ صدیقہ اور دوسری متبرکہ عالیہ

(۱) از مقدمہ مرآۃ الاولیا، صفحہ نمبر ۹۳، ۹۴، ۹۵

Marfat.com

قادریہ جنیدیہ سے مشرف ہوا۔

تورڈھیر واپسی: عمرزئی میں اپنے استادو مرشد حضرت حافظ محمد قدس سرہ کی خدمت میں کتنا عرصہ رہے اس کے بارے میں آپ کے سوانح نگار خاموش ہیں اور آپ کی اولاد سے بھی تادم تحریر اس سلسلے میں کوئی معلومات فراہم نہ ہوسکیں بہرحال ظاہری علوم اور باطنی کمالات سے مالا مال ہوکر اپنے مرشد کی اجازت سے اپنے آبائی قصبہ تورڈھیر تشریف لائے یہاں پر ایک طرف ذکر اذکار، عبادت وریاضت اور مجاہدہ ومراقبہ میں مصروف رہتے تو دوسری طرف طالبان علوم شریعت اور تشنگان راہ حقیقت کے لئے درس وتدریس اور ارشادو تلقین میں مشغول ہوگئے اپنے مستقل حلقہ تدریس کے علاوہ آس پاس کے دیہات میں ابتدائی مدارج کے مکاتب اور علمی مراکز قائم کرنے میں ترغیب وتشویق اور امداد ومعانت فرماتے تدریسی امور سے فارغ ہوکر عام لوگوں کے فائدہ کے لئے وعظ ونصیحت کی مجلسیں بھی قائم فرماتے جس میں جوق در جوق سامعین و شائقین شریک ہوتے اپنے وعظ میں اتباع شریعت پر خاص طور پر زور دیتے حافظ غلام فرید لکھتے ہیں کہ آپ فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے تھے۔

چینگلئی کو ہجرت: چونکہ شیخ محمد شعیب قدس سرہ کا دور سیاسی اعتبار سے انتہائی غیر اطمینان بخش تھا ہر طرف طوائف الملوکی اور افراتفری پھیلی ہوئی تھی عوام مصائب وآلام میں مبتلا تھے افراتفری اور بدامنی کے ان حالات میں دوسرے کئی اہل اللہ کی طرح شیخ محمد شعیب قدس سرہ کا چین سکون بھی منغص کردیا مسلمان حکمرانوں کے باہمی اختلاف اور اغیار کی ریشہ دوانیوں پر اندر ہی اندر کڑھتے رہتے تھے لیکن زوال وجمود کے اس ماحول میں چارہ جوئی کی بظاہر کوئی

Marfat.com

صورت دکھائی نہیں دے رہی تھی بالآخر سکھوں کے روز افزوں مظالم سے تنگ آکر تورڈھیری کو خیر باد کہا اور صوابی سے دس میل دور خواہ خیل کے پہاڑی علاقے میں واقع موضع چینگلئی کو ہجرت فرمائی وہاں پر ایک مسجد بنائی اور زندگی کے باقی ایام وہیں بسر کرنے کا ارادہ فرمایا چینگلئی میں قیام کے دوران درس و تدریس اور وعظ و نصیحت سے جب فرصت ملتی تو بستی سے مغرب کی جانب تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک چوٹی پر تشریف لے جاتے اور وہاں ذکر و مراقبہ میں مشغول رہتے۔

زندگی کے آخری ایام اور شہادت: شیخ محمد شعیب قدس سرہ کی رگوں میں غازی دادا، اور مجاہد باپ کا خون گردش کرتا تھا، حق گوئی اور بیباکی آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے آپ کا خمیر تیار ہوا تھا آپ حالات کے ساتھ سمجھوتہ کر کے "زمانہ باتو نسازد تو بازمانہ بساز" کے قائل نہیں تھے بلکہ اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے " زمانہ باتو نسازد تو بازمانہ ستیز" کے علمبردار تھے چنانچہ اپنے دارالہجرت چینگلئی میں قیام کے دوران آپ نے جہاں دعوت حق اور اصلاح نفوس کے دوسرے امور درس و تدریس اور ارشاد و تلقین کا سلسلہ جاری رکھا وہاں موقع و محل کی مناسبت سے عملی جہاد کی تیاری کے لئے تبلیغی دورے بھی شروع کر دیئے سکھ کاروائیوں کا آپ بڑی گہری نظر سے مطالعہ کر رہے تھے ان کے خلاف معرکہ آرائی میں آپ کے ایک فرزند دلبند مولانا شیخ سعد الدین المعروف بہ دکنیر بابا قدس سرہ پہلے ہی (۱۲۳۰ھ/ ۱۸۱۵ء) میں اپنی جان عزیز کا نذرانہ پیش کر چکے تھے لہذا طبعی طور پر ان کے خلاف صف آرا ہونے کے لئے آپ کا خون جوش مار رہا تھا۔

Marfat.com

آپ کے خلفاء ومریدین کے تبلیغی دوروں سے سوات، بنیر، آفریدی اور یوسفزئی پختونوں میں جوش جہاد کا ایک نیا ولولہ پیدا ہوگیا اور لوگ جوق در جوق مجاہدوں کی اس جماعت میں شامل ہونے لگے جب آپ نے دیکھا کہ کوہستانی علاقے کی روئیں تن مجاہدوں کا ایک جم غفیر آپ کے گرد جمع ہوگیا ہے جن کے بازوؤں میں فولادی قوت اور جن کے سینوں میں شیروں کے دل ہیں تو آپ نے باقاعدہ جہاد کی تیاری کا اعلان کر دیا جب سرحدی پختونوں کے جہاد کی تیاری کی خبر افغانستان میں بارکزئی سردار محمد عظیم خان تک پہنچی جو ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھا تو وہ بھی اپنی باقاعدہ افغان فوج سمیت پشاور کی طرف چل پڑا میدان جنگ نوشہرہ کے قریب تھا۔

معرکہ نوشہرہ: سکھوں کے ظلم وستم نے حساس افغانوں اور یوسفزئی قبائل کی غیرتِ ملی اور مذہبی جذبے کو گرما دیا وہ حاکمان وقت یار محمد خان اور دوست محمد خان کی اس بے حمیتی کو دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور سکھوں کے خلاف مسلح جہاد کی از سر نو تیاری شروع کی علاقے کے علماؤ مشائخ نے عملی جہاد کے لئے تبلیغی دورے شروع کر دیئے ان مبلغین میں شیخ محمد شعیبؒ اور ان کے خلفاء ومریدین نے ہراول دستے کا کام کیا ادھر بارکزئی خاندان کے جرأت مند اور حساس فرد عظیم خان بھی اس موقع کی تلاش میں تھا اس نے اپنے بھائی عبدالصمد خان (جسے اللہ بخش یوسفی نے سمند خان لکھا ہے) کو یوسفزئی قبائل میں جہاد کی تیاری کے لئے بھیج دیا جس سے یہاں کے یوسفزئی اور خٹک قبائل کے حوصلے اور بلند ہوگئے سوات، بنیر آفریدی اور خٹک علاقے سے ہزاروں مجاہدین نے اپنے علماء ومشائخ کی سرکردگی میں پیر سباق کے قریب دریا جو "لنڈی سند" کے نام سے

Marfat.com

مشہور ہے، کے بائیں جانب ڈیرے ڈال دیئے دریا کے بائیں جانب محمد عظیم خان اپنے بھائی دوست محمد خان کے ہمراہ باقاعدہ افغان فوج کے ساتھ موجود تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سردار کھڑک سنگھ کو جنرل الارڈ (General Allard) کے ساتھ محمد عظیم خان کو روکنے کے لئے دریا کے اس پار بھیج دیا اور خود رنجیت سنگھ جنرل وینٹورا (General Ventura) کے ہمراہ دریا کے اس جانب یوسفزئی مجاہدین کے مقابلے پر رہا۔

جب لڑائی کا آغاز ہوگیا تو افغان جوش جہاد سے دیوانہ وار سکھ فوج پر ٹوٹ پڑے اور انہیں کافی جانی نقصان پہنچایا ایک ہندو مصنف گلشن لال چوپڑہ کے بقول افغانوں نے کمال بہادری سے لڑتے ہوئے سکھوں کے چھکے چھڑا دیئے یہاں تک کہ سکھوں کے پاؤں اکھڑنے لگے شیخ محمد شعیبؒ بذات خود اس لڑائی میں شریک تھے پھولا سنگھ سے آپ کی دست بدست لڑائی ہوئی جس میں پھولا سنگھ واصل بجہنم ہوا لیکن جب رنجیت سنگھ نے سکھوں کی پسپائی کے آثار دیکھے تو خود علم اٹھائے ہوئے حملہ آور ہوا دن چھپتے ہی سکھوں کا پلڑا بھاری ہوگیا بالآخر افغانوں نے رنجیت سنگھ کی منظّم اور قواعد دان فوج سے شکست کھائی اور (۳۰۰۰) تین ہزار اور ایک روایت کے مطابق (۱۰۰۰۰) دس ہزار مجاہدین مقتول و مجروح ہوئے۔ (۱)

جیسا کہ معلوم ہو چکا یوسفزئی، آفریدی اور خٹک قبائل کے (۲۰۰۰۰) بیس ہزار مجاہدین اپنے علماء و مشائخ جن میں شیخ محمد شعیب قدس سرہ اور پیرزادہ محمد اکبر شاہ ترمذی (جو سید علی ترمذی المعروف بہ پیر بابا قدس سرہ کی اولاد میں سے

(۱) مقدمہ مرآۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴، ۱۵

Marfat.com

تھے) زیادہ مشہور ہیں۔

شیخ محمد شعیب قدس سرہ اس لڑائی میں شدید زخمی ہوئے آپ کے علاوہ (۳۰۰۰) تین ہزار سے (۱۰۰۰۰) دس ہزار تک افغان مجاہدین مقتول و مجروح ہوئے آپ کو زخمی حالت میں چینگلئی لایا گیا بالآخر زخموں کی تاب نہ لاکر رجب ۱۲۳۸ھ (مطابق مارچ ۱۸۲۳ء) میں جان جہاں آفرین کے سپرد کردی وصال سے پہلے بڑے اشتیاق کے ساتھ جناب حافظ عبدالغفورؒ (صاحب سوات) کو سینے پر لٹا کر چاروں سلسلوں میں اپنی نسبت منتقل فرمائی۔ (۱)

شیخ محمد شعیب قدس سرہ کا مسلک تصوف: جیسا کہ آپ کا خاندانی ماحول اور خود آپ کی زندگی کے شب و روز کے مختصر خاکے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سلوک و تصوف میں صوفیائے متقدمین کے مسلک کے قائل ہیں آپ کی تصنیف ''مرآۃ الاولیاء (قلمی)'' کے موضوعات اور عنوانات کی ترتیب سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کتاب اللہ کے احکامات سرور کونین ﷺ کے اسوہ حسنہ صحابہ کرامؓ کے آثار تابعین اور تبع تابعین (ائمہ اربعہ وغیرہ) کی تعلیمات اور سلف صالحین کے احوال و اقوال کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھتے ہیں اور جہاں عقل پرست و خود بین اہل ظاہر کی تفریط سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں وہاں ہوا پرست و جاہل اہل بدعت کے افراط سے احتراز کرنے کی تعلیم بھی دیتے ہیں اور اعتدال کی راہ پر قائم رہنے کی ترغیب دیتے ہیں نمونہ کے طور پر مرآۃ الاولیاء کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

شریعت، طریقت، حقیقت: انسان کی زندگی کا اولین مقصد معرفت و محبت

---

(۱) مقدمہ مرآۃ الاولیاء صفحہ ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰

Marfat.com

خداوندی ہے۔ کنت کنزا مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی معرفت کی خاطر پیدا کیا اور اس مقصد کی ابتداء شریعت سے ہوتی ہے یعنی اپنے خالق کی بندگی و اطاعت سے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وما خلقت الجن والانس الالیعبدون" میں نے جن وانس کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا اور بعض مفسرین نے یہاں یعبدون کی تفسیر یعرفون سے کی ہے اس عبادت اور بندگی کی تکمیل طریقت سے ہوتی ہے یعنی اعضائے ظاہری کے ساتھ اندرونی جذبات وخواہشات کی درستگی وشائستگی ہے۔ شریعت وطریقت پر کاربند رہنے کے بعد انسان کا اصل مقصد ہدایت کی روشنی اور بصیرت کا نور میسر آجاتا ہے اور حدیث پاک "مومن کی فراست سے ڈرو پس وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

قلوب العارفین لھاعیون. تری مالا یراہ الناظرون

کا مصداق بن جاتا ہے یہی اصل مطلوب ومقصود مومن ہے اس حقیقت کو آپ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں یعنی خلق را برائے معرفت خود پیدا کردم تا مرا بشناسد و بماروی آرند وابتدای ایں راہ از شریعت است وآں فرائض و واجبات وسنت و مستحبات است وچنانچہ لقمہ جامہ تن خود را از حرام وشبہ وپلیدی وخیانت پاک دارد وحواس خمسہ را از الواث معصیت نگاہ دارد وایں را طہارت جوارح گویند از معصیت وایں جملہ شریعت است پس ازاں راہ راہ طریقت است وآں انست کہ خود را از اخلاق ذمیمہ چنانچہ حب الدنیا وجاہ وشہوات وحسد وکینہ وکبر وحرص و بغض وبخل وغیرہ ذالک پاک دارد وبصفات حمیدہ چنانچہ صدق وصفا وحلم وسخاو مروت ووفا واحسان باخلق وجز آں آراستہ کند وایں را گردش وتبدیل واخلاق

Marfat.com

گویند۔ پس ازاں راہ راہ حقیقت است وآں سریست کہ درسینہ عارفاں مے باشد وایں مطلوب است ازشریعت وطریقت کہ آں پوست است وایں مغز۔

خلاصہ یہ ہے: کہ اپنی معرفت اور شناخت کے لئے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ میری طرف متوجہ ہوں ابتداء اس راہ کی شریعت ہے اور وہ فرائض وواجبات' سنت و مستحبات بجالانا ہیں چنانچہ لقمہ اور جامہ اور تن کو حرام اور مشتبہ اور نجاست اور خیانت (وغیرہ) سے پاک رکھے اور حواس خمسہ کو معصیت کے آلودہ ہونے سے محفوظ رکھے اس کو طہارت جوارح کہتے ہیں (یعنی گناہ سے طہارت) یہ تمام شریعت ہے اس کے بعد راہ طریقت ہے اور وہ عبارت ہے خود کو اخلاق ذمیمہ جیسے حب دنیا وحب جاہ شہوات وحسد اور کینہ اور کبر اور حرص وبغض اور بخل وغیرہ سے پاک رکھنے اور صفات حمیدہ جیسے صدق' صبر' حلم' سخاوت معرفت' وفا' مخلوق سے احسان کرنا وغیرہ ہے) مزین کرنے سے اس کو تبدیل اخلاق وگردش کہتے ہیں اس کے بعد راہ حقیقت ہے اور وہ ایک سر ہے جو عارفوں کے سینوں میں ہوتا ہے اور یہ شریعت وطریقت سے مطلوب ہے (کہ وہ ظاہر اور یہ باطن) جیسے پوست کے باطن میں مغز ہوتا ہے۔ (۱)

اس کے بعد شیخ محمد شعیبؒ یوں رقم طراز ہیں۔

حقیقت راہ حق سر نہان است
درون جان بیرون آن جہان است

یہ عبارت مولانا جلال الدین تھانیسری کی ہے جو انہوں نے اپنے ارشاد میں فرمایا ہے اور حضرت مولانا نظام الدین خاموشؒ نے فرمایا کہ شریعت،

(۱) مقدمہ مراۃ الاولیا صفحہ ۱۰۴

Marfat.com

طریقت اور حقیقت ہر چیز میں بیان کر سکتے ہیں مثلاً جھوٹ بولنے سے ممانعت ہے اگر کوئی شخص سعی و مجاہدہ سے زبان سے احتراز کرے بغیر استقامت کے' کہ اپنے اختیار سے دور رہے، یہ شریعت ہے اس کے باوجود اس کے باطن میں جھوٹ بولنے کا داعیہ باقی ہے اگر سعی و مجاہدہ سے باطن میں جھوٹ بولنے کا داعیہ باقی نہ رہے، یہ طریقت ہے اور اس طرح ہونا کہ با اختیار اور بے اختیار جھوٹ نہ بول سکے نہ دل سے اور نہ زبان سے، یہ حقیقت ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا کہ شریعت ظاہر میں اجراء احکام کا نام ہے اور طریقت جمعیت باطن میں انتہائی کوشش اور سختی سے عمل کرنے اور تکلف کا نام ہے اور حقیقت اس جمعیت باطن میں راسخ ہونے کا نام ہے اور پیر علی ہجویری قدس سرہ نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ دو گروہ اس بات میں غلطی پر ہیں ایک تو علماء ظاہر میں جو یہ کہتے ہیں کہ شریعت حقیقت ہے اور حقیقت خود شریعت اور اگر ایک گروہ ملاحدہ کا ہے جو ہر ایک کو دوسرے سے بے تعلق مانتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ شریعت کی تکلیف جب تک ہے کہ حقیقت کا حصول نہ ہو اور جب حصول حقیقت ہو جائے تو تکلیفات سے بندہ مکلّف نہیں رہتا ان کا یہ کہنا شنیع ہے وہ دلیل یوں بیان کرتے ہیں کہ شریعت کا حکم حقیقت سے جدا ہے جیسے ایمان میں تصدیق قلبی اقرار لسانی کے مغایر (جدا) ہے ہماری دلیل یہ ہے کہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے کیونکہ بحث ایمان میں نفس تصدیق قلبی کے بغیر اقرار باللسان کے اعتبار نہیں اور نفس اقرار باللسان بغیر تصدیق قلبی کے شرعاً قابل اعتبار نہیں حالانکہ قول اور تصدیق میں فرق ظاہر ہے۔

پس حقیقت عبارت یقین سے ہے جس میں نسخ جائز نہیں عہد آدم علیہ

Marfat.com

السلام سے فنائے عالم تک معرفت حق میں فرق نہیں اور جس یقین میں نسخ وتبدل جائز ہے مثلاً احکام واوامر وہ شریعت ہے پس شریعت کا تعلق بندہ کے افعال سے ہے اور حقیقت کی حفاظت ایزدی اور اس کی حفظ وعظمت سے پس اقامت حقیقت بغیر شریعت کے محال ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو جان سے زندہ ہو اور جب جان اس سے جدا ہو جائے تو وہ مرجائے اس کی جان اور بدن جب مقارن ہوتے ہیں تب وہ زندہ رہتا ہے ایسے ہی شریعت میں بغیر حقیقت کے اندیشہ ریا کا ہے اور حقیقت میں بغیر شریعت کے اندیشہ الحاد کا۔ حق تعالیٰ کا فرمان ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینہم سبلنا جو بھی ہماری راہ میں اور دین کی اقامت میں کوشش کرے البتہ ضرور ان پر ظاہر کریں گے اپنے راستے۔ پس مجاہدات شریعت ہے اور ہدایت حقیقت، شریعت بندہ کی ظاہری احکام کی حفاظت کا نام ہے حقیقت بندہ کے باطن کے احوال کی، پس شریعت کسبی ہے اور حقیقت وہبی ہے۔

شریعت وطریقت لازم وملزوم ہیں

قرون اولیٰ کے بعد جب مختلف فتنے پیدا ہوئے مثلاً باطنیہ اور اباحیہ وغیرہ تو صوفیاء میں بھی ایک ایسا طبقہ پیدا ہوا جن کا دعویٰ تھا کہ شریعت کے احکام تو متبدی کے لئے ہوتے ہیں اور حقیقت تک پہنچنے کے لئے ایک ذریعہ اور بس، جب صوفی حقیقت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو ظاہری تکالیف شرعیہ اس سے ساقط ہو جاتے ہیں جبکہ آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ کسی نے بھی اپنے آپ کو مندرجہ بالا

Marfat.com

مفہوم میں شرعی امور سے بے نیاز اور بالاتر نہیں سمجھا حتیٰ کہ کسی صحابی کے دل میں اس کا خیال تک نہیں آیا بلکہ وہاں تو جتنا کسی کے علم و معرفت میں اضافہ ہوتا اتنا ہی شریعت کے اعمال میں انہماک میں اضافہ ہوتا۔

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

کتاب اللہ کی تعلیمات قولاً و عملاً سمجھانے کے لئے خدا نے رہبر کامل سرور کونین محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے یہ امانت اپنے صحابہ کرامؓ کے حوالے کر کے ان کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا کہ جس نے ایک بات بھی مجھ سے سنی وہ دوسروں تک پہنچائے گویا امت کا ہر فرد اس کا مکلّف ہے کہ آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین کے جز و کل کو دوسروں تک پہنچائے اور نہ جاننے والے پر یہ فرض ہے کہ علماء ربانیین کی طرف رجوع کرے کہ بغیر کسی رہبر کے کسی راستے پر چلنا خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ مولانا نور کمال حزین فرماتے ہیں:

طرق منزل لیلیٰ تواں بردخود
فوز کردار توبر را بشناسان مربوط

اس حقیقت پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے شیخ محمد شعیب قدس سرہ فرماتے ہیں ''بدانکہ راہ خدائے عز و جل در مغرب و مشرق و جنوب شمال نیست و در زمین آسمان نیست بلکہ در بہشت و عرش ہم نیست راہ خدائے تعالیٰ در درون تست کما فی قولہ تعالیٰ و فی انفسکم افلا تبصرون راہ خدا تعالیٰ بدل تواند رفت نہ بہ قدم کہ کار جوارح عبادت است نہ معرفت چنانچہ در حدیث قدسی آمدہ است لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی مومن لیکن ایں راہ مشکل است۔ پس ترا رفیق می

Marfat.com

باید۔ اگر بے رفیق روی در چاہ ضلالت افتی کہ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوۃ والسلام فرمود۔ الرفیق ثم الطریق آگے چل کر لکھتے ہیں:

پس طالب حق را بحکم طلب واجب است کہ خدمت کفش صدیق کند کہ درین راہ رفتہ باشد ومقتدائے شریعت وحقیقت گشتہ باشد تا آں مرشد کامل ایں طالب صادق را راہ نمودی کند لہذا مجتہدان شریعت با مشائخ طریقت بیعت کردند و مرید شدہ اند چنانچہ امام اعظم با امام جعفر صادق و امام محمد بن ادریس شافعی ہبیرہ بصری و امام محمد بن حسن با داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ و قاضی امام ابو یوسف با حاتم اصم و امام احمد بن حنبل بشر حافی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اگر چہ ایشان در علم از ہمہ فوقیت داشتہ اند لیکن دریں رہ مسلسل بہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرط است۔

ترجمہ: جان لو کہ حق تعالیٰ کی راہ مشرق و مغرب جنوب و شمال میں نہیں اور نہ زمین اور آسمان میں ہے بلکہ بہشت اور عرش میں بھی نہیں وہ تمہارے باطن میں ہے جیسا کہ فرمان ہے وفی انفسکم افلا تبصرون اور خود تمہارے اندر' کیا تم دیکھتے نہیں یہ راستہ قدم سے طے نہیں ہوتا بلکہ دل سے طے ہوتا ہے جوارح کا کام عبادت ہے نہ کہ معرفت جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے ''لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی مومن'' یعنی زمین و آسمان کی وسعت میری تجلیات کی تحمل نہیں کرسکتی میرے مومن بندے کا دل میری تجلیات کا تحمل کرسکتا ہے۔

لیکن یہ راستہ مشکل ہے تجھے رفیق کی ضرورت ہے اگر بغیر رفیق کے جاؤ گے تو چاہ ضلالت میں گرو گے جیسے کہ روایت ہے پہلے ساتھی تلاش کرو پھر

Marfat.com

راستے پر چلو آگے چل کر محمد شعیبؒ لکھتے ہیں پس طالب حق کو ضروری ہے کہ ایسے دوست کی طلب کرے جس نے یہ راستہ طے کیا ہو اور شریعت و طریقت میں مقتدیٰ ہو تا کہ وہ مرشد کامل اس طالب کی رہنمائی کرے اسی وجہ سے مجتہدان شریعت نے مشائخ طریقت سے بیعت کی اور مرید ہوئے چنانچہ امام اعظمؒ نے جعفر صادقؒ اور امام محمد بن ادریسؒ ہبیرہ بصری اور امام محمد بن حسن نے داؤدؒ اور قاضی امام ابو یوسفؒ نے حاتم اصمؒ اور احمد بن حنبلؒ نے بشر حافی رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین سے بیعت کی اگرچہ یہ حضرات ظاہری علم میں سب پر فوقیت رکھتے تھے لیکن اس راہ میں حضور ﷺ تک سلسلہ شرط ہے (ترجمہ از شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ م' ص)

پیر کامل کے لئے علوم سہ گانہ ضروری ہیں

جاہل صوفیاء کی مذمت: رہبر کامل کے لئے ضروری ہے کہ وہ راستے کے نشیب و فراز اور تنگ و تاریک گھاٹیوں سے واقف ہو، راہزنوں اور ان کی کمین گاہوں سے باخبر ہو، ورنہ خود بھی بہک جائے گا اور جن کی رہبری کرتا ہے انہیں بھی بھٹکا دے گا، اپنی پونجی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا اور اس کے پیروؤں کی زاد راہ پر راہزن ہاتھ صاف کر دیں گے۔

مرشد کامل کے لئے ضروری ہے کہ علوم سہ گانہ قرآن' حدیث اور فقہ کا ماہر ہو جیسا کہ شیخ محمد شعیب قدس سرہ شیخ جنید قدس سرہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''قال الجنید یا شبلی اذا رائیت صوفیاً ولم یکن بین یدیہ تفسیر و علی یمینہ احادیث و علی شمالہ کتب الفقہ تعلم انہ شیطان وما صدر منہ مکرو استدراج'' یعنی جب تم کسی ایسے

Marfat.com

صوفی کو دیکھو جس کے سامنے تفسیر دائیں جانب احادیث' بائیں جانب فقہ کی کتاب نہ ہو (یعنی اگر وہ ان تینوں علوم کا ماہر نہ ہو) تو سمجھو کہ وہ شیطان ہے اور ظاہر ہونے والی چیزیں مکر اور استدراج ہیں۔ (نہ کہ کرامت) آگے چل کر شیخ محمد شعیب قدس سرہ پیر کامل کے شرائط کے ضمن میں لکھتے ہیں'' پیر کامل کے لئے تین علوم لازمی علوم ہیں (۱) علم قرآن اور حدیث اور یہ کہ وہ ناسخ ومنسوخ سے واقف ہو اور احادیث صحیحہ وغیر صحیحہ کا علم رکھتا ہو (۲) علم فقہ تا کہ وہ روزمرہ کے مسائل کا استنباط کرسکتا ہو (۳) علم کلام ومناظرہ تا کہ اپنے مریدین کے عقائد میں پیش آنے والی لغزشوں کو دفع کرسکتا ہو'' ورنہ بقول شیخ محمد شعیب قدس سرہ ''پیر تا خود دانا نباشد وخود رانجات ندھد پس مریدان راچگونہ بیا گاھاند یا نجات دھد''یعنی پیر جب خود عالم نہ ہو اور اپنے آپ کو نجات نہیں دے سکتا تو مرید کو کیسے خبر کرسکتا ہے اور کیسے نجات دے سکتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں''ایں احوال درمیان صوفیان جاہل و عامی تا ایں غایت باقی است زیرا کہ جاہلان درخلوت درآرند ورقص وسرود و سماع میکند بعضے گویند کہ ذات خدای تعالٰی رادیدم وبعضی مے گویند صفات خدای دیدم وبعضی گویند کہ حور وباغ دیدم پس پرہیز بکنید ازصوفیان جاہل کہ از آن شیطان بدتراند بلکہ خود شیطان اند''۔

ترجمہ: یہی حالت جاہل صوفیوں اور عوام میں اب تک باقی ہے کیونکہ یہ جہلاء خلوت میں آتے ہیں اور رقص (ناچنا) اور سرود وسماع (گانا بجانا مع المزامیر) کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ ذات خداوندی کو دیکھا اور کچھ کہتے ہیں کہ صفات خداوندی کو دیکھا اور بعض کہتے ہیں کہ حور اور جنت دیکھی پس جاہل صوفیوں سے

Marfat.com

بچنا چاہئے کہ یہ شیطان سے بدتر ہیں بلکہ خود شیطان ہیں۔ (۱)

مرآۃ الاولیاء پردہ گمنامی میں پڑی رہی ہے

پروفیسر ڈاکٹر غلام ناصر مروت یہ عنوان قائم کر کے اس کے تحت لکھتے ہیں فارسی مخطوطوں کی جتنی فہرستیں اب تک ہماری نظروں سے گزری ہیں ان میں سے کسی فہرست میں بھی اس نسخے کا ذکر نہیں ملتا گویا کسی کتب خانے میں اس کی کوئی نقل موجود نہیں جو نسخے ہم کو ملے ہیں وہ بھی چند گمنام سی شخصیتوں کے پاس محفوظ ہیں جو صرف تبرکاً اس کی حفاظت کر رہے ہیں اس کتاب سے استفادہ کرنے کی ابھی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی ہے جن کتابوں میں اس نسخے کا ذکر ملتا ہے وہاں صرف مصنف کے حالات کے حوالے سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مثلاً دائرہ المعارف اسلامیہ اردو جلد دوم، افغانوں کی نسلی تاریخ، روحانی رابطہ، تذکرہ، پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ، احوال العارفین، تذکرہ صوفیاء و مشائخ سرحد اس کے مندرجات کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ (۲)

مرآۃ الاولیاء کے صرف چار قلمی نسخے ہیں پہلا نسخہ جو سب سے قدیم ہے (۱۲۲۶) کا لکھا ہوا ہے برادرم صاحبزادہ سلطان العارفین (موضع قاضی آباد) کی ملکیت ہے دوسرا نسخہ حضرت مولانا صاحبزادہ غلام حقانی (سکنہ قاسم) کے پاس ہے جو حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ارشد شاگردوں میں سے ہے تیسرا نسخہ صاحبزادہ مولانا خادم الدین صاحبؒ (یکے از شاگردان رشید حضرت مولانا شاہ انور شاہؒ کشمیری) کے پاس تھا اور چوتھا نسخہ حضرت صاحبزادہ عبدالقدوس صاحبؒ

(۱) ازمقدمہ مراۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۰۴، ۱۰۸

(۲) ازمقدمہ مراۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۱۲، ۱۱۱

Marfat.com

کے پاس تھا آخرالذکر دونوں نسخے تو رڈھیر میں تھے۔

بندہ کو خیال ہوا کہ اگر اس کا اردو ترجمہ شائع ہو جائے اور بندگان خدا اس سے مستفید ہو جائیں تو کتنی خیر کی بات ہوگی ایک روز اس گنہگار بندہ نے ہمت کر کے آخرالذکر ہر دو بزرگوں سے کتابیں مانگ کر (بندہ بمعہ سرتاج اکبر صاحب) حضرت مولانا صاحبزادہ ولی النبی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا جو بیکا (تحصیل لاہور) کے رہنے والے تھے اور دارالعلوم جامعہ قادریہ رضویہ (فیصل آباد) میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز تھے آپ نے ہماری درخواست نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ منظور کی البتہ ایک بات کی کہ اشعار کے ترجمہ کی ضرورت نہیں کچھ عرصہ بعد بدست جناب شیر آغا صاحب محترم مامون صاحب (جناب جان باچہ) کے حوالے کی اور جان باچہ نے بندہ کو دی لیکن اشاعت کا اہتمام کون کرتا بندہ کے پاس اتنی رقم نہ تھی کہ اس کا اہتمام کرتا قلمی اوراق جو حضرت شیخ الحدیث نے اپنے ہاتھ سے لکھے تھے ان پر سالوں کے سال گزرتے گئے بندہ ہر وقت فکرمند رہتا کہ خدا نہ کرے کہ یہ اوراق ضائع ہو جائیں ایک وقت وہ بھی آگیا کہ کتاب مرآۃ الاولیاء کے چھاننے اور صاف کرنے اور اس کے لئے حوالہ جات دیکھنے کا وقت آپہنچا وہ یہ کہ جناب برادرم سلطان العارفین صاحب نے ایم اے فارسی میں داخلہ لے لیا اسے وہاں پر معلوم ہوا کہ اگر کسی کتاب کا قلمی نسخہ موجود ہو اور وہ ابھی تک نہ چھپا ہو اور نہ اس کا ترجمہ چھپ چکا ہو تو اس پر کوئی صاحب پی ایچ ڈی کی ڈگری کر سکتا ہے اور پھر یونیورسٹی اس کے چھاپنے کا انتظام کرتی ہے چنانچہ بھائی سلطان نے فارسی ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین (Chairman) کے بی نسیم صاحب کے ساتھ بات کی، تو چیئرمین

Marfat.com

صاحب نے کہا کہ کتاب لاؤ کہ آیا اس پر پی ایچ ڈی کی ڈگری ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو ہم کسی لیکچرار صاحب کے ساتھ بات کریں گے۔

(P.H.D) پی ایچ ڈی کے بورڈ نے کتاب کو منظور کیا اور کتاب مرآۃ الاولیاء پروفیسر غلام ناصر صاحب مروت کے سپرد کر دی گئی انہوں نے کتاب پر دو سال تک تحقیق اور ریسرچ کی تحقیق اور ریسرچ کے بعد اس نے کتاب پر مقدمہ لکھا (اس دیباچہ میں شیخ محمد شعیبؒ کے حالات اور مرآۃ الاولیاء کی خصوصیات اور تصوف کے بارے میں بعض معلومات اسی مقدمہ سے لئے گئے ہیں) انہوں نے جو تحقیق اور ریسرچ کی، بڑی قابل قدر قابل داد اور قابل تحسین ہے۔ خداوند کریم ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر دے (فجزاھم اللہ خیر الجزاء) یہ ان کی خوش قسمتی ہے کہ مرآۃ الاولیاء جیسی کتاب پر انہیں ریسرچ اور تحقیق کا موقع ہاتھ آیا اور خداوند لایزال نے انہیں اس کام کے لئے منتخب کیا ایک طرف تو اس نے (P.H.D) پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تو یہ دینوی اعزاز ہے مگر دوسری طرف اسے دینی (اسلامی) کتابوں کے مطالعہ کرنے کا موقع ہاتھ آیا جیسے تفسیر حدیث سیرت و مغازی اور تصوف کی کتابیں کیونکہ مرآۃ الاولیاء میں سیرت کے جو واقعات آئمہ مجتہدین کے حالات اور اولیاء کرام کے حالات کے علاوہ تصوف کے جو مسائل ذکر کئے گئے ہیں ان کے مآخذ اور حوالہ جات تلاش کرنا ان کے فرائض میں شامل تھا مرآۃ الاولیاء پر ریسرچ اور تحقیق نے سونے پر سہاگے کا کام کیا بالآخر وہ وقت بھی آپہنچا کہ کتاب مرآۃ الاولیاء اردو میں چھپ جائے اور لوگ اس سے مستفید ہو جائیں۔

Marfat.com

رب ذوالجلال نے میرے ماموں زاد بھائی برادرم عبدالعزیز المعروف بہ حسن باچہ کے دل میں یہ بات ڈال دی انہوں نے اس عظیم کام کو پورا کرنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ اگر خداوند کریم نے چاہا تو ہم کسی ذریعے سے اس کتاب کو چھاپیں گے۔

تب بندہ نے اردو ترجمہ مرآۃ الاولیاء کے فارسی عبارت کے ساتھ دیکھنا شروع کیا کہ دیکھا جائے کہ اس کا کوئی ورق گم نہ ہوا ہو۔ گاہے گاہے برادرم مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب (فاضل دارالعلوم حقانیہ) فارسی کتاب کو دیکھتے رہے اور بندہ اردو ترجمہ پڑھتا رہا بجز چند جگہ کے سب ترجمہ مکمل تھا اس بے ترجمہ فارسی عبارت کا ترجمہ بندہ نے کیا اور اس کے آگے م۔ص لکھا ہے باقی ترجمہ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا ولی النبیؒ کا ہے۔ باقی سب حاشیہ بندہ نے لکھے ہیں جہاں مترجمؒ کا حاشیہ ہے اس کے آگے از حضرت مترجمؒ لکھا ہے۔

مگر افسوس کہ حضرت مترجم صاحبؒ اس ترجمہ کے چھاپنے سے پہلے خداوند کریم کو پیارے ہوگئے بندہ ناچیز نے اس ترجمہ کا نام کاشف الاولیاء ترجمہ مرآۃ الاولیاء رکھا خداوند کریم بندہ کی یہ کوشش قبول فرمائے اور آخرت میں ذریعہ نجات بنادے۔

کتاب مرآۃ الاولیاء: کتاب کی ابتداء بسملہ (تسمیہ) سورۃ فاتحہ اور درود ابراہیمی سے کی اور آخری جملہ یہ ہے وہر کہ نظر بدین سواد کند محمد شعیب رحمتہ اللہ علیہ بن رفیع القدر حافظ گل رحمتہ اللہ علیہ بن محمد رفیق رحمتہ اللہ علیہ بدعائے نیک یاد کند۔ کہ اور اللہ تعالیٰ بہ دیدار خود شاد کند۔

Marfat.com

ترجمہ: جو بھی اس تحریر میں نظر کرے (حضرت) محمد شعیب رحمتہ اللہ علیہ بن رفیع القدر عرف حافظ گل رحمتہ اللہ علیہ بن رفیق رحمتہ اللہ علیہ غازی کو دعائے خیر میں یاد کرے کہ حق تعالیٰ ان کو اپنے دیدار سے متمتع فرمائے۔

''تمت هذه الرسالة المباركة الشريفة المسمى بالرسالة العنبريه مرآة الاولياء فى مسجد مولانا فاضل محقق حافظ گل جى قدس الله سره فى تاريخ يوم خامس شهر رجب ۱۲۲۶ھ''

یہ رسالہ مبارکہ الشریفہ المسمی رسالہ عنبریہ مرآۃ الاولیاء مولانا فاضل محقق حافظ گل جی قدس اللہ سرہ کی مسجد میں ۵ رجب ۱۲۲۶ھ کو پورا ہوا۔

مرآۃ الاولیاء کو جو چیز دوسرے تمام تذکروں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا ایک چوتھائی سے زیادہ حصہ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ آپ ﷺ کی سیرت مبارک اور خلفاء راشدین ازواج مطہرات اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالات وفضائل پر مشتمل ہے جس سے تصوف کی دیگر کتابیں اکثر تشنہ ہیں وہاں اگر کسی کتاب میں سیرت پاک کا تذکرہ ملتا بھی ہے تو مختصر اور اجمالی طور پر یہاں پوری پوری تفصیل پائی جاتی ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے خدام وموالی اور متروکات متبرکہ پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اس لحاظ سے مرآۃ الاولیاء، معارج النبوۃ اور مدراج النبوۃ کی مشابہت اختیار کرلیتی ہے لیکن وہاں پھر تصوف اور صوفیائے کرام کے احوال نام کی کوئی چیز موجود نہیں بہرحال یہ نسخہ اپنی جامعیت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے ویسے تو جیسا کہ اس کے نام سے مترشح ہوتا ہے یہ نسخہ اولیاء کرام کے حالات ملفوظات اوران کی تواریخ پیدائش و وفات کے علاوہ تصوف کی اصطلاحات اور اشغال و

Marfat.com

معمولات کا آئینہ ہے لیکن کتاب کا ایک بڑا حصہ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا حیات طیبہ اہل بیت عظام اور خلفاء راشدین کے کمالات و فضائل اور آپ کے متروکات متبرکہ کی تفصیل کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس طرح مرآۃ الاولیاء نے سیرۃ النبی کا روپ دھار لیا ہے گویا زیر نظر تذکرہ سیرۃ النبی اور تصوف کے موضوع پر ایک قابل قدر جامع مجموعہ ہے جس کے مندرجات مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ از ولادت تا وفات۔

(ب) ازواج مطہرات اور دیگر اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل ومناقب۔

(ج) خلفاء راشدین کے فضائل وکمالات۔

(د) ائمہ اربعہ کے فضائل وکمالات۔

(ر) سلاسل اربعہ (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ) کے مشائخ عظام کے احوال واقوال۔

(س) دیگر اولیاء کرام کے حالات وملفوظات جو سلاسل اربعہ سے مربوط نہیں۔

(ص) علامات پیر کامل۔

(ط) آداب سفر اور اس کے ادعیہ مسنونہ۔

(ع) علم طریقت کی مختلف اصطلاحات۔

(ف) آنحضرت ﷺ کے قاصدوں، کاتبوں، پہرہ داروں اور خدام وموالی کا ذکر۔

(ک) آپ ﷺ کے جانوروں، اسلحہ اور دیگر متروکات ومتبرکہ کا ذکر۔

(ل) مراقبہ وتفکر، علم تصوف کے متعلق بعض اہم مسائل اور فضائل درود شریف کے علاوہ درود شریف کے متعلق بعض فقہی مسائل کا ذکر۔ (۱)

(۱) از مقدمہ مراۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۰، ۱۱۱۱

○بسم اللہ الرحمن الرحیم○

الحمد للہ رب العالمین○الرحمن الرحیم○مالک یوم الدین○ایاک نعبد وایاک نستعین○اھدنا الصراط المستقیم○صراط الذین انعمت علیھم○غیر المغضوب علیھم ولاالضالین○آمین

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید○اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید○

اس درود پاک کی تخصیص میں وجہ یہ ہے کہ جب آیت کریمہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً نازل ہوئی، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں، درود کس طور پڑھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید. اللھم بارک علی محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید ۔ امام زاہد نے اپنی تفسیر میں یونہی ذکر کیا ہے، تفسیر کشاف میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی عمر ہجرت کے وقت پچہتر (۷۵) سال تھی جیسا کہ قرآن پاک میں ہے قال انی مھاجر الی ربی انہ ھوالعزیز الحکیم (۱) اور اسی سال حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے حق تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عطا کیا اور جب سن مبارک ایک سو

(۱) العنکبوت: ۲۶ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ترک وطن کر کے چلا جاؤں گا۔

Marfat.com

بارہ (۱۱۲) یا ایک سو بیس (۱۲۰) کو پہنچا حق تعالیٰ نے حضرت سارہؓ کو حضرت اسحاقؑ عطاء فرمایا جیسے کہ ارشاد ہے و وھبنالہ اسحق و یعقوب [۱]۔ تفسیر حسینی سے منقول ہے اور تاج المذکرین میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ کی بنا کی، حق تعالیٰ نے اس امت کے لئے قبلہ مقرر فرمایا اس کے بدلے میں امت کو ان کی یاد بخیر کا حکم ہوا اور اسی تاج میں مذکور ہے کہ امام رازی نے درود میں ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کی تخصیص کی وجہ یہاں یہ بیان کی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی بناء سے فارغ ہوئے آپ نے دعا فرمائی اور ان کی آل حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت سارہؓ جو چچا زاد بہن تھی، آمین کہتے جاتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مشائخ امت محمدیہ سے جو بھی اس خانہ میں دوگانہ نماز ادا کرے حق تعالیٰ مجھے اس کے حق میں شفیع بنائے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام فرماتے جاتے تھے کہ امت محمدیہ کے کہول (ادھیڑ عمر والے) میں سے جو بھی اس خانہ کو متوجہ ہو حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے، حضرت اسحاق علیہ السلام نے اس امت کے جوانوں کی درخواست فرمائی، حضرت سارہؓ نے عورتوں کی اور حضرت ہاجرہؓ نے کنیزوں کی اور باقی آمین کہتے جاتے تھے، پس حق تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام نے جب اجابت دعا کے وقت آپ کی امت کو فراموش نہ کیا تو آپ بھی اپنی امت کو حکم فرمائیں کہ نماز کے آخر میں جو اجابت دعا کا وقت ہے ان کو یاد رکھیں تا کہ مکافات ہو۔ اس میں ایک بیش بہا

(۱) الانعام: ۷ العنکبوت: ۲۷ اور ہم نے ان کو اسحق اور یعقوب عنایت فرمایا۔

نکتہ یہ بھی ہے کہ اگر ان کی دعا اس امت کے بوڑھوں اور جوانوں اور مردوں اور عورتوں کے حق میں مقبول نہ ہوتی، مکافات کا کیوں حکم دیا جاتا' شریعت کا مسئلہ ہے کہ اگر واہب نے کوئی چیز ہبہ کی جب تک موہوب لہ اس کے عوض میں واہب کو کچھ نہ دے تو واہب رجوع کر سکتا ہے (اگرچہ رجوع مکروہ ہے) ہاں عوض کے بعد رجوع نہیں کر سکتا چاہے واہب کا ہبہ بیش قیمت ہو اور موہوب لہ کا عوض حقیر اور یہی نکتہ حق تعالیٰ کے مومنین کو عطائے ایمان میں اور ان کے ادائے اعمال صالحہ میں خواہ طاعات ہوں یا تصدقات، قلیل ہوں یا کثیر سبب بقائے عطائے ایمان بن سکتا ہے۔ کما صلیت علی ابراہیم میں جو تشبیہ ہے اس میں اشکال مشہور ہے کہ مشبہ، مشبہ بہ سے وجہ شبہ میں کم ہوا کرتا ہے حالانکہ یہاں معاملہ معکوس ہے کیونکہ حضور ﷺ کو تمام انبیاء پر جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہیں فضیلت حاصل ہے۔ علماء نے اس کے چند جواب دیئے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ اس ارشاد میں تواضع ہے اور منجملہ ان کے یہ ہے کہ تشبیہ نفس صلوٰۃ میں نہیں بلکہ مقدار میں ہے کہ حضور ﷺ پر نزول رحمت ان کے قدر کے موافق ہو جیسے کے نزول رحمت ابراہیم اور آل ابراہیم پر ان کے قدر کے موافق ہوا اور منجملہ ان کے یہ ہے کہ یہ کاف تعلیل (اظہار علت) کے لئے ہے جیسے کہ واذکروہ کما ھدیکم (۱) اور منجملہ ان کے یہ ہے کہ تشبیہ کبھی مثل کے ساتھ اور کبھی مثل سے بھی کم کے ساتھ ہوتی ہے جیسے کہ ''مثل نورہ کمشکوٰۃ'' (۲) اور منجملہ ان کے یہ ہے کہ تشبیہ کا تعلق آل کے ساتھ ہے، رہا صلوٰۃ کا تعلق حضور ﷺ کے ساتھ تو وہ مطلقاً بغیر تشبیہ کے ہے خلاصہ یہ ہے صل علی محمد صلوٰۃ کاملۃ (صلوٰۃ مطلقاً

(۱) البقرۃ:۱۹۸اور اس طرح یاد رکھو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے۔
(۲) سورۃ نور اس کے نور کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اس میں ایک چراغ ہے۔

Marfat.com

کمال پر دلالت کرتا ہے) وصل علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و آله فافهم اما بعد اگرچہ حضور سید الانام ﷺ کے معجزات اور اصحاب کرام اور اولیاء عظام کے مناقب اظہر من الشمس ہیں اور متقدمین اور متأخرین نے اکثر عربی اور فارسی کی معتبر کتابوں میں متفرق درج کئے ہیں پھر بھی بعض خصوصیات عربی اور فارسی کی معتبر کتابوں میں بہت تجسس اور تفحص کے بعد حاصل ہوتے ہیں جو تکلف سے خالی نہیں اس لئے اس ناچیز فقیر حقیر کاتب الحروف کی خواہش ہوئی کہ ان کے اسماء اور تولد و وفات کی تواریخ حضور پرنور ﷺ اور چہار یار و اہلبیت کرام و مشائخ طریقت و ائمہ اربعہ جو بمنزلہ ارکان اربعہ قصر دین کے ہیں اور مذہب حق اہلسنت والجماعت کی استقامت ان کے وجود شریف سے ہے کہ حدیث صحیح ان کے بارے میں ہے اور سالک کو جن باتوں کا جاننا ضروری ہے جو معتبر کتابوں میں نظر سے گزرے ہیں یک جا کر کے حوالہ قلم کئے جائیں تاکہ طالب کی ہمت بڑھے اور آسانی سے مقصد کو حاصل کرے جو صاحب اس کتاب کو مطالعہ کرے تو اس عاجز کو دعا خیر میں یاد کرے ہم بھی دعا گو ہیں کہ حق تعالیٰ ان کے قلوب کو تجلیات و انوار سے پرنور کرے اس کتاب کا نام مرآۃ الاولیاء رکھتے ہیں چونکہ اس فقیر کو کمال اخلاص اور عقیدت ان بزرگوں سے تھی اور خود کو معتقد اور مشتاق ان کا پایا تھا بغیر ان کے ذکر اور فکر کے اور شغل نہ تھا اس لئے ان کے کچھ احوال تحریر کئے کیونکہ دوست کا وصال اگر میسر نہ ہو تو محبوب کے ذکر سے طالب خود کو مسرور تو کر سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آدمی جس سے محبت رکھے ان کے ساتھ یا ان کے زمرہ سے ہے ارشاد الطالبین میں مولانا درویزہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں

Marfat.com

ایک شخص تھا جو طاعات نافلہ سے (جو اولیاء کا طریقہ ہے) سے بالکل قاصر تھا لیکن جہاں بھی انبیاء اولیاء اور صلحاء و علماء کا نام سنتا لکھ لیتا تھا یہاں تک کہ وہ اس نوشتہ کو پیٹھ پر لادے لئے پھرتا رہتا اتفاقاً ایک دن پانی میں غرق ہونے لگا اوراق تو ڈوب گئے لیکن بڑی مشکل سے اس نے جان بچائی۔ جب کنارے لگا تو بہت غم کرنے لگا کہ عمل تو کچھ بھی نہ تھا مگر رب تعالیٰ کے دوستوں کے نام جمع کر چکا تھا وہ دفتر بھی ہاتھ سے جاتا رہا اس غم میں اسے نیند آئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضور رسالت پناہ ﷺ جملہ انبیاء اور اولیاء کے ساتھ فلک چہارم پر رونق افزا ہیں۔ یہ بھی کوشش کر کے اس مجلس میں پہنچا اچانک دیکھا کہ فرشتے آ کر کوزوں سے پانی ڈال رہے ہیں اور خوانہائے نعمت پیش کر رہے ہیں جب اس کے قریب پہنچے تو اس کو منع کرتے کہا کہ تم اس جماعت سے نہیں ہو اٹھ جاؤ۔ اچانک حضور رسالت پناہ ﷺ کی نظر رحمت پڑی۔ فرمایا کہ ان کو کوزہ دو اور ان لوگوں کے ساتھ کھلاؤ کیونکہ یہ اس جماعت کو دوست رکھتا ہے جب بیدار ہوا تو ولایت کے مرتبہ کو حاصل کر چکا تھا۔ حضرت سلطان ابراہیم ادھمؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں فرشتہ کے ہاتھ میں دفتر تحریر دیکھا پوچھا کیا لکھتے ہو اس نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ کے دوستوں کے نام، میں نے پوچھا میرا نام بھی لکھا ہے، کہا نہیں، پوچھا کیوں، کہا تم ان میں سے نہیں، میں نے کہا کہ میں ان میں سے نہیں لیکن حق تعالیٰ کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں اور ان سے محبت کرتا ہوں اسی اثناء میں دوسرا فرشتہ پہنچا اور کہا کہ دفتر کو اول سے شروع کرنا اور ابراہیم کے نام کو سرفہرست کرنا کہ وہ حق تعالیٰ کے دوستوں کو دوست رکھتا ہے۔ ابوالعباس ابن عطاؒ کہتے ہیں کہ اگر چاہے کہ دامن تھامے تو حق تعالیٰ کے دوستوں کا دامن تھام

Marfat.com

'تا کہ وہ تیرے لئے شفیع بنیں'' ''عشقیہ'' میں ہے کہ خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ سے پوچھا گیا کہ مرید کو مشائخ کے ذکر سے کیا فائدہ، فرمایا ان کی حکایات حق تعالیٰ کے لشکر ہیں جن سے دل شکستہ مرید قوی ہو کر دشمن کے لشکر کا مقابلہ کرتے ہیں جیسے کہ حدیث پاک میں ہے۔ ''عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة''(۱)

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی سے سوال کیا گیا کہ جب محبوبان حق روپوش ہو جائیں تو سلامتی کیسی ہوگی فرمایا روزانہ آٹھ ورق ان کی حکایات سنو تو گویا ان کی صحبت میں ہو۔ شیخ علی دقاق علیہ الرحمتہ سے سوال ہوا کہ مردان خدا کی باتوں کا فائدہ کیا ہے فرمایا پہلا فائدہ یہ ہے کہ طالب کی ہمت قوی ہوتی ہے اور طلب میں زیادہ کوشش کرتا ہے، دوئم یہ کہ اگر خود میں کچھ عیب رکھتا ہے تو خود بینی اس سے جاتی رہتی ہے اور اس پر اس کی غیرت آتی ہے جیسے کہ شیخ نے فرمایا کہ خود پر لوگوں کو قیاس مت کرو اپنی اصلاح کرو اور دوستوں کا فضل اور اپنے افلاس کو پہچانو۔ عبدالرحمان اسحاق سے سوال ہوا کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہو اور معنی سے بے خبر ہو اس کا فائدہ کچھ ہے، فرمایا دوائی کے اثر جانے بغیر اگر کوئی شخص اس کو استعمال کرے تو بھی اثر کرتا ہے، قرآن پاک کیونکر اثر نہ کرے گا ''کذافی العشقیہ'' اور محمد بن حسین سے منقول ہے کہ معروف کرخیؒ کو میں نے خواب میں دیکھا، میں نے سوال کیا کہ حق تعالیٰ سے معاملہ کیسے گزرا، کہا میری مغفرت فرمائی میں نے پوچھا کہ زہد وتقویٰ سے، انہوں نے جواب دیا کہ ایک بات سے جو ابن سماک سے میں نے سنی، میں نے

(۱) امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں سفیان ابن عیینہ کا قول نقل کیا ہے از حضرت مترجم

Marfat.com

پوچھا وہ کیا، کہا کہ جو شخص حق تعالیٰ سے بالکل اعراض کرتا ہے حق تعالیٰ بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور جو پوری توجہ سے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے حق تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور تمام مخلوق اس سے محبت کرتی ہے۔

مولانا نظام الدین حسین نے جو مولانا علاؤالدین مکتب دار کے نواسہ تھے رحمہا اللہ تعالیٰ رحلت کے وقت اپنے دوستوں سے فرمایا جن باتوں سے حق تعالیٰ کی توحید کی معرفت حاصل ہوتی ہے تین قسم میں منحصر ہیں حق تعالیٰ کا کلام، حضور ﷺ کی حدیث، مشائخ علیہم الرحمتہ کی باتیں، ضرور قرآن پاک کا دسواں حصہ اور چند حدیث اور مشائخ کی چند باتیں ان کا پڑھنا معمول رکھنا چاہئے اور عمل میں لانی چاہییں، جان لو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد بہترین مخلوق اولیاء ہیں جو بموجب آیۃ کریمہ ''یحبھم ویحبونہ''[1] حق تعالیٰ کے عاشق اور معشوق اور اس کے محبّ اور محبوب ہیں اور ہرگز اس امت کو ولی سے محروم نہیں فرماتا، یہ عالی گروہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور دنیا ان کی برکت سے قائم اور مستقیم ہے چنانچہ پیر علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے ''کشف المحجوب'' میں تحریر فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ زمین کو محبّ سے اور ولی سے ہرگز محروم نہیں فرماتا اور دلیل اس پر حضور ﷺ کی اس حدیث کو لائے ہیں ''لا یزال طائفۃ من امتی علی الخیر والحق حتیٰ تقوم الساعۃ'' اور ان میں چالیس اشخاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوں گے۔ ''لا یزال فی امتی اربعون علی خلق ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کذافی کشف المحجوب'' پس انبیاء کے بعد کوئی اولیاء سے زیادہ معزز نہیں اور نہ ان سے زیادہ باہمت

---

(۱) المائدہ ۵۴ جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔

Marfat.com

ہے کوئی ان سے زیادہ بے نیاز نہیں ان کی محبت اس کی محبت ہے، نہ ان سے زیادہ کوئی فاضل اور نہ زیادہ کریم (سخی) اور نہ زیادہ حلیم اور زیادہ عالم اور نہ زیادہ شجاع ہے پس ان کی دوستی حق تعالیٰ کی دوستی ہے اور ان کا قرب حق تعالیٰ کا قرب ہے ان کا پنداشت اس کا پنداشت، ان کا قرب اس کا قرب، ان کا ادب اس کا ادب ہے اس شریف گروہ کے مختلف اطوار ہیں اور مختلف مشرب ہیں بعض پوشیدہ بعض ظاہر بعض حق تعالیٰ کے امر سے کرامت ظاہر کرتے ہیں بعض عجب کے اندیشہ سے کرامت ظاہر نہیں کرتے بعض صدور کرامت پر مامور ہوتے ہیں کیونکہ جو کچھ ان سے صادر ہوتا ہے حق تعالیٰ کے الہام سے صادر ہوتا ہے جب تک حکم نہ ہو ان سے صدور فعل نہیں ہوتا یہ کچھ کہتے نہیں نہ کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ ممشاد دینوریؒ کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کے دوستوں کی دوستی کا منکر ہو کمتر سزا اس کی یہ ہے کہ اپنی دوستی سے محروم رکھتا ہے پس کسی کو نظر حقارت سے دیکھنا نہیں چاہئے دوستان حق غیر سے نظر بند کئے ہوئے ہیں بعض نے زمرہ ملامتیہ میں خود کو منسلک کیا ہے تاکہ کوئی ان کو نہ پہچانے چنانچہ حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ جب کمال کو پہنچے اور مشہور ہوئے ایک سفر میں بسطام آ رہے تھے اکابر و اشراف استقبال کو نکلے اور بہت خلوص و محبت کے ساتھ شہر میں لائے، سلطان العارفین نے جب عوام کا ہجوم دیکھا اور اس کے آفات کو خیال میں لائے تو لوگوں کو منتشر کرنے کے لئے اور خود سے دور کرنے کے لئے رمضان ہی کے مہینہ میں بازار سے روٹی تناول کی لوگوں نے جب یہ حالت دیکھی، دور ہو گئے اور انکار کرنے لگے پھر بسطام میں ان کے پاس جب تک آپ رہے جمع نہ ہوئے اگرچہ ظاہر ہے کہ ان کے زمانہ میں ان جیسا بزرگ نہ تھا پھر باوجود رمضان کے روزہ کیسے

Marfat.com

افطار کیا؟ لیکن آپ کا یہ فعل خلاف شرع نہ تھا کیونکہ آپ سفر میں تھے اور مسافر افطار کر سکتا ہے آپ نے لوگوں کی رجوع نہ چاہی جو حق کو راجع ہو غیر کے رجوع کو کب دل سے چاہے گا لیکن یہ بھی خلاف شرع طریق سے نہ کیا۔ طریقہ ملامتیہ میں اس قسم کی ملامتی جو شریعت کے مخالف نہ ہو ظاہر کا لباس بدل دیتا ہے، جواہر میں ہے کہ ملامتی وہ نہیں جو خلاف شرع امور کا مرتکب ہو بلکہ ملامتی وہ ہے جو حق کے معاملہ میں لوگوں پر یہ خیال نہ کرے کہ مجھے ملامت کریں گے بلکہ ہر حالت میں شریعت کی پیروی کرے اگرچہ لوگ اس کو ملامت کریں۔ محمد بن سماک وقت انتقال میں مناجات کر رہے تھے کہ خداوندا! تجھ پر ظاہر ہے کہ جس وقت گناہ کرتا تھا تو نیک لوگوں سے محبت رکھتا تھا اب ان کی دوستی میرے گناہوں کا کفارہ بنا۔ شیخ الاسلام کا فرمان ہے کہ مشائخ کے دیدار کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ ابو عبداللہ سنجری کا قول ہے کہ تمام چیزوں میں نافع تر نیک لوگوں کی صحبت ہے اور افعال واقوال میں ان کی پیروی اور ان کی قبور کی زیارت۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ''نیک لوگوں کی صحبت نیک عمل سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت گناہ سے بدتر''۔ حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جماعت دنیا و آخرت کے بادشاہ ہیں۔ شیخ ابوالحسن غزنوی کہتے ہیں اولیاء اللہ اس عالم کے حاکم ہیں ان کے قدموں کی برکت سے آسمان سے بارش برستی ہے اور ان کے حالات کی صفائی سے زمین سے سبزہ اگتا ہے ''**کشف المحجوب**'' اور دوسری کتب تصوف میں ہے کہ چار ہزار (۴۰۰۰) اولیاء اللہ پوشیدہ ہیں، یہ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور نہ اپنی حالت کے جمال سے آگاہ ہیں اور تین سو (۳۰۰) اور ہیں جو بارگاہ الٰہی کے پیش خدمت ہیں کہ ان کو ''اخیار'' کہتے ہیں

Marfat.com

اور چالیس (۴۰) اور ہیں جو ''ابدال'' ہیں اور سات (۷) اور ہیں یہ ''ابرار'' ہیں اور چار (۴) ''اوتاد'' ہیں تین (۳) ''نقبا'' ہیں اور امام ہیں جو قطب دائیں بائیں ہیں ایک اور ہے جو قطب (فرد) اور غوث ہے یہ ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور ضرورت پوری کرتے ہیں ایک جماعت مفردان کی ہے یہ ممتاز اور بے نیاز ہیں عدد میں طاق ہیں اور ''سلک السلوک'' میں ابوتراب نخشبی تحریر کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں تین سو (۳۰۰) ایسے ہیں جن کے قلوب حضرت آدمؑ کے ہیں اور ستر (۷۰) وہ ہیں کہ جن کے قلوب حضرت نوح علیہ السلام کے قلب کے مظہر ہیں۔ چالیس (۴۰) وہ ہیں جن کے قلوب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب کے مظہر ہیں۔ سات (۷) وہ ہیں جن کے قلوب حضرت ابراہیمؑ کے قلب کی تجلی گاہ ہیں اور پانچ (۵) ایسے ہیں کہ جن کے دل جبرائیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں اور تین (۳) ایسے ہیں کہ جن کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں ایک ایسا ہے جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہے جب اس کا انتقال ہو جاتا ہے تین (۳) سے کوئی ان کی جگہ پر مقرر ہوتا ہے جب ان تین سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے پانچ (۵) سے کوئی ان کی جگہ مقرر ہوتا ہے اسی طور پر پانچ (۵) میں سے کسی ایک کی جگہ سات میں سے کسی سے پُر کردی جاتی ہے چالیس (۴۰) کی جگہ ستر (۷۰) سے اور اگر ستر (۷۰) میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو تین سو میں سے کوئی ان کی جگہ مقرر ہوتا ہے اور اگر تین سو (۳۰۰) میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو خالی جگہ عوام (خلق) سے کسی پر پُر کی جاتی ہے' ان تین سو (۳۰۰) کو ''نقبا'' (اتقیاء) کہتے ہیں اور ستر (۷۰) کو ''نجباء'' اور چالیس (۴۰) کو ''ابدال'' اور سات (۷) کو ''اخیار'' اور پانچ

Marfat.com

(۵) کو ''اعماد'' اور تین (۳) کو ''اوتاد'' کہتے ہیں ایک غوث ہوتا ہے نجیب تہ بہ تہ چمڑہ پوست کو کہتے ہیں گویا کہ یہ چار پوست کے اندر میوہ ہے پس اول پوست شریعت کی ہے، دوم طریقت کی، سوم حقیقت کی مغز معرفت کی ہے پس معلوم ہونا چاہئے کہ جب تک شریعت سے آراستہ نہ ہو معرفت کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ ابتدا اور انتہا معرفت کی حضور علیہ السلام ﷺ کی متابعت پر ہے جیسا کہ پہلے چھلکا پیدا ہوتا ہے پھر مغز اور نجیب معزز کو بھی کہتے ہیں اور انتجاب کے معنی قبول کرنے کے ہیں۔ نقیب لوگ جس کی تعریف کرتے ہوں نیک افعال واقوام اور قوم کے سردار ہیں نقبا مقبول جماعت کو کہتے ہیں اور نقیب پسندیدہ صفات شخص کو بھی کہتے ہیں جیسے کہ کتا مالک کی چوکھٹ پر لیٹا ہو اور لوگوں پر بھونکتا نہ ہو اور نقیب خوبصورت کو بھی کہتے ہیں اور دانا اور اچانک کسی کو دیکھنے والے کو اور شہر میں پھرنے والے کو بھی کہتے ہیں اوتاد، وتد کی جمع میخ کے معنی میں ہے ابدال بدل کی جمع بدلنے کے معنی میں بدلہ من الخوف یعنی خوف سے امن میں دیا (۱) وایضاً الا بدال قوم من الصالحین لا یخلو الدنیا منھم اذا مات احدمنھم بدل اللہ تعالیٰ مکانہ باخر یعنی ان لوگوں میں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے حق تعالیٰ دوسرے کو اس کا مقام دیتا ہے اعماد عمد کی جمع بمعنی ستون اور غوث فریادرس کو کہتے ہیں غوث ان لوگوں کے مرتبہ اور ان کے حالات سے باخبر ہوتا ہے اور یہ اس کے حالات سے باخبر نہیں ہوتے جیسے کہ ارشاد الطالبین میں ملا درویزہ علیہ الرحمتہ والغفران نے تحریر کیا ہے اور یہ فقیر بھی امیدوار ہے کہ حق تعالیٰ ان شریف جماعت کی برکت سے دنیا و آخرت میں نیک عمل کی توفیق اور نجات بخشے اور ان

---

(۱) ''ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا'' اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے میں امن (پارہ ۱۸ النور آیت نمبر ۵۵

Marfat.com

کے کمترین خادموں میں سے شمار کرے اور اس جماعت سے اٹھائے اور ان کی توجہ سے ایمان کی سلامتی نصیب فرماوے۔ بمنہ وکرمہ

حضور ﷺ کی ولادت شریفہ، مدت رضاعت، شق صدر، نزول مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا بیان

معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ بہترین ماسوی اللہ اشراف واعیان قبیلۂ قریش سے والد اور والدہ کی جانب سے ہیں والد کی طرف سے حضور ﷺ کا سلسلہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور نضر بن کنانہ مشہور شخص ہیں، قریش کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قریش ایک مچھلی کو کہتے ہیں جو دوسری مچھلیوں کو کھا جاتی ہے اور اس کو کوئی مچھلی نہیں نگلتی نہ اس پر غالب آتی ہے۔ واثلہؓ بن الاسقع سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ حق تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں کنانہ کو برگزیدہ کیا اور قریش کو اولاد کنانہ میں چن لیا اور قریش سے بنو ہاشم اور بنو ہاشم سے مجھ کو چن لیا۔ مسلم اور مشکوٰۃ کی روایت میں ہے۔ ترمذی کی روایت بھی اسی معنیٰ پر دلالت کرتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قریش کے معنی کسب چونکہ یہ لوگ اپنی تجارت میں مشغول رہتے اور کسب کرتے تھے اس لئے ان کو قریش کہتے ہیں اور بعض نے فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ کی اولاد کے ساتھ قریشی کو خاص کیا ہے۔ ابن حجر نے فتح الباری میں تحریر کیا ہے کہ اکثر کے نزدیک دوسرا قول معتبر ہے۔ خزیمہ ابن مدرکہ

Marfat.com

ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان ابن اود ابن اودر ابن ھمیع (ضمسیع) ابن نبت (بعض نبت کی جگہ ثابت کہتے ہیں) ابن اسماعیل ابن ابراہیم، حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے دولڑکے تھے اسماعیل علیہ السلام واسحاق علیہ السلام۔ اسحاق علیہ السلام کے دوفرزند تھے ایک یعقوبؑ دوئم عیص۔ حضرت یعقوبؑ کی چھ بیبیوں سے بارہ فرزند تھے ہر ایک سے دو دو حضرت یوسفؑ اور ابن یمین (بنیامین) ایک والدہ سے تھے، دس دوسری ازواج سے تھے۔ تا جک حضرت یوسفؑ اور بنیامین کی نسل ہیں، ان میں ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) انبیاء اور ستر ہزار (۷۰۰۰۰) اولیاء ہیں، باقی سے تمام عجمی۔ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے حضور پاک ﷺ ہیں، دوسرے قول پر چار (۴) پیغمبر ہیں۔ حضرت شعیبؑ، حضرت صالحؑ، حضرت ہودؑ اور حضور پاک علیہم الصلوۃ والسلام اور حضرت ابراہیم ابن تارخ (آذر لقب ہے) ابن ناحور اور یہ بھی قول ہے کہ ابراہیم ابن اذر ابن ناحور بعض نے اذر اور تارخ کو دو بھائی قرار دیا یہی قول مختار ہے حدیث شریف میں ہے کہ مجھے بہترین طبقات بنی آدم سے مبعوث کیا گیا حضور ﷺ کے آباء کرام حضرت آدم علیہ السلام سے عبداللہ تک کفر و شرک سے طاہر و مطہر ہیں ارشاد عالی ہے کہ اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل ہوا شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اس کے متعلق تصنیف کی ہے اور حاشا اللہ کہ اس نور پاک کو ظلمتوں کے مقام میں رکھے اور عرصات (محشر) اباء واجداد کے تعذیب و تحقیر سے اس ذات پاک کو تکلیف دے شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ میں تحریر کیا ہے۔

جان لو، سام انبیاء مرسل سے ہیں کمال عقل اصابت رائے وخور دانش

Marfat.com

فراست تمام صلاحیت رائے کی وجہ سے والد کا جانشین ہوااور اسرار نبوت کا محرم اور رسالت کے دقائق سے سرفراز ہوا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے تمام اولاد کو ان کی متابعت کی وصیت کی اور وسط اقالیم سبعہ ربع مسکون کے مواضع سے ان کے ساتھ خاص کیا، رب العزت سے دعا کی کہ اکثر انبیاء اور اولیاء حکماء سلاطین امراء نیک لوگ ان کی اولاد سے ہوں جیسے کہ تواریخ میں مذکور ہے کہ یمن شام عراق فارس کرمان اور آذربائیجان اور ماوراء النہر (سمرقند و بخارا) اور خراسان کے لوگ اولاد سام سے ہیں، والدہ عمورہ بنت مراخیل ابن خویل ابن اخنوخ جو ادریس علیہ السلام ہیں، تھیں ان کی اولاد انیس زبانوں میں گفتگو کرتی تھی اور ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف تھی، لامحالہ ہر گروہ نے الگ الگ طرف میں مقام اختیار کیا اور ہر قوم کی مخصوص زبان قرار پائی، سام والد کی وصیت سے نور محمدی کی محافظت پر مامور تھے، ایک پاک عورت سے جو حسن و جمال میں یکتا تھی اور رطیثہ بنت شاویل نام تھا نکاح کیا۔ **ارفخشد** ان سے پیدا ہوئے، اس لفظ کے معنی روشن چراغ کے ہیں، پانچ سو (۵۰۰) سال کی عمر میں سام نے انتقال کیا، **ارفخشد** نے مرجانہ نام عورت سے نکاح کیا۔ حضور علیہ ﷺ کا نور اس کی طرف منتقل ہوا، ان سے عابر جو ہود پیغمبر ہیں پیدا ہوئے، وہ نور پاک بہجت و سرور کے ساتھ حضرت ہود کی طرف منتقل ہوا، بعض تواریخ میں ارفخشد اور عابر کے درمیان شالخ کا واسطہ ہے واللہ اعلم، قول مختار یہی ہے ارفخشد سے عابر اور عابر سے شالخ کو منتقل ہوا۔

منقول ہے کہ ہود علیہ السلام کو ندا آئی تھی کہ یہ نور محمدی ہے جو آپ کی پیشانی سے چمک رہا ہے، کفار کا قتل اور بتوں کی شکست ان کے ہاتھوں ہوگی

Marfat.com

والی عاد اخاھم ھوداً۔ (۱) اور سام ابن نوح ابن ملک ابن متوشلح ابن اخنوخ ان کا نام ادریس ہے یہ بھی کہا گیا ہے نوح ابن لام ابن ملک ابن کمل اور بعض نے نوح ابن لمک تحریر کیا ہے اخنوخ ابن بردہ یا یردہ یا یاردہ ابن مہلیل اور بعض نسخ میں مہلا ئیل ہے مہلا ئیل کے وقت میں آدم علیہ السلام کی اولاد تقریباً پانچ کروڑ (۵۰۰۰۰۰۰۰) تھی جو سب کے سب مسلمان تھے مہلا ئیل کی پیغمبری پر ایمان رکھتے تھے جب مہلا ئیل نے رحلت کی ان کے چھوٹے بچے رہ گئے، شیطان تعزیت کے لئے آیا اور پیر ضعف کی صورت میں نوحہ کناں ہوا کہ افسوس خدا تعالیٰ اپنے دوستوں کو کیسے مارتا ہے اور اس کے بچے چھوٹے رہ جاتے ہیں سب اس پر غصہ ہوئے اور کہا اے بد بخت تو شیطان ہے۔ قنیان اور شمول اور شیث اور آدم علیہ السلام سب چلے گئے، ہم بھی جانے والے ہیں وہ چلا گیا اور خرقہ پوش فقیر کی صورت میں آیا اور مہلا ئیل کے گھر کا منتظم ہوا یہاں تک کہ دنیاوی غم گھر والوں کا نہ رہا لیکن وہ فتوحات جو مہلا ئیل کے زمانہ میں جاری تھیں نہ رہیں ایک دن ان بچوں سے کہنے لگا کہ اگر ایسا کام کروں کہ تمام اولاد آدم آپ کے پاس آئیں اور کچھ نہ کچھ خدمت کریں آپ اجازت دیتے ہو بچوں نے صغرسنی سے کہا مہربانی ہوگی اس نے پتھر سے بت بنایا اور مہلا ئیل کا لباس اور عمامہ اسے پہنایا اول گھر والوں کو سجدہ کے لئے کہا رفتہ رفتہ تمام لوگوں میں مشہور ہوا کہ مہلا ئیل زندہ ہوا جب لوگ بت کے پاس آئے شیطان کندھے پر برقعہ ڈال کر اس کے منہ میں بیٹھتا اور باتیں کرتا تناسخ کا بیان شروع کیا کہ ہاں میں مہلا ئیل ہوں تناسخ کے طور پر اس صورت کو اختیار کیا بہشت دوزخ اور قیامت کچھ نہیں اگر عمل نیک ہوگا

(۱) اعراف: ۶۵ اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔

Marfat.com

اچھی صورت مرنے کے بعد اختیار کرو گے اور جو عمل برا ہوگا صورت بھی بری ہوگی اس سے قبل کافر کا نام ونشان بھی نہ تھا لیکن شیطان بد بخت نے پانچ کروڑ (۵۰۰۰۰۰۰۰) گھر والوں کو کافر بنایا اس کے بعد ہر ایک کو ان میں سے بت تراش کر دیا کہ اپنے گھروں پر پوجا پاٹ کرو تا کہ حاجت پوری ہو جب اخنوخ بڑے ہوئے انہوں نے مدارس بنائے جس کی وجہ سے ان کا نام ادریس ہوا، اور آلات حرب ٹھیک کئے اور کافروں سے جہاد کیا جب ان کا انتقال ہوا، یا آسمان پر چلے گئے یا جنت پہنچے شیطان پھر ظاہر ہوا ادریس علیہ السلام کا قصہ یوں ہے کہ ایک دن ادریسؑ پھر رہے تھے آفتاب کی گرمی نے اثر کر دیا خیال آیا کہ ہزاروں برس کی راہ سے آفتاب کی گرمی کا یہ عالم ہے تو جو فرشتہ اس پر مقرر ہے اس کا کیا حال ہوگا اس پر یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ اس فرشتہ کے بوجھ کو خفیف کر دے اور سورج کی گرمی دور کر دے، حضرت ادریسؑ کی دعا سے فرشتہ کو تخفیف حاصل ہوئی اور سورج کی گرمی، کی شدت اس سے زائل ہوئی، فرشتہ نے تامل کیا کہ آیا یہ غضب خداوندی کا اظہار ہے یا رحمت لامتناہی کا، مناجات کی خطاب آیا کہ میرے بندہ ادریسؑ کی شفقت کا نتیجہ ہے جس نے ہم سے تمہارے لئے تخفیف کی دعا کی تھی اور اس کی دعا مستجاب ہوئی اس وجہ سے حضرت ادریسؑ سے فرشتہ کو محبت پیدا ہوئی، حق تعالیٰ سے ادریسؑ سے عقد اخوت کی درخواست کی، حق تعالیٰ نے ان کو عقد اخوت اور مصاحبت کی اجازت فرمائی ایک دن ادریسؑ نے اس سے التماس کیا کہ اے بھائی ملک الموت سے تجھے محبت ہے اور وہ آپ کے اکرام اور اعزاز میں کوشش بلیغ کرتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سے یہ التماس کرے کہ میری موت میں وہ ڈھیل دے تا کہ بقیہ عمر حق تعالیٰ کی عبادت

Marfat.com

کروں فرشتہ نے کہا یا نبی اللہ ''اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون O''(۱) یقینیات سے ہے انہوں نے کہا ہاں لیکن آپ میری یہ درخواست ملک الموت سے پیش کریں فرشتہ نے حق تعالیٰ سے اذن طلب کیا فرمان ہوا، اے فرشتے ادریسؑ کو ملک الموت کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ اپنی بات خود کہے، فرشتہ ادریسؑ کو اٹھا کر چوتھے آسمان پر لے گیا۔ بعد ازاں ملک الموت کے پاس آیا اور کہا مجھے ایک ضرورت ہے، چاہتا ہوں آپ اسے پوری کردیں، کہا میں حتی الامکان پوری کروں گا، کہا میرا ایک بھائی جنس انسان سے ہے ادریس علیہ السلام نام سے ملتمس ہوں کہ اس کی اجل میں تاخیر ہو، کہا میرے اختیار سے باہر ہے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اس کی موت سے آپ کو خبر کردوں تاکہ جو کچھ ہوسکے وہ تیاری کرلے ملک الموت نے وفات کے دفتر کو پیش کیا اور اس کو دیکھ کر کہا تعجب ہے اس شخص کی وفات کا استفسار کرتے ہو جو اسی وقت انتقال کرے گا فرشتہ نے پوچھا وہ کیونکر، ملک الموت نے کہا کہ اس دفتر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا انتقال آفتاب کے پاس ہوگا اور یہ مرتبہ کس کا ہے فرشتہ نے کہا کہ اے بھائی میں اس کو لایا ہوں اور آفتاب کے پاس چھوڑ کر تمہارے پاس آیا ہوں ملک الموت نے کہا کہ غالباً وہ فوت ہوچکا ہے کیونکہ اس کی حیات سے کچھ بھی باقی نہیں، فرشتہ نے واپس آکر دیکھا کہ ادریسؑ انتقال کرچکے ہیں ساتوں آسمانوں کے فرشتوں نے نماز پڑھی اور بیت المعمور میں مدفون ہیں'' ورفعناہ مکاناً علیاً'' (۲) اسی طرف اشارہ ہے یہ روایت ابن عباس کی ہے۔ وہب ابن منبہ کی

(۱) النحل: ۶۱ جب ان کا وقت معین آپہنچے گا اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔
(۲) مریم: ۵۷ اور ہم نے ان کو بلند رتبہ تک پہنچایا۔

Marfat.com

روایت ہے کہ ادریسؑ موت کے خوف سے اور زمین کے تحت ٹھہرنے سے اور صور اسرافیل اور زمانہ قیامت کی درازئ مدت سے ہمیشہ منقبض رہتے تھے اور دوزخ کے عذاب اور جنت کے ثواب کی ہمیشہ فکر دامن گیر رہتی تھی اور فرصت کو غنیمت جانتے تھے وظائف وطاعات وعبادات میں روزانہ زیادتی کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ تنہا روئے زمین کے اطاعت گزاروں جتنی عبادت کرتے تھے، ملک الموت کو اس وجہ سے ان کی ملاقات اور مصاحبت کا شوق رہا، تین (۳) شب وروز ان کے پاس رہے، کھانے پینے میں جب ان کی موافقت نہ کی ادریسؑ نے جانا کہ انسان کے نوع سے نہیں، احوال کا تفحص کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں ملک الموت ہوں ادریسؑ نے کہا کہ روح قبض کرنے کے لئے آئے ہو، کہا نہیں میں زیارت کے لئے آیا ہوں کہا اے ملک الموت میری روح قبض کر کے موت کا شربت پلا۔ عزرائیل علیہ السلام نے اجازت الٰہی لے کر ان کی روح مبارک قبض کی، حق تعالیٰ نے پھر زندگی بخشی عزرائیل علیہ السلام نے کہا اے ادریس علیہ السلام اس سے غرض کیا تھی کہا موت کی تلخی چکنی تھی تا کہ اس کے لئے حسب حال تیاری کروں، اب اے ملک الموت میری ایک خواہش ہے، کہا کہئے، کہا میں چاہتا ہوں کہ آسمان پر لے جا تا کہ بہشت اور دوزخ کو دیکھ لوں اور خوف وامید کے درمیان رہوں، ملک الموت حکم الٰہی سے آسمان پر لے گیا جب دوزخ پر پہنچے کہا اے ملک الموت جہنم کے مالک سے دوزخ کے ابواب کھول دینے کی درخواست کرو، ملک الموت نے مالک سے درخواست کی، جہنم کے دروازے کھول دیئے، جب ادریسؑ نے دوزخ کے عذاب کی اصناف واقسام دیکھیں بے ہوش ہوئے، ملک الموت نے ان کو اٹھا کر ہمکنار کیا، یہاں

Marfat.com

تک کہ ہوش میں آئے کہا اے ادریسؑ مجھے یہ چیز پسند نہ تھی مگر آپ نے درخواست کی اور یہ مصیبت لی پھر کہا کہ اے ملک الموت میری دوسری خواہش ہے، کہا کیا، کہا چاہتا ہوں کہ بہشت دیکھ لوں تاکہ نقصان کی تلافی ہو، ملک الموت ان کو جنت کے دروازے پر لاکر اذن خواہ ہوئے، اجازت ملی، بہشت میں داخل کیا ادریسؑ انہار واثمار، حور وقصور اور غلمان بہشتی کی سیر میں مشغول ہوئے، ملک الموت نے مراجعت کا ارادہ کیا اور کہا اے ادریسؑ باہر آ کہ تجھے تیرے مقام تک پہنچاؤں، ادریس علیہ السلام نے التفات نہ کیا ہر چند ملک الموت کی طرف سے الحاح ومبالغہ زیادہ ہوتا گیا، ادریس علیہ السلام کی طرف سے انکار وامتناع بڑھتا گیا تا بحدیکہ ادریسؑ نے کہا کہ حق تعالیٰ کے فرمان سے تو باہر آ سکتا ہوں ورنہ آپ کے اور آپ کے ابنائے جنس سے ایک قدم باہر نہیں رکھتا، حق تعالیٰ نے فیصلہ کے لئے فرشتہ بھیجا اس فرشتہ نے ملک الموت سے صورت واقعہ دریافت کی، ملک الموت نے بیان کیا ادریسؑ سے کہا آپ کیا کہتے ہیں، کہا اے فرشتہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے "کل نفس ذائقة الموت"[1] میں موت کا ذائقہ ایک مرتبہ چکھ چکا ہوں اس کے بعد فرمایا "وان منکم الا واردھا"[2] دوزخ پر بھی گزر چکا ہوں اور یہ بھی فرمایا ہے "وما ھم عنھا بمخرجین"[3] اب میں بہشت سے بغیر فرمان الٰہی کے نہیں نکلتا، فی الحال حکم الٰہی پہنچا، ملک الموت اس کو جانے دو۔ فرمان الٰہی سے بہشت میں داخل ہوا اور حجت اور دلیل سے بات کرتا ہے حق اس کی جانب سے ہے اب بھی بہشت میں مقام رکھتا ہے اور مکاناً علیاً

(۱) آل عمران: ۱۸۵ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔
(۲) مریم: ۷۱ اور تم سے کوئی بھی نہ ہو جس کا اس پر گزر نہ ہو۔
(۳) الحجر: ۴۸ اور نہ وہ وہاں سے نکالے جاویں گے۔

Marfat.com

درجات جنت کی طرف اشارہ ہے اور یہ بھی قول ہے کہ فلک چہارم اور فلک ششم میں آمدورفت رکھتا ہے اور فرشتوں سے حق تعالیٰ کی عبادت میں موافقت کرتا ہے روایت ہے کہ ادریسؑ وفات کے وقت سو (۱۰۰) سال کے تھے اور بعض روایات میں ان کی عمر تین سو ساٹھ (۳۶۰) سال آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت تھی اور ان کی رسالت آدمؑ سے دوسو (۲۰۰) سال بعد تھی، نبوت میں ان کو ایک سو پانچ (۱۰۵) سال گزرے اور تین صحیفے ان پر نازل ہوئے، شریعت میں آدمؑ کے موافق تھے اور کہتے ہیں، پینسٹھ (۶۵) سال کے تھے کہ ایک عورت بروخا نام سے نکاح کیا اور ان سے متوشلخ نام ایک فرزند ہوا، جس کا ترجمہ عربی میں منشرح ہے اور نور محمدی نے ان کی طرف انتقال کیا، جب متوشلخ ایک سو ستاسی (۱۸۷) سال کے ہوئے ایک عورت عریا نام سے نکاح ہوا اور اس سے لملک یا لامک پید ہوئے اور اس کے معنی بزرگ کے ہیں، جب متوشلخ کی عمر نو سو انہتر (۹۶۹) سال ہوئی تو عالم بقا کی طرف کوچ کیا جب لمک یا لامک ایک سو نواسی (۱۸۹) کے ہوئے تو ایک عورت سے جس کا نام قلیوش تھا اور چچا زاد بہن تھی ان کا نکاح ہوا، اور نوح علیہ السلام ان سے پیدا ہوئے، ان کی ولادت آدم کی وفات سے ایک سو چھبیس (۱۲۶) سال بعد ہوئی، ڈیڑھ سو (۱۵۰) سال کی عمر میں تبلیغ رسالت کی۔ طوفان کے بعد چھ سو (۶۰۰) سال اور رہے چنانچہ مجموعہ عمران کی سترہ سو (۱۷۰۰) سال ہوگئی اور پندرہ سو (۱۵۰۰) بھی کہا گیا ہے تفاسیر میں دوسری روایت بھی آئی ہے واللہ اعلم بالصواب۔ یہ قصہ معارج النبوت سے تحریر کیا گیا ادریسؑ کے جنت میں جانے کے بعد شیطان بہ ظاہر پھر پیدا ہوگیا اور ایک گوشہ میں بیٹھ گیا، محلہ والوں نے اس سے رجوع کیا، اسی طور

Marfat.com

سے آدم کی تمام اولاد اس کے پاس آنے لگی، یہ بدبخت مکار نہ کھانا کھاتا تھا اور نہ پانی پیتا تھا، لوگوں نے دریافت کیا کہ بات کیا ہے کہ آپ نہ کھانا کھاتے ہیں اور نہ پانی پیتے ہیں، اس نے جواب دیا کہ درویشوں کا حال یہی ہے اور میں ایک وقت میں درویش رہ چکا ہوں اور اب تک یہ حالت ہوگئی کہ کھانے اور پینے سے رہ چکا ہوں آپ کو چاہئے کہ میرے لئے ایک خانقاہ بنائیں اور پانچ سو آدمی مجھے ایسے دیں کہ جن کو میں اپنی طرح کردوں انہوں نے ایسا ہی کیا، جب لوگ خانقاہ میں داخل ہوئے تو مزامیر مثل رباب چنگ وغیرہ کے بنائے اور جوانوں کو اپنے اعمال سکھائے چنانچہ بعض عجائب وغرائب ظاہر کئے مثلاً حور وقصور اور براق اور طعام لذیذ چراغ باغ اچھے کپڑے قسم قسم کے میوے اور تخت۔ انہوں نے شیطان کی الوہیت کا اقرار کیا اور اس طرز پر سب کافر ہوئے، یہی حالت جاہل صوفیوں اور عوام میں اب تک باقی ہے کیونکہ یہ جہلا خلوت میں رقص وسماع مع المزامیر کرتے ہیں کوئی ذات خداوندی اور بعض صفات کے مشاہدہ کا دعویٰ کرتے ہیں پس جاہل صوفیوں سے بچنا چاہئے کہ یہ شیطان سے بدتر ہیں قال اللہ تعالیٰ من الجنۃ والناس (۱) زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد شیطان خلوت سے باہر نکلا نغمہ وسرود اور رقص وسماع کا دور شروع ہوا اور لوگ اس کے تابع ہو کر کفر کی پیروی کرنے لگے مہلائل ابن قینن اور ایک قول پر ابن بانش اور ایک قول پر شمول اور ایک قول پر انوش ابن شیث اور بعض تیت تا کے ساتھ کہتے ہیں، عبداللہ سے عدنان تک اکیس اشخاص ہیں اس میں کچھ شک نہیں اور اس پر مؤرخوں اور ارباب سیر ومحدثین کا اتفاق ہے لیکن عدنان کے اوپر حضرت آدم تک اختلاف

(۱) لناس: (وہ وسوسے ڈالنے والا) جن ہو یا آدمی ہو۔

Marfat.com

ہے۔

حضور ﷺ کی والدہ مبارکہ آمنہ بنت وہب ابن عبدالمناف ابن زہرہ ابن کلاب ابن مرہ ہیں، جناب عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کا نکاح آمنہ اور اپنا نکاح ہالہ بنت وہیب ابن عبدالمناف ابن زہرہ ابن کلاب بن مرہ کے ساتھ ایک ہی مجلس میں کیا، وہب اور وہیب دونوں عبدالمناف کے لڑکے ہیں عبدالمطلب وہیب کے داماد ہوئے اور عبداللہ وہب کے ہوئے اور حیزہ صفیہ ہالہ سے ہیں۔ عبداللہ، ابوطالب اور زید فاطمہ کی اولاد ہیں۔ جناب آمنہ کی والدہ کا نام برتھا اور ان کی والدہ ام حبیب تھی، ام حبیب کی ماں براور برکی قلابہ' قلابہ کی امیمہ' امیمہ کی ربہ' ربہ کی ماں عاتکہ بنت لیلیٰ بنت عوف تھی حضور ﷺ کا نور پاک زیرعرش سفید موتی میں تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وہاں سے آدمؑ کی پیشانی میں ودیعت رکھا، اسی دن حضرت حوا نے کہا کہ آپ کی پیشانی سے آج ایسا نور چمک رہا ہے کہ آپ کی جوانی کے ایام میں' میں نے ہرگز نہیں دیکھا۔ حضرت جبرائیلؑ اسی وقت نازل ہوئے اور کہا کہ اے آدم یہ نور محمد پیغمبر آخرالزمان ﷺ ہے جو آپ کی اولاد سے ہوگا، وہ خاتم الانبیاء ﷺ ہیں، حضرت آدمؑ نے اپنے اور حواء کی پیری کا عذر پیش کیا، حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے سیب لائے، نصف ایک نے اور نصف دوسرے نے تناول کیا، فی الحال دونوں میں قوت آئی دونوں جمع ہوئے اور سیلو نام چشمہ میں غسل کیا پھر وہ نور حضرت حوا کی پیشانی میں چمکتا رہا۔ اس کے بعد حضرت شیث کی ولادت ہوئی وہ نور حضرت شیثؑ کی پیشانی میں چمکتا رہا۔ ان سے انوش پیدا ہوئے، حضرت جبرائیلؑ نے حضرت آدمؑ سے کہا کہ شیثؑ سے وعدہ لیں کہ وہ اپنے

Marfat.com

فرزندوں سے وعدہ لیں (جو نور محمدی کے سلسلہ انتقال میں پڑتے ہیں) کہ کسی نامحرم کو ہاتھ نہ لگائیں چنانچہ وہ اور ان کے فرزند اس وصیت پر کاربند رہے، حضور ﷺ کے زمانہ اقدس تک

حضور ﷺ کے اسمائے گرامی

کتب میں تحریر ہے کہ انجیل میں طاب طاب اور زبور میں عاقب اور بعض صحف میں روحا اور بعض میں فارقلیط اور بعض میں حمیظا اور بعض صحف یا ضحوک مشقح، احید، ماذ مختار، روح الحق، مقیم السنۃ، مقدس، حور الامین (حرز الامیین)، قشثم، نبی الملاحم، واسع جبین اور بعض میں آفتاب اور حضور ﷺ کے اسماء آسمان کے طبقوں میں آسمان دنیا میں مجتبیٰ، آسمان دویم میں مرتضیٰ، سویم میں مزکی، چہارم میں منتخب، پنجم میں محبب، ششم میں مطہر، ہفتم میں مقرب۔ زمین کے طبقوں میں حضور ﷺ کے اسماء طبق اول میں معظم، ثانی میں مجبل، ثالث میں محبب، رابع میں مشرف، خامس میں طاہر مطہر اور سادس میں امین اللہ، سابع میں نور اللہ

انواع مخلوقات میں حضور ﷺ کے اسماء

جان لو کہ حاملین حضور ﷺ کو مصطفیٰ کہتے ہیں۔ کروبی، مختار، روحانی، مکرم، ساق عرش پر رسول اللہ اور جبہ کرسی پر حبیب اللہ، لوح محفوظ میں صفی اللہ، جنت کے درختوں کے پتوں پر صفوۃ اللہ اور لوائے حمد پر خیر اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عبد اللہ، ملائک میں عبد الحمید اور انبیاء کے ہاں عبد الوہاب، شیاطین کے پاس عبد القہار، جنات عبد الرحیم، پہاڑوں میں سکونت جو رکھتے ہیں عبد الخالق، چٹیل

Marfat.com

میدانوں میں جو رہتے ہیں ان کے ہاں عبدالقادر، سمندر کی مخلوق عبدالقدوس حشرات الارض عبدالغیاث وحوش عبدالرزاق، درندوں کے ہاں عبداللہ، بہائم کے ہاں عبدالمؤمن پرندوں کے ہاں عبدالغفار ہیں۔

حضور ﷺ کی ولادت کا بیان

علماء اور ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ صبح صادق کے طلوع کے بعد اور آفتاب کے طلوع سے قبل دوشنبہ کے دن ہے، تعین سال و ماہ اور تاریخ میں البتہ اختلاف ہے، عام ارباب تاریخ کا قول ہے کہ حضور ﷺ عام الفیل کو چون (۵۴) دن بعد متولد ہوئے، دوسروں کے نزدیک اسی دن اور بعض کے ہاں عام الفیل کے تین سال بعد بعض چالیس سال بعد کے قائل ہیں، اول قول صحیح ہے، یہ بھی قول ہے کہ عہد نوشیرواں کی حکومت کے بیالیسویں سال متولد ہوئے، صاحب جامع الاصول لکھتے ہیں کہ سکندر فیلقوس کے آٹھ سو بہتر (۸۷۲) سال بعد ولادت ہوئی، ابن عباس عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ چھ سو (۶۰۰) سال بعد کے قائل ہیں جمہور علماء ماہ ربیع الاول کے قائل ہیں اور بعض رمضان میں ولادت کے قائل ہیں، مشہور بارہ (۱۲) ربیع الاول، دو (۲) اور سات (۷) بھی کہتے ہیں، داؤد علیہ السلام کے اٹھارہ سو (۱۸۰۰) سال بعد' موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے دو ہزار تین سو (۲۳۰۰) سال بعد' ابراہیم علیہ السلام سے تین ہزار ستر (۳۰۷۰)، نوح علیہ السلام کے زمانہ سے چار ہزار چار سو نوے (۴۴۹۰) سال گزر چکے تھے آدمؑ سے چھ ہزار سات سو پچاس (۶۷۵۰) سال گزر چکے تھے، یہ نقل معارج النبوۃ سے ہے۔ میلاد میں تحریر ہے

Marfat.com

کہ ولادت مبارک ہبوط آدم علیہ السلام کے چھ ہزار چالیس (۶۰۴۰) سال بعد ہوئی، مرحبا اے آفتاب جہان گیر جو مشرق سے انتہائی درخشانی کے ساتھ طلوع ہوا جس کے ظہور قدسی سے کفر و عصیان کی تاریکیاں ایمان و احسان کے انوار سے چاک ہوئیں اور شقاوت کی راتیں سعادت کے ایام سے بدل گئیں فلک الافلاک کا محدب سے تا نقطہ مرکز خاک اور عرش معلیٰ کی سطح سے صحن فرش غبرا تک اس کی قدوم کی برکت سے منور ہوا

ارباب حکمت کا اتفاق ہے کہ موسم بہار میں حضور ﷺ غیب سے عالم شہادت میں تشریف فرما ہوئے اور عالم اسرار کا یہ گلدستہ عالم ارواح کے گلشن میں اس عالم میں رونق افزا ہوا اور بسیط ارضی کی لطیف صحائف سے اور فلک نیلگون کی معارف سے تزیین کی۔

اس بات کی تحقیق اور مقال کی تصدیق کے لئے معلوم کرنا چاہئے، بہار کی دو قسم ہیں، ایک اجسام کی بہار اور ایک ارواح کی۔ اجسام کی بہار فصل ربیع ہے اور ارواح کی بہار اس شفیع ﷺ کا وصال۔ بہار اجسام سبب آرائش عالم ہے اور بہار ارواح سبب آسائش جان و دل ہے۔

ارباب اشارت کا قول ہے کہ ربیع کی تین صورتیں ہیں ربیع نبات، ربیع قلوب، ربیع ابدان۔ ربیع نبات سے آنکھوں کو لذت حاصل ہوتی ہے، ربیع ابدان سے عقل کو، ربیع قلوب سے مشاہدۂ معرفت میں۔ بہار نبات میں گل و لالہ ہیں بہار ابدان میں نالہ اور بہار دل میں عشق کی کارفرمائیوں کو حق کا حوالہ۔ بہار نبات میں پھول بہار ابدان میں آثار قدرت اور بہار دل میں دیدار کی تجلیاں۔ بہار نبات میں لطافت و نضارت اور بہار ابدان میں طاعت و خدمت اور بہار دل میں

Marfat.com

رویت ومشاہدہ۔

ولادت سے قبل اور زمان ولادت میں بعض وقائع غریبہ کا بیان

حضور ﷺ کی والدہ مبارکہ نے ایام حمل میں خواب دیکھا کہ فرشتہ کہہ رہا ہے کہ تجھے کچھ خبر ہے تیرے شکم میں پیغمبر آخرالزمان ہیں، حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے یہ خواب دوسری عورتوں سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تجھے آسیب کا سایہ ہے ہاتھ اور گلے میں لوہا ڈال دو، جب میں نے لوہا ڈالا، خود بخود وہ نیچے گرا، حمل کے ایام میں جو تکلیف عورتوں کو ہوتی قطعاً مجھے نہ ہوئی دوبارہ بہ وقت ولادت غنودگی میں وہ فرشتہ آیا اور کہا یہ دعا پڑھ ''ہر حاسد سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں'' ولادت کے بعد اس کا نام محمد رکھیو۔ حضرت آمنہ کے ایام حمل میں آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ ملک شام کو تجارت کے لئے روانہ ہوئے واپسی میں بیمار ہوئے اور مدینہ طیبہ میں بنونجار میں ٹھہرے ہیں وفات پائی۔

منقول ہے کہ عبدالمطلب صاحب نے خواب دیکھا کہ چاندی کی زنجیر ان کی پشت سے باہر نکلی جس کا ایک سرا آسمان میں ہے اور ایک سرا زمین میں اور ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں پھر وہ زنجیر درخت بن گیا جس کے ہر پتے پر نور ہے اہل مشرق واہل مغرب اس کی متابعت کرتے ہیں۔ (برمعبر بیان کرد'' گفت'' از پشت او فرزند بدراید کہ اہل مشرق ومغرب متابعت او کنند: معبر سے بیان کیا، اس نے کہا کہ ان کی (کہ تیری) پشت سے فرزند پیدا ہوگا اہل مشرق ومغرب اس کی متابعت کریں گے م۔ص) یہ بھی منقول ہے کہ جب

Marfat.com

مشیت ایزدی ہوئی کہ حضور ﷺ کو شکم آمنہ میں پیدا فرمائے، ماہ رجب شب جمعہ میں خازنان جنت کو حکم ہوا کہ جنت کی تزیین ہو اور اس کے دروازے مفتوح ہوں زمین و آسمان میں ندا ہوئی کہ وہ درمکنون' نور مخزون حبیب قدیم محبوب کریم آج کی شب شکم آمنہ میں آ رہے ہیں آٹھ ماہ بعد وہ گنج مخفی ظاہر ہوگا۔

آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے شب ولادت حضور ﷺ کے بالمقابل بیٹھی تھی کہ ولادت کے وقت ایک نور ظاہر ہوا، جو چراغ کے نور پر غالب آیا اس رات چھ (٦) علامات میں نے مشاہدہ کئے ایک یہ کہ زمین پر آپ ﷺ نے سجدہ کیا، دوسرے یہ کہ سر اٹھا کر فصیح زبان سے ''لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ'' فرمایا، تیسرے تمام گھر نور سے روشن ہوا، چہارم یہ کہ میں نے چاہا کہ آپ کو غسل دیں، ندا آئی کہ اے صفیہ زحمت مت اٹھا ہم نے اسے پاک وصاف بھیجا ہے، پنجم یہ کہ ناف بریدہ اور مختون تھے، ششم یہ کہ جب آپ کو کپڑے میں لپیٹنا چاہا، پشت مبارکہ پر ختم نبوت دیکھی، کندھوں کے بیچ میں جس پر ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' تحریر تھی، دوسرے یہ کہ آپ نے سجدہ میں مخفی کلام فرمایا، دہن مبارک کو کان لے جا کر سنا کہ امتی امتی فرما رہے ہیں۔

نقل ہے کہ جب عبدالمطلب آمنہ کے گھر تشریف لائے، زنجیر کھٹ کھٹائی، آمنہ نے کمزور آواز سے جواب دیا، عبدالمطلب نے کہا جلدی دروازہ کھول مجھے اندیشہ ہے کہ پتہ نہ پھٹ جائے، آمنہ نے عجلت میں گھر کا دروازہ کھول دیا عبدالمطلب نے ان کی پیشانی دیکھ کر وہ نور نہ دیکھا فریاد کی اور کہا آمنہ وہ نور کیا ہوا جو مجھے اب نظر نہیں آتا، جواب دیا بچہ پیدا ہوا اور پیدائش کے وقت عجیب امور کا مشاہدہ کیا، ایک ایک کا بیان کیا عبدالمطلب نے کہا مجھے یقین نہیں

Marfat.com

آتا کیونکہ وضع حمل کا تجھ پر کوئی اثر نہیں پاتا، آمنہ نے جواب دیا واللہ سچ کہتی ہوں عبدالمطلب نے کہا کہ بچہ کو لاؤ تاکہ دیدار کرلوں، آمنہ نے جواب دیا آپ اسے نہیں دیکھ سکتے، ایک شخص سبز زمرد کی طشت لایا اور ان کو نہلایا اور کہا کہ کسی کو مت دکھلانا، عبدالمطلب نے تلوار کھینچ کر کہا کہ مجھے دیدار کرنے دے ورنہ یا خود کو یا تجھے ہلاک کردوں گا، آمنہ نے جب عبدالمطلب کے اصرار کا مشاہدہ کیا کہا کہ محمد فلاں مقام میں سفید صوف میں لپٹا ہوا ہے جا کر دیکھ لو، عبدالمطلب جب بچہ کو دیکھنے کے لئے وہاں گئے ایک مہیب شخص کو شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھا جو کہہ رہا ہے واپس ہو جاؤ جب تک ملائکہ زیارت سے فارغ نہ ہولیں کوئی نہیں دیکھ سکتا، عبدالمطلب پر لرزہ طاری ہوا تلوار ہاتھ سے گر پڑی باہر جانا چاہا کہ قریش کو خبر دیں زبان بند ہوئی، ایک قول کے مطابق سات (۷) دن زبان نے یاری نہ کی، اس شب کہ بت خانوں کے بت منہ کے بل اوندھے گر پڑے اور ٹوٹ گئے شیاطین کا کاہنوں کو خبر دینا منقطع ہو گیا اور ابلیس کی ان کو تدریس مدارس و مجالس میں موقوف ہوئی اور بہت محدثین اس حدیث کو علامات نبوت سے حساب کرتے ہیں جیسا کہ وارد ہے ''لا کہانہ بعد النبوت'' نبوت کے بعد کہانت ختم ہو چکی، دوسرے یہ کہ باعث اس سلطان صاحب نطق ''ومایںطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ'' کی ہیبت اور شوکت وجود سے ایک شبانہ روز قوت ناطقہ سے معطل اور گنگ ہوئے، بیہودہ گوؤں کے لب پر خاموشی لگ گئی اور کسریٰ کے محل میں جو اپنے وقت میں بے نظیر تھا شگاف پڑ گیا، چودہ (۱۴) کنگرے اس کے بام سے گر پڑے جس کی وجہ سے کسریٰ کو بہت صدمہ ہوا اور اس پریشانی کا اظہار کسی کے سامنے نہ کرتا تھا بہ ظاہر

Marfat.com

خود کو اس سے بے پروا ظاہر کرنے کی کوشش کرتا رہا، دریائے دجلہ کی بلندی پر کسریٰ نے ایک بلند و بالا محل بنوایا تھا اسی شب دریا کی طغیانی سے وہ عمارت بھی تباہ ہوئی یہ سن کر گھبراہٹ اور زیادہ ہوئی کسریٰ کو یہ بھی خبر ملی کہ چشمہ ساوہ کا پانی ختم ہو گیا اور وادی سماوہ کا رود جو ہزار (۱۰۰۰) سال سے خشک تھا اور بلاد شام میں واقع ہے جاری ہوا کسریٰ ان واقعات سے جو پے در پے ہوئے خائف رہا کرتا تھا اور آتش کدہ پارس کی آگ جو ہزار (۱۰۰۰) سال سے روشن تھی ٹھنڈی پڑ گئی اس سے پریشانیوں میں اور اضافہ ہوا اور اندیشہ دو چند ہوا اور وہاں کے مذہبی رئیس نے کسریٰ کو عریضہ لکھا کہ میں نے خواب میں سبک رفتار اور چست و چالاک اونٹ دیکھے ہیں جو عربی گھوڑوں کو کھینچ رہے ہیں کہ دجلہ سے ان کو پار کر کے فارس کے شہروں میں پھیلا دیا اس سے اس کی پریشانی اور بڑھ گئی موبد سے دریافت کیا کہ اس کی تعبیر کیا ہے اس نے جواب میں کہا کہ میرے خیال میں عرب کے شہروں میں کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کاہنوں سے دریافت کیا اطراف و جوانب میں فرامین بھیجے، من جملہ ان کے ایک خط نعمان بن منذر حاکم بصرہ کو لکھا کہ مجھے کچھ مشکلات درپیش ہیں کسی عالم کو ہمارے پاس بھیج دو جس سے دریافت کیا جائے، نعمان نے سطیح کاہن کے بھانجے عبدالمسیح کو بھیجا سطیح کہانت کے فن میں ماہر اور کاہنوں کا سردار تھا، کسریٰ نے واقعہ کی صورت بیان کی اور حکم دیا اگر ان مشکلات کا حل خود کر سکتے ہو تو بیان کرو ورنہ سطیح سے کشف احوال میں مدد لو، عبدالمسیح نے جواب دیا کہ پورے طور پر جواب دینے سے قاصر ہوں لیکن اگر شاہی فرمان اجازت دے تو سطیح سے پوچھ کر جواب لے آؤں۔ اجازت لے کر عبدالمسیح ملک شام روانہ ہوا کسریٰ کی تاکید تھی کہ فوراً جا کر

Marfat.com

اس عقدہ کو حل کرو عبدالمسیح قطع منازل اور طی مراحل کرتے ہوئے سطیح کے گھر پہنچا وہاں اپنے ماموں سطیح کو بستر مرگ پر پایا ہر چند سوال کیا اور نوشیروان کا سلام پہنچایا لیکن جواب نہ ملا کیونکہ اس کی زبان جس کو جاننے والے ترجمان اسرار کہتے تھے سوسن کی زبان کی طرح گفتگو سے عاجز ہو چکی تھی اس کی زندگی کے کیسہ میں حیات کی نقدی ختم ہو چکی تھی اس کی رعایت کرتے ہوئے فی البدیہہ ایک نظم تیار کی جس کا حاصل یہ ہے'' کہ آپ بہرہ پن کی بیماری میں مبتلا ہو چکے یا قابض ارواح کے دام میں گرفتار ہیں جس کی روح قالب کے پنجرہ سے اڑنے کے لئے پر کھول چکی ہے، اے ان لوگوں کی مشکلات کو حل کرنے والے اور غوامض کی دِقت آفرینیوں کو حل کرنے والے وقت آ پہنچا ہے کہ عبرت کی آنکھ کھول کر ان مختلف راستوں میں صحیح راہ کی رہنمائی کرے خبر دینے کے لئے آیا ہوں کہ عجیب وغریب حقائق و واقعات پردہ غیب سے عالم شہادت میں رونما ہو چکے ہیں جن کی پردہ کشائی کے لئے بادشاہ عجم یعنی کسریٰ کی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں۔ سطیح نے عبدالمسیح کے ابیات سن کر سر اٹھایا اور مسجع عبارت میں جو اس کا طریقہ تھا عبدالمسیح کا جواب دینا شروع کیا عبارت یہ ہے۔

"عبدالمسیح جاء الی سطیح علی جمل طلیح وقد اوفی علی الضریح بعثک ملک بنی ساسان لار تجاس الایوان و خمود النیران ورؤیاالموبدان ابلاصعاداتقود خیلاعراباً قد قطعت دجلہ انتشرت فی بلاد فارس یا عبدالمسیح اذا ظھرت التلاوۃ وبعث صاحب الھراوۃ وفاض وادی السماوہ وخمدت النیران فارس لم یکن بابل للفرس مقاما ولسطیح

Marfat.com

شاما یملک منھم ملوک وملکات علی عدد الشرافات ثم تکون ھنات ھنات و کل ماھو آت آت."

ترجمہ یہ ہے کہ عبدالمسیح سطیح کے پاس آیا اس حال میں کہ سطیح آخرت کے سفر کی تیاری کر چکا ہے بادشاہ آل ساسان یعنی نوشیروان نے چند باتوں کے استفسار کے لئے بھیجا ہے جیسے کہ کسریٰ کے محل کا متزلزل ہوکر اس کے کنگروں کا گرنا اور پارسیوں کی آگ کا ٹھنڈا ہونا اور مؤبدان (چیف جسٹس) کا چالاک اور سرکش اونٹوں کا خواب میں دیکھنا جو عربی گھوڑوں کو کھینچ کر دجلہ پار کر رہے ہیں اور فارس کے شہروں میں ان کا منتشر کرنا۔ اے عبدالمسیح جس وقت ساوہ کا چشمہ جو عشاق کے جگر کی طرح آتش فراق کی تپش سے خشک ہو جائے اور سماوہ کی وادی دیدۂ مشتاق کی طرح نیران اشتیاق سے پر آب ہو جائے گلشن سرائے قرآنی کے بلبل اور کلام ربانی کی آیات کی تلاوت کرنے والے تلاوت قرآن اور قراءت فرقاں پر رات دن مداومت کریں اور صاحب عصا یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ تمام خلق اللہ کے لئے مبعوث ہوں اور عالم شہود کے مغنی پیغمبر عاقبت محمود کا درود فرشتوں کی انجمن اور فلک کے چمن میں عشق و محبت سے گائیں پھر فارس والوں کے لئے بابل اور سطیح کے لئے شام آرام گاہ نہ رہے گا یعنی عجمی حکومت بابل سے ختم ہو جائے گی اور سطیح فانی جہان کو وداع کر کے دارالقرار کا سفر کر چکا ہوگا ایوان نوشیروان کے جو کنگرے گر چکے ہیں ان کی گنتی کے موافق مرد اور عورتیں ساسانی حکومت کریں گے اس وقت اقبال کا کمر بند حکومت کی کمر سے کھول دیں گے اس کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے وہ ظاہر ہوگا اور ساسانی فوج کا نام ونشان مٹ جائے گا یہ باتیں اس نے بیان کیں اور فوراً سر لگا کر مر گیا اور دار فانی سے کوچ کر گیا عبدالمسیح نے

Marfat.com

سطیح کی گفتگو کو ضبط میں لا کر کسریٰ کی بارگاہ کو مراجعت کی، جو کچھ سنا تھا عرض کیا، بادشاہ نے کہا کہ جب تک چودہ (۱۴) آدمی ہماری قوم سے حکومت کر کے اختتام کو پہنچیں ایک زمانہ درکار ہے اس کا خیال تھا کہ ان لوگوں کی حکومت کا زمانہ اگلے بادشاہوں مثلاً فریدون وضحاک' افراسیاب کی طرح کئی سال تک دراز ہوگا اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ چار (۴) سال کی مدت قلیل میں دو (۲) بادشاہ ان میں سے گزریں گے، ان میں سے دو (۲) بادشاہ تو سریر مملکت پر مسند آراء ہوئے لیکن بعد اس کے ملک عجم میں اختلال پڑا اور فتنے واقع ہوئے سب کے آخر میں یزدجرد بن شہریار تھا جو حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے زمانۂ خلافت میں ختم ہوا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جب اس کی حکومت کو فتح کر چکے وہ لشکر اسلام کے خوف سے فرار ہوا اور توجہ خراساں کی جانب کی، مرو میں ایک پن چکی والے کے ہاتھ قتل ہوا، اکتیس (۳۱ھ) میں اس کے بعد کوئی متنفس اس قوم سے زندہ نہ رہا۔

حضور ﷺ کی رضاعت کا بیان

اور جو واقعات رضاعت کے وقت یا اس سے پہلے رونما ہو چکے۔

پہلا واقعہ: مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ پرندوں اور جنات وغیرہ سے سوائے انسان کی رضاعت میں کیوں اختلاف کیا، انہوں نے کہا کہ ہاں سوائے انسان کے سب نے یہی خواہش کی جس کا سبب یہ تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی تولد کے بعد منادی نے آسمان سے ندا کی کہ اے گروہ خلائق محمد ﷺ ابن عبداللہ نے دنیا پر اپنا پرتو ڈال دیا اور اس عرشی

Marfat.com

نور نے خاکدان عالم کو منور کیا کیسی خوش قسمت ہے وہ چھاتی جو حضور ﷺ کی رضاعت کرے اور خوش نصیب ہیں وہ بدن جو ان کو اٹھائیں اور مبارک ہے وہ مقام جو ان کی جائے سکونت ہو، اسی وجہ ہی سے اس مقبول خلائق کے ارضاع میں ان کو اختلاف رہا خطاب آیا کہ مخالفت نہ کرو کہ حق تعالیٰ نے ان کو مرضعہ جنس انس سے مقرر فرمایا ہے اور یہ خلعت ان کی قد پر تیار ہو چکی۔

واقعہ دوئم: ثویبہ رضی اللہ عنہا کی ارضاع کا ہے جمہور ارباب سیر وتواریخ اس پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے حضرت آمنہ کے بعد آپ نے ثویبہ کا دودھ نوش فرمایا یہ ابولہب کی لونڈی تھیں، حضور ﷺ کے رضاعی بھائی ثویبہ کے لڑکے کا نام مسروح تھا، حضرت حمزہ، ابوسلمہ مخزومی، عبداللہ بن جحش اسدی، حضور ﷺ کے رضاعی بھائی تھے ان سب نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا، حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے ثویبہ کو خرچ اور کپڑے روانہ فرماتے تھے، اصحاب سیر کا قول ہے کہ پہلے ہفتہ والدہ محترمہ کا دودھ نوش فرمایا، دوسرے ہفتہ ثویبہ کا۔ بعض کا قول ہے کہ ولادت کے تین (۳) دن بعد حضور ﷺ کی رضاعت پر مفتخر ہوئیں، حضرت حلیمہ کی زمانہ رضاعت تک واللہ اعلم۔ منقول ہے کہ شب ولادت حضرت نبوت پناہ کی ولادت کی خبر ثویبہ نے ابولہب کو دی اور اسی خوشی میں ابولہب نے ان کو آزاد کر دیا اسی آزادی کے سبب ہر دوشنبہ کی شب ابولہب کے عذاب میں تخفیف واقع ہوئی۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابولہب کو مرنے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا، پوچھا کیا حال ہے اس نے جواب دیا جب سے میری حیات کی کشتی موت کے بھنور میں پھنسی ہے عذاب وعقوبت کے امواج کے تلاطم میں گرفتار ہوں لیکن ہر دوشنبہ کی شب کو جس میں ثویبہ کا اعتاق ہوا میرے عذاب میں تخفیف واقع ہوئی

Marfat.com

ہے اور میری دو انگلیوں (کلمہ اور بیچ والی انگلیاں) سے پانی کا قطرہ مل جاتا ہے اس سے دوزخ کی آگ میں تخفیف ہو جاتی ہے چونکہ ابولہب کافر معاند کو ولادت کی خوشی میں یہ فائدہ مل جاتا ہے تو مومن مخلص جو ولادت کے دن خوشی کا اظہار کرے اور وسعت کے موافق خرچ کرے یقیناً ثواب عظیم کا مستحق ہوگا اسی وجہ سے اسلامی شہروں میں میلاد کے دن خوشی کرتے ہیں اور بہت مال خرچ کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کرتے ہیں تخصیص یوم ولادت کی اگرچہ شریعت سے ثابت نہیں پھر بھی بدعت حسنہ ہے۔ پہلا شخص جس نے یہ کیا شیخ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، تین سو (۳۰۰) ہجری میں ولادت کے دن شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان سے انہوں نے سنا کہ آج کیا مبارک دن ہے کہ حضور ﷺ دنیا میں رونق افروز ہوئے انہوں نے عادت سے زیادہ اس دن تصدق کیا ان کے پیروں نے ان کی تقلید کی اور اطراف و اکناف عالم میں شہرت پکڑ گئی لیکن اہل ہند جو وفات کے دن کی تخصیص کرتے ہیں اور عرس نام رکھتے ہیں بدعت ہے جس کا منشا معلوم نہیں بعض استادوں سے مسموع ہے کہ بہتر ہے کہ دن کی تخصیص نہ کریں کیونکہ ہندو اپنے مرے ہوؤں کی ارواح کے ساتھ ایسا کرتے ہیں کذا فی شواھد النبوۃ ۔ یہ عبارت شواہد النبوۃ کی ہے۔

مروی ہے کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو وصیت فرمائی اے علیؓ میری امت سے جو بھی میرے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد میرے لئے طعام کا تصدق کرے گا نعمتیں اس پر فراخ ہونگی اور جو پانی دے گا اس کے جملہ سخت امور کو حق تعالیٰ اس کے لئے آسان فرمائے گا جو بھی حلوہ یا شیرینی یا میوہ تصدق کرے گا اس پر نعمتوں کا زوال ہرگز نہ ہوگا سکرات موت اور عذاب قبر

Marfat.com

اور ہول محشر کی سختیوں سے حق تعالیٰ اس کو نجات دے گا جو بھی بارہ (۱۲) ربیع الاول وقت چاشت دو رکعت نماز حضور ﷺ کے لئے ادا کرے گا اور ہر رکعت میں بعد از فاتحہ سورۃ والضحیٰ تین (۳) بار، الم نشرح سات (۷) بار، سورۃ اخلاص گیارہ (۱۱) بار' پڑھ کر بعد ازاں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بار ''اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم'' پڑھے گا اس کی مغفرت ہوگی اور شفاعت کا مستحق ہوگا جنت میں میرے ساتھ داخل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ھکذا فی الجواھر سن لو کہ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ ابولہب باوصف اس کے کافر معاند متمرد تھا، حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جب لونڈی کو آزاد کر چکا باوجود کفر وضلالت اس کی عذاب میں تخفیف ہوئی مومن بندہ جو ہر روز صدق واخلاص سے حضور ﷺ کی مدح وثناء کرے اور حضور ﷺ پر درود وسلام کے لئے کمر بستہ رہے اور اس مالک کی غلامی پر فخر کرے کل اگر عذاب دوزخ سے آزاد ہوکر وصول مرادات سے نوازا جائے کیا جائے تعجب ہے؟ زینت المریدین میں تحریر ہے کہ مریدان صادق اور معتمدان واثق کو چاہئے کہ اپنے مشائخ کی ارواح پر ان کی وفات کے روز ایصال ثواب عام فقراء کو اطعام کے ذریعے سے حسب قدرت کریں تا کہ ان کی فیوض وبرکات سے نعمت دارین کی فتوحات میں زیادتی ہو اور عمر ومال میں برکت ہو اپنے مراد کو پہنچے کسی مخلوق کا محتاج نہ ہو اور ان کا انجام مشائخ کی نظر برکت سے بخیر ہو کہ تجربہ سے یہی معلوم ہوا ہے اور شیخ کے عرس کی توفیق نہیں پاتا مگر مرید صاحب نعمت واقبال اور عرس میں اس کا لحاظ کرنا چاہئے کہ اس وقت جس میں وہ رحلت فرما چکے ہیں ایصال ثواب کریں اسی دن ورنہ تین (۳) دن اس کے بعد جس وقت میسر ہو اور چاہئے

Marfat.com

کہ اخلاص سے ہو کسی قسم کا تکلف محسوس نہ کرے اگرچہ تھوڑا ہو، اسی وجہ سے حضرت بندگی مخدوم جہانیاں قدس اللہ الینا فتوحاتہ کبھی چار سو (۴۰۰) تنکہ خرچ کر کے روٹی اور حلوہ تیار کرتے اور کبھی تھوڑا سا میٹھا، درم کے چہارم حصہ کی قیمت کا، فرماتے کہ ایصال کرو اور کھجور کی مٹھائی حاضرین پر تقسیم فرماتے اور چاہئے کہ عرس میں اپنے شیخ کی حضور یاددہانی کی نیت کرے مروی ہے کہ طعام یا قراءت قرآن پاک سے کسی کی روح کے لئے جب ایصال ثواب ہوتا ہے فرشتے نورانی طبق اس کے ہاں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے آپ کو ہدیہ بھیجا ہے عرس کے دن روزہ کو اشد مکروہ سمجھتے اور اس غفلت میں سلب نعمت کا تجربہ کیا ہے خصوصاً بارہویں شریف کے موقع پر روزہ رکھ کر افطار نہ کرنے کو انہوں نے لغزش قرار دیا ہے ایصال ثواب جب طعام کی صورت میں ہو چاہے کہ پہلے اوروں کو کھلائے اور ان کے طفیل خود بھی کھائے جب کسی اور کا مرید طعام پکائے چاہیے کہ تھوڑا یا بہت جو بھی ہو اس میں شریک ہو، نیت یہ کرے کہ عرس کرنے والے کی نیت سے میں بھی مقبول ہو جاؤں اور وہ اس نیت سے لے کہ ان کے طفیل ہماری طرف سے بھی قبول ہو اور مرید کو ضروری ہے کہ شیخ کے عرس کے دن پاکیزہ اور آراستہ ہو اگر ہو سکے نئے کپڑے پہن لے اور عشاق کی طرح خدمت کے لئے کمر بستہ ہو اور دونوں جہاں کی سعادت سمجھے جو بھی سخت یا چھوٹی خدمت نصیب ہو خوشی سے کرے بہت نعمت کے لائق ہو گا۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے ''اجر کم علی قدر تعبکم'' تمہارا اجر مشقت کی مقدار پر ہے اس حد تک کہ اگلے مریدوں کو اگر کوئی سونے کا سکہ دیتا کہ ایک دفعہ صحنک اٹھائے تو بھی وہ نہ کرتے (کذافی زینۃ المریدین و آداب

Marfat.com

السا لکین) القصہ کچھ عرصہ ثویبہ کے دودھ پلانے کے بعد حضرت حلیمہ بنت عبداللہ بن ابوذویب بن الحارث بن جار بن زرام بن ناضرہ سعد بن بکر اس خدمت پر مشرف ہوئیں اس کا واقعہ یوں ہے کہ اہل مکہ اور سرداران قریش بعض فضل وعظمت وشوکت کے لحاظ سے اور بعض شدت حرارت کی وجہ سے اور بعض خوف وبا سے اور ایک طائفہ یہ بھی خیال کرتا تھا کہ بجائے اس کے کہ ہماری بیبیاں بچوں کی خدمت میں مصروف ہوں دودھ پلانے والی عورتوں کو بچے سپرد کردیتے اور اطراف کے قبائل میں بھیج دیتے تاکہ شیرین ولطیف آب وہوا میں پرورش پائیں اس خیال سے کہ عرب کے اغنیاء سے فوائد ومنافع حاصل ہوتے رہیں گے، ہر سال دو (۲) مرتبہ ربیع وخریف کی فصلوں میں مکہ کی اطراف کی عورتیں دودھ پلانے والیاں حرم پاک میں آتیں اور اکابر واشراف کے بچوں کو رضاعت اور پرورش کے لئے گھر لے جاتیں۔ بی بی خلیمہ کے آنے سے پہلے ان کے قبیلہ میں عظیم قحط رونما ہو چکا تھا تا بحدیکہ چھاتیوں میں دودھ اور صحرا میں سبزہ اور باغوں میں درخت خشک ہو چکے تھے جانور لاغر اور انسان عاجز ومضطر تھے حلیمہ کا بیان ہے کہ اس سال صحرا میں پھر پھر کر سبزے پر گزارا کرتے اور شکر بجالاتے کبھی تین (۳) دن سے بھی زائد اناج نہ ملتا ایک مرتبہ تین (۳) شب وروز کھانا نصیب نہ ہوا بھوک سے بے تاب تھے اسی بھوک کی حالت میں اتفاقاً مجھے دردزہ بھی شروع ہوا دونوں کے ایک ساتھ ہونے سے رونے لگی مجھے یہ بھی احساس نہ رہا کہ بھوک کی وجہ سے روتی ہوں یا دردزہ سے کبھی اس حد تک ہوش وحواس زائل ہوتے کہ زمین وآسمان کا فرق نہ کرسکتی تھی وہ رات ہماری صحرا میں تھی کچھ افاقہ ہونے پر مجھے نیند آئی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص آیا اور مجھے پکڑ کر

Marfat.com

دودھ سے زیادہ سفید پانی میں غوطہ دیا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ پانی خوب پی تاکہ تیرا دودھ زیادہ ہو کہ ابدی عزت اور سرمدی اقبال تیری طرف متوجہ ہے جتنا میں پیتی اس کا اصرار زیادہ ہوتا اور پینے پر تحریض کرتا وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید تھا بالآخر اس نے کہا مجھے جانتے ہو، کہا کہ میں تیرا حمد وشکر ہوں جو محنت ومشقت کی حالت میں کرتی اے حلیمہ مقرر یہ ہے کہ تو وادی مکہ جا تو رزق میں برکت وہاں پائے گی اور روئے زمین کا نور ساطع اور برق لامع ساتھ لائے گی اور اس واقعہ کو مخفی رکھنے کا مجھے اشارہ کیا اور میرے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا حق تعالیٰ تیری روزی کشادہ کرے اور تیرا دودھ زیادہ جب میں جاگ گئی میری چھاتیوں میں دودھ اتر آیا تھا بھوک کی تکلیف بالکل جاتی رہی باقی قبیلہ طعام کی قلت سے شدت تکلیف میں گزر اوقات کرتا تھا اور نازنینان سروقد کا الف نون کی طرح خم کھا چکا تھا اور ان کے سر اور ران بھوک کی شدت سے پیٹ سے مل چکے تھے ان کی نالہ وفریاد زمین سے آسمان تک پہنچ چکی تھی۔ غلہ کی گمشدگی سے ان کا روشن دن تاریکی شب میں تبدیل ہو چکا تھا جب دوسرے دن قبیلہ کی لڑکیوں نے مجھے دیکھا فرط استعجاب سے کہنے لگیں کہ حلیمہ کیا بات ہے؟ کل تو تُو کمزور اور لاغر تھی آج دختر ان سلاطین کی طرح تروتازہ ہشاش وبشاش نظر آ رہی ہو چونکہ میں اس واقعہ کے اخفاء پر مامور تھی اظہار نہ کرتی اسی حالت میں میرے کنبہ والوں نے بطحائے مکہ جانے کا قصد کیا تاکہ زندگی کی آسودگی کے لئے ہر ایک قریش کی اولاد رضیع کی طلب کرے، میں بھی اپنے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ بن ملا بن ناضرہ بن سعد بن بکر اور بچوں عبداللہ انیسہ' خدامہ اور ضمرہ حضور پر نور ﷺ کی رضاعی بہن میری گود میں تھی

Marfat.com

چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا کہ جس سے وہ رونے سے باز آئے اور اس کی گریہ سے نیند کر نہ سکتی تھی۔ القصہ اہل قبیلہ کے ساتھ رہرو مکہ ہوئی منزل پر قیام اور کوچ کے وقت ہاتف غیبی سے ندا آتی تھی کہ حق تعالیٰ نے قریش کے فرخندہ مقدم فرزند کی بہ دولت عورتوں سے لڑکیوں کا پیدا ہونا ممنوع فرمایا ہے خوش نصیب ہے وہ چھاتی جو اس کو دودھ پلائے اے بنو سعد کی عورتو! جلدی کرو تا کہ اس دولت سے سرفراز ہو قبیلہ کی عورتیں یہ سن کر تیزی سے مکہ کو جلدی متوجہ ہوئیں میرا دراز گوش (گدھا) جو نہایت لاغر تھا ہڈیاں کمزوری سے جلد میں نمایاں ہو چکی تھیں ایک عرصہ سبزہ معمولی بھی نصیب ہونا اس کے لئے مشکل ہو گیا تھا چلنے اور قدم اٹھانے کی طاقت اس میں نہ رہی تھی ایک کمزور اونٹنی بھی ساتھ تھی وہ چلنے سے عاجز اور دودھ بصد حیلہ اس سے حاصل کرنا مشکل ہو چکا تھا کوشش کرتے تو بھی ساتھیوں کو نہ پہنچ سکتے تھے۔ القصہ گرتے پڑتے قافلہ کے پیچھے جا رہے تھے شوہر کہتے جلدی کرو تا کہ ہم آگے نکل جائیں کیونکہ عورتیں بزرگ خاندان والوں کے بچے لے لیں گی اور تم محروم رہ جاؤ گی میں ہر چند سواری کو تیز چلانے کی کوشش کرتی ان کو نہ پا سکتی البتہ چپ و راست سے غیبی آواز آ رہی تھی کہ حلیمہ تیری چھاتی خوش نصیب ہے جس سے وہ نور تابان دودھ پیئے گا اچانک پہاڑ کے شگاف میں ایک بلند قامت مرد کو دیکھا جس کے ہاتھ میں نورانی نیزہ تھا میرے دراز گوش پر ہاتھ مار کر کہا کہ حلیمہ حق تعالیٰ نے بشارت تجھے دی ہے اور مجھے مامور فرمایا ہے کہ شیاطین اور متمرد کو تجھ سے دفع کروں میں نے شوہر سے کہا کہ جو میں سن رہی ہوں اور دیکھ رہی ہوں آپ پر بھی یہ منکشف ہے، کہا نہیں کیا بات ہے جو تو خائف اور ہراساں ہو، پھر جلدی جلدی چلے یہاں تک کہ مکہ سے دو کوس کے فاصلہ پر ہم اترے، رات کو اسی

Marfat.com

منزل پر خواب دیکھا کہ میرے سر پر ایک ہرے بھرے درخت نے اپنی ڈالیوں سے سایہ کیا ہوا ہے اور ان کے بیچ میں کھجور کا درخت ہے جو قسم قسم کی پختہ کھجوروں سے بھرا ہے اور بنو سعد کی تمام عورتیں میرے ارد گرد جمع ہو کر کہہ رہی ہیں کہ حلیمہ تو ہماری مالکہ ہے اس درخت سے ایک کھجور میری گود میں گری جس کو اٹھا کر میں کھا گئی شہد سے زیادہ شیرین تھی جب تک حضور ﷺ میرے ساتھ رہے وہ حلاوت محسوس کرتی رہی یہ بات میں نے کسی پر ظاہر نہ کی اور دل میں سوچتی رہتی کہ اگر خدا تعالیٰ نے میرے لئے کچھ فائدہ مقرر کیا ہو تو پہنچ کر رہے گا دوشنبہ کے دن میں مکہ پہنچی قبیلہ کی عورتیں سبقت کر چکی تھیں جو بھی رضیع اشراف قبائل سے اور قریش کے مالداروں سے مانند بنی مخزوم وغیرہ کی ان کو مل سکا وہ لے چکی تھیں۔ میری بچی اس دن بیمار تھی دودھ نہیں پیتی تھی حرکت بھی نہ کرتی تھی میں نے کہا شاید ختم ہو چکی ہے دفعتاً آنکھیں کھول کر ہنس پڑی مجھے تعجب ہوا بچے کو منزل میں چھوڑ کر اطراف و جوانب چل پڑی کہ شاید رضیع حاصل ہو جتنی جستجو کی نہ پایا کیونکہ بنی سعد کی عورات سبقت کر چکی تھیں اور متمول گھرانوں کے بچے حاصل کر چکی تھیں یہ حالت دیکھ کر انتہائی ملال و حزن ہوا اور آنے سے پشیماں ہو کر خود کو ملامت کر رہی تھی اچانک ایک شخص نظر آیا جس کی پیشانی میں عظمت و ہیبت کے آثار نمایاں تھے اور کرامت و شہامت کے انوار چمک رہے تھے انہوں نے آواز دی کہ کوئی ایسی عورت ہے جس نے ابھی تک رضیع نہ پایا ہو حلیمہ نے پوچھا کون ہے لوگوں نے کہا عبد المطلب بن ہاشم مکہ کے رئیس اور قریش کے بزرگ ہیں ان کے پاس جا کر تعظیم کی اور پیش ہوئی، پوچھا کون ہو میں نے جواب دیا بنو سعد سے ہوں پوچھا نام کیا ہے میں نے کہا حلیمہ متبسم ہو کر انہوں نے کہا کہ واہ

Marfat.com

واہ دونوں اچھی عادتیں ہیں سعادت اور حلم ''فیھما عزۃ الدھر'' دونوں میں عزت ابدی ہے اس وقت انہوں نے کہا کہ اے حلیمہ میرا ایک یتیم بچہ ہے محمد ﷺ نام کا، میں نے انہیں بنو سعد کی تمام عورتوں پر پیش کیا کسی نے قبول نہ کیا کہ چونکہ والد نہیں اس لئے انتفاع اور تمتع کی امید نہیں مجھے امید ہے کہ اس سے تجھے فائدہ ہوگا میں نے کہا جا کر شوہر سے مشورہ کرلوں عبدالمطلب نے کہا ہم مجبور نہیں کرتے شوہر کے پاس آ کر قصہ بیان کیا حق تعالیٰ نے اس کے دل میں انبساط وسرور کا القا کیا مجھ سے کہا جلدی جا کر اس بچے کو قبول کرلو مبادا کوئی اور حاصل کرے میرے بھانجے نے کہا کہ بنی سعد کی عورات اشراف واغنیاء کے بچوں کو حاصل کر کے اطمینان اور بزرگی حاصل کریں اور تم یتیم بچے کو ساتھ لے جا رہے ہو جس کے لئے تکلیف سہنا اور زیادہ محنت ومشقت کا سبب بنے افسوس ہے حلیمہ کہتی ہے کہ اس بات سے میرا ارادہ متزلزل ہوا فوراً دل میں خیال آیا کہ اگر ان کو چھوڑ دوں تو ہرگز کامیاب نہ ہوسکوں گی بھانجے کی بات پر التفات نہ کیا اور میں نے دل میں کہا کہ اور عورتیں تو سب رضیع حاصل کر کے واپس لوٹیں اور میں کسی سے بچے کو حاصل نہ کروں خدا کی قسم اس کو حاصل کر کے رہوں گی اگرچہ یتیم ہو کیا ہوا عبدالمطلب کا تو پوتا ہے میں یتیم سمجھ کر اس سے ہاتھ نہ سمٹوں گی اور اس یکتا موتی کی قدر اگر اور کوئی نہ جانے تو میں تو جانتی ہوں۔

زاں دلبر یگانہ ہر کس خبر ندارد
گوہر شناس داند در یتیم مارا

(یعنی اس یکتا محبوب کی قدر ہر کس وناکس نہیں جانتا جو گوہر شناس ہے وہ ہی اس ہمارے در یتیم کی قدر پہچانتا ہے) مجھے امید ہے کہ میرا خواب غلط نہیں قسمت

Marfat.com

مساعدت کرے گی واپس ہوکر عبدالمطلب کے پاس گئی پوچھا کہ وہ مبارک فرزند کہاں ہے جس کو دیکھ سکوں اس بات سے ان کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی پوچھا کہ حلیمہ میرے بچے کو دودھ پلانا چاہتی ہے میں نے کہا ہاں عبدالمطلب نے سجدہ شکرادا کیا پھر سر اٹھا کر آسمان کی طرف رخ کیا اور کہا خداوندا! حلیمہ کو محمد ﷺ کی وجہ سے نیک بخت بنا اس وقت مجھے آمنہ کے گھر لے گیا میں نے ایک عورت دیکھی جس کا چہرہ بدر منیر کی طرح چمک رہا تھا عبدالمطلب نے میرا حال اور نام بیان کیا انہوں نے کہا آؤ حلیمہ تمہارا گھر ہے میرا ہاتھ پکڑ کر اس کوٹھڑی میں لے گئیں جہاں حضور ﷺ سفید صوف میں لپٹے ہوئے تھے جن سے مشک سی خوشبو مہک رہی تھی سبز ریشمی ٹکڑا پشت کی جانب تھا حضور ﷺ محو خواب تھے میں نے چہرہ کھولا میں نے وہ بچہ دیکھا جن کا مبارک چہرہ آفتاب کی طرح دمک رہا تھا اور حق تعالیٰ کے حسن و جمال کے انوار ان کی ذات سے تابان و درخشان تھے۔

حلیمہ کہتی ہے کہ جب اس فرزند دلبند کا جمال مبارک مجھے نظر آیا ہزاروں دل اور ہزاروں جان سے اس کی عاشق ہوئی میں نے فوراً محسوس کیا کہ چھاتی کی طرف تمام رگوں سے دودھ جاری ہوا اس کی محبت میری جان میں مرکوز ہوئی اس حد تک کہ میں نے اپنا ہاتھ اور روایت میں اپنا پستان ان کے سینہ پر ڈالا اور نیند سے جگایا انہوں نے آنکھیں کھول کر میرے چہرہ پر نگاہ ڈالی اور تبسم کیا، ان کی تبسم ملاحت آمیز تھی جس کی مثل کسی صاحب جمال میں نظر نہ آئی میں نے ایک نور دیکھا جو ان کی دونوں آنکھوں سے مشتعل ہو کر تا بہ عنان فلک پہنچا فی الحال چہرہ کو ڈھانپ دیا آمنہ سے اس بات کو پوشیدہ رکھا اس کے بعد انہیں اٹھا کر گود میں لیا پستاں منہ میں رکھا اور انہوں نے دودھ پینا شروع کر دیا جب بایاں پستان پیش

Marfat.com

کیا رک گئے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایام طفولیت میں حضور پاک ﷺ کو حق تعالیٰ نے عدل کی توفیق دی جو بایاں پستان اپنے شریک کے لئے چھوڑا حلیمہ کا قول ہے کہ دایاں پستان ہمیشہ حضور ﷺ کو چھوڑتی اور بایاں اپنے فرزند ضمیرہ (ضمرہ) کے لئے نہ تو کبھی حضور ﷺ بایاں استعمال فرماتے اور نہ میرا بچہ دایاں، دودھ پینے کے بعد جب ہونٹ مبارک صاف کرنا چاہتی غیب سے سبقت ہوتی جب تک حضور ﷺ دودھ سے فارغ نہ ہو لیتے بچہ پستان منہ میں نہ رکھتا حلیمہ کہتی ہیں کہ کافی دیر تک حضور ﷺ میری گود میں تھے دودھ پیتے رہے اور میں آپ کی خواب آلود آنکھوں کو دیکھتی رہی فرط مسرت کو ضبط نہ کرسکتی تھی اور گوارا نہ تھا کہ ان کو اپنی منزل لے جاؤں تاکہ شوہر بھی ان کے دیدار سے متمتع ہو، عبدالمطلب نے کہا حلیمہ تجھے بشارت ہو کہ تجھ سا فرزند کوئی عورت اپنے ساتھ نہیں لے جارہی ہے آمنہ نے فرمایا کہ جب تک اس فرزند کے بعض عجیب وغریب واقعات تجھے نہ بتاؤں اور وصیت نہ کروں مجھ سے ملے بغیر مکہ سے نہ لوٹنا کچھ کہہ بھی دئے اور بعض کو وداع کے وقت پر موقوف رکھا کچھ واقعات جو حضرت آمنہ نے بیان کئے ان میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے فرزند کو اس دودھ پلانے والی عورت کو دینا جو بنو سعد کے قبیلہ سے ہو اور ابو ذویب سے نسبت رکھے میں نے کہا آمنہ میں بنو سعد سے ہوں اور میرے باپ کی کنیت ابو ذویب ہے اور یہ حسن اتفاق آپ کے خواب کے سچے ہونے پر دلالت کرتا ہے دوسرے اور عجیب واقعات جو اس کوکب سعادت کے مطلع سے طلوع کرنے کے وقت ظاہر ہو چکے تھے مجھ سے آمنہ نے بیان کئے وصیتیں بھی کیں میں فرزند اٹھا کر اپنے گھر لائی جونہی میرے شوہر کی نظر جمال محمدی ﷺ پر پڑی ضبط سے باہر ہو کر فی الحال اٹھا

Marfat.com

اور سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا حلیمہ میں نے جن وانس میں اس فرزند ارجمند سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا ہے حلیمہ کا بیان ہے کہ پھر اس فرزند ارجمند کو اپنے گھر لے گئی بہت برکت و دولت دیکھی عجیب وغریب امور و واقعات کا مشاہدہ کیا منجملہ اثار و برکات کے یہ بات دیکھی کہ جب سے حضور ﷺ میرے گھر تشریف فرما ہوئے ہماری وہ اونٹنی جس سے صد گونہ حیلوں سے ایک قطرہ دودھ کا حاصل ہونا مشکل تھا رات کو اس نے اتنا دودھ دیا جس سے ہمارے تمام ظروف پُر ہو گئے میرے شوہر نے کہا حلیمہ برکت ہمارے خاندان میں متوجہ ہوئی یہ حق تعالیٰ کی مہربانی ہے جس نے ایسے سعادت مند فرزند سے بہرہ یاب فرمایا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن حضور ﷺ میری گود میں تھے چند بھیڑیں گزر رہی تھیں ایک ایک اور دو دو ان میں سے آتیں اور آپ کے پاس سر زمین پر رکھ کر پھر حضور ﷺ کے سر کو بوسہ دیتیں اور چلی جاتیں۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ رات کو چاند سے باتیں کرتے حضور ﷺ جدھر کو اشارہ فرماتے چاند ادھر کو جھک جاتا جیسے بچے کو رونے سے باز رکھنے کے لئے بہلاتے ہیں ویسے ہی چاند حضور ﷺ کو بہلاتا جیسے حافظ ابوالقاسم تمیمی نے دلائل النبوت میں تحریر کیا ہے کہ عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کہ آپ کی نبوت کی نشانیوں سے جس نے مجھے اسلام کی طرف رہنمائی کی ایک یہ بھی ہے کہ جب آپ گہوارہ میں تھے میں نے چاند کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ کھیل رہا ہے آپ انگلی سے اشارہ فرماتے اور جس طرف چاہتے وہ جھک جاتا حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور رونے سے روکتا میرے گہوارے کے پاس سجدہ کرتا اور میں اس کی آواز سنتا۔ ایک روایت ہے کہ ایک دن حضرت عباسؓ حضور ﷺ کے جمال کو غور سے دیکھ رہے

Marfat.com

تھے حضور علیہ صلی اللہ نے ارشاد فرمایا چچا جان کیا بات ہے جس کی جستجو ہے، عرض کیا ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں جس روز حلیمہ نے آپ کو اٹھایا تھا چالیس (۴۰) دن کے تھے میں نے دیکھا کہ آپ چاند سے باتیں کر رہے تھے اور چاند آپ سے لیکن پیارے وہ گفتگو سمجھ میں نہ آرہی تھی فرمایا والدہ نے ہاتھ مضبوط باندھا تھا اور میں رونا چاہتا تھا چاند نے کہا اگر آپ روئے اور ایک قطرہ زمین پر گرا تمام سبزے زمین سے ختم ہو جائیں گے حضرت عباسؓ نے دست حسرت ملا۔ فرمایا چچا جان اس سے بھی زیادہ کہوں عرض کیا یا نبی اللہ فرمائیے، فرمایا اس کے بعد بایاں ہاتھ مضبوط باندھا میں نے چاہا رولوں چاند نے کہا یا حبیب اللہ اگر ایک قطرۂ اشک زمین پر گرا تو قیامت تک سبزہ نہ اگے گا پس اپنی امت پر شفقت کی وجہ سے میں نہ رویا، حضرت عباسؓ نے پھر دست حسرت مل کر کہا آپ نے یہ سب باتیں کیسے معلوم کیں فرمایا چچا جان قسم ہے اس ذات پاک کی جس کی دست قدرت میں میری جان ہے کہ لوح محفوظ پر قلم کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا پھر فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ آفتاب و ماہتاب کے سجدہ کی آواز میں سنتا تھا حالانکہ میں غلاف رحم میں تھا اور اے چچا ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱،۲۴۰۰۰) پیغمبر حق تعالیٰ نے پیدا فرمائے کوئی بھی ان میں سے چالیس (۴۰) سال کی عمر سے پہلے اپنی بعثت سے آگاہ نہ تھا سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے جنہوں نے متولد ہونے کے بعد کہا ''انی عبداللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیاً ''(۱) اور آپ کے بھتیجے کے جو میں ہوں پھر فرمایا چچا جان دوشنبہ کو میری ولادت ہوئی اسی رات سات (۷) پہاڑ حق تعالیٰ

(۱) مریم: ۳۰ کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا۔

Marfat.com

نے ساتوں آسمانوں میں پیدا فرمائے اور وہ پہاڑ ملائکہ سے پُر ہیں بغیر حق تعالیٰ کے ان کے شمار کوئی نہیں جانتا وہ فرشتے حق تعالیٰ کے تقدس اور تسبیح میں مشغول ہیں قیامت میں ان سب کا ثواب حق تعالیٰ اپنے اس بندہ کو عطاء فرمائے گا جس کے سامنے جب میرا ذکر کیا جائے وہ مجھ پر خلوص و محبت سے درود بھیجے ''اللھم صلی علیٰ محمد فی الاولین والاخرین فی الملاء الاعلیٰ الیٰ یوم الدین ۔''ایام رضاع کے واقعات متقدمین کی مشہور کتابوں میں اور متاخرین کی تصانیف میں پورے طور سے مرقوم ہیں یہاں اسی قدر پر اکتفا کی جاتی ہے۔

دودھ چھوڑنے کا ذکر

حلیمہ کا قول ہے کہ جب تک حضور ﷺ دودھ پیتے رہے آبادسالی اور فراوانی اور جمعیت و برکت کا زمانہ رہا جب دو سال کی عمر کو پہنچے قد و قامت قوت و جسامت میں چار (۴) سال کے بچوں کے ساتھ برابری کر رہے تھے آپ کو دودھ سے چھڑا کر والدہ صاحبہ کی خدمت میں لا کر پیش کیا لیکن آپ کے مصاحبت کے زمانہ میں جس خیر و برکت کی فراوانی دیکھ چکے تھے بدیں سبب دل کو صحبت سے اور آنکھوں کو دیدار سے محروم کرنے کی طاقت خود میں نہ پاتے تھے اور لوح قلب پر محرومی کے ارقام کی طاقت نہ رکھتے تھے۔

الحاصل والدہ صاحبہ کی خدمت میں پہنچانے کے بعد جب خیر و برکت کا ذکر ہوا فرمایا میرے فرزند کے لئے شان عظیم ہے میں نے قسم کھا کر کہا کہ ان سے زیادہ بابرکت ہم نے آج تک نہ دیکھا، بہانہ بنا کر حضرت آمنہ سے کہا کہ

Marfat.com

مکہ کی گرمی اور وبا کے غلبہ سے مجھے اندیشہ ہے ایسا نہ ہو آپ ﷺ کو تکلیف پہنچے اگر اجازت دیں تو اس فرزند کو پھر اپنے قبیلہ لے جائیں تا کہ کچھ عرصہ اور وہاں رہیں۔ القصہ بہت اصرار کے بعد حضور پاک ﷺ کو دوبارہ انہوں نے ہمارے حوالہ کیا راہ میں جو واقعات درپیش ہوئے منجملہ ان کے یہ ہے کہ ایک جماعت پر حبش کے نصاریٰ سے ہمارا گزر ہوا حضور ﷺ پر انہوں نے تیز تیز نظر ڈالی آپ ﷺ کی آنکھوں کی سرخی کو دیکھتے رہے اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کا یہ فرزند آنکھوں کی سرخی کے درد سے شکایت تو نہیں کرتا میں نے کہا نہیں پھر کہا کہ آنکھوں کی سرخی کبھی دور بھی ہوتی ہے میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا جتنا مال مانگو گے ہم دیتے ہیں اور ہم پر لاکھوں احسانات ہوں گے اس فرزند کے لئے شان عظیم ہے ہم نے اپنی کتابوں میں ایسے پایا ہے کہ ایک پیغمبر باقی ہے جس کی جائے ولادت حرم ہوگی ہمارا خیال ہے کہ وہ پیدا ہو چکا ہے یا پیدا ہونے والا ہے حلیمہ نے کہا کہ مجھے ان سے اندیشہ ہوا جب تک ان سے جدا نہ ہوئے نیند نہ کی جب حضور ﷺ کو دوبارہ اپنے قبیلہ پہنچایا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہمارے لئے روز بہ روز زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ قوم کے رئیس ہوئے اور پورا خاندان ہمارا محتاج ہوا کھیتیاں اور اونٹنیاں انتہا کو پہنچیں دولت کی فراوانی تا بہ فلک رسید جب عمر شریف تین سال ہوئی، واقعہ شق صدر رہوا۔

حضور ﷺ کے شق صدر کا واقعہ

ارباب سیر و تواریخ اور اصحاب احادیث و خبر اس طور سے رقم کناں ہیں کہ ابتدا ہی سے حضور رسالت پناہ ﷺ سستی اور بیکاری سے عاری تھے جب حضور ﷺ تین سال کے ہوئے حلیمہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے مجھ سے استفسار

Marfat.com

فرمایا کہ کیا بات ہے جو دن کو بھائی نظر نہیں آتے میں نے کہا کہ دن کو وہ بھیڑ بکریاں چراتے ہیں اور چراگاہ میں ہوتے ہیں رات کو گھر آتے ہیں حضور ﷺ کے آنسو نکل آئے اور چاند جیسے طبق (رخسار) ستاروں کے موتیوں (آنسو) سے مزین فرمایا جیسے بھائی بکریاں چراتے ہیں مجھے کیوں نہیں لے جاتے تاکہ اتفاق سے کام ہو اور وقت بیکار نہ کٹے ہر چند حلیمہ عذر کرتی رہی حضور ﷺ کا اصرار زیادہ ہوتا گیا، میں نے کہا اے فرزند کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ ان کے ساتھ رہے، فرمایا ہاں صبح کو جب آفتاب کا جمال حجاب کے پردہ سے باہر ہوا اور جمال احمدی کے آفتاب نے گریبان کے مطلع سر نکالا، آپ ﷺ کے سر مبارک کے بالوں میں کنگھی کی آنکھوں میں سرمہ لگایا کپڑے پہنائے نظر بد سے حفاظت کے طور پر یمنی سیاہ سپید مہروں کا ہار پہنایا اور چراگاہ جانے کی تیاری کرائی حضور پاک ﷺ نے یمنی مہروں کا ہار گردن سے اتار ڈالا اور محبت الٰہی کے دامن کے تھامنے پر اکتفا ظاہر فرما کر حق تعالیٰ کے دامن کرم کو گرفت میں لیا حضور ﷺ اس حال میں لکڑی ہاتھ میں لے کر رضاعی بھائیوں کے ہمراہ شاد وخرم باہر تشریف لے گئے مکان کے قریب مقام پر بھیڑ بکریوں کو چراتے رہے اسی طور پر کچھ عرصہ روزانہ صبح عصا ہاتھ میں لے کر بھائیوں کے ساتھ ذوق وانبساط سے باہر تشریف لے جاتے اور شام کو شوق وانبساط سے واپس تشریف لاتے ایک دن چاشت کے وقت آپ کی رضاعی بہن شیما حضور ﷺ سے پہلے لوٹی، حضور ﷺ کو بھائیوں میں چھوڑ آئی حلیمہ نے شیما سے پوچھا حضور ﷺ کہاں ہیں اس نے کہا بھائیوں میں ہیں حلیمہ نے کہا ہائے اس گرمی میں میرا فرزند صحرا میں کس طور پر ہوگا شیما نے کہا ماں غم نہ کر میرے بھائی کو کوئی گرمی نہ ہوگی ابر ہمیشہ آپ

Marfat.com

ﷺ کے سر پر سایہ کئے ہوتا ہے جس طرف تشریف لے جاتے ہیں ابر سایہ کناں چلتا رہتا ہے حلیمہ نے کہا (خدا کی پناہ پکڑتی ہوں اس شر سے جس شر سے میں اس بچہ پر ڈرتی ہوں (م۔ص) روایت ہے جب اس طور پر دو ماہ گزر گئے اس اثناء میں دوپہر کے وقت میرے فرزند ضمرہ (۱) فریاد اور آہ وزاری کرتے ہوئے دوڑ کر اشک ریزاں داخل ہوا کہ ماں مدد کرو ہمارے قریشی بھائی کا بچنا مشکل ہے میں روئی اور فریاد کرتے ہوئے پوچھا کہ قصہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں بھائیوں کے ساتھ اس گھر کے پیچھے پھر رہا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ بکریاں چرارہا تھا اچانک دو مرد سبز کپڑے پہنے ہوئے ہوا سے اترے اور ہمارے قریشی بھائی کو اٹھایا پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے ان کے پیٹ کو چیرا اب تک وہ فارغ نہیں ہوئے تھے حالانکہ مجھے ان کے حال سے واقفیت نہیں مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ زندہ ہو یہ سن کر میں اور میرا شوہر ابوذویب ان کے طلب میں دوڑے پہاڑ کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں رنگ مبارک فق ہے نگاہیں آسمان پر جمی ہوئی ہیں اور شیرین تبسم نے رنگین رخسار کو روشن کئے ہوئے ہے میں حضور ﷺ پر جھک گئی اور حضور ﷺ کے رخسار اور پیشانی پر بوسہ دیا۔

میری جان آتش حسرت میں جل رہی ہے خود فراغت کے ساتھ تبسم سے چہرہ روشن کئے ہوئے ہو کیا حال ہے آپ کی تکلیف کا کس نے قصد کیا ہے فرمایا ماں خیریت ہے جس وقت میں بھائیوں کے ساتھ اس گھر کے اطراف میں دوڑ رہا تھا اچانک تین آدمی مجھ پر ظاہر ہوئے ایک روایت میں دو مرد کا لفظ ہے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آبخورہ اور دوسرے کے

(۱) مواہب لدنیہ میں دو روایتیں ضمرہ اور شیمائی ہیں (از حضرت مترجم رحمۃ اللہ علیہ)۔

Marfat.com

ہاتھ میں طشت نقرئی سبز، طشت کو سفید برف سے پر کیا اور مجھے درمیان سے لے گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر لے چلے ایک محبت اور شفقت سے مجھے بلا کر میرا سینہ ناف تک چیر دیا میں دیکھ رہا تھا لیکن تکلیف کا احساس نہ ہوا پھر میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر آنتوں کو باہر کر کے سفید برف سے دھو ڈالا پھر واپس اپنے مقام میں رکھ دیئے دوسرے آدمی نے کہا اٹھیئے آپ نے اپنا کام کر دیا پس وہ میرے قریب آیا میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر دل نکالا اندر سے چیرا اور کچھ سیاہ سی چیز باہر پھینک دی اور کہا کہ آپ کے بدن میں یہ حظ شیطان تھا یا حبیب اللہ جس کو میں نے پھینک دیا آپ کو اس کے وساوس اور مکائد سے میں نے محفوظ کر دیا پھر ان کے پاس جو چیز تھی اس سے میرے دل کو پُر کیا میں نے کوئی چیز اس سے زیادہ نرم اور شیرین نہ دیکھی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ دوسرے نے نام لے کر کہا کہ ان کے لئے سکینہ لے آؤ میرے دل کو سکینہ سے پُر کیا پھر اپنے مکان میں رکھ دیا اور نور کا مہر لگا دیا ابھی تک میں اس مہر کی سردی اور خوشی رگ و پے میں محسوس کر رہا ہوں تیسرے شخص نے کہا کہ تم دونوں دور رہو فرمان حق کو بجا لے آئے ہو پس نزدیک آ کر سینہ کے شگاف پر ہاتھ رکھا اور وہ شگاف جڑ گیا پھر دوسرے نے کہا کہ اس کو امت کے دس (۱۰) آدمیوں کے ساتھ وزن کرو میں بھاری رہا پھر سو (۱۰۰) سے وزن کیا راجح رہا پھر ہزار (۱۰۰۰) سے موازنہ کیا میں فاضل رہا ایک نے دوسرے سے کہا کہ چھوڑ دو اگر تمام امت سے موازنہ کرو تو بھی راجح رہے گا۔ شیخ رومی قدس اللہ سرہ نے فرمایا

چون در کف سلطان شدم یک حبہ بودم کان شدم
گر در ترازویم نہی میداں تراز و بشکنم

Marfat.com

پھر میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور تینوں نے سر اور منہ کو چوما اور یہ کہا کہ اے حبیب پروردگار کچھ خوف نہ کرو اگر آپ یہ معلوم کر لو کہ آپ کے لئے کیسی سعادتیں مقرر ہیں اور رحمتوں کے کیسے خوان آپ کی مہمانی کے لئے آراستہ ہیں یقیناً آنکھ کی روشنی میں زیادتی ہوگی اور محزون جان کو آرام پہنچے گا پھر مجھے وہاں چھوڑ کر انہوں نے آسمان کی طرف پرواز کی اور میں ان کو دیکھ رہا تھا اگر تم چاہو تو جہاں سے آسمان میں داخل ہو چکے ہیں وہ بھی بتا دوں۔ منقول ہے کہ شق صدر کا اثر سینہ سے زیر ناف تک جسم مبارک میں تھا جو مخصوص اور واقف کار اصحاب جانتے تھے اور حضور ﷺ سے اس کیفیت کی شرح سنتے تھے۔

راوی کا قول ہے کہ حلیمہ نے حضور ﷺ کو اٹھا کر گھر پہنچا دیا اور اپنی اولاد سے یوں مخاطب ہوئی حضور ﷺ کو اس کے بعد صحرا مت لانا پھر شوہر سے کہا کہ اس سعادت مند فرزند کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے والدہ کے پاس لے جائیں تاکہ ان کا علاج کریں مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں ان پر جنون غالب نہ آئے ابوذویب نے کہا خدا کی قسم کسی قسم کا گزند یا جنون آپ پر طاری نہیں اور کوئی فرزندان سے زیادہ بابرکت ماں نے نہیں جنا اور یہ سعادت جوان کے طفیل میں ہمیں حاصل ہوئی کسی کو نصیب نہیں البتہ حاسدوں سے مجھے اندیشہ ہے جیسے کہ اس سے پہلے لوگوں کو ہماری حالت معلوم ہے اور ان کی دیکھی ہوئی ہے کہ دس (۱۰) کمزور بکریوں سے زیادہ ہمارے پاس نہ تھیں اور اپنے پرایوں میں ہمیں کوئی عزت حاصل نہ تھی اب ہماری بکریاں تین سو (۳۰۰) کو پہنچ گئی ہیں چھوٹے بڑے سب ہمارا خیال رکھتے ہیں کہیں حسد کے مارے مکر وفریب کا ارادہ کریں حلیمہ کہتی ہے کہ بعد ازاں لوگوں نے مجھے آمادہ کیا کہ کاہن کے پاس لے

Marfat.com

جانا چاہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے صحت و عافیت ہے اور کاہن کی ضرورت نہیں تمہارا مقصود جو جن وانس کے اثر کا ہے میں اس سے پاک ومنزہ ہوں حضور ﷺ جس قدر براءت کا اظہار فرماتے لوگوں کا اصرار اور زیادہ ہوتا، انجام کار ان کی رائے مجھ پر غالب آئی کہ کاہن کو دکھاؤں اس اثناء میں ایک کاہن سے ملاقات ہوئی تو میں نے حال بیان کیا، کاہن نے کہا کہ جانے دو یہ بچہ اپنی زبانی خود بیان کرے وہ واقعہ پر تجھ سے زیادہ عالم ہیں، حضور ﷺ نے حال بیان کیا کاہن اچھلا اور حضور ﷺ کو اٹھا کر سینہ پر بٹھایا اور فریاد کی اے عرب آؤ مصیبت تمہاری طرف متوجہ ہے اور اس کا ظہور عنقریب ہے اس کو دفع کرو اس بچہ کو شہید کردو مجھے بھی ان کے ساتھ قتل کردو اگر اس کو چھوڑ دیا اور یہ بڑا ہو گیا تو عقل مند تمہارے دین کو باطل سمجھیں گے تمہیں اس دین کی طرف بلائیں گے جس کو تم نہیں جانتے حلیمہ نے جب یہ بات کاہنی سے سنی حضور ﷺ کو اس کے ہاتھ سے اٹھا لیا اور اس سے کہا کہ پہلے تمہارے جنوں کی دوائی کرنی چاہئے کہ بے ربط عبارت آرائی کرتے ہو اگر تیرے مسخرہ پن کو میں جانتی تو ہرگز تمہارے پاس آنے کا قصد نہ کرتی میں اپنے فرزند کو قتل کرانے نہ دوں گی جاؤ کسی کو ڈھونڈ لو جو تمہیں قتل کرادے تجھ سے ہمارے تکلیف کا بدلہ لے یہ کہہ کر حضور ﷺ کو اپنے گھر لے آئی خدا بہتر جانتا ہے جہاں بھی اس خوبروئی مشک بوئی کے ساتھ میں نے اتر کر آرام کیا برسوں تک مشک سی خوشبو اس منزل سے مہکتی تھی بنی سعد کے گھروں سے جس گھر میں داخل ہوتی خوشبو مشک کی سی وہاں پھوٹتی اور حضور ﷺ کے جمال کے انوار در و دیوار سے ظاہر ہوتے۔

حلیمہ کے اسلام میں اختلاف ہے بعض ارباب سیر اس کو اس کے شوہر

Marfat.com

حارث بن عبد العزیٰ کو جس کی کنیت ابو ذویب ہے حضور ﷺ کے اصحاب میں منسلک کرتے ہیں اور حلیمہ کا بیٹا عبد اللہ جس کا نام ہے اور لقب ضمرہ ہے جو حضور ﷺ کا رضاعی بھائی ہے زمانہ نبوت سے قبل وفات پاچکا تھا آپ کی رضاعی بہن شیما یا شما اور حلیمہ کی بہن جزامہ اسلام سے مشرف ہوچکے اور صحابیات کے زمرہ سے معدود ہیں امید تو یہی ہے کہ دو (۲) سال تک جس کے پستان حضور ﷺ کے لب و دہان کو پہنچ چکے وہ جنت سے محروم نہ ہوگی حلیمہؓ نے جب حضور ﷺ کو والدہ حضرت آمنہ کے پاس پہنچا دیا تو ام ایمن برکہ حبشیہ جو والد سے میراث میں پہنچی تھی حضور ﷺ کی تربیت میں مشغول ہوئی اور عبدالمطلب آپ کے سرپرست رہے۔

حضور ﷺ کی والدہ کی وفات کا بیان

آنحضرت ﷺ جب پانچ (۵) سال کی عمر سے متجاوز ہوئے اور چھٹے (۶) سال میں قدم رکھا تو حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کو مدینہ طیبہ میں رشتہ داروں کی ملاقات کی خواہش ہوئی صلہ رحمی کے جذبہ نے آمادہ کیا کہ طیبہ کی جانب توجہ فرمائیں اور اقرباء کی پرسش کے ابواب کھول دیں حضور ﷺ کے ساتھ سفر کو روانہ ہوئیں ام ایمن بھی ملازم احوال رہی ایک ماہ تک وہاں قیام کیا جس جگہ کو ''دار نابغہ'' کہتے ہیں اور حضور ﷺ کے والد کا مدفن ہے وہاں تیراک فرماتے ایک دن مدینہ کے لڑکوں کے ساتھ بنی عدی بن النجار کے کنویں پر سیر کو تشریف لے گئے اور مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان ظاہر تھا یہود کی ایک جماعت ان پر گزری ایک شخص نے ان میں سے حضور ﷺ کو پہچانا دوسروں کو بتا کر کہنے لگا کہ یہ بچہ آخری زمانہ کا پیغمبر ہوگا ام ایمن نے یہ بات سن کر والدہ سے

Marfat.com

کہا پس ایک ساتھ مکہ کی طرف مراجعت فرمائی اثناء راہ میں ابواء کی منزل پر جب پہنچے حضرت آمنہ چلنے سے عاجز ہوئیں حضور ﷺ سرہانے تشریف فرما تھے اچانک بے ہوش ہوئی جب ہوش آیا حضور ﷺ کے رخ انور پر نظر ڈال کر چند اشعار کہے۔ من جملہ ان کے یہ ہے۔

بارک الله فیک من غلام
ان صح مابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام
من عند ذی الجلال والاکرام

ترجمہ: حق تعالیٰ آپ میں برکت دے اے بچے بہ تحقیق صحیح ہے۔ وہ جو خواب دیکھ چکی ہوں حق تعالیٰ کی طرف لوگوں کو آپ رسول مقرر ہیں اس کے بعد فرمایا ہر ذی روح کی زندگی ختم ہونے والی ہے جب انتقال ہوا جنات کی نوحہ کی آواز جو حضرت آمنہ پر نوحہ کر رہے تھے، سننے میں آئی۔

تبکی الفتات البرہ الامینہ
زوجہ عبدالله و القرینہ
ام نبی الله ذی السکینہ
صاحب المنبر با لمدینہ

(ترجمہ: حضرت آمنہ زوجہ عبداللہ پر نوحہ کناں ہیں جو صاحب سکینہ پیغمبر ﷺ کی والدہ ہیں جو مدینہ میں منبر والے ہیں) وہاں پر ہی ان کو دفن کر دیا پھر ام ایمن نے حضور ﷺ کو اٹھایا اور مکہ لائی عبدالمطلب کے سپرد کیا عبدالمطلب صاحب نے اس گرامی قدر پوتے کو اپنے مکان میں ٹھہرایا تعظیم و تبجیل حسب شان

Marfat.com

فرماتے آپ کی تربیت ونگہداشت میں کمال اہتمام کرتے رہے ہمیشہ عبدالمطلب بنو عبدالمناف کے سربرآوردہ لوگوں کے سامنے اس ماہ شگاف وآفتاب کے اوصاف وکمالات واشگاف الفاظ میں بیان کرتے اور یہی کہتے کہ اس فرزند کی ذات عالی صفات میں قریش کی صباحت، یثرب کی ملاحت اور بنوسعد کی فصاحت جمع ہیں۔

ذکر وفات عبدالمطلب وسپردن آنحضرت ﷺ بہ فرزند خود

سن شریف جب آٹھ (۸) سال کا ہوا اور عبدالمطلب صاحب کی وفات قریب ہوئی حضور ﷺ کو طلب کر کے سینہ پر بٹھایا اور اپنے فرزند ابولہب 'حمزہ' ابوطالب اور عباس کو جمع کیا اور کہا کہ وفات کا وقت قریب ہے اس محنت آباد سے کوچ ہے اور رب العباد کی ملاقات کا وقت ہے کوئی حسرت سوائے اس فرزند کی حسرت کے علاوہ دل میں نہیں کاش عمر وفا کرتی تاکہ تربیت آپ کی خود کرتا لیکن افسوس عمر نے وفا نہ کی۔

اس فکر میں رحلت کا عزم ہے اور جان شیرین اس اندوہ میں مبتلا ہے کہ معلوم نہیں میرے بعد تم میں سے کون اس فرزند دل بند کی نگرانی کرے گا جو کما ینبغی تربیت کو بجالائے ابولہب جو عمر میں سب سے بڑا تھا دوزانو ہو کر آداب خدمت بجالایا اور کہا اے عرب کے بادشاہ حق تعالیٰ آپ کی جملہ مرادیں پوری فرمائے اور کئی ہزار سال حیات سے متمتع رکھے کہ جیسی آپ کی خواہش ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت واقبال اور عظمت وجلال کا حسب خواہش مشاہدہ کر لے اگر دل کی تسلی بغیر کسی کو سپرد کئے نہ ہو تو مجھے سپرد کر دیجئے میں اپنی جان کی طرح نگرانی کروں گا عبدالمطلب نے جواب دیا ہاں ہاں تمہاری مال ودولت کی کمی

Marfat.com

نہیں اور عزت وحرمت بھی ہے ان کی تربیت کرسکتے ہو لیکن سخت دل اور بے رحم ہو ، یتیم مجروح اور شکستہ دل ہوتے ہیں تھوڑی سی تکلیف کو برداشت نہیں کرسکتے شاید کہ ذمہ داری پوری نہ کرسکو ، حمزہ نے اٹھ کر خدمت میں عرض کی اور کہا اے عرب کے آبرو! اگر اس خدمت کے لائق آپ مجھے سمجھتے ہیں تو مجھے سونپ دیجئے عبدالمطلب نے کہا کہ تم مددمیں اور تکلیف برداشت کرنے میں سب سے زیادہ لائق ہو اور حسب خواہش میری تمنا پوری کروگے لیکن تمہارا کوئی فرزند نہیں اور جس کا فرزند نہ ہو وہ فرزند کی قدر کیا جانے ، پرورش جیسی چاہیے نہیں کرسکتا ، دوسرے تم مرد پیکار اور شکار دوست ہو شاید سواری کے وقت ان سے غافل رہ جاؤ اور وہ کسی دشمن کے ہاتھوں تکلیف نہ اٹھائیں وعدہ کی شرائط تم پورے نہ کرسکو اور مجھے قبر میں تکلیف نہ پہنچے بعد ازاں حضرت عباس اٹھے خدمات کے طریقے پیش کئے اور عرض کیا کہ اے ملک وملت کی امید گاہ اور دین ودولت کے پشت پناہ اگر مجھے اس خدمت کے لائق سمجھتے ہیں اجازت دیجئے اور یہ نوازش فرما کر میری جان پر احسان کیجئے فرمایا کہ تم خدمت کے لائق ہو اور مراعات وحرمت کے اہل اور عہد وپیمان کے پختہ اور لطف وکم آزاری میں مرہم جانی ہو لیکن کثیر الاولاد ہو اپنے فرزندوں کے ہوتے ہوئے دوسروں کی طرف پوری توجہ نہیں ہوسکتی اور اپنے فرزندوں کے مقابلہ میں آسانی کے ساتھ دوسرے کو ترجیح نہیں دے سکتے اس کے بعد ابو طالب کھڑے ہوئے اور والد کی خدمت میں ادعیہ کے جواہر نثار کرتے ہوئے کہا کہ اے صنادید قریش کے سردار اور اہل عیش کے راحت مجھے اس مہم کے پورا کرنے میں اہتمام کلی ہے اور اس ارادہ کی تکمیل میں رغبت کامل ہے لیکن بڑے بھائیوں کی حرمت ملحوظ خاطر تھی اس لیے

Marfat.com

عرض کرنے میں پیش قدمی نہ کی اگرچہ مال کا سرمایہ کم ہے لیکن اس بات کا سودا سب سے زیادہ ہے اور اس کام کی مصادقت سلطنت سے بہتر ہے لیکن اگر سعادت موافقت کرے اور دولت مرافقت کرے اور مراد کا ہاتھ اس امید کے دامن میں ڈالوں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں مخاطب ہوں گا۔

مال وہنرے اگر ندارم در دست
بافقر بسازم کہ مرافقر خوش است
اندیشہ چراکنم زبے برگی خویش
گر ہیچ ندارم چوں تو دارم ہمہ ہست

اس کے بعد عبدالمطلب نے کہا کہ اس خدمت کے لائق تم ہو اور چونکہ نرم دل چرب زبان عہد و پیمان کے محافظ ہو تو اس دولت کے سزاوار ہو لیکن تمام امور کلی اور جزوی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے مشیر اور مددگار رہ چکے ہیں جس مہم میں میری رائے عاجز اور قاصر ہوتی ان کو بلا کر ان کی عبارات و اشارات کو مدنظر رکھ کر جب عمل کرتا البتہ وہ کافی ہوتا اور مقصد حل ہو جاتا اب اس معاملہ میں بھی خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاکم بناتا ہوں اپنے اعمام (چچاؤں) میں وہ جس کو چاہیں اس کے سپرد کر دوں گا حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے میری آنکھ کی روشنی اور میرے پسندیدہ فرزند، میں آپ کی حسرت کے داغ لے کر دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں اپنے والد کے بھائیوں میں کس کو اختیار کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر ابوطالب سے معانقہ فرمایا اور ان کے زانو پر تشریف فرما ہوئے عبدالمطلب نے کہا الحمد للہ میں نے جس کو اختیار کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اختیار کیا پھر ابوطالب کو وصیت شروع کی اور حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کے طریقے تعلیم کئے اور کہا اے ابو طالب! اس دُرِ گراں مایہ کی کس طور سے حفاظت کرو گے جس نے والد کو نہ پایا اور شفقت مادری بھی میسر نہ ہوئی ابو طالب چاہیے کہ میرے اس فرزند کو اپنی ذات کے لحاظ سے بمنزلۂ دل جانو باقی اولاد کی وصیت کو موقوف کر کے خاص ان کے متعلق تجھ سے وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ تم ان کے حقیقی چچا ہو اور ان میں اور تم میں محبت وارتباط زیادہ ہوگا جس سے دوسرے اعمام کی بہ نسبت ممتاز ہو گے ابو طالب اگر ان کے زمانہ کو پاسکو تو معلوم کرلو گے کہ میں نے ان کے کمال کے جو اوصاف اور نعوت جلال بیان کئے ہیں وہ اپنی فراست اور دانش کی رو سے ہیں اور دوسرے لوگوں کی بہ نسبت مجھے ان سے واقفیت زیادہ ہے اگر ہو سکے ان کی متابعت میں کمی نہ کرو ان کی نصرت و معاونت اچھی طرح سے بجالانا، عنقریب وہ قوم کا سردار بلکہ تمام اولاد آدم اور اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) عالم کا بننے والا ہے اور جو سعادت ہمارے اجداد میں سے کسی کو نصیب نہ ہوئی اور اس کا عشر عشیر نہ دیکھ سکی وہ اس کو نصیب ہوگی اور اس کی بلندی پر رواں دواں پہنچے گا اس کی تنہائی پر رحم کر کے ان کے ساتھ شفقت سے پیش آنا پھر کہا کہ میری وصیت کو تم نے قبول کیا انہوں نے جواب دیا قبول کیا حق تعالیٰ گواہ ہے اور علام الغیوب سرائر قلوب سے آگاہ عبد المطلب نے کہا ہاتھ دراز کر، ہاتھ دراز کیا عبد المطلب نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا اب موت آسان ہے پھر حضور ﷺ کے سر مبارک اور چہرہ کو چوما اور ان کے شمیم عنبر نسیم کی خوشبو پائی اور کہا کہ میں نے کسی فرزند کو چوم کر ایسی خوشبو نہ پائی جو آپ کی خوشبو کی طرح ہو۔

اس کے بعد عبد المطلب اس عالم فانی سے رہ گرائے عالم جاودانی

ہوئے اور "حجون" میں جو مکہ کا گورستان ہے مدفون ہوئے ام ایمنؓ سے منقول ہے کہ میں نے عبدالمطلب کی وفات کے دن دیکھا کہ لوگ جنازہ لے جارہے تھے اور حضور ﷺ پیچھے پیچھے گریہ کناں تشریف لے جارہے تھے پھر ابو طالب نے حضور ﷺ کے تعہد میں کمر ہمت چست کی اور حتی المقدور محافظت میں کوشش کرتے رہے جب عمر شریف دس (۱۰) سال اور ایک روایت میں گیارہ (۱۱) سال ہوئی، دوسری مرتبہ شق صدر کا واقعہ ہوا، بتقدیر صحت شق صدر کا واقعہ تین (۳) مرتبہ ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ یہ مرتبہ تاکید اور تکمیل میں دخل تام رکھتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا تین مرتبہ بھیجنا جب وحی قرآنی کی پہلی آیت نازل ہوئی وہ بھی اس کی تائید کرتا ہے یہ روایت ابی بن کعبؓ کی حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب میں دس (۱۰) سال کا ہوا دو فرشتے آئے اور مجھے لٹا کر شکم کو چیرا میں نے کچھ بھی تکلیف محسوس نہ کی پھر میرے دل سے کینہ اور حسد نکالا اور رافت و رحمت کو بجائے اس کے میرے دل میں ڈالا ایک سیاہ ٹکڑا میرے دل سے نکالا اور بجائے اس کے ایک سفید شے میرے دل میں رکھ دی اور میرے پاؤں کی انگلی پکڑ کر مجھے اٹھایا میں نے جب خود پر نظر ڈالی رافت و رحمت ہر صغیر و کبیر پر مشاہدہ کیا۔ ایک روایت میں چار (۴) مرتبہ شق صدر بھی آیا ہے ایک وقت شب معراج میں جب حضرت جبرائیلؑ آپ کی طلب میں آئے اس میں اختلاف ہے کہ شق صدر شریف اور غسل قلب حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے یا اور انبیاء کو بھی واقع ہوا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تابوت و سکینہ کے متعلق آیا ہے کہ اس میں ایک طشت تھا جس میں قلوب انبیاء صلوت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دھوئے گئے۔

Marfat.com

نزول وحی کا بیان

حضورﷺ پر وحی اکثر اہل حدیث وارباب سیر کے قول کے مطابق روز دوشنبہ ماہ ربیع الاول کی تیسری یا آٹھویں تاریخ ولادت کے اکتالیسویں سال ہوئی۔ متاخرین علماء حدیث میں سے بعض کا قول ہے کہ ابتدا وحی، خواب میں ماہ ربیع الاول اور بیداری میں ماہ رمضان میں ہوئی بعض وقائع جو ابتداء وحی میں ظاہر ہوئے ان میں سے ایک یہ بھی ہے جو جابر ابن سمرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ سے میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جن دنوں میں بعثت ہونے والی تھی میں جس درخت یا پتھر پر گزرتا وہ السلام علیکم یارسول اللہ پکارتی دوسرے یہ کہ نزول وحی کے قریب جب میں راستہ پر تنہا جاتا آواز آتی کہ یا محمدﷺ جب میں دائیں بائیں دیکھتا کوئی نظر نہیں آتا خوف کا غلبہ ہوتا وہاں سے جلدی چلتا اس بات کو میں نے خدیجہؓ سے بیان کیا میں نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ نقصان نہ پہنچے خدیجہؓ نے کہا معاذ اللہ کہ حق تعالیٰ آپ کو نقصان پہنچائے خاطر جمع رکھیں بغیر بھلائی کے اور کوئی ارادہ نہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نزول وحی سے گیارہ (۱۱) سال پہلے غیب سے آواز سنتے لیکن کوئی شخص نظر نہ آتا نزول وحی سے سات (۷) سال پہلے آپ کو روشنی نظر آتی جس پر خوش ہوئے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وحی سے پہلے آپ پر سچے خوابوں کا ظہور ہوا روشن خواب اور صحیح واقعات صبح کی سپیدی کی طرح پے در پے اور دم بہ دم ظاہر ہونا شروع ہوئے کرامت و استقامت کے دروازے حضورﷺ پر ظاہراً باطناً کھول دیئے گئے اس واقعہ کی ابتدا بارہ (۱۲) ربیع الاول سے

Marfat.com

رویائے صادقہ میں حکمت یہ تھی کہ وحی والہام کے ساتھ خوگر ہوجائیں اور دل نزول ملائکہ کے ساتھ مانوس ہوجائے سات (۷) سال کی عمر میں اسرافیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں متوکل کئے گئے تین (۳) سال تک حضور ﷺ کے ملازم رہے کبھی کبھی ظاہر بھی ہوکر ایک دو باتیں عرض کردیتے گیارہ (۱۱) سال کی عمر میں جبرائیل امین رب العالمین کے حکم سے مصاحب ہوئے انتیس (۲۹) سال تک ساتھ رہے چالیس (۴۰) سال کی عمر تک کمالات کے درجات اور امیدوں کی بلندی پر فائز ہوئے ''حتیٰ اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ'' (۱) اس وقت خود کو فرمان الٰہی سے حضور مقدس ﷺ پر ظاہر کیا بارگاہ قدسی میں جب اُنس کا وقت نزدیک آیا مقربان خلوت سرائے جمال کی خلوت بہ نسبت خلقت کے مستحسن ومحبوب ہوئی چنانچہ کوہ حرا کے غار میں خلوت اختیار کی گئی روز وشب غار میں عبادت میں گزارتے اور وہاں فکر وذکر میں مشغول رہتے جب اہل وعیال کا اشتیاق حد کمال کو پہنچتا واپس تشریف لاکر چند دن ان میں گزارتے حضرت خدیجہؓ دوبارہ زادراہ ترتیب دیتیں حضور ﷺ واپس غار تشریف لاتے اس غار کا طول چار گز اور عرض (۳/۱) یا اس سے کم ہے مکہ سے تین (۳) میل کے فاصلہ پر ہے مکہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو واقع ہے۔

نقل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب غار میں عبادت محبوب ہوئی اکثر اوقات وہاں گزارنے لگے یہاں تک کہ زنان قریش نے حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ سید عرب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ نے باوجودیکہ مکارم اخلاق اور ملک ومال جاہ وجلال کو ان کی محبت میں قربان کردیا اب تجھ سے محبت نہیں کرتے

(۱) الاحقاف ۱۵ یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس (۴۰) برس کو پہنچتا ہے۔

Marfat.com

محبت جیسی چاہیے ویسی موافقت نہیں کرتے حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کہ جو تمہارا خیال ہے مجھے اس سے اطمینان ہے حضور ﷺ کا معاملہ جو بہ ظاہر سرشتہ الفت ومحبت کے انقطاع کا نظر آرہا ہے یہ صبح سیادت کی تاثیر ہے جو مطلع سعادت سے پھیل رہی ہے اور مقدمات خورشید رسالت سے ہے جو افق جلالت سے طلوع ہورہا ہے چمن وصال کے گلوں کی خوشبو ہے جو مشام جان کو معطر کررہی ہے اور انجمن اقبال کی برق درخشان کا پرتو ہے جو دل کے آفاق کو منور کئے ہوئے ہے ایک عرصہ سے دل وجان کے زمین میں اس تمنا کے تخم محبت کی کاشت کرتی رہی اور عرصہ دراز سے اس سودا کے خیال کو سرمایہ راحت بنا چکی ہوں۔

حضور ﷺ کی عبادت کس طور سے تھی اس کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد الرمل والحصی کی وحی سے پہلے جو عبادت کرتے تھے ائمہ دین کا اس میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ مصنوعات الٰہی اوران کی تدابیر میں تفکر تھا اور بعض کا قول ہے کہ فکر کے ساتھ ذکر بھی فرماتے

بعض کہتے ہیں کہ مناسب وقت اعمال صالحہ بھی بجالاتے تھے اس میں اختلاف ہے کہ شرائع سابقہ میں کس شریعت کے آپ پیرو تھے یا نہ، بعض کا قول ہے کہ آپ مقتدا تھے مقتدی ہونا شان کے لائق نہیں اور بعض ''فبھداھم اقتدہ(۱)'' کے مقتضی پر اس کو جائز کہتے ہیں لیکن شریعت کا تعین نہیں کیا بعض نے شریعت ابراہیمی کا تعین کیا ہے یہ قول ائمہ کبار کا مختار ہے، بعض نے دین

(۱) الانعام: سو آپ بھی ان ہی کے طریق چلئے

Marfat.com

عیسوی کا قول کیا ہے، بعض نے دین موسوی کا قول کیا، بعض نے دین نوح کو مختار کیا ہے، بعض کہتے ہیں کہ جمیع انبیاء کے شرائع پر عمل تھا، بعض بزرگان دین نے توقف اختیار کیا، بعض کہتے ہیں کہ واضح یہی ہے کہ اپنے اجتہاد پر عمل تھا اور ظہور نبوت کے بعد ہر شریعت کے شعائر پر واللہ اعلم علی اختلاف الاقاویل، تعظیم کے دائرہ کا نقطہ (مرکز) اور ''قاب قوسین او ادنیٰ'' کے عنقا نے خلائق سے عزلت غار حراء میں اختیار فرمائی اس خلوت میں نور الٰہی کے آثار اس سراچۂ قدرت کے شمع اور جام گیتی نمائے اسرار وحدت کے ضمیر منیر پر افگن ہوئے جس سے ماسوئ کے اثار اس کی خاطر خطیر کے لوح سے محو ہوئے اور ظہور منور قدم میں ظلمات امکان کی رسوم کتم عدم میں واپس ہوئیں۔

علائق کے انقطاع اور عرب کے سرکردہ لوگوں سے نفرت کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے طلب کی تختی پر عشق کے حروف پڑھے جاتے تھے کہ ''الا ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم قد عشق ربہ'' آگاہ ہو جاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی محبت اختیار کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم قربت کے باغوں میں عبودیت کے گلدستے ہمیشہ تروتازہ رکھتے اور محبت کے اعلام مودت کے میدان میں کلمۃ اللہ ھی العلیا[1] کے اعلاء سے اونچے رکھتے تھے تاوقتیکہ قلب انور آیات الٰہی کا مورد اور خاطر خطیر امرونہی بادشاہی کا مقام بن گیا روح الامین نے گوش وہوش کو قرآنی الفاظ کے موتیوں سے آراستہ کیا اور علمہ شدید القوی[2] کی تعلیم سے ادبستان ''قل ربی زدنی علماً''[3] آپ کے سینہ بے کینہ کو علم لدنی اور

---

(۱) التوبۃ: اور اللہ ہی کا بول بالا رہا۔
(۲) النجم ۵: ان کو ایک فرشتہ تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے۔
(۳) طٰہٰ ۱۱۴۔ (اور آپ یہ دعا کیجئے) کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دے۔

Marfat.com

رموز آسمانی سے مزین کیا جمال حقیقت بالکل ظاہر ہوا۔

روایت ہے کہ جب حضور ﷺ غار حراء میں رسالت سے مشرف ہوئے آپ پر لرزہ طاری ہوا اسی حالت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا زملونی زملونی مجھ کو چادر اڑاؤ یہاں تک کہ خوف جاتا رہا وحی کے بوجھ سے جان کا اندیشہ تھا اس کے بعد حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں وہ کتب سابقہ کا عالم تھا ورقہ نے دریافت کیا میرے بھتیجے آپ کو کیا چیز نظر آئی حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کیا ورقہ نے کہا آپ کو بشارت ہو کہ وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر آتا تھا آپ حق تعالیٰ کے رسول ہو، کاش کہ جس وقت قوم آپ کو ہجرت پر مجبور کرے گی میں جوان ہوتا تاکہ آپ کی مدد ونصرت کرتا حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ قوم مجھے ہجرت پر مجبور کرے گی؟ ورقہ نے کہا ہاں کہ دنیا میں کوئی بھی نہیں جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور اس کو قوم نے ہجرت پر مجبور نہ کیا ہو اور تکلیف نہ دی ہو یہاں پر ایک سوال وارد ہوتا ہے نبوت سے مشرف ہونا جائے سرور ہے نہ کہ اس سے ہیبت اور لرزہ اور خوف ہو پس ''انی خشیت علی نفسی'' مجھے جان کا خوف ہے اس سے تو بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کو اس معاملہ میں یقین حاصل نہ تھا بلکہ شک تھا جواب یہ ہے کہ یہ کلام نبوت میں شک کی بنا پر نہ فرمایا بلکہ بار نبوت کے بوجھ کے برداشت کرنے پر فرمایا اس جواب میں یہ بحث ضروری ہے کہ حق تعالیٰ نے طفولیت کی عمر سے ہی چالیس (۴۰) سال تک قسم قسم کی عنایات وملاطفات سے حضور ﷺ کو نوازا یہاں تک کہ تین (۳) یا چار (۴) مرتبہ شق

Marfat.com

صدر رہوا، لوازمات بشریہ سے جوحظ شیطان تھا اس کو دور کر دیا اور امن وایمان سے مملو فرمایا، سات (۷) سال سے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی مصاحبت ہوئی پندرہ سال کی عمر سے حضرت جبرائیل علیہ السلام ساتھ ہوئے نبوت کے پندرہ (۱۵) سال بعد تک غیب کی آوازیں آتی رہیں۔ سات (۷) سال تک جس شجر وحجر پر گزر ہوتا ''السلام علیکم یا رسول اللہ'' سنتے، چھ (۶) ماہ تک خواب میں وحی آتی رہی ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے ظہور کے وقت میں خوف کیسے پیدا ہوا اور اس کی شکایت کیسے ظاہر فرمائی ہاں تھوڑے وقت کے لئے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام نے عصا کے اژدھا بننے پر کیا جائے تعجب نہیں فقیر کے دل میں جو گزرتا ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا خوف فقط موسیٰ علیہ السلام کی طرح تھا لیکن اس خوف کو بیان اس طرح سے فرمایا کہ حضرت خدیجہؓ کو اور اندیشہ ہوا اور وہ ورقہ کے پاس لے گئیں یہ ابلاغ دعوت کا حکیمانہ طرز عمل ہے اگر صراحتاً فرماتے کہ مجھے نبوت سے نوازا گیا اور تمہارے اجداد کے طریقوں کو باطل کرنے کا حکم دیا گیا تو جائے ظنی تھا کہ خدیجہؓ کو دینی غیرت دامن گیر ہوتی اور قبول کی ابتداء نہ کرتی ادھر سے حضور ﷺ کو حضرت خدیجہؓ کے ایمان کا حرص اور اہتمام تھا کیونکہ حضور ﷺ کی اولاد کی ماں تھی اور حقوق خدمت جانی اور مالی ہر طرح سے ادا کرنے میں قاصر نہ تھی پس صورت حال کو اس طور سے بیان فرمایا جس سے ملک نبوت بھی سمجھ میں آتا اور دوسرے اندیشے بھی بہ نسبت حضرت خدیجہؓ کے ظاہر ہور ہے تھے اور چونکہ انہوں نے حالات کا مشاہدہ بھی کیا تھا اور میسرہ سے بھی واقعات سن چکی تھی اور اس وقت نبی آخر الزمان کے ظہور کی خبر شائع تھی انہوں نے نبوت کے احتمال کو راجح جانا اور خواہش کی کہ حضور ﷺ پیغمبر ہوں، تو میں

Marfat.com

اہل بیت نبوت سے بن کر مستورات عالم پر فضیلت کی مستحق بنوں، اسی خیال سے حضور ﷺ کو ورقہ کے پاس لے گئی جب ورقہ نے گواہی دی تو بلا تامل ایمان لے آئی دوبارہ حضور ﷺ نے جو ورقہ سے ہجرت کے متعلق دریافت فرمایا وہ بھی ورقہ سے مکرر شہادت لینے کی بنا پر تھا تا کہ خدیجہؓ کو یقین بالائے یقین حاصل ہو۔

ذکر معجزات

حضور ﷺ سے تین ہزار (۳۰۰۰) معجزات ظاہر ہوئے اور ایک جماعت کا قول ہے کہ جس قدر معجزات حضور ﷺ سے ظاہر ہوئے اتنے کسی پیغمبر سے ظاہر نہیں ہوئے

معراج کا بیان

اکثر علماء کے قول کے مطابق معراج نبوت کے بارہویں (۱۲) سال ماہ ربیع الاول میں ہوا، گیارہ (۱۱) شوال کا بھی قول ہے اور ایک قول ستائیسویں (۲۷) اور دوسرا اٹھائیسویں (۲۸) رجب کا ہے یہ قول مشہور ہے بعض کا قول سترہ (۱۷) رمضان کا ہے بعثت کے بارہویں (۱۲) سال اور کہتے ہیں کہ دوشنبہ کی شب کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمانوں پر جسمانی عروج ہوا آسمان اول میں آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، دوسرے میں عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام سے، سوئم میں حضرت یوسف علیہ السلام، چہارم میں حضرت ادریس علیہ السلام، پنجم میں ہارون علیہ السلام، ششم میں ابراہیم علیہ السلام، ہفتم میں موسیٰ علیہ السلام صلوٰت اللہ علی نبینا وعلیھم اجمعین سے

Marfat.com

ہوئی ، وہاں سے سدرۃ المنتھیٰ اور وہاں سے جہاں لوح محفوظ پر قلم چلنے کی آواز سنائی دیتی تھی حضور ﷺ پر اور امت پر نماز فرض ہوئی ، دوسری صبح رات کا معاملہ قریش پر ظاہر فرمایا جس کی انہوں نے تکذیب کی اور استہزاء کے طور پر مسجد اقصیٰ کا حال پوچھا اور جو قافلہ مکہ اور شام کے درمیان قریش کا تھا اس کا حال دریافت کیا حق تعالیٰ نے مسجد کو حضور ﷺ پر ظاہر فرمایا جو علامت بھی وہ پوچھتے گئے حضور ﷺ دیکھ کر بیان فرماتے اور قافلہ کی بھی خبر دی کہ چہار شنبہ (بدھ) کو پہنچے گا آفتاب قریب غروب جب اس دن ہوا حق تعالیٰ نے آفتاب کو غروب ہونے سے روک دیا چنانچہ جیسے آپ نے فرمایا تھا ویسے قافلہ پہنچا۔

ذکر ہجرت

حضور ﷺ نے ہجرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں ستائیسویں صفر یا ربیع الاول یا غیر اس کی بعثت کے تیرہویں یا چودھویں سال فرمائی اکثر ارباب سیر کا قول ہے کہ مکہ سے باہر دوشنبہ کے دن ہوئے اور بعض کا قول پنجشنبہ کا ہے وجہ توفیق یہ ہے کہ حضور ﷺ ابوبکرؓ کے گھر سے پنجشنبہ کو روانہ ہوئے اور غار سے مدینہ طیبہ کو دوشنبہ کے دن متوجہ ہوئے ''ویا بالعکس واللہ اعلم''، منقول ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے ان دنوں خواب دیکھا کہ چاند آسمان سے اتر کر بطحیٰ میں آیا اور مکہ میں داخل ہوا، ام القریٰ کا صحرا اس کی ضیاء پاشیوں سے جگمگا اٹھا پھر آسمان کی طرف اس نے میل کیا اور مدینہ کو منزل بنایا طیبہ کی زمین کو اپنی شعاع سے خوب روشن کیا بہت سے ستاروں نے اس کی موافقت میں حرکت کی اسی حال میں اس ماہ انجم سپاہ نے کئی ہزار ستاروں کے ساتھ حرکت شروع کی اور سرزمین حرم میں اتر آیا مدینہ کی یہ زمین اسی طرح روشن تھی مگر تین سو ساٹھ

Marfat.com

(۳۶۰) گھر اور ایک روایت میں چار سو (۴۰۰) گھر کا ذکر ہے جب چاند سرزمین حرم داخل ہوا، اطراف حرم کو از سرنو منور کیا پھر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور حضرت عائشہؓ کے گھر اتر آیا پس زمین میں شگاف پیدا ہوا اور چاند اس میں غائب ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ علم تعبیر میں مشہور تھے یہ خواب دیکھ کر رو پڑے کیونکہ انہوں نے تعبیر سے جانا کہ چاند حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور درخشاں ستارے اصحاب و اقارب حضور ﷺ کی موافقت اختیار کریں گے اور مدینہ ان کی جائے ہجرت ہوگا چاند کا ستاروں کے ساتھ مکہ آنا فتح مکہ کی دلیل ہے جو حضور ﷺ کو عطا ہوگی اور حضرت عائشہؓ کے گھر میں نزول اشارہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں زوجیت کا شرف حاصل کرے گی زمین کا پھٹنا اور چاند کا غائب ہونا امت سے مفارقت اور حضرت عائشہؓ کے منزل میں مدفن کی طرف اشارہ ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک تو غم مہاجرت اور مفارقت وطن سے۔ دوسرے حضور ﷺ کی مفارقت کا غم ہوا' سوچا وطن سے غربت کے بعد حضور ﷺ کی مصاحبت لازم رکھوں گا۔

القصہ ابوبکر صدیقؓ کو ہجرت کا یقین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت کی امید تھی اسی زمانہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوکر ہجرت کا اذن لے آئے اور حضور ﷺ پر یہ آیت پڑھی۔ ''وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً''(۱) اور کفار کی قصد کو حرف بہ حرف بیان کیا اور عرض کیا یارسول اللہ حکم یہی ہے کہ آج کی شب اپنی خواب گاہ میں استراحت نہ

(۱) بنی اسرائیل ۸۰ اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو۔ اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو۔

Marfat.com

فرمائیں۔ اور اپنی خواب گاہ میں تکیہ نہ لگائیں اور دوسرے دن اسباب کی تیاری کر کے مدینہ طیبہ کی طرف توجہ فرمائیں جب رات ہوئی رؤسائے قریش مثل ابوجہل اور ابولہب اور ابی بن خلف دوسرے اشقیاء کی ایک جماعت کے ساتھ حسب قرارداد جمع ہو کر منتظر حضور ﷺ کے مکان کے دروازے پر بیٹھے رہے کہ کب حضور ﷺ خواب میں ہوں تا کہ اپنے برے ارادے کو عمل میں لائیں ابولہب نے کہا کہ آج ہم حضور ﷺ پر پہرہ دیں گے جب صبح ہو جائے تو شہید کر دیں گے تا کہ بنو ہاشم کو معلوم ہو کہ تمام قریش نے بالاتفاق یہ کام کیا حضور ﷺ نے ارباب ضلال کے ارادہ پر مطلع ہو کر علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اے علی! مجھے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم مل چکا ہے کل سفر کی تیاری کریں گے فی الحال لوگوں کی جو امانتیں میرے پاس ہیں وہ تمہیں سپرد کرتا ہوں تا کہ ان کے مالکوں کو پہنچا دو پھر تم بھی مدینہ آ جانا آج رات مشرکین کا ارادہ مجھے شہید کرنے کا ہے میری چادر اوڑھ کر میرے بستر پر آج کی شب تم سو جانا اور دل کو مضبوط رکھو وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمان پر عمل کیا حضور ﷺ کی سونے کی چادر اوڑھ لی اور فراغ خاطر کے ساتھ تکیہ لگا کر سو گئے اور اپنے نفس نفیس کو حضور ﷺ کی ذات پر فدا کیا جب کفار حضور ﷺ کے خیال سے آئے اور حضرت علیؓ کو لیٹے ہوئے پایا ایک نے کہا کہ محمد ﷺ کا قد پورا ہے اس شخص کا قد وہ نہیں جوان کا ہے مبادا کوئی اور ہو جب کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت علیؓ ہیں کہنے لگے کہ ابو طالب کے لڑکے مقتول ہوتے، حضرت علیؓ سے پوچھا کہ محمد ﷺ کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا مجھے خبر نہیں، کفار نے اتفاق کیا کہ جو بھی حضور ﷺ کو واپس لائے ہم اس کو مال اور اونٹ دیں گے، حکم ایزدی آیا کہ غار ثور میں رہو عنکبوت کو حکم ملا کہ

Marfat.com

غار کے منہ پر جالا تن دو، کبوتر کو حکم ہوا کہ غار کے دھانہ پر انڈے دے دو، تین دن غار میں رہے بعد ازاں مدینہ توجہ فرمائی ناگاہ سراقہ بن مالک تیز گھوڑے پر پہنچا حضور ﷺ نے دعا فرمائی ہاتھ پاؤں گھوڑے کے زمین میں دھنس گئے آخر حضور ﷺ سے امان طلب کیا اور وعدہ کیا کہ حضور ﷺ کے دشمنوں کو راستہ سے ہٹاؤں گا اور تابع فرمان بنوں گا۔

حضور ﷺ کا مدینہ میں قیام فرمانا اور حضور ﷺ کی تشریف آوری پر انصار کا استقبال کرنا

ارباب تواریخ وسیر اور اخذ کنندہ حدیث وخبر روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کی ہجرت مکہ سے مدینہ کی طرف کی خبر ساکنان طیبہ کو ملی ہر روز مسلمان اس قبلۂ اقبال اور کعبۂ امال کے استقبال میں میدان حرہ کی طرف نکلتے اور انتظار کرتے جب ہوا میں حدّت پیدا ہو جاتی اپنے گھروں کو واپس ہوتے ایک دن توقف کرنے کے بعد جب گھروں کو واپس ہوئے اتفاقاً مدینہ کا ایک یہودی اپنے حصار (کوٹ) پر کسی کام کے لئے چڑھا اس نے دیکھا کہ سید کائنات اور سند مخلوقات فوز ونجات، مقرون خیر و برکات کے ساتھ دور سے تشریف لا رہے ہیں حضور ﷺ کے چاند جیسے رخساروں کے انوار چمکتے سورج کی طرح اس بیابان میں درخشاں تھے اور سفید کپڑوں میں ملبوس آپ کا سرو قد فضائے بہشت کے درخت طوبیٰ کی طرح خرام کناں ہے یہودی سے رہا نہ گیا اور چیخا کہ اے گروہ عرب ھذا احدکم الذی تنظرونہ یہ تمہارا وہ بخت واقبال ہے جس کا انتظار کر رہے تھے ظلال واقبال کے سائے اس خطہ کے

Marfat.com

ساکنان سعادت کے سروں پر ڈال رہے ہیں اور ایک دم اس خبر مبارک اثر کی صحت تمام مدینہ میں منتشر ہوئی تمام اہل مدینہ ذکور واناث صغیر وکبیر نے خود کو لباس واسلحہ سے آراستہ کیا اور فرح وسرور کے مراکب پر اپنی جمعیت کے ساتھ حرہ کے بالائی حصہ میں پائے بوس سعادت ہوئے اور شرائط بندگی بجالائے نقل ہے کہ اس دن سلطان عالم افروز کی ملازمت سے اس قدر سرور وراحت اور عیش واستراحت مدینہ والوں کو حاصل ہوئی جو اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی خواتین دف بجا بجا کر یہ اشعار گا رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا اللہ داع
ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

ترجمہ: ہم پر چودھویں رات کا چاند ثنیۃ الوداع کی گھاٹیوں سے طلوع ہوا اور جب تک حق تعالیٰ سے سائلین سوال کرتے رہیں گے ہم پر شکر واجب ہے اے ہمارے رسول آپ اچھی چیز کو جو ماننے کے قابل ہے لے آئے ہیں

طلع النبی المصطفیٰ کالبدر یطلع فی الدجی

(حضور ﷺ ہم پر ظاہر ہوئے جیسے چودھویں رات کا چاند اندھیرے میں طلوع ہوتا ہے) اور جب قبیلہ عمرو بن عوف نجاری کی طرف توجہ فرمائی، بنونجار کی لڑکیاں یہ شعر گا رہی تھیں۔

نحن جوار من بنی النجار وحبذا محمد من جار

(ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں اور محمد ﷺ اچھے پڑوسی ہیں) حبشی نیزہ بازی کرتے جاتے تھے مدینہ میں یہ نور اور دلکشی اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی مرد تکبیر

Marfat.com

کہہ کر یہ کہتے تھے جاء رسول اللہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے بڑے صغیر و کبیر سب پر فرحت و سرور کا غلبہ تھا جس کے بیان سے زبان عاجز و قاصر ہے حضور ﷺ ان کی شادمانی پر خوش تھے فرمایا حق تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے تم عزیز ہو اور تمہارے عام دوست اور خیر خواہ میرے مخصوص گروہ سے ہیں روایت ہے کہ اہالیان مدینہ کو اس میں کہ حضور ﷺ کس گھر پر رونق افروز ہوں گفتگو واقع ہوئی ہر ایک کی خواہش تھی کہ ہمارے ہاں قیام فرمائیں ارشاد فرمایا آج شب بنونجار میں قیام ہوگا جو عبدالمطلب کے بھائی ہیں کیونکہ ہاشم نے اسی قبیلہ کی ایک سلمٰی نامی عورت سے شادی کی تھی جس سے عبدالمطلب پیدا ہوئے اس کے بعد دست راست کو بڑھے آپ نے ارادہ بنی عمرو بن عوف میں منزل اختیار کرنے کا کیا تھا اور کلثوم بن الہدم جو روٴسائے عرب اور مسلمانوں میں معمر تھا کہ مکان میں اترے اور ایک روایت میں سعد بن خیثمہ ہے کیونکہ ان کا اہل وعیال نہ تھا اترے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوالحارث بن الخزرج کے محلہ شیخ میں سکونت اختیار کی اور ایک روایت میں صعب بن یساف اور ایک روایت میں خارجہ بن زید ہے واللہ اعلم اس کے بعد حضور ﷺ نقباء اور باقی لوگوں کے ساتھ مسند پر خاموش بیٹھے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے حالات معلوم کرنے میں سبقت کی جو لوگ ابھی تک شرف پائے بوسی سے محروم اور انجان تھے اور مخدوم اور خادم میں فرق نہ کر سکتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے سلام وتحیت سے پیش ہونا شروع ہوئے حضور ﷺ ایک درخت کے سایہ میں نزول فرما تھے یہاں تک کہ آفتاب حضور ﷺ کے سایہ اقبال پر پڑنے لگا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ پر سایہ کرنے کے لئے اٹھے آسمان رسالت کے آفتاب کے۔

Marfat.com

اپنی چادر سے سایہ ترتیب دیا حاضرین نے اس سے حضور ﷺ کو پہچانا پھر تو متوطنان اور اہالیان اعالی واسافل پے در پے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اُمڈ پڑے اور مدائح وتحیات کے موتی کو نثار کرنے لگے ازانجملہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قصیدہ حضور ﷺ کی تعریف میں پیش کیا جس کے یہ دو اشعار ہیں

من الله یوم حللت فینا
وو جھک اخلفت ظلم اللیالی
فلنت کرامۃ بفضلہ علینا
بایمن ظاھر وحسن فال

بعض واقعات کا ذکر ہجرت کے پہلے سال

واقعہ اول علماء سیر وتواریخ کا قول ہے کہ حضور ﷺ سید السادات علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات والتسلیمات نے چودہ دن قبیلۂ عمرو بن عوف میں سکونت اختیار فرمائی، محلہ قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی جس کی بنیاد حسب بشارت الٰہی تقویٰ پر تھی ''لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیہ''۔ (۱) مدینہ کی پہلی مسجد جس میں حضور ﷺ نے ادائے نماز کا اہتمام کیا مسجد قبا تھی جب آپ نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تین دن بعد عزم مدینہ فرمایا سبب تاخیر یہ ہوئی کہ حضور ﷺ نے لوگوں کی امانتیں ان کو سپرد کی تھیں کہ مالکوں کو پہنچا دیں جب آپ ﷺ کے فرمان کی تعمیل کی پیادہ مدینہ کو توجہ فرمائی ابھی حضور ﷺ مسجد قبا ہی میں تھے کہ علی کرم اللہ وجہہ زیارت سے

(۱) التوبہ ۱۰۸: البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔

Marfat.com

مشرف ہوئے، مشہور ہے کہ رات کو چلتے، دن کو پوشیدہ رہتے سترہ یا اٹھارہ ربیع الاول کو پابوس سعادت ہوئے چلتے چلتے پاؤں میں آبلے پڑ چکے تھے حضور ﷺ نے دست حق پرست زخموں پر رکھا اور دعا فرمائی فی الحال آرام ہوا اس کے بعد پھر کوئی جراحت اس سر دفتر اولیاء کے پاؤں میں نہ ہوا۔

دوسرا واقعہ: حضور ﷺ نے اتمام مسجد کے بعد جمعہ کے دن قبیلۂ بنی عمرو بن عوف سے مدینہ میں نزول کی نیت سے سواری فرمائی منزل بنی سالم بن عوف میں تشریف لے گئے راستہ میں وادی رانونا کے نشیب میں نماز جمعہ ادا فرمائی اسلام میں پہلا جمعہ اور پہلا خطبہ وہی تھا وہاں پر مسجد بنائی جو آج تک باقی ہے بعد ازاں حضرت نبوت شعار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عنان عزیمت جانب مدینہ معطوف فرمائی اکثر اہالیان مدینہ صغیر وکبیر حضور ﷺ کے استقبال کو آئے، ساکنان مدینہ پوری کوشش کرر ہے تھے کہ حضور ﷺ کی سواری کی لگام ان کے ہاتھ میں ہو اور ان کی منازل حضور ﷺ کے مبارک قدموں سے منور اور محترم ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جدعا" کو چھوڑ دوں وہ جہاں کے لئے مامور ہے توقف کرے گی منقول ہے کہ جب اس فضاء کو پہنچی جو مسجد نبوی کے دروازہ کے محاذی ہے سواری گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی حضور ﷺ نے اٹھایا اور باگ چھوڑ دی کچھ دور چل کر واپس ہوئی اور پہلے مقام میں بیٹھ گئی چنانچہ صدر انبیا ﷺ وہاں پر ہی اتر پڑے فرمایا انشاء اللہ یہی ہمارا مقام ہے۔ ابو ایوب انصاریؓ کا مکان وہاں سے قریب تھا حضور ﷺ کی سواری اور سامان وہاں سے اپنے مکان پر لے گیا بعض انصار نے استدعا کی کہ سامان ابو ایوب انصاریؓ لے گئے اگر نزول سے ہمارے مکان مشرف ہوں تو بہتر ہوگا ارشاد فرمایا" المرء مع رحلہ

Marfat.com

''آدمی سامان کے ساتھ ہوتا ہے ایک روایت یوں بھی ہے کہ اونٹنی ابوایوب انصاریؓ کے دروازہ پر بیٹھ گئی حضرت جبرائیل آئے اور کہنے لگے کہ یہاں اتریں کیونکہ ابوایوب انصاریؓ نے تواضع کی تھی جب آپ مدینہ تشریف لائے لوگوں نے گھروں کو آراستہ کیا تھا تاکہ آپ ﷺ تشریف فرما ہوں، ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل میں کہا میں عاجز و کمزور اور فقیر ہوں حضور ﷺ کا میرے مکان پر ٹھہرنا مشکل ہے جب اس نے عاجزی کی اور خود کو اس شرف سے دور سمجھا تو اسی کے مکان میں اقامت فرمائیے جیسے حضرت نوحؑ کی کشتی کوہ جودی پر اس کے تواضع کے سبب ٹھہری اور تجلی کوہ طور پر اس کے تواضع کے سبب ہوئی۔ روایت ہے کہ ابوایوب انصاریؓ کی حضور ﷺ سے قرابت تھی اور تبع کا خط جو شیموئیل یہودی کے سپرد کیا اور یکے بعد دیگرے وہ اپنے فرزندوں پر وصیت کرتے جاتے کہ حضور ﷺ کو پہنچا دینا یہ ابوایوب کے پاس تھا جو اکیسویں فرزند شیموئیل کے تھے مکتوب میں یہ تحریر تھا۔

''الی محمد بن عبداللہ خاتم النبیین و رسول رب العالمین من تبع حمیر بن دردع اما بعد یا محمد فانی آمنت بک وبکتابک الذی انزل اللہ علیک وعلی دینک وسنتک وآمنت بربک ورب کل شئی وبکل ماجاء من ربک من شرائع الایمان والاسلام وانا قبلت ذالک فان ادرکتک فبھا ونعمت وان لم ادرکتک فاشفع لی یوم القیمة ولا تنسنی فانی من امتک الاولین وتابعتک قبل مجیئک وقبل ارسال اللہ ایاک وانا علی ملتک وملت ابیک ابراھیم خلیل اللہ علیہ

Marfat.com

السلام .''

خط کومہر کیا ہوا تھا سونے سے اور اس پر منقوش'' للہ الامر من قبل و من بعد یو مئذ یفرح المومنون .''

ترجمہ:۔ یہ خط حضرت محمد بن عبداللہ کی طرف ہے جو خاتم النبین اور رسول رب العالمین ہیں تبع بن حمیر بن دردع کی طرف سے اما بعد اے محمد! پس بے شک میں ایمان لایا آپ پر اور آپ کی کتاب پر جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف اتارا، آپ کے دین پر اور آپ کی سنت پر اور ایمان لایا میں آپ کے رب پر اور ہر شے کے رب پر اور ان تمام ایمان و اسلام کے شعائر پر جو آپ کے رب کی طرف سے ہیں میں ان تمام کو قبول کرتا ہوں پس اگر میں آپ کو پالوں تو فبھا اور بہتر ہے اور اگر نہ پاسکوں تو آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں اور مجھے نہ بھولیں میں آپ کی اگلی امتوں میں سے ہوں اور آپ کی تشریف آوری سے پہلے آپ کا اتباع کرتا ہوں اور رسالت عطا ہونے سے پہلے مطیع ہوں میں آپ کے اور آپ کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں ۔ ان مصالح کی بناء پر حضور ﷺ کا نزول اجلال ابوایوب انصاریؓ کے مکان پر ہوا حضور ﷺ کا قیام نیچے کی منزل میں سات ماہ رہا اور ابوایوب اہل وعیال سمیت بالائی منزل میں رہتے تھے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ابوایوب حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کناں ہوئے کہ حضور ﷺ رات بھر مجھے نیند نہ آئی فرمایا کیوں عرض کیا اس اندیشہ سے کہ مبادا کوئی اوپر چلے پھرے اور چھت سے غبار نہ گر جائے حضور ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میری تمنا ہے کہ حضور ﷺ اوپر تشریف لائیں اور ہم نیچے سکونت اختیار کریں گے تو اندیشہ نہ رہے گا

Marfat.com

فرمایا ابو ایوبؓ نیچے کی منزل میں قیام میں ہمارے لئے سہولت ہے اور زیادہ مناسب ہے کیونکہ لوگ آتے جاتے ہیں اور تکلیف ہوگی ابو ایوبؓ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم درست ہے لیکن ہم بے ادبی جانتے ہیں مبالغہ بہت کیا بالآخر ان کا اصرار قبول فرمایا اور ایک ماہ تک بالاخانہ یں قیام فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغام لائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اور مکان کی بنا فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی تشریف آوری کے سات ماہ بعد مسجد اور حجرہ کی تعمیر میں مصروف ہوئے اہل سیر کا اتفاق ہے کہ مدینہ میں تشریف آوری دوشنبہ کے دن ہوئی البتہ تعین تاریخ میں اختلاف ہے بعض کا قول ربیع الاول کی پہلی تاریخ کا ہے بعض بارہ (۱۲) اور بعض تیرہ (۱۳) کے قائل ہیں وفات کا دن جمہور ارباب سیر کے نزدیک وقت چاشت دوشنبہ کا دن بارہ (۱۲) ربیع الاول ہجرت کے گیارہویں (۱۱) سال کا ہے، بعض کے نزدیک ربیع الاول کی دوسری (۲) تاریخ بدھ کی رات آدھی رات سے صبح تک کا ہے اور بعض منگل کے دن مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ رضی الہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے قائل ہیں مدفن مبارک بھی اسی مقام پر ہے جہاں رحلت فرمائی عمر شریف آنحضور کی ترسیٹھ (۶۳) سال اور ایک قول میں پینسٹھ (۶۵) اور دوسرے قول میں باسٹھ (۶۲) سال ہے وجہ تطبیق یوں بیان کی گئی ہے کہ پہلا قول اس بنا پر ہے کہ سال ولادت اور سال وفات حساب نہ کیا گیا، دوسرا قول ولادت ووفات کے سال کے اختیار کرنے پر ہے جس نے ساٹھ سال کہے مافوق عشرات (دہائیوں) کا اعتبار نہ کیا، چوتھا قول اس بناء پر ہے کہ ہر پیغمبر کی عمر اگلے پیغمبر کی عمر سے نصف ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو پچیس (۱۲۵) سال ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نگین کا نقش تین سطروں میں تھا،

Marfat.com

ہر سطر مستقل ایک کلمہ تھا صورت نقش یہ ہے۔

الله

رسول

محمد

''وعن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم خیر القرون قرنی'' ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہترین لوگ میرے قرن کے ہیں یعنی میرے گروہ مراد اصحاب ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین بعض نے حضور ﷺ کے زمانہ حیات کے احیاء کی تخصیص کی ہے قرن اس جماعت کو کہتے ہیں جو حضور ﷺ کے زمانے کے مقارن ہوں کبھی اس سے زمانہ معین سو (۱۰۰) سال یا تیں (۳۰) سال یا ان کے غیر مراد لیتے ہیں اور صحیح پہلا قول ہے یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

امیر المئومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صدیق سے ملقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قصہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق انہوں نے کی ہے بعض کا قول ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر حق تعالیٰ نے آپ کا نام صدیق رکھا ہے اہل تحقیق کا قول ہے کہ چونکہ آپ کا ظاہر و باطن صدق پر مستقیم تھا اس وجہ سے آپ کو صدیق کہتے ہیں عتیق سے ملقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بھائی عتیق نام کے تھے جو آپؓ کی ولادت سے پہلے وفات پا گئے جب آپؓ کی ولادت ہوئی تو عتیق کے بالکل مشابہ تھے اس وجہ سے ان کا عتیق لقب ہوا یا حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ عتیق الله من النار حق تعالیٰ نے دوزخ کی

Marfat.com

آگ سے آزاد فرمایا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے (کھدر) کی تجارت کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلہ کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھجور کی تجارت کرتے ہیں اور کپڑوں کی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطر کی یہ شمنی کا قول ہے یہ بھی علماء کا قول ہے کہ بہترین تجارت کپڑے کی ہے پھر عطر کی واللہ اعلم اور افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کا لقب صدیق اکبر اور عتیق اللہ اور نام شریف عبداللہ ابن قحافہ ابن عثمان ابن عامر ابن عمر ابن کعب ابن سعد بن مرہ اور ایک قول ہے کہ کعب ابن روح ابن عبدالمناف ان کی والدہ سلمیٰ بنت صخر بن عمر بن کعب تھیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماں باپ چچازاد بھائی بہن تھے اور مرہ حضور ﷺ کی ساتویں پشت میں تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھٹی پشت میں اور ایک روایت میں قحافہ کو ابن عامر لکھا ہے عثمان کا واسطہ نہیں۔

حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت عام الفیل کے دو (۲) سال چار (۴) ماہ بعد ہوئی آپ سب سے پہلے حضور ﷺ پر بغیر معجزہ کے طلب کے بالغوں میں سے ایمان لائے حضور ﷺ کی رحلت کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے مدت خلافت دو (۲) سال، تین (۳) ماہ ہے ہجرت کے تیرہویں (۱۳) سال دوشنبہ کے دن آخر روز میں وفات ہوئی اور اصل روایت میں منگل کی شب کو ایک اور قول ہے کہ بائیس (۲۲) یا تیس (۳۰) جمادی الاخریٰ جمعہ کے دن مدت حیات ساٹھ (۶۰) سال یا پینسٹھ (۶۵) یا تریسٹھ (۶۳) سال تھی نقش نگین خاتم ''نعم القادر اللہ'' تھی حضرت رسالت پناہ ﷺ کی روضہ مطہرہ کے ساتھ قبر مبارک ہے حضرت صدیقؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ روضہ مطہرہ

Marfat.com

پر لے جا کر عرض کرنا السلام علیک یا رسول اللہ یہ ابوبکر آشیانہ پر حاضر ہے پھر اگر اجازت ہو تو اندر داخل کر دینا ورنہ بقیع میں لے جانا راوی کا قول ہے کہ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہ موجب وصیت عمل کیا ابھی کلام بھی پورا نہ ہوا تھا کہ دروازہ سے آواز آئی جو ہم نے سنی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ اگرچہ خلفاء راشدین کی شان میں بہت سی احادیث ہیں لیکن اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف دو (۲) احادیث پر اکتفا کی جاتی ہے ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر رضی اللہ عنہ الا ان یکون نبیاً'' یعنی آفتاب نے انبیاء کے بعد کسی شخص پر جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہو طلوع وغروب نہیں کیا'' وعن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابابکر رضی اللہ عنہ اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل انا والی وابی اللہ والمئومنون الا ابابکر رضی اللہ عنہ (رواہ مسلم)'' یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے مرض الموت میں فرمایا کہ اپنے والد ابوبکر اور بھائی عبدالرحمان کو بلاؤ تاکہ میں ان کے لئے فرمان لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی یہ آرزو نہ کرے کہ خلافت کا مستحق میں ہوں حالانکہ حق تعالیٰ اور مؤمن دوسرے کی خلافت سے انکار کرتے ہیں اور سوائے ابوبکر کے اور کوئی نہیں چاہتے ہیں ہشام بن العاص سے منقول ہے کہ مجھے اور ایک قریشی کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قاصد بنا کر ہرقل بادشاہ روم

Marfat.com

کے پاس بھیجا تا کہ اسے اسلام کی طرف دعوت دیں جب قیصر روم کے دارالحکومت میں پہنچے ایک شخص نے ہم سے کہا کہ تمہارے اونٹ اس شہر میں تمہاری سواری کے لائق نہیں اس شہر میں گھوڑوں کی سواری اختیار کرلو ہم نے کہا کہ ہم اسی وضع سے ہرقل کے دربار جائیں گے ہماری یہ بات ہرقل کو بیان کر دی گئی اس نے جواب دیا ان کو اختیار ہے ہم شمشیر حمائل کئے ہوئے اپنے اونٹوں پر قیصر کے محل کے دروازہ پر پہنچے اونٹوں کو بٹھایا لاالہ الاالله والله اکبر کہتے ہوئے بڑھے اس کی برکت سے قیصر کا محل ہلنے لگا قیصر گھبرا گیا جھروکے سے ہم پر نظر ڈالی ہمیں دیکھ کر کسی کو ہمارے پاس بھیجا اور کہا کہ دین وملت کی تبلیغ مت کرو باقی جو کہنا چاہتے ہو عرض کرو ہم نے جواب دیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت یہی ہے کہ قیصر کے بغیر اور کسی سے بات نہ کریں ملاقات کی اجازت دی جب ہم داخل ہوئے دیکھا کہ وہ تخت پر بیٹھا اور ایک جماعت قوی ھیکل لوگوں کی جو بھاری بھرکم تھے تخت کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑے تھے۔ بادشاہ کی طرح ان سب کا سرخ لباس تھا جب اس کی آنکھ مجھ پر پڑی ترجمان سے ہنس کر کہا ان سے پوچھ لو کہ اپنی عادت کے موافق مجھ پر سلام کیوں نہ کیا ہم نے کہا کہ آپ کی تعظیم ہم پر حلال نہیں جیسی کہ ہماری آپ پر۔ اس نے پوچھا کہ اپنے بادشاہ کی کیسے تعظیم کرتے ہو ہم نے کہا السلام علیکم اس نے پوچھا وہ کیسے جواب دیتا ہے ہم نے کہا اس لفظ سے۔ اس نے کہا کہ تمہاری باتوں میں بڑی بات کونسی ہے ہم نے کہا لاالہ اللہ واللہ اکبر جب میں نے یہ کہا جھروکہ دروازہ کے محل کے ساتھ ہلنے لگا ہرقل نے کہا کہ جب اپنے گھروں میں یہ کلمہ زبان سے ادا کرتے ہو تو بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ ہم نے اپنے مکانوں میں یہ حالت نہیں

Marfat.com

دیکھی ۔ قیصر نے کہا کاش اس کلمہ کے کہتے وقت تمہارے مکان تم پر گرتے اور میری آدھی حکومت نہ ہوتی میں نے کہا کیوں اس نے جواب دیا کہ میرا آدھا ملک ضائع ہونا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت دین محمد ﷺ کے شکار ہونے کے، شواہد نبوت میں ہے کہ اس بات کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ لرزہ اور جنبش تمام مساکن اور منازل میں ہوگی تو ہوسکتا ہے کہ معجزات نبوی سے نہ ہو بلکہ میلہ اور شعبدہ ہو اور ''سیر گازرونی ''میں ہے کہ اگر یہ لرزہ عام ہوتا مجھے آدھے ملک کا دینا آسان ہوتا کیونکہ نبوت کے مناسب ہر جگہ اس حالت کا اس کلمہ سے ظہور اس حالت کا ہے ورنہ ہوسکتا ہے کہ میلہ اور شعبدہ ہو ھشام کہتا ہے کہ اس کے بعد ہرقل نے ہم سے مختلف سوال کئے جس کے شافی جواب دیئے اس کے بعد نماز روزہ کے متعلق پوچھا ہم نے حقیقت حال بیان کردی پھر حکم دیا اور ہم کو ایک دلکش اور روح افزا مقام میں اتارا اور بہت مدارات کرتے رہے تین (۳) دن بعد پھر ہمیں حضور میں طلب کیا اور چند باتیں پوچھیں جب ہم جواب سے فارغ ہوئے، حکم دیا ایک بڑا سونے کا صندوق لے آئے اس صندوق میں کئی خانے تھے چھوٹے چھوٹے، ہر ایک کا دروازہ الگ تھا اور قفل لگا تھا ایک دروازہ کھولا سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا، کھولا تو ایک مرد کی صورت تھی سرخ چہرہ کشادہ آنکھیں بلند گردن بغیر ریش کے دو گیسو بٹے ہوئے تھے اور حسن وجلال نمایاں تھا، کہا جانتے ہو یہ کس کی صورت ہے۔ میں نے کہا نہیں کہا یہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت ہے، پھر دوسرا دروازہ کھولا ریشمی سیاہ کپڑا باہر نکالا ایک مرد سفید رخسار والا گھنگریالے بال' سرخ آنکھیں' بڑا سر، خوبصورت داڑھی والا تھا، کہا جانتے ہو یہ کس کی صورت ہے میں نے کہا نہیں کہا یہ نوح پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت

Marfat.com

ہے ۔ پھر اور دروازہ کھولا ریشمی ٹکڑا باہر نکالا اس میں ایک مرد سفید رو، روشن چشم، چوڑی پیشانی، بلند ناک، سفید ریش، خندان و شگفتہ کی صورت تھی کہا اس کو پہنچانتے ہو میں نے کہا نہیں ۔ کہا یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت ہے پھر اور دروازہ کھولا اور سفید ریشم باہر کیا جس پر حضور رسالت پناہ ﷺ کی صورت کشیدہ تھی کہا جانتے ہو یہ صورت کس کی ہے میں نے کہا ہاں یہ صورت ''محمد رسول اللہ'' کی ہے یہ کہہ کر میں رونے لگا جب اس نے یہ حالت دیکھی اس کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا پھر بیٹھا اور کہا تمہیں حق تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ یہ صورت حضور ﷺ کی ہے میں نے کہا بخدا اسی طرح ہے گویا بعینہ حضور ﷺ ہیں پھر ہماری طرف دیکھ کر کہا یہ صورت پیغمبر آخر زمان ﷺ کی ہے بتعجیل اس صورت کے نکالنے کا مقصود تمہارا امتحان تھا پھر اور دروازہ کھولا سیاہ ریشم کا ٹکڑا نکالا اس صورت ایک گندمی رنگ سیاہ بال تیز نظر خوب چشم منہ اور لب غضبناک اس نے کہا اس کو جانتے ہو میں نے کہا نہیں اس نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام کی صورت ہے اس کے پہلو میں ایک اور صورت موسیٰ علیہ السلام جیسی تھی کالے بال چوڑی پشانی اور گول آنکھیں اس نے کہا اسے جانتے ہو میں نے کہا نہیں اس نے کہا یہ ہارون پیغمبر علیہ السلام کی صورت ہے دوسرا دروازہ کھولا خوب ریشمی ٹکڑا نکالا اس پر گندمی رنگ بال لٹکے ہوئے خوبصورت اور غضب ناک صورت کہا یہ لوط علیہ السلام پیغمبر کی صورت ہے پھر اور سفید صورت ظاہر کی جو سرخی مائل متواضع لوگوں کی طرح ان کی گردن ایک طرف جھکی ہوئی تھی اچھا چہرہ، کہا یہ اسحاق علیہ السلام کی صورت ہے پھر اور صورت ظاہر کی سفید مائل بہ سرخی باروئے سفید درخشاں تواضع چہرہ سے ٹپک رہی تھی خوش قامت بلند بنی کہا یہ صورت اسماعیل علیہ السلام تمہارے پیغمبر

Marfat.com

علیہ السلام کے جد بزرگوار کی ہے پھر ایک صورت آدم علیہ السلام کی صورت کی طرح ظاہر کی کہا یہ صورت یوسف علیہ السلام کی ہے پس ایک ریشمی ٹکڑا اور نکالا اس پر ایک مرد کی صورت تھی سرخ رنگ باریک پنڈلی بڑا پیٹ قد درمیانہ شمشیر حمائل، کہا یہ داؤد علیہ السلام کی صورت ہے، ایک سفید ریشمی ٹکڑا اور نکالا جس پر ایک مرد کی صورت تھی بڑا سر لمبی ٹانگیں گھوڑے پر سوار کہا یہ سلیمان علیہ السلام کی صورت ہے پھر سیاہ ریشمی ٹکڑے پر ایک اور صورت نکالی سفید رو سیاہ ریش بسیار موٹی خوبصورت آنکھیں زیبا چہرہ کہا یہ صورت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے انبیاء کرام علیھم السلام کی صورتیں دیکھ کر میں نے قیصر سے پوچھا کہ یہ صورتیں آپ کو کیسے حاصل ہوئیں حضور ﷺ کی صورت دیکھ میں یقین کرتا ہوں کہ جملہ صورتیں مطابق اصل ہیں ہرقل نے جواب دیا کہ آدم علیہ السلام نے مصور حقیقی ''ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء'' سے سوال کیا کہ میری اولاد میں جو انبیاء علیھم السلام ہیں ان کی صورتیں مجھ پر ظاہر ہوں حق تعالیٰ نے انبیاء علیھم السلام کی صورتیں عطا فرمائیں جو بلاد مغرب میں آدم علیہ السلام کے خزانہ میں محفوظ تھیں ذوالقرنین تک جب وہ وہاں پہنچے ظاہر کیں اور دانیال علیہ السلام کو دیں، جوان ریشمی ٹکڑوں پر نقل کیں پھر شاہوں کے خزانہ میں منتقل ہوتی رہیں اب ہمیں ملی ہیں یہ صورتیں بعینہ دانیال علیہ السلام کے ہاتھ کی تصاویر ہیں مجھے تسلی حاصل ہوئی کہ تمہارے پیغمبر کی صورت مطابق وموافق ہے اور باقی صورتوں کی مطابقت پر وقوف ان کے ذوات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے کاش خداوند توفیق عطا فرمائے کہ حکومت سے تعلق قطع کر کے تم میں کم رتبہ کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو جاؤں زندگی بھر یہی مشغلہ رہے، ہشام کا قول ہے کہ وقت

Marfat.com

رخصت ہرقل نے شاہانہ الطاف اور خسروانہ اعطاف قسم قسم کے کئے، جب صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مراجعت کی اور صورت حال بیان کی حضرت روئے اور فرمایا ہرقل بے چارہ اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ اس کو فائدہ پہنچے اسلام کی دولت سے مشرف فرماتا پھر فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اہل کتاب نے میری صفات توریت وانجیل میں پڑھی ہیں اور جانتے ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوریت والانجیل۔

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کی کنیت ابوحفص ہے اور لقب فاروق اعظم نام شریف عمر ابن خطاب ابن عبدالعزیز ابن رافع ابن عبدالمناف اور ایک قول پر خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراج بن عدی بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک والدہ کا نام خیثمہ [1] بنت ہاشم بن مغیرہ اور بعض نے ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم لکھا ہے قول اول سے ابوجہل کی چچازاد بہن ہوتی ہیں اور قول ثانی سے ابوجہل کی بہن۔ فاروق اعظم کا جدی سلسلہ نسب حضور ﷺ سے کعب میں جو حضور ﷺ کے جد ہشتم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نہم میں ملتا ہے آپ کی ولادت عام الفیل کے تیرہ (۱۳) سال بعد ہوئی اور حضور ﷺ کی بعثت کے سال ششم (۶) میں اسلام سے مشرف ہوئے اسی دن یہ آیت کریمہ ان کی شان میں نازل ہوئی "یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔" (ترجمہ اے غیب کی خبر دینے والے آپ کو اللہ

---

(۱) حنتمہ بحوالہ ابن سعد

Marfat.com

تعالیٰ کافی ہے اور جو مومنین آپ پر ایمان لائے) سہ شنبہ (منگل) کے دن تئیس (۲۳) جماوی الاخری تیرہ (۱۳) ہجری کو مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے مدت خلافت دس (۱۰) سال چھ ماہ (۶) پانچ (۵) روز بنتے ہیں اور بقول بعض پانچ (۵) ماہ بیس (۲۰) روز شہادت ان کی تئیس (۲۳) ہجری یکشنبہ کی شب یکم ماہ محرم کو ہوئی اور ایک روایت پر چہار شنبہ کے دن ستائیس (۲۷) ذوالحجہ تئیس (۲۳) ہجری کو زخمی ہوئے اور پنجشنبہ کے دن اٹھائیس (۲۸) ذوالحجہ ماہ مذکورہ کو وفات ہوئی مدت عمر شریف ان کی جمہور کے نزدیک تریسٹھ (۶۳) سال ہے اور ایک قول پینسٹھ (۶۵) اور ایک قول اٹھاون (۵۸) سال کا ہے نقش نگین (مہر) "کفیٰ بالموت واعظایا عمر" تھا ان کی قبر ابوبکر صدیقؓ کی قبر کے متصل ہے حضور ﷺ اپنے دو (۲) یار بزرگوار کے درمیان مبعوث ہوں گے حضور ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد پیغمبر ہوتا تو عمر ہوتا آپ کے متعلق جنتیوں کے چراغ ہونے کی بشارت ہے۔

حضرت امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی کنیت ابولیلیٰ یا ابوعبداللہ ہے اور لقب ذوالنورین اس وجہ سے کہ حضور ﷺ کی دو صاجزادیاں آپ کے نکاح میں تھیں حضور ﷺ نے فرمایا اگر میری چالیس (۴۰) صاجزادیاں ہوتیں یکے بعد دیگرے عثمان کو دے دیتا اور نام شریف عثمان ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف ہے عبدالمناف حضور ﷺ کے چوتھے (۴) درجہ میں جد تھے اور عثمانؓ کے پانچویں (۵) درجہ میں ہیں ولادت عام الفیل کے چھ (۶) سال بعد ہے بعثت کے پہلے سال

Marfat.com

ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دلالت پر ایمان سے مشرف ہوئے اور تین (۳) محرم چوبیس (۲۴) ہجری کو مسند نشین خلافت ہوئے مدت خلافت بارہ (۱۲) دن کم بارہ (۱۲) برس ہے اور بائیس (۲۲) دن گیارہ مہینہ پندرہ (۱۵) سال کا بھی قول ہے ۔(قرین قیاس پہلی روایت ہے کیونکہ تین (۳) محرم چوبیس (۲۴) ہجری کو بیعت خلافت ہوئی تین (۳) دن کا لحاظ نہ کر کے پہلی (۱) محرم خلافت کا پہلا روز قرار دیا اٹھارہ (۱۸) ذوالحجہ ۳۶ھ یوم جمعہ شہادت ہوئی اس حساب سے بارہ (۱۲) دن کم بارہ (۱۲) برس ہوئے) اور مدت عمر شریف چھیاسی (۸۶) بھی کہی گئی اور اٹھاسی (۸۸) بھی، چھتیس (۳۶) ہجری روز جمعہ تیرہ (۱۳) یا اٹھارہ (۱۸) ذوالحجہ کو مدینہ منورہ میں شہادت پائی نقش مہر "لتصبرن اولتندمن" تھا قبر مبارک جنت البقیع میں ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ "لکل نبی رفیق ورفیقی فی الجنہ عثمان" ترجمہ: ہر نبی کا رفیق ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا "لیدخلن بشفاعۃ عثمان سبعون الفا کلھم قد استوجبت النار فی الجنہ" البتہ ضرور عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) لوگ جن کے لئے آگ ضروری ہو چکی ہے جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت امیر المومنین علی المرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے اسد اللہ اور مرتضٰی لقب نام شریف علی ہے ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی بیت اللہ شریف کے اندر روز جمعہ تیرہ (۱۳) رجب عام الفیل کے تیس (۳۰) سال بعد بعض نے اپنا

Marfat.com

گھر بتلایا ہے حضور ﷺ کی بعثت کے سال گیارہ (۱۱) سال عمر تھی بعض تیرہ (۱۳) سال کا قول کرتے ہیں بچوں میں سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے پینتیس (۳۵) یا چھتیس (۳۶) ہجری میں مسند آرائے خلافت ہوئے مدت خلافت پانچ (۵) سال تین (۳) ماہ ایک قول چار (۴) سال نو (۹) ماہ کا ہے وفات آپ کی دوشنبہ کی شب اکیس (۲۱) رمضان المبارک پندرہ (۱۵) ہجری اور ایک قول کے مطابق روز جمعہ سترہ (۱۷) رمضان المبارک ہے بعض نے تئیس (۲۳) بھی کہا ہے مدت عمر شریف تریسٹھ (۶۳) یا پینسٹھ (۶۵) سال مہر کا نقش ''الملک لله'' ہے روایت ہے کہ آپ کے لئے حق تعالیٰ نے دو مرتبہ ردشمس کیا آفتاب کو مغرب سے واپس فرمایا ایک حضور ﷺ کے زمانہ حیات میں (صحیح قول یہی ہے) اور ایک بعد از وفات شریف آپ کی قبر نجف میں ہے جیسا کہ شواہد النبوۃ میں تحریر ہے کہ امیر المومنین نے حسنین سے وصیت فرمائی تھی کہ انتقال کے بعد جنازہ اٹھا کر شہر کے باہر لے جانا اور جو مقام اس وقت نجف کے نام سے مشہور ہے وہاں پہنچا دینا وہاں ایک سفید پتھر ملے گا جس سے نور درخشاں ہوگا اس کو کھود دینا وہاں کشادگی پاؤ گے مجھے وہاں پر دفن کر دینا اور ملا عبدالغفور لاری رحمتہ اللہ علیہ (شاگرد و خلیفہ مولانا جامی) نے لکھا ہے کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی قبر بلخ میں ہے جو مقام آستانہ امیر سے مشہور ہے اس پر انہوں نے دلائل قائم کئے ہیں واللہ اعلم ''قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انت منی بمنزله هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی متفق علیه'' یعنی حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا ہے کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ علیہ السلام سے ہو فرق اتنا ضرور ہے کہ میرے بعد اور کوئی

Marfat.com

نبی نہیں بخاری اور مسلم کا اس پر اتفاق ہے'' وقال رسول اللہ ﷺ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاہ من عاداہ '' یہ ''صواعق محرقہ'' میں ہے یعنی حضور ﷺ نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کا مولیٰ ہے اے اللہ جو علی سے محبت رکھے اس سے محبت رکھو اور جو علی سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھو ان چاروں یاروں کی فضیلت بہ ترتیب خلافت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں سورۃ فتح کے آخر میں اس کی طرف اشارہ ہے ''محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ترٰھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً"(۱) "والذین معہ" حضرت صدیقؓ کی طرف اشارہ ہے جن کو قرب اور معیت اور رفاقت غار میں مخصوص تھا اور "اشداء علی الکفار" حضرت فاروق کی تعریف ہے جو اہل شرک ونفاق پر نہایت شدت وغلظت میں تھے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے "رحماء بینھم" ذوالنورین کی تعریف ہے جو کہ رافت وحیاء اور دل نوازی ووفا میں معروف ومشہور ہیں ترآھم رکعاً سجداً مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرح حال ہے کہ اکثر اوقات وظائف وطاعات میں گزارتے تھے ۔"یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً" طلب کرتے ہیں یہ بزرگ حق تعالیٰ سے زیادتی ثواب اور اس کی خوشنودی کو (تفسیر حسینی) اور حسینی میں یہ بھی ہے کہ ابو الاسد نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ اے ابوبکر تم نے نقصان اٹھایا، باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا اور بتوں کی عبادت ترک کر دی، حضرت نے جواب دیا

---

(۱) محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپؐ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں

Marfat.com

کہ جو حق تعالیٰ کے فرمان پر عمل کرتا ہے وہ نقصان نہیں اٹھاتا بلکہ زیان کار وہ ہے جو بتوں کو پوجکر شیطان کی متابعت کرتا ہے اس پر حق سبحانہ وتعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی و العصر قسم ہے زمانہ کے رب کی یا محمد ﷺ آپ کے زمانہ کی قسم جو تمام زمانوں پر فضیلت رکھتی ہے جواب قسم یہ ہے کہ ان الانسان بہ تحقیق ابوالاسد یا ابوجہل یا تمام انسان لفی خسر البتہ نقصان میں ہیں بہ سبب صرف اعمال کے فانی مقاصد میں پس تمام مشرکین زیان کار اور عمر کو ضائع کرنے والے ہیں الا الذین آمنوا مگر وہ لوگ جو ایمان لائے وعملو الصالحات اور نیک اور پسندیدہ کام کرتے ہیں وتواصوا اور آپس میں ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں بالحق صحیح اور درست عمل کے ساتھ جو عبارت ہے طریق حق کو قائم کرنے سے یا عبارت ہے قول صحیح سے جو قرآن ہے وتواصوا بالصبر اور ایک دوسرے کو طاعات پر صبر کی وصیت کرتے ہیں یا مصیبت پر صبر کرنے کی۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ لفی خسر ابوجہل کے حال سے کنایہ ہے وآمنوا صدیق اکبرؓ کے ایمان کا بیان ہے وعملو الصالحات فاروقؓ کی طرف اشارہ ہے ''وتواصوا بالحق'' (مخبر است از گفتار ذوالنورین) ذوالنورین کی باتوں کی خبر دینے والا ہے (م ص) وتواصوا بالصبر کنایہ علی المرتضیٰؓ کی سیرت سے ''تکملۃ الایمان'' میں ''صحیح بخاری'' سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ''خیر الناس بعدالنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابوبکرؓ ثم عمرؓ ثم رجل آخر'' ان کے صاحبزادے محمد بن حنیفہؓ نے دریافت کیا ''ثم انت'' ترجمہ حضور ﷺ کے بعد بہترین امت ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر ایک

Marfat.com

اور شخص اور ''ثم انت'' کا مطلب یہ ہے ''کہ پھر آپ'' آپ نے فرمایا میں مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اور درجہ صحت کو پہنچی ہے اور بعض طرق سے ثابت ہے کہ آپ کا فرمان ہے کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکرؓ اور عمرؓ پر فضیلت دیتے ہیں رضی اللہ تعالی عنہما خبردار جو بھی مجھے ان پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری ہے اس کی سزا مفتریوں کی ہے تکملۃ الایمان میں دارقطنی سے مروی ہے کہ ابوجحیفہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو افضل امت جانتے تھے کچھ لوگوں نے ان کی مخالفت کی اس وجہ سے وہ ملول ہوکر حضرت امیر کی خدمت میں پہنچے آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور گھر میں لے گئے پوچھا ابوجحیفہ پریشانی کا سبب کیا ہے انہوں نے حقیقت حال بیان کی فرمایا یا اباجحیفہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان، ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ میں نے خدا سے عہد کیا کہ اس حدیث کو پوشیدہ نہ رکھوں گا۔ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روبرو میں نے یہ سنا ہے اور ابوجحیفہ سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کوفہ کے منبر پر سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ حضور ﷺ کے بعد بہترین امت ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ اس حدیث جیسی احادیث بہت مشہور اور شائع ہیں بلکہ حد تواتر کے قریب ہیں یہ سب تکملۃ الایمان سے ماخوذ ہیں اور یہ چاروں خلفاء انبیاء کرام علیہم الصلوۃ کے بعد بہترین مخلوق الٰہی ہیں۔ جاننا چاہئے کہ جمہور علماء اسلام کا اس پر اتفاق ہے اور جب خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی اجماع سے ثابت ہوئی ان کے حکم کی امتثال (اطاعت) تمام مسلمانوں پر لازم ہوئی انہوں نے وقت رحلت خلافت فاروق اعظمؓ کے سپرد کی اور ان کو جانشین کیا۔ عہد نامہ خلافت ان کے نام پر کیا اور لوگوں کو اس نوشتہ کی متابعت کا حکم دیا تمام

Marfat.com

صحابہ کرام نے ان کے ساتھ بیعت خلافت کی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی بایعنا لمن فیہ تو خلافت عمر رضی اللہ عنہ کی اجماع سے ثابت ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت اپنی خلافت کا معاملہ چھ (۶) آدمیوں کے سپرد کیا حضرت عثمان، حضرت علی اور عبدالرحمان بن عوف اور طلحہ اور زبیر اور سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہم انہوں نے عبدالرحمان ابن عوفؓ کی رائے پر اتفاق کیا انہوں نے حضرت عثمانؓ کو اختیار کیا پس علی مرتضیٰؓ اور تمام صحابہ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی اور ان کے امر کے مطیع ہوئے اور دنیا و دین کے احکام میں ان کو حاکم تسلیم کیا حضرت عثمانؓ کی خلافت بھی اجماع سے ثابت ہوئی ان کے بعد حضرت علی مرتضیٰ خود متعین تھے جو اپنے زمانہ میں افضل و اکمل تھے پس وہ بھی بہ اجماع کل ارباب حل و عقد خلیفہ برحق اور امام مطلق ہیں۔ ''تکملۃ الایمان''۔

امیر المؤمنین سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر

ان کی کنیت ابو محمد ہے اور لقب تقی اور سید ہے نام حسن ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کی ولادت مدینہ منورہ ہجرت کے تیسرے سال ماہ رمضان میں ہوئی حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے نام کو قطعہ حریر بہشتی پر بطور ہدیہ لائے کہتے ہیں کہ تمام لوگوں میں سینہ سے سر تک حضور ﷺ کے زیادہ مشابہ تھے عمر شریف اڑتالیس (۴۸) سال تھی اور مدت خلافت چھ (۶) ماہ، وفات پندرہ (۱۵) ربیع الاول، پچاس (۵۰) ہجری ہوئی، ان کی قبر جنت البقیع میں ہے۔

Marfat.com

امیر المؤمنین حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، لقب شہید، نام حسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کی ولادت مدینہ طیبہ میں منگل کے دن، چار (۴) شعبان، چار (۴) ہجری ہوئی، ایام حمل ان کی چھ (۶) ماہ مشہور ہے، مدت عمر ستاون (۵۷) سال، پانچ (۵) ماہ تھی، ان کی شہادت کربلا میں شنبہ اور عاشورہ کو ہوئی، ظہر کے وقت اور ایک قول کے مطابق جمعہ کے دن بوقت نماز جمعہ اکسٹھ (۶۱) ہجری کو ہوئی، قبر مبارک کربلا میں ہے، عبد اللہ ابن حسین سات (۷) سال کی عمر میں طلحہ ابن عام کے ہاتھ سے شہید ہوئے، ان کی قبر جنت البقیع میں ہے۔

جاننا چاہئے کہ تمام مقاصد کا اصل اور تمام مطالب کا منتہیٰ حق تعالیٰ کی طلب اور محبت و معرفت ہے جل و علیٰ شانہ انسان کی خلقت اسی وجہ سے ہی ہے، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ○''[1] نہیں پیدا کیا جن وانس کو مگر عبادت کے لئے۔ اے لیرفون حضرت داؤد علیہ السلام نے مناجات کی۔ الٰہی! ''لما ذا خلقت الخلق'' خداوندا! مخلوق کو آپ نے کس لئے پیدا فرمایا، فرمان ہوا ''کنت کنزا مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق'' میں پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے پسند کیا کہ پہچانا جاؤں، پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنی معرفت اور شناخت کے لئے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ میری طرف متوجہ ہوں، ابتدا اس راہ کی شریعت سے ہے اور (وہ)

(۱) الذاریت: ۵۶ اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے تاکہ وہ میری عبادت کریں۔

Marfat.com

فرائض وواجبات اور سنت ومستحبات کا بجالانا ہے۔ چنانچہ لقمہ اور جامہ اور تن کو، حرام اور مشتبہ اور نجاست اور حسد وخیانت سے پاک رکھے اور حواس خمسہ کو معصیت سے آلودہ ہونے سے محفوظ رکھے، اس کو طہارت جوارح کہتے ہیں (یعنی گناہ سے طہارت)، یہ تمام شریعت ہے، اس کے بعد راہ طریقت ہے اور وہ عبارت ہے، خودکو اخلاق ذمیمہ جیسے حب دنیا، حب جاہ شہوات وحسد اور کینہ اور کبر اور حرص وبغض اور بخل وغیرہ سے پاک رکھنے سے اور صفات حمیدہ جیسے صدق، صبر، حلم، سخاوت، مروت، وفا، مخلوق سے احسان کرنا وغیرہ سے مزین کرنے سے۔ اس کو تبدیل اخلاق اور گردش کہتے ہیں، اس کے بعد راہ حقیقت ہے اور وہ ایک سر ہے جو عارفوں کے سینہ میں ہوتا ہے اور یہ شریعت وطریقت سے مطلوب ہے کہ وہ ظاہر ہے اور یہ باطن جیسے پوست کے باطن میں مغز ہوتا ہے۔

یہ عبارت مولانا جلال الدین تھانیسری کی ہے جو انہوں نے اپنے ارشاد میں فرمایا اور حضرت مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ شریعت، طریقت، حقیقت ہر چیز میں بیان کر سکتے ہیں مثلاً جھوٹ بولنے سے ممانعت ہے اگر کوئی شخص سعی ومجاہدہ سے زبان سے احتراز کرے، بغیر استقامت کے اپنے اختیار سے دور رہے، یہ شریعت ہے، اس کے باوجود اس کے باطن میں جھوٹ بولنے کا داعیہ باقی ہے، اگر سعی ومجاہدہ سے باطن میں داعیہ جھوٹ بولنے کا باقی نہ رہے، یہ طریقت ہے اور اس طور پر ہونا کہ بے اختیار اور با اختیار جھوٹ بول نہ سکے، نہ دل سے اور نہ زبان سے، یہ حقیقت ہے۔ (حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ شریعت ظاہر میں

Marfat.com

اجراء احکام کا نام ہے اور طریقت جمعیت باطن میں انتہائی کوشش اور سختی سے عمل کرنے کا اور تکلف کا نام ہے اور حقیقت اس جمعیت باطن میں راسخ ہونے کا نام اور پیر علی ہجویری قدس اللہ سرہ نے کشف المحجوب میں تحریر کیا ہے م۔ص) کہ دو گروہ اس بات میں غلطی پر ہیں، ایک تو علماء ظاہر بین ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ شریعت حقیقت ہے اور حقیقت خود شریعت اور ایک گروہ ملاحدہ کا ہے جو ایک کو دوسرے سے بے تعلق مانتے ہیں، ان کا کہنا ہے شریعت کی تکلیف جب تک ہے کہ حقیقت کا حصول نہ ہو اور جب حصول حقیقت ہو جائے، تکلیفات سے بندہ مکلّف نہیں رہتا، ان کا یہ کہنا شنیع ہے، وہ دلیل یوں بیان کرتے ہیں کہ شریعت کا حکم حقیقت سے جدا ہے جیسے ایمان میں تصدیق قلبی اقرار لسانی کے مغایر (جدا) ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے کیونکہ بحث ایمان میں نفس تصدیق قلبی کا بغیر اقرار باللسان کے اعتبار نہیں اور نفس اقرار باللسان بغیر تصدیق قلبی کے شرعاً قابل اعتبار نہیں حالانکہ قول اور تصدیق میں فرق ظاہر ہے۔

پس حقیقت عبارت یقین سے ہے جس میں نسخ جائز نہیں، عہد آدم علیہ السلام سے فناء عالم تک معرفت حق میں فرق نہیں اور جس یقین میں نسخ و تبدل جائز ہے مثلاً احکام و اوامر، وہ شریعت ہے، پس شریعت کا تعلق بندہ کے افعال سے ہے اور حقیقت کا حفاظت ایزدی اور اس کی حفظ و عصمت سے پس، اقامت شریعت بغیر حقیقت کے محال نہیں اور اقامت حقیقت بغیر شریعت کے محال ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو جان سے زندہ ہو اور جب جان اس سے جدا ہو جائے تو وہ مر جائے، اس کی جان اور بدن جب مقارن ہوتے ہیں تب وہ زندہ رہتا ہے ایسے ہی شریعت میں بغیر حقیقت کے اندیشہ ریا کا ہے اور حقیقت میں بغیر شریعت کا

Marfat.com

اندیشہ الحاد کا۔ حق تعالیٰ کا فرمان ہے "والذین جاھدو افینا لنھدینھم سبلنا" (۱) جو بھی ہماری راہ میں اور دین کی اقامت میں کوشش کرے البتہ ضرور ان پر ظاہر کریں گے اپنے راستے پس مجاہدہ شریعت ہے اور ہدایت حقیقت۔ شریعت بندہ کی ظاہری احکام کی حفاظت کرنا ہے اور حقیقت حق تعالیٰ کی حفاظت کا نام ہے، بندہ کے باطن کے احوال کی، پس شریعت کسبی ہے اور حقیقت وہبی ہے۔ جان لو کہ حق تعالیٰ کی راہ مشرق و مغرب جنوب و شمال میں نہیں اور نہ زمین و آسمان بلکہ بہشت اور عرش میں بھی نہیں وہ تمہارے باطن میں ہے جیسا کہ فرمان ہے ''وفی انفسکم افلا تبصرون'' (۲) یہ راستہ قدم سے طے نہیں ہوتا بلکہ دل سے طے ہوتا ہے۔ جوارح کا کام عبادت ہے نہ کہ معرفت جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے ''لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبد مومن'' لیکن یہ راستہ مشکل ہے۔ تجھے رفیق کی ضرورت ہے اگر بغیر رفیق کے جائے گا تو چاہ ضلالت میں گرے گا، جیسا کہ روایت ہے ''اطلب الرفیق ثم الطریق''

لب حق کو ضروری ہے کہ ایسے دوست کی طلب کرے، جس نے یہ راستہ طے کیا ہو اور شریعت طریقت و حقیقت میں مقتدا ہوتا کہ وہ مرشد کامل اسی طالب صادق کی رہنمائی کرے، اسی وجہ سے مجتہدان شریعت نے مشائخ طریقت سے بیعت کی اور مرید ہوئے، چنانچہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے جعفر صادقؒ اور امام محمد بن ادریس شافعیؒ نے ہبیرہ بصریؒ اور امام محمد ابن حسنؒ نے داوٗد طائیؒ اور قاضی امام ابو یوسفؒ نے حاتم اصمؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ نے

---

(۱) العنکبوت ۶۹ اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقت برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھا دیں گے۔
(۲) الذاریت ۲۱ اور خود تمہاری ذات میں اور کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا۔

Marfat.com

بشر حافی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بیعت کی، اگرچہ یہ حضرات ظاہری علم میں سب پر فوقیت رکھتے تھے لیکن اس راہ میں سند سلسلہ حضور ﷺ تک شرط ہے، چنانچہ آن عزیز کا فرمان ہے بیعت کر کے سلسلہ میں ایک مرد کی نظر سو چلہ سے بہتر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضور ﷺ حجۃ الوداع میں تشریف لے گئے، حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا''(۱) حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ نعمت الٰہی کلام اللہ ہے کہ کلام اللہ کامل ہوا، تو اب ظاہری حیات کی ضرورت نہ رہی کیونکہ کلام اللہ کے بغیر کوئی بات نہیں، جب باتوں کا اختتام ہوا، عمر کا اتمام ہوا، پس مجاورین مکہ کو ستر (۷۰) اونٹ تقسیم فرمائے اور فرماتے جاتے کہ اے کمزور اور ضعیف امتیو! دنیا و آخرت میں تمہارا غم ہی رہا، اب وقت رحلت عنقریب ہے، جملہ اصحاب بلکہ ہر سنگ و چوب بیت اللہ شریف بہ نالہ وزاری ہوا، اس کے بعد مدینہ مبارک کی طرف متوجہ ہوئے جب بیر سامت پہنچے، تب محرقہ پیدا ہوا، اس مقام میں تین سو اصحاب کو ذکر وفکر کی تلقین کی اور فرما رہے تھے ''اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم'' یہ تپ محرق مرض موت نہ تھا کیونکہ دسویں (۱۰) ہجری کو آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں شرکت کی اور وفات آنحضور ﷺ کی گیارہ (۱۱) ھ میں ہوئی اور بیعت حضور ﷺ کی صحابہ

(۱) المائدہ ۳ آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام کامل کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر دیا۔

Marfat.com

کرام علیہم من الرضوان سے چھ (۶) ہجری کو ہوئی۔

اسی بناء پر اس حقیر فقیر خاکپائے صغیر وکبیر عاصی وجانی نے دست ارادت دبیعت گنج انوار، مخزن اسرار، پیشوائے شریعت، رہنمائے حقیقت، مخزن معرفت، بحرعرفان، حافظ قرآن، **حضرت حافظ محمد بنی اسرائیلی سٹر بنی** قدس اللہ سرہ و برد اللہ مضجعہ کے دست حق پرست کی طرف بڑھایا اور ان کی کفش برداری کے فیضان سے دو سلسلوں کی اجازت، ایک عالیہ نقشبندیہ طیفوریہ صدیقیہ اور دوسری متبرکہ عالیہ قادریہ جنیدیہ سے مشرف ہوا، ان کی وفات ماہ ربیع الثانی، شب پنجشنبہ، چھبیس (۲۶) ماہ، مذکورہ وقت عشاء، بارہ سو چھ (۱۲۰۶ھ) ہوئی، مزار مبارک ان کا کلہ ڈیر میں ہے، جو توابع عمرزئی علاقہ ہشت نگر سے ہے۔ انہوں نے

محمد صدیق بشونڑیؒ سے جو بونیر کے قصبات میں سے ایک قصبہ ہے، اجازت حاصل کی، ان کی وفات سات (۷) شعبان، شب پنج شنبہ، بعد از نماز عشاء ہے، مزار مبارک وہاں پر ہی ہے، ان کو اجازت تین (۳) جانب سے حاصل تھی، ایک **حضرت شیخ جنید پشاوری** قدس اللہ سرہ اور جن کا ذکر آخر میں آئے گا، دوسرے **اخوند محمد شاہ سدومی** قدس اللہ سرہ العزیز، ان کو **محمد نعیم کامہ** سے اور کامہ ایک گاؤں ہے ننگرہار (افغانستان) کے علاقہ میں ان کو **شیخ بہادر کوہاٹی** قدس اللہ سرہ، ان کو **شیخ مامون یوسف زئی**، ان کی قبر مبارک تہکال جو پشاور کے قصبات سے ہے، ان کو **شیخ آدم بنوری** قدس اللہ سرہ، ان کو **شیخ احمد کابلی** (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سرہ سے اجازت

Marfat.com

حاصل ہے، قبر مبارک ان کی سرہند میں ہے، آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، حنفی مذہب ہیں، سرہند میں سکونت اختیار کی، آپ کی وفات ایک ہزار چونتیس (۱۰۳۴ھ) ہے، مدت عمر شریف ترسیٹھ (۶۳) سال ہے، تیسری جانب **اخوند مومن گگروی** قدس اللہ سرہ سے ہے، گگر ایک قصبہ ہے پشاور کے قصبات سے، قبر مبارک ان کی وہاں پر ہی ہے، یہ دونوں صاحب علوم ظاہری اور باطنی میں شریعت وطریقت سے آراستہ وپیراستہ ہیں، ان کو **شیخ شہباز** قدس اللہ سرہ سے اجازت حاصل ہے، ان کو **شیخ حبیب** صاحب قدس اللہ سرہ سے اجازت حاصل ہے، دونوں حضرات پشاور میں ایک ہی روضہ میں مدفون ہیں، ان کو **شیخ فریدالدین** ابن اخوند پنجو علیہ الرحمتہ سے اجازت حاصل ہے، ان کی قبر اجمیر میں ہے، جو خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے جوار میں ہے، ان کو **شیخ آدم بنوری** رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت حاصل ہے، ان کو زیارت حرمین شریفین کی حاصل ہوئی۔ جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے عرض کیا ''**السلام علیک یارسول اللہ** آواز آئی **علیک السلام یا ولدی**'' اور دولت مصافحہ سے سرفراز ہوئے، ان کا قول ہے کہ مصافحہ کے وقت جب میں نے نظر کی تو قیامت تک میرے متبعین کی روحیں نظر آئیں اور ہر ایک کے ہاتھ پر حضور ﷺ کا ہاتھ نظر آیا، حضور ﷺ نے خطاب فرمایا، جس نے تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیا، اس نے میرے ہاتھ میں ہاتھ دیا، ان کی قبر جنت البقیع میں حضرت عثمان ابن عفان کے مزار کے جوار میں ہے، انہوں نے **شیخ احمد کابلی** رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت حاصل کی، وفات کے احوال اور تاریخ مذکور

Marfat.com

ہو چکے ہیں، انہیں سلسلہ شریفہ چشتیہ کی اجازت **خواجہ عبدالاحد** صاحب (والد ماجد) قدس اللہ سرہ سے ہے۔ ان کو **عبدالقدوس گنگوہی** قدس اللہ سرہ سے ہے، گنگوہی توابع دہلی سے ہے۔ ان کو **خواجہ محمد عارف** قدس اللہ سرہ سے ہے اوران کو اپنے والد **خواجہ احمد عبدالحق** قدس اللہ سرہ سے ہے، ان کو **جلال الدین** پانی پتی قدس اللہ سرہ سے ہے اوران کو **خواجہ علی احمد صابر** قدس اللہ سرہ سے ہے، ان کو :

شیخ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ سے ہے، ان کا نام فریدالدین مسعود والد جمال الدین سلیمان، کابل سے سلطان شہاب الدین غوری جو سلطان محمود کا بھانجا تھا ان کے عہد حکومت میں کھوتوال میں ملتان کی طرف سے آئے، اطراف ملتان میں کھوتوال نام کا ایک قصبہ ہے ان کے نام کی خدمت قضا مقرر ہوئی، وہاں تین فرزند پیدا ہوئے، بڑا عزیز محمود، منجھلا فرید الدین مسعود، چھوٹا نجیب الدین محمود، سلسلہ نسب پدری فاروق اعظمؓ سے ملتا ہے، والدہ، مولائی وجیہ الدین خجندی کی لڑکی ہیں، کمال وعصمت میں صاحب کرامات تھیں، ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ایک شب حضرت کی والدہ مبارکہ عبادت تہجد میں مشغول تھیں، گھر میں چور آیا، ان حمیدہ خصال کی ہیبت سے یکا یک نابینا ہوگیا، چاہا کہ گھر سے نکل جائے، اندھا ہونے کی وجہ سے راہ نہ پاسکا، آواز دی کہ میں چور ہوں اور چوری کے لئے اس گھر میں داخل ہوا، یہاں کون ہے جن کی ہیبت میں اندھا ہوگیا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر نظر لوٹ

Marfat.com

آئے پھر چوری نہ کروں گا اور کفر چھوڑ کر مسلمان ہو جاؤں گا حضرت شیخ کی والدہ نے سن کر بینائی کے لئے دعا فرمائی، حق تعالیٰ نے بینائی لوٹا دی اور جب دن روشن ہوا وہ شخص زن وفرزند کے ساتھ لسی کا بھرا ہوا برتن لئے حاضر ہوا اور کہا میں وہی چور ہوں جو گذشتہ شب اس گھر میں چوری کے لئے حاضر ہوا اور ایک بابرکت بی بی یہاں نماز پڑھ رہی تھیں اور میں نے عہد کیا اگر میری بینائی لوٹ آئے ہرگز چوری نہ کروں گا، حق تعالیٰ کے حکم سے میں انکھیارا ہو گیا، اب اہل وعیال کے ساتھ مسلمان ہو کر آیا ہوں چنانچہ وہ بھی صالحین سے ہوا اور بہت خدمت کرنے لگا، اس کی قبر بھی اسی قصبہ میں ہے، لوگ مزار پر حاضر ہو کر برکت حاصل کرتے ہیں اور وہ شیخ عبداللہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت سلطان المشائخ کے والد بزرگوار کی قبر اور حضرت عزیز الدین بن محمود (بڑے بھائی) کی قبر بھی اسی قصبہ میں ہے اور سید العارفین حضرت شیخ گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ صائم الدھر تھے، بیماری اور صحت میں روزہ رکھتے تھے، گنج شکر نام پڑنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے سات (۷) دن سے کچھ کھایا نہ تھا، ضعف کا غلبہ تھا، پیر کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے روانہ ہوئے، راستہ میں کمزوری کی وجہ سے پاؤں لڑکھڑا گئے اور آپ زمین پر گر پڑے، دہن (منہ) مبارک میں کچھ مٹی داخل ہوئی تمام شکر ہوئی، وہاں سے اٹھ کر پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت خواجہ نے فرمایا مٹی جو آپ کے منہ میں پڑ کر شکر ہوئی حق تعالیٰ نے آپ کے وجود کو گنج شکر کیا، جب پیر کی خدمت سے باہر آئے جو بھی دیکھتا، گنج شکر، کہتا کہتے ہیں کہ ایک مرید کی تدفین میں شریک ہوئے، جب

Marfat.com

لوگوں نے دفن کیا، آپ کا رنگ متغیر ہوا، پھر اصلی حالت پر ہوا، لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت کیا بات تھی، فرمایا گناہگار تھا، شفاعت میں مصروف ہوا، ابھی میں نے پوری بات بھی نہ کی تھی کہ خواجہ قطب صاحب پہنچے، ان کی بات پوری ہونے سے پہلے حضرت معین الدین صاحب پہنچے، ان کی بات پوری ہونے سے پہلے شیخ عثمان ہارونی کے نعلین کی آواز سنائی دی، ملائکہ پر غائبانہ آواز آئی کہ دیوانہ الٰہی کی نظر سے جل جاؤ گے، جلدی چلے جاؤ، حاضرین نے عرض کیا کہ یہ سلسلہ کب تک جاری رہتا فرمایا حضور علیہ السلام تک ہی معاملہ ہوتا، منقول ہے کہ حضرات خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے، حضرت خواجہ نے ان کے متعلق فرمایا کہ بختیار نے شہباز عظیم کو اسیر کیا، منقول ہے کہ ایک دن پٹنہ کا بادشاہ شکار کھیلنے لگا، صحرا میں اس نے ایک پھولدار درخت دیکھا، حکم دیا کہ جڑوں سے اسے اکھیڑ دیا جائے، جب زمین کھودی گئی، وہاں گھر معلوم ہوا، جب گھر کو ویران کیا گیا، معلوم ہوا کہ وہاں ایک جوگی بیٹھا ہے اور اس درخت کی جڑیں اس کے پیالہ میں ہیں، بادشاہ اس کا معتقد ہوا حضرت فرید جب ان اطراف میں پہنچے ایک گوشہ میں بیٹھے، اس وقت تمام لوگوں کی نظریں جوگی پر جمی ہوئی تھیں، کہتے ہیں اسی محلہ میں ایک شخص کی دودھ دینے والی گائے دودھ نہ دیتی تھی، شیخ کے پاس جو گوشہ میں بیٹھے تھے، آیا اور کہا دعا فرمائیں کہ گائے دودھ دے، شیخ نے دعا کی، گائے دودھ دینے لگی، اہل محلہ نے رجوع کیا، جو بادشاہ کو معلوم ہوا، بادشاہ نے شیخ کی دعوت کی، شیخ علیہ الرحمتہ حاضر ہوئے، فرمایا کہ مسلمانوں کو یہ لائق ہے کہ حضور علیہ السلام کے دین کو تبدیل کریں؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ جوگی اس قسم کی کرامت رکھتا ہے، اگر آپ کی امداد

Marfat.com

شامل حال ہو، تو اس سے پھر جائیں گے، شیخ نے کہا، حق تعالیٰ آسانی پیدا کرے گا، جب جوگی پہنچا، شیخ سے پوچھا، آپ کون ہیں، شیخ نے فرمایا، میں اس ولایت کا متصرف ہوں، جوگی نے کہا کہ مجھے آپ سے مسئلہ اور حجت قائم کرنے کا کام نہیں بلکہ خرق عادت سے ہے، جوگی اپنے مصلیٰ پر بیٹھ کر ہوا میں اڑنے لگا، شیخ نے اپنی دونوں جوتیاں ہوا میں پھینک دیں، جوگی اڑتے اڑتے نظر سے غائب ہوا، جوتیاں سر پر لگیں، نیچے اتر آیا، پھر شیخ ہوا میں اڑا، جوگی بھی پیچھے ہوا میں اڑا، جوگی کچھ دیر بعد نیچے اتر آیا، اس کے اترنے کے بعد شیخ اتر آئے، جوگی قدموں میں گر پڑا اور توبہ کر کے مسلمان ہوا، لوگوں نے حال پوچھا، جوگی نے کہا ریاضت کی وجہ سے پہلے آسمان تک پہنچا، اوپر راہ نہ ملی، شیخ عمل اور ایمان کی برکت سے مجھ سے اوپر جا کر بہشت کے کنگروں تک پہنچا، تمام لوگوں پر اس کا اثر ہوا اور ایمان میں تازگی آئی شیخ فی الحال وہاں پر آسودہ ہیں۔ دوسرا قول گنج شکر سے ملقب ہونے میں یہ ہے کہ ایک دن شکر کے بار آپ پر گزر رہے تھے، پوچھا کیا ہے، ایک شخص نے ان لوگوں سے جواب دیا، مٹی، فرمایا ہو جائے، اس کے ایک عرصہ بعد جو دیکھا، تو سب خاک تھا، کچھ عرصہ بعد پھر اسے لائے، شیخ نے پوچھا کیا ہے، کہا شکر، فرمایا ہو جائے، مٹی شکر بن گئی، منقول ہے کہ شیخ فرید الدینؒ اور شیخ بہاؤ الدینؒ دونوں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے پاس روانہ ہوئے، سید جلال بخاریؒ اور شہباز قلندرؒ بھی ساتھ تھے، جب پہنچے، شیخ فرید کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ کیا بات ہے کہ شیخ شہاب الدینؒ کا سینہ عورتوں کے مانند بڑا ہے، بات کیا ہے، حضرت شہاب الدین نے معلوم کر کے چاروں کو ایک مرغ دیا اور کہا کہ وہاں ذبح کرنا جہاں کوئی نہ ہو، تینوں نے مرغ ذبح کئے اور شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ لوٹ کر

Marfat.com

بغیر ذبح کئے واپس ہوئے اور کہنے لگے کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی نہ ہو، تب شیخ شہاب الدین نے ان سے فرمایا، جاؤ مردان خدا کی طلب کرو، میرے ساتھ آپ کا کوئی کام نہیں۔ نہ کام پورا کرسکتا ہوں، شیخ فرید نے عرض کیا، آپ ہی بتلائیں، فرمایا، قطب عالم کے پاس جاؤ، آپ کی ولادت قصبہ کتوال ضلع ملتان میں ہے، وفات منگل کے دن پانچ (۵) محرم، چھ سو ساٹھ (۶۶۰) ہجری ہے پچانوے (۹۵) سال مدت حیات، مزار مابین لاہور و ملتان پٹن میں ہے۔

انہوں نے:

خواجہ قطب الدین اوشی کاکی قدس اللہ سرہ سے اجازت

حاصل کی، ان کا نام بختیار ابن احمد بن موسیٰ، مولد ان کا اوش فرغان ہے، جو آذربیجان کے توابع میں ایک قصبہ ہے، کاکی کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نے دہلی میں اقامت اختیار کی، کسی سے تحفے قبول نہیں کرتے تھے چونکہ خود ہمیشہ مستغرق رہتے، لہذا فرزندوں کی معیشت عسرت (تنگی) میں گزرتی۔ ایک بقال ہمسایہ تھا، کبھی کبھی کچھ اس سے قرض لے کر گزر اوقات کرتے، ایک دن بقال کی بیوی نے کہا، اگر میرا پڑوس نہ ہوتا، تو آپ لوگوں کا انجام بلاکت پر ہوتا، یہ بات گھر والوں پر گراں گزری، عہد کیا کہ اب اس سے قرض نہ لیں گے۔

ایک دن یہ بات حضرت خواجہ کے گوش گزار کی، فرمایا، اس کے بعد اس سے ہرگز قرض نہ لینا، ضرورت پڑنے پر حجرہ کی طاق میں ہاتھ ڈال کر پکی ہوئی روٹیاں ضرورت کے مطابق اٹھا کر اپنے صرف میں لایا کرو، پھر جب ضرورت ہوتی، اس طاق سے پکی ہوئی روٹیاں اٹھا لاتے، حضرت خواجہ قطب

Marfat.com

الدین اکثر سماع فرماتے، اس طرح سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں سید الطائفہ جنید بغدادی نے فرمایا ہے، جیسے شیخ الاسلام کا قول ہے، ذوالنون مصری اور شیخ شبلی اور سلطان المشائخ سے سلسلہ میں اوپر کے بزرگ بھی خانقاہ شیخ عالی سنجانی میں مجلس سماع تھی، صاحب حال درویش اور اہل کمال حاضر تھے، خواجہ قطب الدین اس مجلس میں حاضر تھے، قوالوں نے شیخ احمد جام کا یہ شعر پڑھا۔

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زمان از غیب جانے دیگر است
منزل عشقت مکانے دیگر است — مرد ایں رہ رانشانے دیگر است
معرفت درجبہ ودستار نیست — آں عزیزاں رانشانے دیگر است
تیر عشقت را کہ برجانم رسید — از کمانے پہلوان دیگر است
برسر بازار جان عاشقان — ہر متاعے را دکان دیگر است
کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زمان از غیب جانے دیگر است
احمد! تو ھم دریں رہ ہوش دار — کیں جرس را کاروانے دیگر است

حضرت خواجہ کی حالت متغیر ہوئی، بے ہوش ہو گئے، حاضرین مجلس مشائخ میں سے قاضی حمید الدین اور شیخ بدر الدین غزنوی ان کو گھر لائے، قوالوں کو طلب کیا، قوال وہی بیت تکرار کرنے لگے، حضرت خواجہ سماع فرماتے، تین شب روز یہی حالت رہی، یہاں تک کہ حالت بدل گئی، دوشنبہ کے دن، چودہ (۱۴) ربیع الاول، چھ سو تینتیس (۶۳۳) ہجری کو رحلت ہوئی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور ان کا وصال ایک ہی سال میں ہوا، مزار مبارک پرانی دہلی میں ہے۔

ان کو اجازت:

خواجہ معین الدین چشتی سے حاصل ہے، ان کی اصل بجستان سے

Marfat.com

ہے، نشو ونما دیار خراسان میں ہوئی، والد بزرگوار کا نام غیاث الدین حسن ہے سادات حسنی میں سے ہیں، شیخ عثمان ہارونی کے مرید ہیں، ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کے لانے والے ہیں، شیخ عثمان ہارونی نے آپ کے متعلق فرمایا کہ ہمارا معین الدین محبوب خدا ہے اور مجھے اس کی مریدی پر فخر ہے، وہ قطب وقت اور صاحب تصرف ہیں، اہل ہند نے آپ کی خدمت میں رجوع کی، جمیع علوم ظاہری اور باطنی میں یکتائے زمانہ تھے، آپ کے خوارق عجیب وغریب جو آپ سے ظاہر ہوئے، بے شمار ہیں، کہتے ہیں جب حق تعالیٰ نے توفیق توبہ سے نوازا، املاک واسباب درویشوں کو بانٹ دی اور سمرقند بخارا گئے، وہاں قرآن مجید حفظ کیا اور علوم حاصل کئے، وہاں سے عراق عرب کا ارادہ کیا، جب قصبہ ہارون پہنچے، جوان اطراف میں ہے، شیخ عثمانی ہارونی کی خدمت میں بیس (۲۰) سال تک رہے، حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے دور سیاحت میں اکثر مشائخ کبار سے ملاقات کی ہے، چنانچہ غوث الثقلین کی خدمت میں پانچ (۵) ماہ سات (۷) دن رہے، قسم قسم کے فوائد حاصل کئے، شیخ نجم الدین کبریٰ سے سنجار میں اور خواجہ ابو یوسف سے ہمدان میں اور شیخ ابو سعید تبریزی سے تبریز میں اور شیخ حسن زنجانی سے لاہور میں ملاقات ہوئی، بلخ سے لاہور آئے، وہاں سے دہلی اور دہلی سے اجمیر میں رہنا اختیار کیا، ایک جماعت کثیرہ ان کی قدوم کی برکت سے مشرف بہ اسلام ہوئی، فتوح ونیاز حضرت کی خدمت میں لاتے، اب بھی وہاں کے کفار زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور نذرانہ روضہ کے خدام کو دیتے ہیں، ولادت پانچ سو سینتیس (۵۳۷) ہجری، وفات سینچر کے دن چھ (۶) رجب چھ سو تینتیس (۶۳۳ھ) ہے، ایک روایت تین (۳) ذوالحجہ سال

Marfat.com

مذکور کی ہے، صحیح پہلا قول ہے، حضرت خواجہ کی رحلت کے بعد پیشانی پر لکھا پایا گیا "
هذا حبيب الله مات في حب الله "مدت عمر ایک سو
چار (۱۰۴) [1] سال، مزار مبارک اجمیر شریف میں ہے۔ انہوں نے :
خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ سے اجازت پائی، وہ مرید حاجی شریف زندہ جانی کے ہیں، خواجہ ہارونی قطب وقت اور یکتائے زمانہ تھے، حضرت خواجہ معین الدین سے منقول ہے کہ ایک دن شیخ عثمان ہارونی ایام سیاحت میں ایسے مقام پہنچے جو مجوسیوں کا مسکن تھا، وہاں آتش کدہ تھا، جس میں روزانہ بیس بیل گاڑیوں سے لکڑیاں لا کر جلاتے تھے، آگ کو بجھنے نہ دیتے، شیخ نے دریافت کیا کہ آگ سے کیا فائدہ، خدا کی عبادت کیوں نہیں کرتے، آگ تو مخلوق ہے، انہوں نے جواب دیا، ہم آگ کی تعظیم کرتے ہیں، شیخ نے فرمایا، ہاتھ پاؤں آگ میں رکھ دو، انہوں نے جواب دیا کہ آگ کی خاصیت جلانا ہی ہے، کس کو قدرت جو اس کے قریب جائے، حضرت نے ایک مجوسی بچہ بغل میں لیا اور "بسم الله الرحمن الرحيم يا نار كوني بردا وسلما على ابراهيم" (ترجمہ: اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ابراہیم پر) آخر تک پڑھی اور آگ میں داخل ہوئے، چار گھڑی اس میں ٹھہر کر باہر نکل آئے، ان کے کپڑوں اور بچہ کو کوئی نقصان اور تکلیف نہ پہنچی، اس کرامت کو دیکھ کر تمام پارسی عاجز ہوئے اور تمام مشرف بہ اسلام ہوئے، بچہ اور اس کی والدہ زمرۂ اولیاء سے ہوئے اور حضرت خواجہ معین الدین نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کے ایسے دوست بھی

---

(۱) جب خواجہ کی ولادت ۵۳۷ھ ہوئی اور وفات ۶۳۳ھ ہوئی اس حساب سے مدت عمر چھیانوے (۹۶) سال ہے۔ نہ کہ ایک سو چار (۱۰۴)

Marfat.com

ہیں کہ اگر دنیا ان کی نظر سے ایک ساعت محجوب ہو جائے تو فنا ہو جائیں اور یہ بھی شیخ نے فرمایا ہے کہ تین باتیں جس شخص میں ہوں، وہ حق تعالیٰ کا دوست ہے، سخاوت دریا جیسی، شفقت آفتاب جیسی، تواضع زمین جیسی، ان کی وفات سولہ (۱۶) شوال [1] ہے اور مزار مکہ معظمہ میں۔ انہوں نے:

حاجی شریف زندہ جانی رحمتہ اللہ علیہ سے (مرید خواجہ مودود چشتی) سے اجازت حاصل کی، منقول ہے کہ ایک شخص نے سلطان سنجر کو بعد از وفات خواب میں دیکھا، پوچھا حق تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا، کہا حکم ہوا کہ عذاب کے فرشتے دوزخ لے جائیں، اسی اثناء میں حکم ہوا کہ فلاں روز دمشق میں اس نے حاجی شریف زندہ جانی سے ملاقات کی تھی، اس کی برکت سے میں نے بخش دیا، ان کی وفات چھ (۶) رجب، چھ سو بارہ (۶۱۲) ہجری ہے۔ ان کو:

خواجہ مودود چشتی سے اجازت حاصل ہے، آپ کا لقب قطب الدین ہے، سات (۷) سال کی عمر میں قرآن پاک قراءت کے ساتھ پورا یاد کرلیا، پھر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے، چھبیس سال کی عمر جب ہوئی، آپ کے والد خواجہ یوسف نے وفات پائی، ان کی وصیت کے مطابق آپ ان کے جانشین ہوئے، خصال حمیدہ اور افعال پسندیدہ سے موصوف ومعروف تھے اور وہاں کے لوگ آپ کے معتقد تھے، آپ اگرچہ اپنے والد کے مرید تھے، لیکن والد کی وفات کے بعد شیخ الاسلام احمد جام جب ہرات تشریف لائے، صحبت سے باریاب ہونے کے بعد حضرت خواجہ مودود نے ان کی خدمت میں اپنے

(۱) آپ کی وفات ۵ شوال ۶۱۷ھ ہے۔

Marfat.com

خلوص وعقیدت کا اظہار کیا، حضرت شیخ احمد جام نے ان کا ہاتھ لے کر اپنے مسند پر بٹھایا اور تین مرتبہ فرمایا ''بشرط علم'' تین دن حضرت شیخ جام کے پاس رہے اور بہت فائدے حاصل کئے۔ سلسلہ چشتیہ خواجہ مودود کو حضرت شیخ احمد جام سے بھی ملتی ہے، شیخ جام کے مناقب کتاب کے آخر میں بیان ہوں گے۔ ان کی وفات اول رجب، پانچ سو ستائیس (۵۲۷) ہجری کو ہوئی۔ ان کا مزار مبارک خواجہ چشتی کے جوار میں ہے۔ انہوں نے اپنے والد:

خواجہ یوسف بن محمد سمعان قدس اللہ سرہ سے اجازت حاصل

کی، ان کا لقب ناصر الدین ہے، خواجہ محمد ابن خواجہ ابو احمد چشتی کے بھانجے اور مرید ہیں، کہتے ہیں کہ خواجہ محمدؒ کی ایک ہمشیرہ تھی، جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہر وقت مشغول رہتی، خواجہ محمد نے اپنے والد بزرگوار خواجہ ابو محمد کو خواب میں دیکھا، جو کہتے تھے کہ ولایت شام میں ایک شخص محمد سمعان نام کے ہیں، جو عالم اور صالح ہیں، اپنی ہمشیرہ کا عقد ان سے کرنا، خواجہ نے ان کو طلب کر کے ہمشیرہ کا عقد ان سے کیا، خواجہ یوسف ان سے چشت میں پیدا ہوئے، آخر عمر میں سکر وحیرت کے غلبہ سے یہ حالت ہوگئی تھی کہ خادم وضو کا پانی ان کے ہاتھ پر ڈالتا، اثنائے وضو میں خود سے غائب ہوتے، کچھ دیر اسی مغیبت میں رہتے، پھر حاضر ہوتے اور وضو پورا فرماتے، آپ کا وصال چار ربیع الاول، چار سو پچاس (۴۵۰) ہجری [1] کو ہوا، مدت حیات چوراسی (۸۴) سال ہے، ان کی قبر چشت میں ہے، وفات کے وقت اپنے بڑے بیٹے خواجہ قطب الدین مودود کو اپنا قائم مقام بنایا۔ انہوں نے:

(۱) تاریخ وصال ۴۵۹ھ درست ہے۔ مرآۃ الاولیا صفحہ نمبر ۱۲۰۔ حاشیہ الف

Marfat.com

خواجہ محمد چشتی جو مرید و فرزند خواجہ ابو احمد چشتی کے ہیں، اجازت حاصل کی علوم دینی کی تحصیل اور معارف یقینی سے بہرہ اندوز ہیں، زہد و ورع میں آپ کو کمال تھا، کہتے ہیں جہاد سومنات میں محمود ابن سبکتگین کے ہمراہ ستر (۷۰) سال کی عمر میں شریک ہوئے اور آپ کی قدوم کی برکت سے فتح سومنات آسان ہوئی، آپ کا وصال رجب کی پہلی تاریخ، چار سو پندرہ (۴۱۵) ہجری کو ہوئی۔ انہوں نے:

خواجہ ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے جو سر حلقہ خواجگان چشت ہیں، اجازت حاصل کی اور سلطان فرستاقہ کے، جو شرفائے چشت سے ہیں، لڑکے ہیں، مرید شیخ ابو اسحاق شامی کے ہیں، جب شیخ ابو اسحاق چشت پہنچے، خواجہ ابو احمد ان کے مرید ہوئے، نقل ہے کہ ایک دن خواجہ ابو احمد بیس (۲۰) سال کی عمر میں اپنے والد سلطان فرستاقہ کے ساتھ شکار پر گئے، شکار کے پیچھے لگ کر پہاڑ تک پہنچے دیکھا کہ چالیس اولیاء اللہ ایک چٹان پر کھڑے ہیں، ابو اسحاق شامی بھی اسی جماعت میں ہیں، حالت بدل گئی، گھوڑے سے اتر کر ابو اسحاق شامی کے پاؤں میں گرے، گھوڑا اور سلاح سب کچھ چھوڑ دیا، صوف کا لباس پہن کر ان کے ساتھ ہو گئے، والد اور لوگوں نے بہت جستجو کی نشان نہ پایا، چند دن بعد معلوم ہوا کہ شیخ ابو اسحاق کے ساتھ فلاں مقام پر ہیں، والد نے لانے کے لئے لوگوں کو بھیجا، بہت نصیحت اور سعی و کوشش کی، مگر انہوں نے نہ مانی اور واپس نہ ہوئے، کہتے ہیں کہ ان کے والد کا خم خانہ تھا ایک دن فرصت پا کر وہاں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر کے خموں کو توڑ دیا، والد نے ڈانٹا اور ایک بڑا پتھر اٹھا کر چاہا کہ بالا خانہ کی کھڑکی سے ان کو ماریں، کھڑکی بند ہوئی اور پتھر اس میں

Marfat.com

اٹک گیا، جب والد نے یہ حالت دیکھی، ان کے ہاتھ پر توبہ کی، اس قسم کی کرامات اور خوارق عادات آپ کے ہاتھ پر بہ کثرت ظہور میں آئے، جن کی تفصیل سے قاصر ہیں، آپ کی ولادت دو سو ساٹھ (۲۶۰) ہجری میں ہوئی اور وفات دس جمادی الاخری، تین سو پچپن (۳۵۵) ہجری کو ہوئی، آپ کی قبر چشت میں ہے۔ انہوں نے:

خواجہ ابو اسحاق شامی سے جو اپنے زمانہ کے آفتاب تھے، اجازت حاصل کی، آپ کی وفات چودہ ماہ ربیع الآخر (۳۲۹ھ) کو ہوئی، آپ کا مزار عکہ مضافات شام میں ہے۔ انہوں نے:

شیخ علو دینوری رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت پائی اجل مشائخ سے اور صاحب علوم ظاہری و باطنی تھے اور خوارق کرامات عجیب ان سے سرزد ہوئیں، مشہور ہے کہ جس دن سے پیدا ہوئے تمام عمر صائم الدھر رہے، بچپن ہی میں دودھ نہیں پیتے تھے، ان کی وفات چودہ (۱۴) محرم[1] کو ہوئی، تذکرہ الاصفیاء اور مشائخ چشت کے بعض شجروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علو دینوری اور ممشاد دینوری دونوں ایک ہیں اور شیخ ممشاد علو دینوری لکھتے ہیں لیکن نفحات الانس اور بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علو دینوریؒ، شیخ ممشاد دینوریؒ کے علاوہ ہے اور شیخ ممشاد دینوری کو بھی اجازت دو (۲) جانب سے ہے، ایک سید الطائفہ سے، دوسرے خواجہ ہبیرہ بصری سے، شیخ علو دینوریؒ کو:

ھبیرہ بصری سے اجازت حاصل ہے، ان کی اصل بصرہ سے ہے، اکابر وقت سے تھے اور صاحب خوارق اعلیٰ اور مقامات علیا ہیں ان کی تاریخ

(۱) ۲۹۹ھ نفحات الانس رسالہ قشیریۃ

Marfat.com

وفات اٹھارہ (۱۸) ماہ شوال [۱] ہے، انہوں نے:

خواجہ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت پائی، مرعش شام کے اطراف میں ایک شہر ہے، مشائخ متقدمین سے ہیں، ان کی وفات چودہ [۲]، ماہ شوال کو ہوئی۔ انہوں نے:

سلطان ابراھیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت پائی، ان کی کنیت ابواسحاق، والد کا نام ادھم ابن سلیمان بن منصور بلخی ہے، یہ شہزادوں سے ہیں، اوائل میں بادشاہ تھے، جوانی میں توبہ کی، کہتے ہیں ایک رات سوئے تھے، آدھی رات میں چھت کو حرکت ہوئی، پوچھا کون ہے، جواب ملا، اپنے گم شدہ اونٹ کو طلب کر رہا ہوں، انہوں نے کہا کہ چھت پر اونٹ کا کیا کام جسے طلب کر رہے ہو، اس شخص نے کہا اے غافل حق تعالیٰ کو تخت پر ریشمی لباس میں طلب کرتے ہو، یہ بات تو اس سے بھی عجیب تر ہے، اس بات سے سلطان کے دل میں ہیبت بیٹھ گئی متفکر ہوا، دوسرے دن اعیان حکومت اپنی اپنی جگہ استادہ تھے، ناگاہ ایک باہیبت شخص دروازہ سے داخل ہوا، جس کو کوئی منع نہ کر سکا، سلطان کے تخت کے سامنے آیا، لوگوں نے دریافت کیا، کیا خواہش ہے، اس نے کہا، اس سرائے میں ٹھہرنا چاہتا ہوں، لوگوں نے کہا، یہ سرائے نہیں، یہ امیر کا گھر ہے، اس نے کہا، اس میں پہلے کون تھا، سلطان نے کہا، میرا باپ، کہا اس سے پہلے، لوگوں نے کہا ان کے والد، کہا اس سے پہلے، کہا اس کا والد، اسی طور سے چند آدمیوں کا نام لیا، کہا یہ سرائے نہیں تو کیا ہے، ایک آتا ہے، ایک جاتا ہے،

---

(۱) دوسو ستاسی (۲۸۷ھ)

(۲) ۲۰۲ھ تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۴۶ یا ۲۰۷ھ طبقات الکبری صفحہ نمبر ۱۳۱ بحوالہ مرآۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۲۳ حاشیہ (ب)

Marfat.com

اس بادشاہ تک، یہ کہہ کر وہ چلا گیا، بادشاہ جلدی اس کے پیچھے روانہ ہوا، اور اضطراب کے عالم میں اس سے پوچھا، آپ کون ہیں، اس نے جواب دیا، میں خضر ہوں، ان کے دل میں اثر عظیم پیدا ہوا، اور صحرا کی طرف چل دیا، ہاتف سے آواز آئی کہ جاگ پیشتر اس کے کہ موت جگائے، اسی طور سے چند مرتبہ آواز آئی، اچانک ہرن نظر آیا، سلطان نے خود کو اس سے مشغول کیا، ہرنی گویا ہوئی، حق تعالیٰ نے مجھے آپ کو شکار کرنے کے لئے بھیجا ہے، آپ مجھے شکار نہیں کر سکتے، سلطان کی حالت تبدیل ہوئی، پہنے ہوئے کپڑے اتار دیئے اور سلطنت ترک کر کے طریقت میں داخل ہوئے، مکہ معظمہ میں امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ اور یوسف عنوانی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے کسب علوم کیا اور حضرت امام ان کو سید انام فرماتے تھے

سید الطائفہ قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ ابراھیم رحمتہ اللہ علیہ اس طائفہ کے علماء کے کلید ہیں، حضور ﷺ کی صحبت میں حضوری نصیب ہوئی، فضیل ابن عیاض سے خرقہ ارادت حاصل کیا، تمام عمر اپنے کسب سے کھاتے تھے، ان کی وفات سولہ (۱۶) جمادی الاولیٰ، ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ہجری ہے، ان کی قبر شام میں ہے اور ایک روایت میں بغداد میں ہے، پہلا قول اصح ہے۔ انہوں نے:

فضیل ابن عیاض

سے اجازت حاصل کی، ان کی کنیت ابو علی ہے اور اصل کوفہ سے ہے اور بعض کا قول ہے خراسان اطراف مرو میں اور بعض کہتے ہیں ان کی ولادت سمرقند میں ہوئی اور نشو ونما وہاں ہوئی اور یہ بھی کہا گیا کہ بخاری الاصل ہیں اور شاگرد امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں، ابراھیم ابن ادھم

Marfat.com

اور بشر حافی اور سفیان ثوری اور داؤد طائی کے معاصر ہیں، ان کی قبر مکہ معظمہ میں ہے،[1] انہیں:

خواجہ عبد الواحد ابن زید قدس اللہ سرہ سے اجازت ہے، جن کی اصل بصرہ سے ہے اور مرید حسن بصری، شاگرد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں ان کی وفات ستائیس (۲۷) صفر، ایک سو ستر (۱۷۰ھ) کو ہوئی۔ انہیں:

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل ہے، ان کی کنیت ابو سعید ہے، یہ موتی بیچا کرتے تھے، اسی وجہ سے ان کو حسن لؤلؤی بھی کہتے ہیں، سمندر سے موتی لا کر روم لے جاتے، روم کے ایک بڑے رئیس سے واقفیت تھی، موتی ان کے گھر میں رکھ دیتے تھے، ایک دن اس نے کہا کہ ہمارے بادشاہ آج بیابان کی سیر کو جاتے ہیں، اگر آپ کی خواہش ہو تو ہمارے ساتھ چلے جائیں، امام حسن بھی گئے، بیابان میں ایک بہت بڑا خیمہ دیکھا، پہلے چار ہزار (۴۰۰۰) خوبصورت کنیزیں، جن میں ہر ایک کے ہاتھ میں طبق تھا، اس خیمہ سے لوٹ کر واپس ہوئے، پھر چار ہزار (۴۰۰۰) سفید ریش مردوں نے خیمہ کے چکر لگائے اور واپس لوٹ گئے، پھر بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) طبیب خیمہ سے لوٹ کر واپس ہوئے، پھر بادشاہ بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) جوانوں کے ساتھ خیمہ میں داخل ہوا، اس کا واقف افسر بھی ان میں تھا، بادشاہ نے کہا اے فرزند! اگر بہت خزانہ دینے سے تمہاری نجات ہوتی، میں دیتا، جیسے تم کو معلوم ہوا، اگر سفید ریش کی آبرو سے نجات ہو سکتی، تو میں ان کو بھی لایا، اگر طبیبوں کے طب سے فائدہ ہو سکتا، تو میں ان کو بھی لایا، اگر لڑائی سے نجات پا سکتے، تو میں اس میں

(۱) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ماہ محرم، ایک سو ستاسی (۱۸۷) ہجری میں ہوئی۔

Marfat.com

بھی کمی نہ کرتا، اگر عاجزی سے کام ہو سکتا، میں اس کو بھی کرتا، لیکن معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے، جوان میں سے کسی چیز کو قبول نہیں کرتا، بادشاہ کے باہر آنے کے بعد امام حسن رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے، اس نے کہا بادشاہ کا ایک بیٹا انتقال کر چکا ہے، ہر سال بادشاہ اس کے پاس یہ معاملہ کرتا ہے، امام حسن رحمتہ اللہ علیہ وہاں سے روانہ ہوئے اور اس سے کہا کہ میرے موتیوں کے بوجھ اللہ کے راستہ میں تصدق کر دینا، میں ایسے خدائے قادر و توانا کو جو یہ سب چیزیں قبول نہیں کرتا، کیونکر چھوڑ سکتا ہوں کہ اس کو چھوڑے، فانی دنیا کی طلب پر راغب رہوں،، وہاں سے مکہ معظمہ کو آئے، طواف سے فارغ ہو کر طلب علم میں مشغول ہوئے، تا آنکہ اپنے زمانہ میں امام ہوئے، حضرت مرتضیٰ علیؓ کی خدمت میں دست ارادت دراز کیا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کا فرمان ہے ''اصحابی کاالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم'' میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، جس کی بھی اقتداء کرو گے، ہدایت پاؤ گے، مرتضیٰ علیؓ نے فرمایا کہ ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، آنکھیں بند کر کے فرمایا "لا الہ الا اللہ" پھر فرمایا، آنکھیں بند کر کے کہہ، مرتضیٰ علیؓ نے اس طور سے ذکر و فکر کی تلقین کی، جو صوفیاء میں اب تک جاری ہے۔ امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے تین سو (۳۰۰) مرید تھے، سب ان کی طرح ہو گئے، ایک ان میں واصل بن عطا تھا، جس کی لغزش ہوئی، اس کا قصہ آخر میں مذکور ہوگا، حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے دو (۲) آدمیوں کو اجازت دی، ایک عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ، دوسرے حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ، پانچ (۵) سلسلے عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ سے ظاہر ہوئے، اول زیدیہ، دوئم فضیلیہ، جو فضیل بن عیاض سے متعلق ہے، تیسرے (۳)

Marfat.com

ادھمیہ، ابراہیم بن ادھم سے متعلق ہے، چوتھے (۴) ھبیر یہ، ھبیر یہ بصری سے تعلق رکھتا ہے، پنجم (۵) چشتیہ، خواجہ ممشاد سے تعلق رکھتا ہے۔ حبیب عجمی سے نو (۹) سلسلے جاری ہوئے، اول (۱) عجمیہ، دویم (۲) داؤدیہ، داؤد طائی سے متعلق ہے، سوئم (۳) کرخیہ، معروف کرخی سے متعلق ہے، چہارم (۴) سقطیہ، سری سقطی سے متعلق ہے، پنجم (۵) فردوسیہ، جنید بغدادی سے تعلق رکھتا ہے، ششم (۶) عباسیہ عثمان سے تعلق رکھتا ہے، ہفتم (۷) سہروردیہ، شیخ حبیب سہروردی سے متعلق ہے، ہشتم (۸) کبرویہ، نجم الدین کبریٰ سے متعلق ہے، نہم (۹) ستاریہ عبداللہ ستاری سے متعلق ہے۔ اور واصل بن عطاء کا قصہ یہ ہے کہ چندروز امام کی خدمت میں حاضر نہ ہوا، امام نے کسی کو بلانے کے لئے بھیجا، اس نے جا کر سلام کیا، جواب نہ ملا، پھر کہا کہ امام بلاتے ہیں، کہلا بھیجا کہ امام کے پاس آنکھوں کے بل حاضر ہوتا لیکن امام کے طفیل وصول الی الحق ہو چکا، اب امام کے پاس جانے کی حق تعالیٰ اجازت نہیں دیتا، جب وہ شخص امام کے پاس حاضر ہوا، واقعہ کی خبر دی، دوبارہ اس کو لوٹا دیا کہ امام خود آ رہا ہے، ورنہ آ جاؤ، کہا کہ میں فدا ہوں لیکن جانے کی حق تعالیٰ سے اجازت نہیں ملتی، چند مرتبہ قاصد درمیان میں آتا جاتا رہا، مگر اس نے قبول نہ کیا، آخر امام اس کے پاس گئے، اس نے تعظیم نہ کی، ہاں سلام کا جواب دیا، امام نے دریافت کیا کہ طریقہ آپکو کہاں سے ملا؟ عرض کیا، آپ کے طفیل خدا تک پہنچنا نصیب ہوا، امام نے فرمایا اس کی دلیل چاہئے تا کہ حقیقت حال ظاہر ہو، اچانک ایک نورانی تخت واصل کے سر پر ظاہر ہوا اور کھڑا رہا، یہاں تک کہ اس کے مقابل آفتاب کا نور غائب ہوا، واصل تخت پر سوار ہوا، پھر اترا اور وہ تخت غائب ہوا، امام نے کہا دوسرے

Marfat.com

دن بھی ظاہر کرنا تاکہ آپ کا کام اتمام کو پہنچے، اس نے قبول کیا، دوسرے دن جب پہنچ گئے، وہ اسی طرح اپنی بے ادبی پر قائم تھا، امام نے کہا کل کی کرامت پھر ظاہر ہونی چاہئے، پھر تخت پیدا ہوا اور آیا، امام نے کہا، سوار ہو۔ کوشش بہت کی قادر نہ ہو سکا، امام نے کہا، لعنت اللہ، تم نے کیوں میرے مرید کی راہزنی کی، تخت ہوا میں رہ گیا اور جلدی سیاہ ہو گیا اور متفرق ہوا، واصل شرمندہ ہوا، امام کے پاؤں پر گر کر تائب ہوا، کہا، یا امام یہ کیا معاملہ تھا کہا کہ شیطان کا تخت تھا، کل میں نے نظر نہ ڈالی، اس کے ہاتھ میں زنجیر تھا، جس کو دراز کر کے سوار ہوتا تھا، آج جب میں نے نظر ڈالی، خوف سے زنجیر کو لٹکا نہ سکا، جب میں نے لعنت کی، گم ہو گیا، کہتے ہیں کہ امام کی وفات کے بعد واصل نے پیر بن کر بغیر اجازت کے بہت جاہلوں کو دین حق کے عقائد سے برگشتہ کر کے معتزلہ بنایا، بغیر اذن کامل کے ارشاد خلق کرنا ضلالت کا باعث ہے، یہ چودہ (۱۴) خاندان برحق ہیں، بعض میں ایک، بعض میں چار (۴)، بعض میں پانچ (۵) مرید ہیں، الحاصل پیر کامل کی متابعت بہ شرط اتصال سلسلہ حضور ﷺ تک سبب ہدایت ہے، ان کی خلوت بھی ہدایت ہے اور بغیر اذن کامل کے لوگوں کا ہجوم بنا کر انوار کی نمائش کر کے مدعی بننا ضال و رہزن ہے، ان کی خلوت بھی ضلالت ہے۔

کامل کے لئے ضروری ہے کہ چار (۴) علوم سے واقف ہو، اور ان پر عالم ہو، اول علم تفسیر و احادیث، دوسرے (۲) علم فقہ، سوئم (۳) علم مناظرہ و کلام و علم عقائد تاکہ مرید کو قولاً و اعتقاداً لغزش سے آگاہ کرے، چہارم (۴) علم طاعات سر نفس روح سے باخبر ہو، حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو اجازت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حاصل ہے

Marfat.com

شیخ احمد حضرت مجدد الف ثانی کو اجازت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں دو جانب سے پہنچتی ہے، ایک شیخ عبدالرحمان قدس اللہ سرہ، ان کو حافظ سلطان قدس سرہ، ان کو شیخ محمود قدس اللہ سرہ، ان کو شیخ سعید قدس اللہ سرہ، ان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کو حضور ﷺ سے، یہ پانچ واسطے جو ہیں یہ حضرت حافظ سلطان کے کبر سن اور معمر ہونے کی وجہ سے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دوسری جانب سے خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ، ان کو اویسی قدس اللہ سرہ، ان کو خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی قدس اللہ سرہ سے اجازت حاصل ہے۔ خواجہ باقی باللہ بظاہر مرید خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں، ان کو اجازت دو (۲) جانب سے حاصل ہے، بظاہر ایک اپنے والد بزرگوار:

خواجہ درویش محمد، ان کو اپنے ماموں محمد زاہد اور ان کو خواجہ احرار سے رحمۃ اللہ علیہم، دوسرے محمد قاضی اور ان کو خواجہ احرار سے ''مرآت طیبہ'' میں منقول ہے کہ حضرت خواجہ امکنگی سادات کے شان سے ہیں، انہوں نے فرمایا ہے کہ میری انابت اور آگاہی جب سے حاصل ہے کہ علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول تھا، اس وقت اپنے وجود میں، میں نے بہت ترقی مشاہدہ کی اور ''بحکم جذبة من جذبات الحق یوازی عمل الثقلین'' مجھے کسی اور کی طرف مشغولیت نہ رہی، متفکر تھا کہ اس درد میں میرا درمان کون ہوگا، وہاں کے شرفاء میں سے ایک صاحب جن کو مجھ سے محبت تھی، فرمانے لگے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو یہ جذبہ عطا فرمایا ہے ''بحکم التوفیق شئی عظیم لا یعطی الا لعبده العزیز'' توفیق بڑی شے ہے، جو عزیز بندے کو ہی عطا ہوتی ہے، خود کو جلدی مرشد کامل صاحب تصرف کی خدمت میں پہنچا، جو آپ کی

Marfat.com

تربیت میں مشغول ہو، اس عزیز نے یہ کہا کہ شاش کی ولایت میں ایک مرشد ہے، جو علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ ہے، خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین سے، اس کا نام محمد قاضی ہے قدس اللہ سرہ، آپ کا علاج وہ کریں گے، میں فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے پہچان لیا کہ صاحب کمال ہیں، ان کے دامن میں اپنا ہاتھ ڈال لیا اور بیعت کی، حافظ حسین کا قول ہے کہ ایک مرتبہ مسجد مغاک میں مولانا خواجگی کے بالمقابل بیٹھا اور آپ مراقبہ میں تھے، ناگاہ سر مبارک مراقبہ سے اٹھایا، پیشانی مبارک پر ایک سیاہ خط نظر آیا، اس کے متعلق دریافت کیا، فرمایا کہ یہ نیستی کا خط ہے، جب یہ لوگ مرتبہ فنا کو طے کر لیتے ہیں اور ہستی کو فنا کر لیتے ہیں، ان کی پیشانی پر سیاہ خط پڑ جاتا ہے آپ کی وفات ایک ہزار بارہ (۱۰۱۲) ہجری، مدت عمر شریف چالیس (۴۰) سال، آپ کی قبر دہلی میں ہے، حضرت خواجہ محمد درویش والد بزرگوار خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہم نے

حضرت قاضی محمد زاہد قدس اللہ سرہ سے اجازت حاصل کی،

حضرت محمد قاضی قدس اللہ سرہ نے ایک کتاب ''سلسلۃ العارفین وتذکرۃ الصدیقین'' نام کی تصنیف کی ہے، اس میں تحریر ہے کہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ سے میری پہلی ملاقات ہوئی کہ ایک کرمانی طالب علم مولانا نعمت اللہ سے موسوم تھا، اس کے ساتھ سمرقند سے ہرات کے ارادہ سے باہر نکلا، جب شادمان نام گاؤں کو پہنچے، ہوا کی گرمی کی وجہ سے وہاں توقف کیا، عصر کے وقت حضرت احرار تشریف لائے، خدمت میں پہنچے، دریافت فرمایا، کہاں کے ہو، عرض کیا، سمرقند، اس کے بعد باتوں میں مشغول ہوئے، جو کچھ میرے دل میں تھا، سب ظاہر

Marfat.com

فرمایا، منجملہ ان کے ایک بات وہ تھی، جس نے مجھے سرگشتہ بنا کر اس مقام سے لے جانے پر مجبور کیا تھا، اس کو اس طور سے بیان فرمایا کہ میرا دل حضرت خواجہ کی طرف بہت مائل ہو گیا، باتوں میں فرمایا، اگر مقصود تحصیل علم ہے، یہاں پر حاصل ہے، اس وقت مجھے یقین ہوا کہ میرے دل کی کوئی ایسی بات نہیں، جو حضرت سے پوشیدہ ہو، اس بات کو جاننے کے باوجود سفر کا اشتیاق غالب ہی رہا کہ پورے طور سے ہرات کی سیر کو مائل تھا، میں نے قرشی کا ارادہ کیا، حضرت نے ممانعت فرمائی، فرمایا بخارا کو عزیمت کرو، صبح اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا کسی نے کہا، کچھ لکھ رہے ہیں، میں نے توقف کیا، تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ آپ جہاں بیٹھے تھے وہاں سے اٹھے اور اس طرف کو متوجہ ہوئے، فرمایا سچ کہو، درویشی کے لئے ہرات جاتے ہو یا تحصیل علم کے لئے، میں انتہائی دہشت سے خاموش تھا، مولانا نعمت اللہ نے کہا کہ اس کی درویشی غالب ہے، تحصیل علم کو پردہ بنایا ہے، تبسم کر کے فرمایا، اگر ایسا ہے، اچھا ہے اور فقیر کا ہاتھ پکڑ کر باغ کے نشیب کی طرف متوجہ ہوئے، اتنی دور تشریف لے گئے کہ لوگوں سے دور تر کھڑے ہوئے، آپ کے ہاتھ فقیر کے ہاتھ سے لگتے ہی غیبوبیت طاری ہوئی، کچھ وقت اسی غیبت میں گزرا، جب اس سے حضوری ہوئی، فرمایا کہ شاید میرا خط نہ پڑھ سکو گے اور جیب مبارک سے خط باہر کر کے پڑھا، پھر لپیٹ کر فقیر کو دیا اور فرمایا کہ خط کی حفاظت اچھی طرح سے کرنا اور وہ خط یہ ہے، عبادت کی حقیقت خشوع و خضوع اور شکستگی اور نیاز ہے، جو حق سبحانہ کی عظمت و شہود سے ولی پر ظاہر ہوتی ہے اور اس قسم کی سعادت محبت پر موقوف ہے اور ظہور محبت موقوف ہے، حضور سید الاولین ﷺ کی متابعت پر علیہ من الصلوٰت اتمھا و من

التحیات اکملہا اور متابعت موقوف ہے، طریق متابعت کے علم پر، پس علما
کی صحبت جو علوم دینی کے وارث ہیں، بہ ضرورت کرنی چاہئے اور اس غرض کے
لئے کرنی چاہئے اور ان علماء کی صحبت سے جنہوں نے علم کو معاش دینوی کا وسیلہ
اور جاہ وحشم کا ذریعہ بنایا ہے، دور رہنا چاہئے اور ان درویشوں کی صحبت سے جو
رقص وسماع کرتے ہیں اور بے تحاشا اخذ مال اور کھاؤ پیو میں مصروف ہیں، دور
رہنا چاہئے، اور ان باتوں سے جو وجد و معارف کی بہ ظاہر معلوم ہوتی ہیں، لیکن
اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں نقصان لاتے ہیں، دور رہنا چاہئے، تحصیل علم
معارف حقیقت کے ظہور کے لئے جو حضور ﷺ کی متابعت پر موقوف ہیں، کرنی
چاہئے، اس کے بعد پھر لوگوں کے پاس آئے اور فقیر کو سفر ہرات کی اجازت
دی، فاتحہ خیر پڑھی اور سوار ہوئے، ہم حضور کی اشارت کے موافق بخارا کو متوجہ
ہوئے، کچھ راہ گئے ہوں گے کہ ایک پیادہ دوڑتے ہوئے ہمارے پیچھے آیا
اور ایک دوسرا خط لایا جو خواجہ کلان ولد بزرگوار مولانا سعد الدین کاشغری (شیخ
مولانا جامی) کو تحریر تھا کہ حامل رقعہ سے واقف ہوں اور بے کاری اور ہر کہ ومہ
سے اختلاط کو نہ چھوڑیں، اس خط نے میرے دل میں تاثیر عظیم کیا، گویا ایک تیر تھا
جو دل پر آ لگا، دل آنحضرت کی صحبت کے لئے بیتاب ہوا، انتہا یہ کہ جسم بخارا کو
متوجہ تھا لیکن بے طاقت و بے آرام رہا، ہر منزل پر ایسا واقعہ درپیش ہوتا کہ
لوٹنے کا ارادہ کرتا لیکن تعجب کی بات یہ تھی کہ سفر کا کھٹکا بالکل دل سے نہ نکلتا،
بخارا تک پہنچنے میں چھ مرتبہ سواری اختیار کی، لیکن ہر منزل پر ایسی صورت واقع
ہوئی کہ اس پر سوار ہونا میری قدرت سے باہر رہا، جب بخارا پہنچے، بہت درد ظاہر
ہوا، چند روز اس کی وجہ سے سفر موقوف رہا، پھر اس کے بعد چند مرتبہ سفر کا ارادہ

Marfat.com

کیا، ہر مرتبہ سفر میں کوئی نہ کوئی مانع درپیش ہوتا رہا، آخر تپ لرزہ شروع ہوا، دل میں کہا اگر اس سے زیادہ سفر کی کوشش کروں تو ہلاکت کا خوف ہے، آخر سفر کا خیال بالکل دل سے دور کیا، مرض کا ازالہ ہوا، پھر حضرت کی صحبت کا ارادہ کیا، جب تاشقند پہنچے، دل میں خیال آیا کہ شیخ زادہ الیاس کے لنگر میں جاؤ، مجھے حضرت خواجہ سے عقیدت ہے آخر ان سے ملاقات ہو ہی جائے گی اور باطناً حضرت خواجہ سے اجازت کا خواستگار رہوا کیونکہ حضرت کی صحبت کی محبت کا غلبہ تھا اور بے آرام تھا، اپنی سواری کو کتابوں کے خورجین کے ساتھ ایک دوست کے سپرد کیا اور بازار آیا کہ شیخ کے درویشوں میں سے کسی کو پا کر اس کے ہمراہ ہی لنگر کو جاؤں، ایک شخص ملا اور کہنے لگا کہ اپنی سواری لے آنا تا کہ لنگر جائیں، میں آیا تا کہ اپنے گھوڑے کو لے کر جاؤں، ایک شخص آیا او کہنے لگا، آپ کا گھوڑا خرجین سمیت گم ہوگیا ہے، کچھ لوگ اس کو ڈھونڈ رہے ہیں، ایک کونہ میں بیٹھ کر سوچنے لگا، میرے دل میں یہ خیال آیا کہ خواجگان نقشبندی کا گروہ انتہاء درجہ کے غیور ہیں، اس قدر میری طرف ان کی التفات اور توجہ ہے، تو دوسرے کے دیکھنے کا قصد کرتا ہے، اچھا یہ ہوگا کہ اس سے زیادہ نقصان نہ پہنچے، باطن میں لنگر جانے کا خیال ترک کر دیا اور اس سے استغفار کیا، اچانک میرے کانوں میں ایک آواز آئی کہ آپ کی سواری بغیر کچھ نقصان ہوئے مل گئی، سر اٹھا کر جو دیکھا تو لوگوں نے گھوڑا حاضر کیا تھا، میرا دوست کہنے لگا، عجیب بات ہے، آپ کی سواری میں نے سامنے باندھ دی، نظر ہٹا کر جو دیکھا، سواری نظر نہ آئی، متعجب ہوا اور انتہائی دشوار یہ بات ہے کہ تاشقند کے بازار میں کوئی چیز گم ہونے کے بعد مل جائے کیونکہ یہاں انتہائی اژدھام ہوتا ہے، یہ بہت ہی عجیب ہے کہ بغیر

Marfat.com

کسی چیز کے نقصان ہونے کے درست و سلامت مل جائے، اس امر کے مشاہدہ سے مجھ میں ایک کیفیت پیدا ہوئی، فی الفور سوار ہو کر سمرقند کو متوجہ ہوا، شیخ کے لنگر کو بھی نہ گیا، جب حضرت کی صحبت سے مشرف ہوا، تبسم فرما کر ارشاد کیا، خوش آمدید، اس فقیر کو معلوم ہوا کہ تمام گذشتہ حالات کی حضرت کو خبر ہے بلکہ وہ تمام موانع سفر آپ ہی کی جانب سے تھے، حضرت مولانا محمد یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایک بار صحبت کے ابتدائی حالات میں جب حضرت رباط خواجہ میں اقامت گزین تھے، میرے دل میں خیال آیا کہ خواجہ زکریا کے مزار پر ورق سرائے جاؤں، جب گنبد کے دروازہ پر پہنچا، قبل اس کے گنبد میں قدم رکھوں، عجیب کیفیت واقع ہوئی، میں گر پڑا اور عظیم درد جسم میں محسوس کیا، جس نے مجھے کمان کی شکل پر مجبور کیا، قریب تھا کہ روح بدن سے مفارقت کرے، دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ حضرت کی اجازت کے بغیر مزار پر تیرا آنا ہوا اور آپ کی صحبت سے دوری اختیار کی، اچھا نہ ہوا، فی الحال استغفار کیا اور گنبد میں قدم رکھے بغیر واپس لوٹا، جب حضرت کے سامنے بیٹھا، پہلی بات یہ فرمائی کہ اکابر کا فرمان ہے ''گربۂ زندہ بہ از شیر مردہ" زندہ بلی مرے ہوئے شیر سے بہتر ہے، اس حالت کا مشاہدہ فقیر کے یقین کی زیادتی کا سبب ہوا، بعض احباب نے آپ سے عرض کی کہ حضور کمانگران میں قریب المرگ تھے اور اولاد اور پوتے اور خاص احباب حاضر تھے اس وقت فرمایا تھا کہ ہر شخص ہمارے آدمیوں سے کچھ اختیار کرے فقر وغنا سے، پہلے حضرت مولانا کی طرف متوجہ ہوئے کہ پہلے تم اختیار کرو، مولانا نے عرض کیا کہ آپ نے اپنے لئے جو پسند فرمایا میں اسے اختیار کرتا ہوں، فرمایا ہم نے فقر اختیار کی، پھر آپ نے ایک تحویلدار کو ارشاد فرمایا کہ چار ہزار (۴۰۰۰) شاہرخی مولانا کو دو،

Marfat.com

کیونکہ انہوں نے فقر اختیار کیا ہے، تاکہ وہ ضرورت کے کام آوے، فقراء کی جو ان کے گرد و پیش ہوں، اس سے ضرورت پوری ہو، حضرت مولانا نے امتثال امر کرتے ہوئے وہ لئے اور اپنے اور احباب کی معیشت کا سرمایہ بنایا، سلسلۃ العارفین میں یہ بھی تحریر ہے کہ آٹھ سو پچاسی (۸۸۵) ہجری میں خدمت میں حاضر ہوا اور تقریباً بارہ (۱۲) سال رہنا ہوا "والحمدللہ علی ذالک"۔ مولانا محمد قاضی کو اجازت:

خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ کا لقب ناصر الدین احرار ہے آپ کے والد کا نام محمود بن شہاب الدین شاشی ہے شہاب الدین آپ کے دادا ہیں صاحب آیات و کرامات اور احوال و وجد ہیں مجانین ومجاذیب سے اکثر صحبت تھی اکثر اوقات زراعت اور کبھی تجارت میں بسر کرتے اکثر اوقات سفر میں تنہا جاتے اگر کبھی رہزن راستہ پر لوٹنے کی غرض سے آتے آپ مجاذیب سے ایک کا نام لیتے اور ان سے مدد چاہتے فی الحال وہ جماعت حاضر ہوتی اور چوروں کو دفع کر دیتی اور آپ سلامتی سے روانہ ہو جاتے ان کے دولڑکے تھے خواجہ محمد اور خواجہ محمود جو خواجہ احرار کے والد بزرگوار ہیں منقول ہے کہ جب خواجہ شہاب الدین کی وفات نزدیک ہوئی بڑے بیٹے خواجہ محمد سے کہا کہ اپنے بچوں کو لاؤ تاکہ ان سے وداع کرلوں خواجہ محمد کے دو بچے تھے خواجہ اسحاق اور خواجہ مسعود دونوں پر خواجہ شہاب الدین نے نظر التفات کی اور فرمایا کہ محمد تمہارے فرزند بہت پریشان اور سرگردان ہوں گے خصوصاً مسعود جن کی پریشانی کی وجہ سے خواجہ اسحاق بھی پریشان ہوں گے کچھ ان کے ناپسندیدہ اوصاف بھی بیان کئے اس کے بعد خواجہ محمود خواجہ احرار کے والد سے جو خواجہ محمد

Marfat.com

کے چھوٹے بھائی تھے کہا تو بھی اپنے فرزندوں کو لا خواجہ احرار اس وقت بہت چھوٹے تھے کپڑے میں لپیٹ کر لائے جب خواجہ شہاب الدین کی نظران پر پڑی بیتاب ہوئے فرمایا مجھے اٹھاؤ اٹھائے گئے آپ نے پوتے کو گود میں لیا اور اپنے جسم کو ان کے اعضاء سے ملا اور روئے فرمایا جس فرزند کی مجھے طلب تھی عالم میں ان کے تصرفات کو نہ دیکھ سکوں گا جلد ہی یہ بچہ عالمگیر ہوگا شریعت کی ترویج کرے گا طریقت کو رونق دے گا سلاطین عصر ان کے فرمان پر جھکیں گے اور ان کی امرونہی کو قبول کریں گے جو کام ان سے ظاہر ہونگے ان سے قبل مشائخ کبار سے نہ ہوئے ہوں گے جو کچھ مبدا سے منتہیٰ تک ان پر گزرے گا وہ ایک ایک کرکے سب پر ظاہر کریں گے دوبارہ اپنا چہرہ ان کے اعضاء پر ملا پس انہیں خواجہ محمود کو دیا اور وصیت کی کہ میرے اس فرزند کا بہت خیال رکھنا تربیت میں جیسی چاہئے کوشش کرنا پھر خواجہ محمد کی طرف رخ کرکے فرمایا کہ تیرے دل میں اپنے فرزندوں کے متعلق کچھ خیال میرے لئے نہ آئے ''ذالک تقدیر العزیز العلیم''

منقول ہے کہ خواجہ محمود علیہ الرحمۃ پر خواجہ احرار کے شکم مادر میں قرار پانے سے قوی جذبہ وارد ہوا بہت زمانہ مجاہدات وریاضات شاقہ میں گزارا ہے اور تقلیل طعام سکوت بردوام ترک اختلاط خواص وعوام اختیار کیا اور وہ جذبہ چار (۴) ماہ رہا اس اثناء میں آپ خواجہ محمود کی پشت سے شکم مادر میں منتقل ہوئے پھر اس جذبہ نے تسکین پائی پوشیدہ نہ رہے کہ آپ کے بعض چچازاد بھائیوں کا کہنا ہے کہ جب تک آپ کی والدہ نے نفاس سے پاک ہوکر غسل نہ کیا آپ نے پستان کا دودھ نہ پیا چالیس (۴۰) دن تک یہی معاملہ رہا حضرت مولانا جعفر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بارہ (۱۲) سال کی عمر میں مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ حق تعالیٰ

Marfat.com

سے کوئی غافل ہوسکتا ہے میرا خیال تھا کہ حق تعالیٰ نے سب کو اس طور سے پیدا فرمایا کہ اس سے غافل نہ رہیں پھر معلوم ہوا کہ یہ حق تو حق تعالیٰ کی عنایت ہے خاص لوگوں کے ساتھ یہ ریاضت محنت اور مجاہدہ سے نہیں ہوتا کسی کو یہ مرتبہ حاصل ہے کسی کو نہیں خواجہ اسحاق سے جو آپ کے چچازاد بھائی ہیں منقول ہے کہ میں اور باقی اطفال صغرسنی ہر چند یہ چاہتے کہ آپ کو بچوں کے کھیل میں مشغول رکھیں کامیاب نہ ہوئے پہلے یوں ظاہر فرماتے کہ آپ کھیلیں گے جب وقت آتا آپ تشریف لے جاتے ہمیشہ آپ میں عصمت کی خوبی نظر آتی حضرت فرماتے ہیں کہ ابتداءً نیازمندی میرے باطن پر اس قدر غالب تھی کہ جس سے بھی آزاد بندہ سیاہ سپید صغیر و کبیر سے ملاقات ہوئی سر نیاز اس کے قدموں پر جھکاتا اور تضرع وابتہال سے دعا اور توجہ خاطر کی التجا کرتا فرماتے کہ مبادی حال میں جو احوال کے غلبہ کے محل ہیں کئی رات تاشقند کے مزارات کا چکر لگاتا اور وہ مزارات ایک دوسرے سے بہت دور ہیں کبھی ایک ہی رات سب پر حاضر ہوتا اس وقت سن بلوغ شرعی کو پہنچ چکا تھا متعلقین کو توہم ہوا کہ مبادا عمل ناپسندیدہ کے ساتھ مشغول نہ ہوں ایک شخص کو جو میرا رضاعی بھائی تھا میرے پیچھے لگا دیا تاکہ میری تفحص تجسس کرے ایک شب شیخ خاوند ظہور کے مزار کے مقابل بیٹھا تھا یہ شخص آیا اور جب میرے پاس پہنچا مجھے پکڑا اور لرز گیا میں نے کہا تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا عجیب چیزیں نظر آتی ہیں قریب ہے کہ ہلاک ہو جاؤں میں نے اسے گھر پہنچایا اُس نے لوگوں میں آ کر ان سے کہا کہ اس کے متعلق اندیشہ مت کرنا دل جمع رکھو اسے اور معاملہ درپیش ہوا کہ ایسی اندھیری رات میں دس آدمی اس مزار پر نہیں جا سکتے وہ اکیلے گیا ہے اور شیخ خاوند ظہور کے قبر کے پاس بیٹھا پھر

Marfat.com

لوگوں نے جانا کہ ہمیں امتحان درپیش ہے فرماتے ہیں کہ سحری کی ابتداء میں مزار ابوبکر قفال رحمۃ اللہ علیہ پر جو انتہائی مہیب اور ہولناک ہے دن کو بھی وہاں جاتے ہوئے آدمی ڈرتا ہے میں بیٹھا تھا اسی طور سے بہت مزارات پر پھرتا اور عجائبات کا مشاہدہ کرتا فرماتے تھے کہ خواجہ عبدالخالق روح اللہ روحہ کے مرید بازار میں جب جاتے ہیں تمام آوازیں ان کے کان میں ذکر کی صورت میں گونجتی ہیں بغیر ذکر کے کچھ نہیں سنتے ابتدائے حال میں ذکر کا ایسا غلبہ رہا کہ ہوا سے بھی جو آوازیں کان میں آئیں ذکر ہوئیں تاشقند کے لوگوں میں سے ایک محمد جہانگیر نامی نے پہلے فصیل بنائی اور سمرقند سے گانے بجانے والے اور آلات طرب منگوائے ایک شب عظیم شور برپا کیا مجھے بھی کسی اور شخص کے ساتھ وہاں جانا ہوا تمام لوگوں کی آوازیں اور عود و چنگ کے نغمے مجھے ذکر معلوم ہورہے تھے بغیر ذکر کے اور کچھ سننے میں نہ آتا تھا اس وقت اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر تھی آپ فرماتے تھے کہ ابتدا میں ہرات میں تھا اور ایک پیسہ کی قدرت نہ تھی حضرت قاسم تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا انہوں نے اپنا لیس خوردہ مجھے عنایت کیا اور فرمایا کہ اے ترکستان کے شیخ زادہ یہ ہمارے بیمار ہمارے اردگرد قبے ہیں وہ وقت جلد آنے والا ہے کہ دنیا تمہارے لئے یہ حکم اختیار کرے اس وقت میرے پاس دولت نہ تھی کمال ترک و تجرید میں زندگی بسر کرتا بائیس (۲۲) سال کی عمر میں آپ کا ماموں خواجہ ابراہیم آپ کو تاشقند سے جو وطن مالوف تھا تحصیل علم کے لئے سمرقند لایا آپ کو شغل باطنی کا غلبہ تحصیل علم سے مانع ہوا اور بزرگوں کی ملاقات اور صحبت کا میلان قدس اللہ اسراھم سلسلۂ عالیہ میں مستولی ہوا چنانچہ اسی طلب میں ان کی طرف متوجہ ہوئے اور دو سال تک بخارا کے علاقہ میں مشائخ کاملین

Marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے چوبیس (۲۴) سال کی عمر میں ہرات کو توجہ فرمائی پانچ (۵) سال ہرات میں مشائخ زمانہ کے ہم صحبت رہے انتیس (۲۹) سال کی عمر میں وطن مالوف کو لوٹے وہاں زراعت اختیار کی اور کسی کے شریک ہوکر بیلوں سے کام لینے لگے حق سبحانہ نے آپ کی زراعت میں بڑی برکت ظاہر فرمائی پوشیدہ نہ رہے کہ آنحضرت کے مال ومتاع ضیاع وعقار گلہ ورمہ مواشی واسباب واملاک حدواندازہ سے باہر تھے اور دائرہ حساب وشمار میں لانا مشکل تھا صاحب رشحات لکھتے ہیں سنا کرتا تھا کہ آپ کے چھوٹے دیہات (۱۳۰۰) ایک ہزار تین سو سے متجاوز ہیں اور اس کے بعد میرے مشاہدہ میں آیا کہ اور بھی بہت کھیت خرید لئے گئے حضرت مخدوم مولانا جامی قدس اللہ سرہ نے قصہ یوسف زلیخا میں حضرت والا کے مناقب کو بیان کرتے ہوئے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

ہزارش مزرعہ در زیر کشت است   کہ زاد رفتن راہ بہشت است

خواص وعوام سب لوگوں پر آنحضرت کی شفقت کا بیان

آپ ابتداء حال سے انتہائی مراتب کمال تک آشنا وبیگانہ دوست دشمن کی خدمت وشفقت پر حریص ومولع تھے مجالس ومحافل میں تمام لوگوں پر خدمت میں سبقت فرماتے تھے جس وقت سمرقند میں مولانا قطب الدین صدر کے مدرسہ میں تھے دو تین بیمار چیچک کے مرض میں مبتلا تھے جن کی خبر گیری کیا کرتا تھے بیماری کے سبب سے وہ اکثر بے خبر رہا کرتے تھے ان کا لباس اور بستر میں

Marfat.com

دھویا کرتا اور ان کی تکلیف کو دفع کرنے کی کوشش کرنا جلدی جلدی ان کی خدمات بجالاتا مجھے بھی تیمارداری کے اثناء میں چیچک کا مرض ہوا جس رات مجھے تپ محرقہ ہوا تین چار مٹکے پانی کے لایا ان کا بستر ہ اور لباس دھویا۔ فرماتے جس وقت میں ہرات میں تھا پیر ہری کے حمام میں صبح ہی جایا کرتا تھا اور لوگوں کی خدمت کرتا کبھی پندرہ سولہ آدمیوں کی خدمت کرتا اس میں فرق نہ کرتا نیک و بد سیاہ و سفید آزاد و غلام میں خدمت کے بعد جلدی میں نکل جاتا کہ کسی کو اجرت کا خیال نہ آئے اگر آئے بھی تو مجھے نہ پائے فرماتے تھے کہ طریقۂ خواجگاں قدس اللہ اسرارھم یہ ہے کہ مقتضائے وقت کو دیکھتے ہیں ہمت و خاطر کو اسی میں مصروف رکھتے ہیں کہ مراقبہ اور ذکر کا وقت ہے یا خدمت کا مراقبہ اس وقت میں کرتے ہیں جو خدمت کا نہ ہو جس سے کسی مسلمان کو راحت پہنچے جو خدمت ولی کی مقبولیت کا سبب ہے وہ ذکر و مراقبہ پر مقدم ہے بعض کا خیال ہے کہ نوافل و عبادات خدمت سے اولیٰ ہیں کیونکہ خدمت سے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے ''جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا'' قلوب کی خلقت میں یہ بات رکھ دی گئی ہے کہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ ثمرات نوافل محبت مومنین کے ثمرات کے برابر نہیں فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور ان کے متبعین قدس اللہ تعالیٰ اروا حھم آسانی سے کسی کی خدمت قبول نہیں فرماتے یہ اس وجہ سے تھا کہ خدمت اور تواضع احسان کے قبیلہ سے ہیں اور محسن کی محبت ضروری ہے اور بہ قدر محبت تعلق پیدا ہوتا ہے حالانکہ ان کی ہمت نفی خلق میں مشغول رہتی ہے اور یہ نہیں چاہتے کہ کوئی تعلق ان کو اپنی طرف منجذب کرے اس وجہ سے خدمت کرنے کی سعی و اہتمام کرتے ہیں نہ کہ قبول خدمت کی ہاں خدمت

Marfat.com

اس کی قبول کرتے ہیں جس میں استعداد ہوتی ہے کہ روز بہ روز ان کے طور وطریقہ سے بہرہ مند ہوگا اور عالم سے اس کا تعلق بہ سبب ان کی قبولیت کے کمتر ہوتا جائے گا اور ایک عالم ان کی جمعیت باطن سے منور اور معمور ہوگا فرماتے ہیں کہ میں نے اس طریقہ کو کتب صوفیہ سے حاصل نہیں کیا ہے بلکہ لوگوں کی خدمت سے پایا ہے بغیر کسی کے سکھانے کے یہ خدمت ہی کی خاصیت ہے فرماتے تھے کہ ہر شخص ایک دروازہ سے داخل کیا گیا مجھے خدمت کے دروازے سے داخل کیا گیا یہی وجہ ہے کہ خدمت میری پسندیدہ اور مختار ہے اور مجھے محبوب ہے جسکی امید کامیابی ہوتی ہے خدمت بجالاتا ہوں۔

آپ ابتدائے احوال میں سمرقند کچھ زمانہ ٹھہر کر بخارا جانے کا ارادہ کرچکے راستہ میں شیخ سراج الدین بیرستی کے گاؤں پہنچے ایک ہفتہ شیخ کے ہم صحبت رہے وہاں سے بخارا آگئے مولانا حسام الدین بن مولانا حمید الدین شاشی کو دیکھا خواجہ علاؤ الدین غجدوانی سے صحبتیں رہیں پھر خراسان کا ارادہ کیا مرو کی راہ ہرات آئے چار (۴) سال کی مدت وہاں رہے اور اس عرصہ میں سید قاسم تبریزی کی صحبت اور شیخ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہ کی خدمت میں بہت جاتے کبھی کبھی حضرت شیخ زین الدین خوانی کی صحبت میں پہنچتے چار (۴) سال کے بعد ہرات سے حضرت مولانا یعقوب چرخی کی صحبت کی نیت سے بلخ اور شیر جان کے راستہ ولایت حصار کو متوجہ ہوئے بلخ میں مولانا حسام الدین پارسا کی صحبت میں پہنچے اور وہاں سے چغانیاں تشریف لے گئے۔

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس اللہ سرہ کے مزار کی زیارت کی نیت سے وہاں سے بل غتو تشریف لائے حضرت مولانا یعقوب چرخی سے وہاں ملاقات

Marfat.com

ہوئی ان سے بیعت ہو کر اخذ طریقہ کیا اس سفر میں تین (۳) ماہ گزرے پھر ہرات مراجعت فرمائی کم وبیش ایک سال اور وہاں پر رہے اکابر وقت کی صحبت پر مداومت فرمائی ہرات میں پانچ (۵) سال گزارنے کے بعد وطن مالوف مراجعت فرمائی اور تاشقند میں مقیم ہو کر زراعت میں مشغول ہوئے اور دھقان کا شغل اختیار کیا۔

آپ فرماتے تھے کہ حضرت سید قاسم فرماتے بابو! کچھ خبر ہے کہ اس وقت حقائق ومعارف کیوں کم ہوئے فرماتے اس وجہ سے معاملہ تصفیہ باطن پر موقوف ہے اور تصفیہ باطن لقمہ حلال پر چونکہ اس وقت لقمہ حلال کم ہے اس وجہ سے کوئی باطن صاف نہ رہا جس سے اسرار ومعارف الٰہی ظاہر ہوں اسی سلسلہ میں فرمایا کہ جب تک ہاتھ کام کر سکتے میں ہزار بخیہ ٹوپی سیا کرتا اور قوت اس سے حاصل کرتا جب فالج سے ہاتھ بیکار ہوئے باپ دادا سے کتب خانہ میراث میں پایا تھا جس کو بیچ کر تجارت کا سرمایہ بنایا اور اس وقت خرچ میں وہ آتا ہے حضرت سید قاسم کا کھانے پینے میں احتیاط اس قدر تھی آپ کی ولادت ماہ رمضان آٹھ سو چھ ہجری (۸۰۶ھ) باغستان نامی گاؤں میں جو تاشقند کے مضافات میں سے ہے ہوئی آپ کی عمر نوے (۹۰) سال پانچ (۵) ماہ ہے وفات انتیس (۲۹) ربیع الاول شب شنبہ آٹھ سو پچانوے ہجری (۸۹۵ھ) ہوئی آپ کی قبر مرقند میں ہے

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے:

مولانا یعقوب چرخی سے اجازت حاصل کی آپ کی اصل چرخ گاؤں سے ہے جو غزنی اور کابل کے درمیان واقع ہے ان کے آباؤ اجداد کا مقبرہ وہاں پر ہی ہے حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ بہاؤ الدین نقشبند) کے

Marfat.com

بلا واسطہ مرید ہیں فرماتے تھے کہ قبل اس کے کہ خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضوری ہو مجھے ان سے خلوص و محبت کمال درجہ کی تھی جب اکابر علماء بخاری سے فتویٰ دینے کی اجازت حاصل کی ارادہ کیا کہ وطن کو مراجعت کروں ایک دن میری حضرت خواجہ سے ملاقات ہوئی تو اضع اور تضرع بہت کی کہ میری طرف نظر عنایت کریں فرمایا اب جبکہ ارادہ کر چکے ہمارے پاس آئے ہو عرض کیا کہ حضور کی خدمت کو محبوب رکھتا ہوں فرمایا کس وجہ سے عرض کیا اس وجہ سے کہ آپ بزرگ ہو اور تمام لوگوں کے محبوب ہو فرمایا اس سے بہتر دلیل چاہئے شاید اس قبولیت میں شیطان کی مداخلت ہو عرض کیا کہ صحیح حدیث ہے کہ حق تعالیٰ جب بندہ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت اپنے بندوں کے دل میں ڈالتا ہے حضرت نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ ہم تو عزیز نہیں۔

آپ کے اس فرمانے سے میری حالت بدل گئی چونکہ ایک ماہ پہلے میں نے خواب دیکھا تھا کہ مجھے کوئی کہتا ہے کہ عزیزاں کے مرید بنو میں یہ خواب بھول چکا تھا جب آپ نے یہ بات فرمائی مجھے وہ خواب یاد آیا میں نے دوبارہ عرض کی کہ خاطر شریف میری طرف متوجہ فرمائیں فرمایا کسی خواجہ عزیزان علیہ الرحمۃ والغفران سے توجہ خاطر طلب کی آپ نے فرمایا کہ خاطر میں غیر یاد نہیں رہتا کچھ نشانی دو جس کو دیکھ کر تم یاد آیا کرو پھر فرمایا تمہارے پاس خود کچھ بھی نہیں جو ہمیں چھوڑ جاؤ یہ کہ کر اپنی ٹوپی عنایت فرمائی کہ اس کو محفوظ رکھو جب اس کو دیکھو گے میں یاد آؤں گا اور جب یاد کرو گے پالو گے فرمایا ضرور اس سفر میں مولانا تاج الدین دشت کولکی سے ملاقات کرنا کہ وہ اولیاء اللہ کے زمرہ سے ہیں میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے بلخ جانا ہے ادھر سے وطن جاؤں گا بلخ کہاں

Marfat.com

اور دشت کولک کہاں پھر وہاں سے بلخ روانہ ہوا اتفاقاً ایک ضرورت پیش آئی کہ مجھے دشت کولک جانا ہوا حضور کا فرمان یاد آیا متعجب ہوا مولانا تاج الدین کی صحبت میسر ہوئی مولانا تاج الدین کی ملاقات سے حضرت خواجہ کی محبت اور زیادہ ہوئی ایک سبب ایسا واقع ہوا کہ پھر بخارا حضرت کی خدمت میں مراجعت کا شوق پیدا ہوا کہ حضرت خواجہ کا مرید ہو جاؤں بخارا میں ایک مجذوب تھا جس سے مجھے عقیدت تھی راستہ پر وہ بیٹھا تھا میں نے کہا کہ جاؤں کہا جلدی جاؤ اپنے سامنے اس نے زمین پر بہت خطوط کھینچے دل میں کہا ان خطوط کو گنتا ہوں اگر طاق ہوں دلیل اس خواہش کے حق ہونے پر ہے کہ ان اللہ فرد و یحب الفرد اللہ تعالٰی منفرد ہے اور طاق کو محبوب رکھتا ہے جب میں نے شمار کیا طاق تھے حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار خواہش کیا حضرت نے بیعت فرما کر وقوف عددی کی تعلیم دی اور فرمایا جہاں تک ہو سکے عدد فرد کی رعایت کرنا یہ ان خطوط کی طرف اشارہ تھا جن کو میں نے اپنے لئے دلیل بنایا تھا اور یہ بھی کہ مولانا یعقوب نے اپنی بعض تصانیف میں تحریر کیا ہے کہ جب حق تعالٰی کی عنایت بے غایت سے ذوق طلب اس فقیر میں پیدا ہوا فضل الٰہی کی رہنمائی سے عصا ٹیکتے ہوئے حضرت خواجہ بہاؤ الدین کی خدمت میں پہنچے بخارا میں صحبت سے مشرف ہوا ان کے کرم عمیم سے التفات فرماتے تھے حق تعالٰی کی ہدایت سے یقین حاصل ہوا کہ آپ خواص اولیاء سے ہیں اور کامل و مکمل ہیں غیبی اشارات اور واقعات کثیرہ کے بعد کلام اللہ سے تفاول کیا یہ آیت نکلی ''اولئیک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ'' آخر روز میں فتح آباد میں جو اس فقیر کا مسکن تھا شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بیٹھا تھا کہ ناگاہ قبول الٰہی کا قاصد پہنچا اور بے قراری

Marfat.com

میرے باطن میں پیدا ہوئی میں نے حضرت خواجہ کا قصد کیا جب قصر عارفان جو حضرت کا منزل تھا پہنچا حضرت کو سرراہ منتظر پایا محبت سے ملاقات فرمائی نماز کے بعد مجلس ہوئی آپ کی ہیبت غالب تھی بات کرنے کی طاقت نہ تھی اس اثناء میں فرمایا کہ روایت ہے ''العلم علمان علم القلب وذالک نافع علم الانبیاء والمرسلین وعلم اللسان فذالک حجۃ اللہ علی ابن آدم'' یعنی علم دو ہیں ایک علم قلب یہ علم نافع ہے اور انبیاء اور مرسلین کا علم ہے اور ایک علم اللسان تو یہ اللہ کی حجت ہے جو بندہ پر قائم ہے امید ہے کہ علم باطن آپ کو نصیب ہوا اور فرمایا روایت ہے ''اذا جلستم اهل الصدق فاجلسواهم بالصدق فانهم جواسيس القلوب يدخلون فی قلوبکم وینظرون الیٰ هممکم'' جب تم صادقین کے ہمنشین ہو تو صدق اختیار کرو کیونکہ وہ دل کے جاسوس ہیں تمہارے دلوں میں داخل ہو کر تمہاری ہمتوں کو دیکھتے ہیں ہم مامور ہیں خود کسی کو قبول نہیں کرتے آج رات دیکھتے ہیں کیا اشارہ ہوتا ہے اگر آپ کو قبول کرتے ہیں ہم بھی قبول کرتے ہیں وہ رات مجھ پر اتنی سخت گزری کہ اپنی عمر بھر میں ایسی رات نہ گزری تھی کہ مبادا قبولیت کا دروازہ کھلتا ہے یا بند ہوتا ہے ڈرتے ہوئے جب آپ کے پاس صبح کی نماز ادا کی فرمایا مبارک ہو قبولیت کا اشارہ ہوا ہم ہر کسی کو قبول نہیں کرتے اگر کرتے بھی ہیں تو دیر سے جیسے مناسب ہوتا ہے (اس کے بعد حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی تک سلسلہ بیان فرمایا اور اس فقیر کو وقوف عددی کی تعلیم دی اور فرمایا حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی کو علم لدنی میں یہ پہلا سبق دیا بعد ازاں کچھ عرصہ تک ملازم صحبت رہا جب آپ نے سفر کی اجازت دی وقت

Marfat.com

رخصت فرمایا کہ جو کچھ ہم سے آپ کو ملا ہے بندگان خدا کو پہنچا دینا تا کہ سعادت کا سبب ہو آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خواجہ علاؤ الدین عطار کی صحبت اختیار کرو حضرت خواجہ کی وفات کے بعد میں بدخشاں گیا علاؤ الدین چغانیاں میں تھے مجھے خط تحریر کیا کہ وصیت حضرت خواجہ کی تھی کہ ہم ایک ساتھ رہیں آپ کیا مصلحت سمجھتے ہیں جب مکتوب کے مضمون پر مطلع ہوا چغانیاں آیا اور آپ کی صحبت میں رہنے لگا تا آنکہ خواجہ علاؤ الدین عطار نے انتقال فرمایا تین دن بعد وہاں سے روانہ ہو کر ہل غتو آیا "مبداء و معاد" میں جو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی تصنیف ہے تحریر ہے کہ آپ خواجہ بزرگ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار کی خدمت میں مرتبہ کمال کو پہنچے صاحب رشحات کہتے ہیں کہ حضرت مولانا یعقوب نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ خراساں میں تھے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ زین الدین الخوافی مریدین کے خواب کی تعبیر فرماتے ہیں جس سے عبرت بہت حاصل ہوتی ہے میں نے کہا ہاں درست ہے حضور نے اپنے مبارک ہاتھ محاسن میں ڈالے حضرت مولانا کا طریقہ یہ تھا کہ تھوڑی دیر میں آپ پر غیبت طاری ہوتی اسی غیبت میں سر مبارک سینہ کی طرف جھکا چنانچہ ریش مبارک کے دو (۲) تین (۳) بال سفید انگلیوں کی فرجہ میں رہ گئے تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر یہ شعر پڑھا۔

چوں غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

آپ کی قبر مبارک ھل غتو میں ہے جو حصار کے سر راہ ہے ولادت آپ کی غزنی میں ہوئی۔ آپ نے خلافت:

خواجہ علاؤ الدین قدس اللہ سرہ سے پائی آپ کا نام محمد بن محمد

Marfat.com

البخاری ہے آپ کا خاندان خوارزم سے ہے اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کے اکابر مریدین اور خلفاء سے ہیں اپنے زمانہ حیات میں حضرت خواجہ کے کئی مریدوں کی تربیت جو آپ کے پاس رہے فرمائی حضرت خواجہ بزرگ فرمایا کرتے کہ علاؤ الدین نے ہمارے بوجھ کو بہت کم کردیا ہے اور ''مقامات'' میں مذکور ہے کہ حضرت خواجہ مبادی حال میں حضرت علاؤ الدین کو اپنی مجالس میں پاس بٹھایا کرتے اور اکثر اوقات آپ کی طرف متوجہ ہوتے بعض محرمان اسرار نے حضرت خواجہ سے وجہ دریافت کیا فرمایا ان کو پاس بٹھاتا ہوں تاکہ بھیڑیا نہ کھالے اور اس کا بھیڑیا نفس اس کی تاک میں ہے ہر وقت اس کی حالت کا تجسس کرتا ہوں حضرت خواجہ علاؤ الدین نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ کے اوائل ملازمت میں شیخ محمد درآہنیں نے مجھ سے دل کی کیفیت دریافت کی میں نے کہا کہ مجھے کیفیت معلوم نہیں اس نے کہا کہ مرا دل تین دن کے چاند جیسا ہے میں نے ان کے دل کی تمثیل حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کی فرمایا اس درویش نے اپنے حال کی نسبت بیان کی یہ کہہ کر حضرت خواجہ جہاں کھڑے تھے اپنا قدم میرے قدم پر رکھا مجھے عظیم کیفیت کا مشاہدہ ہوا جمیع موجودات کو خود میں نے مشاہد کیا جب وہ حالت جاتی رہی حضرت خواجہ نے فرمایا نسبت یہ ہے نہ وہ پس دل کی حالت کا علم کیسے ہوسکتا ہے دل کی عظمت بیان میں نہیں آسکتی "لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی'' کا دقیق مسئلہ ہے (زمین وآسمان کی وسعت میری تجلیات کی تحمل نہیں کرسکتی میرے بندہ کا دل تحمل کرسکتا ہے) پس دل کی حالت کو کون جان سکتا ہے اس طور پر ''رشحات'' میں ہے حضرت خواجہ کی شہزادی حضرت علاؤ الدین عطار

Marfat.com

کی منکوحہ تھیں ان سے حضرت حسن عطار تولد ہوئے ایام طفلی میں حضرت خواجہ بزرگ منظور نظر تھے کہتے ہیں کہ ایک دن خواجہ حسن دوسرے بچوں کے ساتھ باغ مزار میں کھیل رہے تھے اور گائے کے بچہ پر سوار تھے دوسرے بچے اردگرد دوڑ رہے تھے اس اثناء میں حضرت خواجہ بزرگ وہاں پہنچے ان کو اس حالت میں دیکھ کر فرمایا کہ عنقریب یہ بچہ سوار ہوگا اور شاہان ذی شوکت اس کی رکاب میں دوڑیں گے اور ایسا ہی ہوا جب حضرت خواجہ حسن خراسان تشریف لائے مرزا شاہ رخ سے باغ زاغان میں ملاقات ہوئی مرزا نے حسب دستور خچر خدمت میں پیش کیا اور انتہائی عقیدت سے جو وہ آپ کے ساتھ رکھتا تھا چاہا کہ خود ان کو سوار کرے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے رکاب پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے لگام پکڑ کر آپ کو سوار کر لیا اور آپ کو مضبوط پکڑ کر چند قدم آپ کی رکاب کے ساتھ دوڑا پھر خچر کو بٹھایا آپ اترے اور بخارا کی طرف رخ کر کے تواضع ظاہر فرمائی ایام طفلی کا قصہ اور گوسالہ پر سوار ہونا اور حضرت کا فرمانا آپ سے کہ شاہان ذی شوکت آپ کی رکاب میں دوڑیں گے مرزا شاہ رخ سے بیان فرمایا اور خچر کی سرکشی کا راز ظاہر ہوا اس قصہ کا سننا اور واقعہ کا مشاہدہ حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ پر حاضرین کی زیادتی یقین کا سبب ہوا حضرت خواجہ محمد پارسا نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ علاؤ الدین قدس اللہ سرہ سات (۷) سال وفات سے قبل اول شعبان سات سو پچانوے ہجری (۷۹۵ھ) میں چغانیاں سے بخارا کو متوجہ ہوئے حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ کی زیارت کی نیت سے اٹھارہ (۱۸) دن بعد پہنچے اور اوائل شعبان میں مراجعت کی عید الفطر کی شب بخارا ہی میں رہے اس شب ایک درویش نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک عظیم بارگاہ ہے حضرت خواجہ علاؤ

Marfat.com

الدین اور خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہما اس بارگاہ کے نزدیک ہیں معلوم ہوا کہ وہ بارگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے حضرت خواجہ بزرگ اس بارگاہ میں داخل ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے کچھ دیر ٹھہر کر باہر نکلے اور آپ کے پاس بیٹھ کر بہت بسط کی فرمایا کہ مجھے یہ کرامت عطا ہوئی کہ چاروں طرف سے سو فرسخ پر میری قبر سے جو بھی ہوگا میں بہ اذن الٰہی اس کی شفاعت کروں گا اور عطار کو اس کی مرقد سے چالیس فرسخ تک مرتبہ شفاعت دیا گیا اور کمترین محبان اور متابعان کو ایک فرسخ تک مرتبہ شفاعت عطا ہوا حضرت خواجہ عبداللہ امامی اصفہانی حضرت خواجہ علاؤالدین کے اصحاب سے ہیں انہوں نے سادات کرام میں سے ایک صاحب کی درخواست پر طریقۂ خواجگان قدس اللہ اسراھم میں ایک مختصر رسالہ انتہائی مفید تحریر کیا جس میں کچھ تبرکا یہاں درج کرتے ہیں ''طریقہ توجہ'' خواجہ علاؤالدین قدس اللہ سرہ کے سلسلہ کا اور ان کی نسبت باطنی کی تربیت کا یہ ہے جس سے حسب موقع اشتغال رکھتے ہیں کہ جس شیخ سے نسبت قائم ہو جائے خیال میں اس کو حاضر کرتے ہیں جس سے رفتہ رفتہ حرارت کا اثر اور کیفیت معہود ان میں پیدا ہو جاتی ہے پھر اس خیال کی نفی نہیں کرتے بلکہ اس کو محفوظ رکھتے ہیں اور چشم و گوش و ہوش اور تمام قویٰ دل سے اس خیال کی طرف توجہ کرتے ہیں یہ عبارت ہے حقیقت جامعہ انسانی سے اسی حقیقت جامعہ انسانی میں مجموعہ کائنات علوی و سفلی معلوم ہوتے ہیں (انسان عالم صغیر ہے) جس کی تفصیل تمام عالم ہے اگرچہ اس کا حصول عالم اجسام میں نہیں ہو سکتا لیکن جب اس میں اور گوشت پارۂ دل میں نسبت قائم ہے پس توجہ اس لحم صنوبری (دل) میں کرنی چاہئے اور چشم و فکر و خیال بلکہ تمام قویٰ اس میں

Marfat.com

مصروف رکھنے چاہیں اور دل پر زور ڈالنا چاہئے اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ اس حالت غیب اور بیخودی کی کیفیت کا آغاز ہوتا ہے اسی کیفیت کو مسلک بنا کر سالک چلنا اختیار کرے جو خیالات اور وسوسے پیدا ہوں حقیقت قلبی کی توجہ سے اس کی نفی کرتا جائے اور مشغول نہ ہوں اور ان چیزوں سے کلیتاً گریز کرے تاکہ وہ منفی ہوں اگر منفی نہ ہوں اس شخص کی صورت سے مدد طلب کرے اور اس کو خیال رکھے تاکہ وہ نسبت پیدا ہو اس وقت وہ صورت خود منفی ہو جائے گی لیکن یہ ضرور ہے کہ متوجہ شخص خود نفی نہ ہو اس وقت معنی خیال میں لا کر یا فعال چند مرتبہ دل میں ورد کرے تو ضرور دفع ہوں گے اگر اس سے بھی دفع نہ ہو تو چند بار دل میں کلمہ ''لا اله الا اللّٰه'' میں تامل کرے اس طور پر کہ لا موجود الا اللّٰه تصور کرے اور وہ وسوسہ جو باعث تشویش ہے جس قسم کا بھی ہو جب موجودات ذہنیہ میں سے موجود ہے اس کو حق سبحانہ سے قائم ملحوظ کرے بلکہ عین حق لحاظ کرے کیونکہ باطن بھی حق کے ظہور سے ہے اس تامل سے ایک ذوق حاصل ہوگا اور خواجگان کی نسبت قوت پکڑے گی پھر اس فکر کی بھی نفی کرنی چاہئے اور اگر لا اله الا اللّٰه کا ذکر دل میں کہنے سے حضور حاصل نہ ہو تو چند مرتبہ جہر کے ساتھ کہے اور لفظ اللّٰہ کو کھینچے اور دل کی طرف لے جائے اور اس قدر شغل رکھے کہ ملال حاصل نہ ہو جب دیکھے کہ ملال ہوگا چھوڑ دے جب تک دیکھے کہ غیبت اور بے خودی اور نسبت عزیزاں کی ترقی میں ہے حقائق اشیاء کی طرف اور جزئیات کو توجہ عین کفر ہے۔ باخودی کفر و بے خودی دین است۔ بلکہ اس وقت میں اگر فکر ہو بھی جائے تو نفی کرنی چاہئے ان مذکور طریق سے اگر کوئی معترض ہو کہ یہ تو حق کی نفی ہوئی جواب یہ ہے کہ حق کی نفی حق کے لئے کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ اگر حق محض

Marfat.com

میں فکر ہوگا تو نفی کی کوشش اور بھی زیادتی کا باعث ہوگی کیونکہ حق کسی کی نفی سے منفی نہیں ہوسکتا ورنہ زوال کو قبول کرے گا اور اس طائفہ عالیہ کی روحانیت کا مقصد نیستی کی طرف توجہ کرنا ہے جو حیرت کی وادی کا سرحد ہے اور تجلی انوار ذاتیہ کا مقام ہے اس مقام میں وجود باقی نہیں رہتا اور فکر اسماء وصفات میں بلاشک اس سے کم رتبہ پر ہے اور چاہیے کہ بازار اور گفتگو اکل وشرب تمام حالات میں اس حقیقت جامعہ کو نصب العین بنائے اور اس کو ظاہر جانے اور اپنے حضرت جامعہ سے دوسرے صور جزئیہ کے مشاہدہ میں غافل نہ ہو بلکہ تمام اشیاء کو اس کے ساتھ قائم جانے اور کوشش کرے کہ تمام مستحسنات اور مستحبات میں اس کا مشاہدہ ہو بحدیکہ اس مقام کو پہنچے کہ تمام اشیاء میں خود کو دیکھے اور ان کو اپنے جمال باکمال کا آئینہ پائے بلکہ سب کو اپنے اجزاء پائے۔ جزو درویش است جملہ نیک وبد۔ یہ بات کہنے میں بھی اس مشاہدہ سے غافل نہ ہو بلکہ چشم دل اس کی طرف ہو اگرچہ ظاہر میں دوسری چیزوں سے مشغول ہو۔

جس قدر صحبت زیادہ ہوگی یہ نسبت قوی تر ہوگی جب دل اور زبان میں پورے طور سے تفرقہ نمایاں ہو اور خلق حق سے حجاب نہ بنے اس وقت یہ دوسروں پر جذبہ کی صفت سے تصرف کرسکتا ہے اور اجازت ارشاد اور دعوت خلق بحق اس شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جو اس مرتبہ پر فائز ہو غضب سے خود کو محفوظ رکھنا چاہئے کیونکہ غضب باطن کے ظرف کو نور معنی سے خالی کردیتی ہے اگر غضب یا قصور کا حصول ہو جس سے کدورت طاری ہو اور نسبت کا سررشتہ کم یا ضعیف ہو اگر مزاج میں قوت ہو تو غسل کرے ٹھنڈے پانی سے صفائی حاصل ہوگی ورنہ گرم پانی سے اور پاک لباس پہن کر خالی مقام میں دو (۲) رکعت نماز پڑھے اور چند مرتبہ زور

Marfat.com

سے سانس لے اور خود کو خالی کرے بعد ازاں اسی طور سے متوجہ ہو اور ظاہر میں بھی اپنے حضرت جامعہ سے تضرع کرے اور پورے طور سے اس کی طرف توجہ کرے اور یہ جانے کہ یہ حقیقت جامع حق تعالیٰ کی ذات وصفات کا مظہر ہے نہ اس طور پر کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ نے اس میں حلول کیا ہے بلکہ بمنزلہ صورت کے لئے آئینوں میں (۱) ''رشحات'' میں خواجہ علاؤ الدین عطار کے فرمودات میں منقول ہے کہ اہل علم کی رعایت کرنی چاہئے اور اپنی حالت پوشیدہ رکھنی چاہئے اہل طریقت میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کی حالت کے موافق گفتگو کرنی چاہئے اہل دل کی رعایت خاطر اور ان کے ایذا سے بچنا چاہئے اس طائفہ (صوفیاء) کی مخالفت سے کام دشوار تر ہوگا ان کی دوستی اور مخالفت اس وقت میں مفید اور زیادتی احوال کے باعث ہے کہ مخالفت کی وجہ سے ان کی صحبت کے آداب کو زیادہ جانے اور رعایت کرے ورنہ زیادتی خطرے کا باعث ہے کہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس اللہ سرہ کے بعض ملفوظات قدسیہ کو جو مجالس صحبت میں فرماتے تھے حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ تحریر کر چکے ہیں ان میں ہے کہ ریاضت سے مقصود تعلقات جسمانی کی بالکلیہ نفی ہے اور عالم ارواح اور عالم حقیقت کی طرف کلی طور پر متوجہ ہونا اور مقصود سلوک سے یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور کسب سے ان تعلقات سے جو موانع راہ ہیں گزر جائے اور ان تعلقات میں سے ہر ایک خود پر پیش کرتا جائے جس سے بھی آگے بڑھ کر گزر جائے تو یہ علامت ہے کہ وہ تعلق مانع نہیں اور جس میں بھی وقوف ہو اور دل اس میں لگ جائے سمجھ لے کہ اس کی راہ میں مانع ہے اس کی قطع کی تدبیر کرے ہمارے حضرت

(۱) صورت ذی صورت کا نہ بالکل عین ہے نہ بالکلیہ غیر از مترجم

Marfat.com

خواجہ جب نیا لباس پہنتے فرماتے کہ یہ فلاں کی ملکیت ہے عاریتاً پہنتے اور فرماتے کہ سالک جب مرشد کے امر سے اور اس کی مدد سے خود کو خالی کرتا ہے جو مانع بھی مرشد کی محبت سے ہو اور دل میں اس کی قدر و قیمت رکھے تب جا کر فیض الٰہی کے قابل ہوتا ہے اور احوال لامتناہی کی ورود کا محل بنتا ہے درحقیقت فیض الٰہی کا قصور نہیں طالب علم کا قصور ہے جب طالب موانع کو رفع کر دے بہ تحقیق اس پر ایسی حالت کا انکشاف ہوتا ہے مرشد کی روحانیت سے کہ جو محل حیرت ہوتا ہے اور اس کے وجود کا علم از روئے حقیقت اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا ''رب زدنی تحیراً فیک'' اختیار کی حکمت بہ نسبت اور مخلوقات کے انسان میں زیادہ ہے جب طبعی موانع اس کی جبلت میں بہت ہیں تو اختیار کی قوت سے اور جہد بسیار سے ان موانع کی رفع کرنی چاہئے فرشتے اگرچہ طاعت پر مجبور ہیں اور مخالفت سے قصداً و فعلاً معصوم لیکن خشیت و خوف میں ہیں سعادت و شقاوت ترقی و تنزل میں اختیار انسانی کا اعتبار ہے خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بعد از نماز عشاء شب چہار شنبہ بیس (۲۰) رجب آٹھ سو دو (۸۰۲) ہجری کو ہوئی ان کا مزار چغانیاں کی نئی آبادی میں ہے اور خواجہ حسن عطار کی وفات شب دوشنبہ میں عید قربان کے موقع پر آٹھ سو چھبیس ہجری (۸۲۶ھ) کو ہوئی ان کی قبر چغانیاں کی نئی بستی میں ہے۔ خواجہ عطار نے اجازت اور فیض:

خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرہ سے حاصل کیا حضرت

خواجہ نے اپنے رسالہ میں نقشبند کی وجہ تسمیہ بیان کی کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا والد کمخواب بافی اور نقشبندی میں مشغول رہے وہی نقل مولانا عبدالرحمان جامی کے دستخط سے ہمیں ملی پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ خواجگان قدس

Marfat.com

اللہ اسرارھم میں انجیر فغنوی سے تا زمان امیر کلال رحمہما اللہ ذکر خفیہ اور اعلانیہ دونوں جاری تھے۔ان کو اس سلسلہ میں علانیہ خوان کہتے ہیں جب خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے ظہور کا زمانہ ہوا چونکہ حضرت خواجہ عبد الخالق قدس سرہ عزیمت پر مامور تھے ذکر علانیہ سے اجتناب فرماکر ذکر خفیہ اختیار فرمایا جب کبھی حضرت امیر کلال کے مرید ذکر بالجہر کرتے حضرت خواجہ وہاں سے اٹھ جاتے ساتھیوں پر یہ بات گراں گزرتی مگر حضرت خواجہ اس کی پروانہ کرتے اس جماعت کے ثقل کو دور کرنے کی کوشش نہ فرماتے لیکن حضرت امیر کلال کی خدمت وملازمت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے ہمیشہ ان کی ارادت ومتابعت کے آستانہ پر سر تسلیم خم کرتے۔حضرت امیر روز بہ روز التفات حضرت خواجہ کی طرف زیادہ فرماتے سر سلسلہ نقشبندیاں تھے خواجہ محمد بابا سماسی نے اپنی فرزندی میں نظر قبول سے منظور فرمایا بظاہر امیر کلال قدس اللہ سرہ کے مرید تھے اویسی تھے خواجہ عبدالخالق عجدوانی قدس اللہ سرہ کی روحانیت سے اور حضرت خلیل اتاؒ یعنی بابا جو مشائخ ترکستان سے ہیں حقانی فائدے حاصل کئے آپ کا طریقہ پورے طور سے متابعت شریعت کا تھا امام اعظمؒ کے مقلد تھے اس سلسلہ کے اکثر مشائخ حنفی ہیں حضرت خواجہ سے سوال کیا گیا کہ آپ کا طریقہ جہر وسماع کا ہے فرمایا نہیں سوال کیا گیا آپ کے سلسلہ کی بنیاد کس چیز پر ہے فرمایا ظاہر با خلق باطن باحق۔

ایک دن حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ عمارت بنوا رہے تھے عقیدت مند چھوٹے بڑے سب حاضر تھے پورے اہتمام سے مٹی بنوانے اور لانے میں مصروف تھے اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ بھی وہاں گلزار میں تھے جب آفتاب نصف النہار کو پہنچا ہوا کی حرارت میں شدت ہوئی حضرت خواجہ نے

Marfat.com

اصحاب کو اجازت دی کہ کچھ دیر استراحت کر لو ہر شخص ہاتھ پاؤں دھو کر استراحت کے لئے سایہ میں گیا اور سو گیا۔ حضرت خواجہ محمد پارسا بھی اسی گلزار میں مٹی سے پاؤں لتھڑے ہوئے سو گئے اس اثناء میں حضرت خواجہ بزرگ تشریف لائے تمام اصحاب کو دیکھا خواجہ محمد پارسا کو بھی اسی حالت میں دیکھا اپنے رخ مبارک کو ان کے پاؤں پر مل کر فرمایا الٰہی بحرمت ایں پای بر بہاؤالدین رحمت کن (وفی الرشحات بتغیر یسیر المترجم) حضرت امیر کلال اپنے مرض الموت میں اپنے اصحاب کو حضرت خواجہ بزرگ کی متابعت کی اشارت فرماتے تھے لوگوں نے حضرت امیر کلال کی خدمت میں عرض کیا کہ خواجہ بہاؤالدین ذکر علانیہ میں آپ کی متابعت نہیں کرتا امیر نے فرمایا جو کام بھی وہ کرتے ہیں اس میں مصلحت ہوتی ہے اپنے اختیار سے نہیں کرتے اس کے بعد فرمایا۔

اے ہمہ تو من کیم چنانکہ تو داری

خلفائی خواجگان قدس اسرارھم کا مقولہ ہے (اگر ترا بے اختیار بیرون آوردہ اند مترس واگر تو بخود بیرون آمدہ بترس) منقول ہے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا کو توجہ اور مراقبہ میں غیبت بہت واقع ہوتی تھی حضرت خواجہ علاؤالدین عطار کو شعور اور وقوف پورا رہتا تھا مشائخ نے شعور اور محو کو غیبت اور سکر سے اتم اور اکمل کہا ہے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار نے فرمایا ہے کہ خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ سرہ کی وفات کے بعد تمام اصحاب نے حضرت خواجہ علاؤالدین عطار سے بیعت کی ان کی علو شان کی وجہ سے حتی کہ خواجہ محمد پارسا نے بھی بیعت کی قدس اللہ سرہ حضرت خواجہ علاؤالدین نے فرمایا کہ خواجہ بزرگان کی رحلت کے وقت سورہ

Marfat.com

یٰسں شریف پڑھ رہا تھا جب نصف پڑھ چکا انوار ظاہر ہوئے کلمہ کے ساتھ مشغول ہوا پھر نفس شریف منقطع ہوئی آپ کا سن شریف ۷۳ سال تھا چوہتر میں داخل ہو چکے تھے کہ انتقال فرمایا آپ کی وفات شب دوشنبہ تین (۳) ماہ ربیع الاول سات سو اکانوے ہجری (۷۹۱ھ) ہے حضرت خواجہ کی تاریخ ہے کہ

رفت شاہ نقشبند آں خواجہ دنیا و دین آنکہ بودی شاہراہ دین و دولت ملتش
مسکن و مادی او چون بود قصر عارفان قصر عارفان زین سبب آمد حساب رحلتش

آپ کو:

حضرت امیر کلال قدس اللہ سرہ

سے اجازت حاصل تھی سیادت کا شرف ان کو حاصل تھا اور درس کے ساتھ شغل تھا زراعت فرماتے بخارا میں (داشگر) زراعت کرنے والے کو کلال کہتے ہیں ان کے مقامات میں مذکور ہے کہ آپ کی والدہ نے فرمایا جب تک شکم میں رہے مشتبہ لقمہ سے مجھے درد ہو جاتا جب مکرر اس واقعہ کا ظہور ہوا مجھے یقین ہوا کہ یہ اس بچہ کے سبب ہے ازاں بعد لقمہ میں احتیاط کرتی رہی جب سید امیر کلال سن شباب کو پہنچے کشتی لڑنے لگے اور آپ کے گرد ایک ہنگامہ اور معرکہ ہوتا ایک دن اسی انبوہ میں کسی شخص کو خیال ہوا کہ یہ کیا بات ہے کہ سید زادہ ہو کر کشتی لڑے اور زور آزمائی کرے اہل بدعت کا طریقہ اختیار کرے اس اثناء میں نیند آئی خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے وہ ایک مقام میں مٹی اور کیچڑ میں سینہ تک دھنس گیا اور پریشان ہے دیکھا کہ امیر ظاہر ہوئے اور دونوں بازوؤں سے پکڑ کر آہستگی سے اسے کیچڑ سے نکالا جب بیدار ہوا امیر نے اس معرکہ میں اس کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ ہم زور آزمائی اس دن کے لئے کرتے ہیں ایک دن خواجہ حضرت محمد بابا معرکۂ امیر کی طرف سے

Marfat.com

گزرے کچھ دیر توقف فرما کر ان کا نظارہ کرتے رہے بعض معتقدین کے دل میں خطرہ گزرا کہ وجہ کیا ہے جو حضرت ان مبتدعین کو متوجہ ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس معرکہ میں ایک مرد ہے جس سے بہت لوگ مرتبہ کمال کو پہنچیں گے ہماری نظر اس پر ہے چاہتے ہیں کہ اس کو شکار کریں اس مقام پر امیر کی نظر ان پر پڑی جذبہ نے کھینچ لیا حضرت خواجہ روانہ ہوئے امیر بے تاب ہو کر ان کے پیچھے روانہ ہوئے جب خواجہ گھر پہنچے لوگ امیر کو لائے مرید ہو کر حضرت نے اپنی فرزندی میں قبول کیا اسکے بعد کسی نے بھی امیر کو معرکہ و بازار میں نہ دیکھا۔ بیس (۲۰) سال خواجہ محمد بابا کی خدمت میں رہے ہمیشہ ہفتہ میں دو مرتبہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو سوخار سے حضرت خواجہ محمد بابا کی خدمت میں سماسی تشریف لے جاتے حضرت خواجہ محمد بابا کی خدمت میں، سوخار اور سماسی کے درمیان پانچ (۵) میل کا فاصلہ ہے اس مدت میں خواجگان نقشبندیہ کے طریق پر کاربند رہے۔ کسی کو بھی اس پر اطلاع نہ تھی تا بحدیکہ حضرت خواجہ کے ظل تربیت میں درجۂ تکمیل وارشاد کو پہنچے حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ سرہ کو نسبت صحبت اور تعلیم ذکر اور آداب سلوک وطریقت آپ ہی سے حاصل ہیں حضرت امیر کلال کے چار (۴) فرزند ہیں۔ امیر برہان، امیر حمزہ، امیر شاہ اور امیر عمر اور چار خلفاء ہیں خواجہ بہاؤالدین نقشبند، شمس الدین کلال، علاؤالدین کرسرونی، بہاؤالدین قشلاقی یہ شیخ صحبت اور استاد احادیث خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے ہیں قدس اللہ اسرارھم ارباب کمال اور اپنے وقت کے اصحاب حال تھے۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ مولانا قشلاقی علیہ الرحمۃ بزرگ تھے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہ ابتدائے ارادت صحبت میں تھے

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ ہمارا ایک درویش مطبخ کیلئے لکڑیاں لاتا ہے اسے دیکھو حضرت خواجہ باہر آئے اور اس درویش کو دیکھا کہ ننگی پشت سوکھے کانٹے لا رہا ہے صحرا سے مولانا کے مطبخ کیلئے ننگی پشت پر کانٹوں کا لانا حضرت مولانا نے جو خواجہ صاحب کو ان کے دیکھنے کا اشارہ فرمایا اس میں تنبیہ تھی آپ کی خدمت میں کمال اخلاص پر اس حکایت کے بیان کے بعد مجلس کی طرف رخ کر کے فرمایا لوگ اس قسم کی خدمت خلوص سے کرتے تھے اس لئے دولت ہای عظیم سے جس کے فوق متصور نہیں متمتع ہوتے اگر اس قسم کی خدمت نہیں کر سکتے اتنا تو جان لو کہ اس قسم کے لوگ بھی گزرے ہیں مولد و مدفن آپ کا سوخار ہے۔ آپ نے:

خواجہ محمد بابا سماسی سے جو اکمل و افضل اصحاب حضرت عزیزان سے تھے اجازت حاصل کی منقول ہے کہ جب حضرت عزیزان کی وفات نزدیک ہوئی حضرت خواجہ محمد بابا کو اپنے مریدین میں سے اختیار کیا خلافت و نیابت ان کے سپرد کی تمام مریدین کو آپ کے اتباع کا حکم دیا حضرت خواجہ بہاؤ الدین آپ کے مقبول نظر اور فرزند (معنوی) ہیں آپ کی ولادت سے پہلے بارہا جب آپ کا گزر قصر ہندوان پر ہوتا، فرماتے کہ اس خاک سے ایک مرد کی بو آتی ہے عنقریب اس کی وجہ سے قصر ہندوان قصر عارفان ہوگا حتی کہ ایک مرتبہ جب آپ کا گزر وہاں پر ہوا فرمایا وہ خوشبو زیادت پکڑ گئی شاید کہ مرد پیدا ہو چکا حضرت خواجہ کی ولادت تین (۳) دن پہلے ہو چکی تھی آپ کے دادا آپ کو اٹھا کر خواجہ صاحب کی خدمت میں لائے حضرت نے فرمایا کہ وہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو قبول کیا پس اصحاب کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ یہی وہ مرد ہے جس کی خوشبو ہم نے پائی تھی عنقریب وہ متقدائے زمانہ ہوگا اس کے بعد سید امیر کلال کی طرف جو آپ

Marfat.com

کے خلیفہ تھے متوجہ ہو کر فرمایا کہ میرے فرزند بہاؤالدین کے حق میں شفقت میں کمی نہ کرو اگر آپ اس میں تقصیر کرو گے تو میں معاف نہ کروں گا امیر کلال سینہ پر ہاتھ رکھ کر پاؤں کے بل کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مرد نہ ہوں گا اگر کمی کروں خواجہ محمد بابا کے چار (۴) خلیفہ فاضل و کامل تھے آپ کے بعد انہوں نے صادقان و طالبان کے دعوت وارشاد سے تعلق رکھا خواجہ صوفی سوخاری رحمتہ اللہ جو خواجہ محمد بابا کے خلفاء سے ہیں' اور ان کی قبر سوخار گاؤں میں ہے بخارا شہر سے دو (۲) فرسنگ کے فاصلہ پر خواجہ محمد محمود سماسی رحمتہ اللہ علیہ خواجہ محمد بابا کے فرزند شریف ہیں اور آپ کے خلفاء سے ہیں مولانا دانشمند رحمتہ اللہ علیہ خواجہ محمد بابا کے اصحاب کبار سے ہیں اور جملہ مقربین میں سے امیر سید کلال قدس اللہ سرہ آپ تمام خلفاء خواجہ میں افضل و اکمل ہیں مولد و مدفن آپ کا قریہ سماسی ہے جو رامتین کے قریات میں سے ہے بخارا تک وہاں سے تین (۳) فرسنگ راہ ہے۔ آپ نے:

حضرت خواجہ علی رامتینی قدس اللہ سرہ

سے اجازت پائی آپ کا لقب سلسلہ خواجگان میں قدس اللہ اسرارھم حضرت خواجہ عزیزاں ہے صنعت بافندگی کرتے تھے حضرت جامی نے: "نفحات الانس" میں تحریر فرمایا ہے کہ اس فقیر نے بعض اکابر کی کتابوں میں ایسی تحریر دیکھی۔ مولانا روم نے آپ کی طرف اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

گر نہ علم حال فوق قال بودے کے شدے   بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی آپ کے ہم عصر تھے ان میں خطوط و مراسلات جاری تھے حضرت شیخ نے ایک درویش آپ کی خدمت میں بھیجا اور

Marfat.com

تین مسئلے پوچھے ہر ایک کا جواب دیا۔
مسئلہ اول:۔ یہ کہ آپ اور ہم دونوں آنے جانے والوں کی خدمت کرتے ہیں آپ تکلف نہیں کرتے اور ہم تکلف کرتے ہیں پھر بھی لوگ آپ کی شکایت نہیں کرتے اور ہماری کرتے ہیں حضرت عزیزان نے جواب میں فرمایا کہ خدمت کر کے احسان رکھنے والے بہت ہیں اور خدمت کر کے احسان لینے والے کم کوشش کر کے احسان لینے والے بنوتا کہ کسی کو آپ سے شکایت نہ ہو۔
مسئلہ دوم:۔ ہم نے سنا ہے کہ آپ کی تربیت حضرت خضر علیہ السلام سے ہے یہ کیسے جواب میں فرمایا بندگان حق سبحانہ اس کے عاشق ہیں جن کا خضر عاشق ہے۔
مسئلہ سوم:۔ ہم نے سنا ہے کہ ذکر جہر کرتے ہو؟ یہ کیسے۔ جواب میں فرمایا ہم نے بھی سنا ہے کہ آپ ذکر خفیہ کرتے ہو تو جہر اس میں بھی آ گیا مولانا سیف الدین نے جو اس وقت کے اکابر علماء سے تھے حضرت عزیزان سے سوال کیا کہ ذکر علانیہ آپ کس وجہ سے کرتے ہو آپ نے فرمایا کہ تمام علماء کا اجماع ہے کہ نفس اخیر میں کلمہ شریف بلند آواز سے مریض کے سامنے پڑھنے اور تلقین بحکم حدیث لقنوا موتاکم بشہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ جائز ہے درویشوں کا ہر نفس نفس اخیر ہے۔

شیخ بدرالدین جو شیخ حسن لغاری کے کبار اصحاب میں سے تھے خواجہ عزیزان کی خدمت میں پہنچے اور دریافت کیا کہ ذکر کثیر جس کے لئے ہم حق تعالیٰ سے مامور ہیں ''واذکروا اللہ ذکرا کثیرا'' ذکر قلبی ہے یا ذکر لسانی؟ فرمایا مبتدی کے لئے ذکر لسانی اور منتہی کے لئے ذکر قلبی مبتدی بہ تکلف عمل کرتا ہے لیکن منتہی کا قلب جب ذکر کر کے اثر کو قبول کرتا ہے اس کے جملہ اعضاء و جوارح

Marfat.com

عروق و مفاصل ذکر کے ساتھ گویا ہوتے ہیں (اور اس وقت سالک ذکر کثیر میں مشغول ہوتا ہے۔ م ص) پھر تو اس کے ایک دن کا کام دوسروں کے سال بھر کے برابر ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ ہر شب و روز میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بار نظر رحمت فرماتا ہے بندہ مؤمن کے دل پر' اس وجہ سے دل میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) کھڑکیاں ہیں اور تین سو ساٹھ (۳۶۰) رگ آنتوں اور شرائین سے دل کے ساتھ متصل جب دل ذکر کا اثر قبول کرتا ہے تو اس مرتبہ کو پہنچتا ہے کہ حق کا منظور نظر رحمت ہوتا ہے اور نظر کے آثار دل سے جمیع اعضاء پر پھیل جاتے ہیں کہ ہر عضو اپنے لائق حال مشغول ہو اور اس اطاعت کے نور سے ہر عضو فیض پاتا ہے نظر رحمت سے اسی عبارت ہے۔ عمر شریف آپ کی ایک سو تیں (۱۳۰) سال ہے آپ کے دو فرزند بزرگوار ہیں دونوں عارف و کامل گزرے ہیں فرزند کلاں حضرت عزیزاں کے خواجہ خرد ہیں آپ کا نام خواجہ محمد ہے معتقدین آپ کو خواجہ بزرگ اور خواجہ محمد کو خواجہ خرد کہتے ہیں۔ ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ حضرت عزیزاں کے چھوٹے فرزند ہیں آپ کی وفات دو شنبہ کے دن آٹھ (۸) ماہ ذوالقعدہ سات سو پندرہ (۷۱۵) اور ایک قول کے مطابق سات سو اکیس (۷۲۱) ہجری میں ہوئی۔ ایک قول میں آپ کا روضہ خوارزم میں ہے۔ آپ نے:

خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت پائی: آپ کا مولد انجیر فغنی ہے ولایت بخارا میں ایک گاؤں ہے وابکنی کے مضافات میں جو بڑا گاؤں ہے اور مشتمل ہے کئی چھوٹے چھوٹے گاؤں پر تین (۳) فرسنگ بخارا تے ہے آپ وابکنی میں مقیم تھے گلکاری کا کسب فرماتے اور وہی آپ کی وجہ

Marfat.com

معاش تھی جب آپ نے اپنے شیخ سے اجازت ارشاد پائی اور خلق کو حق کی طرف دعوت کا حکم ہوا مصلحت وقت کی بناء پر ذکر علانیہ شروع کیا مولانا حافظ الدین نے جو اپنے وقت کے کبار علماء سے تھے خواجہ محمد پارسا کے جد اعلیٰ ہیں استاد العلماء شمس الائمہ حلوائی کے اشارہ سے بخارا میں خواجہ محمود سے سوال کیا ائمہ اور علماء زمان کے جمع کثیر کے سامنے کہ حضرت آپ ذکر علانیہ کس نیت سے فرماتے ہیں جواب دیا تا کہ سوئے جاگیں اور غفلت سے آگاہ ہوں اور رو بہ راہ ہوں اور شریعت و طریقت پر مستقیم ہوں اور انابت و توبہ کی حقیقت کی طرف جو تمام بھلائیوں کی مفتاح اور سعادات کی اصل ہے رجوع کریں حضرت مولانا حافظ الدین نے جواب دیا آپ کی نیت درست ہے اور آپ کو یہ شغل حلال ہے اس خواجہ محمود سے ملتمس ہوئے کہ ذکر علانیہ کے لئے حد مقرر فرمائیں تا کہ حقیقت و مجاز میں امتیاز رہے اور بیگانہ آشنا کا فرق ہو خواجہ نے فرمایا کہ ذکر علانیہ اس کے لئے سزاوار ہے کہ حرام اور شبہ سے اس کی زبان پاک ہو اور ریاء وسمعہ سے اس کا دل پاک ہو اور حق تعالیٰ سے غیر کی طرف متوجہ ہونے سے اس کا باطن پاک آپ کی وفات سات سو گیارہ (۷۱۱) ہجری میں ہوئی قبر شریف بخارا میں ہے۔ انہوں نے:

خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا: مولد و مدفن آپ کا ریوگر ہے جو بخارا کے دیہات سے ہے۔ آپ کی وفات سات سو پندرہ (۷۱۵) ہجری میں ہوئی۔ انہوں نے:

خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے اجازت حاصل کی: غجدوان بخارا سے چھ فرسنگ پر ایک شہر ہے آپ کے والد کا نام عبد الجمیل ہے اور عبد الجمیل

Marfat.com

امام سے مشہور ہے امام مالک کی اولاد سے ہیں (اپنے وقت کے مقتدیٰ علوم ظاہری و باطنی کے عالم اور ملاطیہ روم کے رہنے والے ہیں حضرت خواجہ کی والدہ ماجدہ روم کے بادشاہوں کی اولاد سے تھیں م۔ص) اور مشہور ہے کہ عبدالجمیل امام حضرت خضر کے ہم صحبت ہیں انہوں نے حضرت خواجہ کے تولد کی بشارت دی اور عبدالخالق نام رکھا جب عبدالجمیل امام حوادث ایام سے اپنے متعلقین کے ساتھ ولایت روم سے دیار ماوراء النہر تشریف لائے ولایت بخارا آئے اور غجدوان میں ٹھہرے۔ حضرت خواجہ وہاں پیدا ہوئے غجدوان گاؤں میں ونما ہوئی ابتدا میں شہر بخارا میں تحصیل علوم پر متوجہ ہوئے ایک دن کاروبار کے اثناء میں اپنے استاد امام صدرالدین نام کے بزرگ سے جو علماء کبار سے زمانہ میں تھے تفسیر پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے ''ادعوا ربکم تضرعاً و خفیه انه لایحب المعتدین''(۱) دریافت کیا کہ اس خفیہ کی حقیقت کیا ہے اور کیونکر ہوگا۔ اگر ذکر بلند آواز سے ہو یا وقت ذکر میں اعضاء حرکت کریں دوسرا شخص مطلع ہوتا ہے اور اگر دل میں کہتا ہے تو بموجب حدیث الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم شیطان خبردار ہوجاتا ہے استاد نے فرمایا یہ علم لدنی ہے اگر حق سبحانہ کو منظور ہو تو اہل اللہ میں سے کوئی مل جائے گا اور آپ کو تعلیم دے دے گا حضرت خواجہ عبدالخالق منتظر تھے یہاں تک کہ حضرت خضر سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے وقوف عددی کی تلقین کی کتاب فصل الخطاب میں مذکور ہے کہ خواجہ عبدالخالق کا طریقہ طریقت میں حجت ہے اور تمام فرقوں کا مقبول علی الدوام ہے آپ کو جوانی میں ذکر قلبی کی تعلیم

(۱) تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو حد سے نکل جائے۔ الاعراف: ۵۵

حضرت خواجہ خضر سے تھی اور اس پر مواظبت فرمائی اور فرماتے کہ پانی کے حوض میں غوطہ لگا کر دل میں کہو ''لا الہ الا للہ محمد رسول اللہ'' یہ بھی کہتے ہیں کہ سبق خواجہ خضر نے تعلیم کی اور خواجہ یوسف ہمدانی پیر صحبت ہیں۔

اگرچہ خواجہ یوسف اور ان کے مشائخ قدس اللہ اسرارھم کا طریقہ ذکر علانیہ ہے لیکن چونکہ حضرت عبدالخالق قدس اللہ سرہ نے خواجہ خضر علیہ السلام سے تلقین ذکر خفیہ کی پائی ہے اور اسی پر مامور ہوئے خواجہ یوسف نے تغیر نہ کی اور فرمایا جس پر مامور ہو اس پر مشغول رہو آپ کی کرامت یہ ہے کہ نماز کے وقت کعبہ مکرمہ تشریف لے جاتے اور واپس آتے آپ کا وصیت نامہ ہے طریقت کے آداب میں جو آپ نے معنوی فرزند خواجہ اولیاء کبیر قدس اللہ سرہ کے لئے تحریر فرمایا فرماتے ہیں میں وصیت کرتا ہوں تجھ کو اے میرے بچے علم و ادب اور تقویٰ کے جمع امور میں اختیار کرنے پر اور آثار سلف کا تتبع کرنے اور سنت و جماعت کے ملازم رہنے پر فقہ و حدیث کے علم سیکھنے پر اور یہ کہ جاہل صوفیوں سے بچے رہو ہمیشہ نماز با جماعت ادا کرو بشرطیکہ امام و مؤذن نہ بنو ہرگز شہرت کو طلب مت کرو شہرت میں آفت ہے گم نام رہو محکمہ قضا میں حاضر نہ ہو کسی کا ضامن نہ ہو لوگوں کے وصایا میں دخیل نہ ہو سلاطین اور ان کی اولاد سے صحبت نہ رکھو خانقاہ تعمیر مت کرو نہ اس میں بیٹھو سماع بہت نہ کرو اس سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور دل کی مردگی کا باعث ہے اور سماع کا انکار بھی مت کرو اصحاب سماع بہت گزرے ہیں کم بولو، کم سوؤ، کم کھاؤ، لوگوں سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے، خلوت کو لازم پکڑو، مردوں سے عورتوں سے متبدعین سے مالداروں سے عام لوگوں سے صحبت نہ رکھو، حلال کھاؤ اور مشتبہ سے بچو جہاں تک ہو سکے عورت کی خواہش نہ کرنا، دنیا کے طالب بن کر

Marfat.com

دین نہ کھو بیٹھو، بہت ہنسنا بھی نہیں قہقہہ کے ساتھ ہنسنے سے اجتناب کرو بہت ہنسی
سے دل بجھتا ہے چاہئے کہ کسی کو بھی چشم حقارت سے نہ دیکھو ظاہر کی آرائش چھوڑ
دو باطن کی خرابی کا سبب ہے کسی سے جھگڑنا مت نہ کسی سے کچھ طلب کرو نہ کسی
سے خدمت لو مشائخ کی مال و تن و جان سے خدمت کرو اور ان کے افعال پر
معترض نہ ہونا ان کے منکر کو سہارا نہیں ملتا دنیا اور اہل دنیا سے دھوکہ مت کھانا۔

چاہے کہ دل مغموم رہے تن بیمار چشم گریان (تیرا عمل اخلاص والا' تیری
دعا تضرع' کپڑا تیرا پرانا (م ص) رفیق درویش سرمایہ فقہ گھر مسجد مونس حق تعالیٰ
حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ سے یہ آٹھ (۸) تعبیرات ہیں جن پر طریقہ
خواجگان قدس اللہ اسرارھم کا مدار ہے ہوش وردم' نظر برقدم' سفر در وطن' خلوت
درانجمن' یادکرد بازگشت' نگاہداشت' یادداشت' ان کے علاوہ تین اصطلاح اور
ہیں وقوف عددی' وقوف زمانی' وقوف قلبی' جملہ گیارہ (۱۱) اصطلاح ہیں:

''ہوش دردم'' یہ ہے کہ جو سانس بھی باہر نکلے چاہئے کہ اس میں
حضور و آگاہی ہو غفلت نہ ہو حضرت مولانا سعدالدین کاشغری قدس اللہ سرہ نے
فرمایا کہ ہوش دردم یعنی ہر سانس جو یہ لے اس میں غفلت نہ ہو حضور ہو اور ہر
سانس پر حق تعالیٰ سے غافل نہ ہو حضرت ایشان یعنی خواجہ احرار نے فرمایا ہے کہ
اس طریقہ میں رعایت اور حفظ نفس ضروری ہے۔ چاہئے کہ تمام انفاس نعمت
حضور اور آگاہی میں مصروف ہوں اور اگر کوئی محافظت نفس نہیں کرتا کہتے ہیں
فلاں کسی نفس گم کردہ است یعنی طریقہ اور روش گم کئے ہوئے ہے حضرت خواجہ
بہاؤالدین نے فرمایا ہے بنائے کار اس راہ میں نفس پر ہونا چاہئے جیسے کہ وظیفہ
کے ساتھ مشغول رہنا زمانہ حال میں ماضی کے تذکرے سے اور مستقبل کے تفکر

Marfat.com

سے انسان کو مصروف کر دیتا ہے اور نفس کو ضائع نہ کرے اور نفس کے لینے اور باہر نکالنے اور دونوں سانسوں کے درمیان میں کوشش کرے کہ نہ غفلت سے سانس اندر لے اور نہ باہر نکالے۔

''نظر بر قدم'' یہ ہے کہ سالک آنے جانے میں شہر اور صحرا میں اور ہر جگہ میں اپنی نظر پاؤں کی پشت پر رکھے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو اور جہاں نہیں چاہئے نہ پڑے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نظر بر قدم سالک کی سرعت سیر سے عبارت ہو مسافات ہستی اور عقبات خود پرستی کے قطع میں اس کی نظر جہاں پڑے فی الحال قدم وہاں رکھے۔

''سفر در وطن'' عبارت ہے اس سے کہ سالک طبعیت بشری سے سفر کرے یعنی صفات بشری سے صفات ملکی اور صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کو انتقال کرے حضرت مولانا سعد الدین کاشغری نے فرمایا کہ خبیث شخص سے جب تک صفات خبیثہ زائل نہ ہوں جہاں بھی منتقل ہوگا خباثت اس سے زائل نہ ہوگی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ احوال مشائخ قدس اللہ اسرارھم سفر و اقامت کے اختیار کرنے میں مختلف ہیں بعض ان میں سے ابتدا میں سفر کرتے ہیں انتہا میں مقیم ہوتے ہیں بعض ابتداء میں مقیم ہوتے ہیں انتہا میں سفر کرتے ہیں بعض بدایت و نہایت میں مقیم ہوتے ہیں اور سفر نہیں کرتے بعض بدایت و نہایت میں سفر کرتے ہیں مقیم نہیں ہوتے ہر طائفہ کی من جملہ ان چاروں سے سفر و اقامت میں صالح نیت اور صحیح غرض ہوتی ہے جیسے کہ عوارف کے ترجمہ میں مشروح ہے لیکن خواجگان قدس اللہ اسرارھم کا طریقہ سفر اقامت میں یہ ہے کہ ابتدائے حال میں اتنا سفر کرتے ہیں جس سے خود کو کسی عزیز کی خدمت میں پہنچا دے اور اس کی خدمت میں مقیم

Marfat.com

ہو جائے پھر بھی اپنے شہروں میں اس طائفہ سے کوئی مل جائے ترک سفر کر کے اس کی خدمت میں مشغول ہو جاتے ہیں اور آگاہی کے ملک کے حصول میں سعی جمیل کرتے ہیں پھر ملکہ کے حصول کے بعد سفر واقامت ہر دو مساوی ہے حضرت ایشان یعنی خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ متبدی کو سفر میں بغیر پریشانی کچھ حاصل نہیں جب طالب کسی عزیز کی خدمت میں پہنچ جائے اسے چاہئے کہ ایک جگہ قرار پکڑ کر تمکین کی صفت حاصل کر لے اور ملکہ اور خواجگان کی نسبت حاصل کرے قدس اللہ ارواحہم بعد ازاں جہاں بھی جائے کوئی مانع نہیں۔

اس طور سے کہا گیا ہے کہ یہ صورت صیقل شدہ لوہے کی طرح ہے ناظر کی صورت کا اس میں حصول اس پر موقوف نہیں کہ ناظر کی طرف سفر کرے اور جنبش میں آئے کیونکہ وہ صورت کو اپنی صفا اور نورانیت سے قبول کرتا ہے جو بھی اس کے مقابل ہوگا اس کی صورت منطبع ہوگی بغیر اس کی حرکت کے صورت کی طرف اس طرح جب آئینہ معنوی دل کا صور کونیہ کے زنگار سے صاف ہو کر نورانیت اور صفائی کے محاط ہو جائے اور خواہشات طبعی کے ظلمات اس سے زائل ہو جائیں تجلی ذات وصفات کے قبول کرنے میں محتاج سیر وسلوک کا نہیں رہتا کیونکہ اس کی سیر وسلوک عبارت ہے قلب کے چہرہ کی تصقیل اور تصفیہ سے جب وہ مصفی اور مصقول ہو تو سیر وسلوک سے مستغنی ہوتا ہے۔

''خلوت در انجمن'' حضرت خواجہ بہاؤ الدین سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے فرمایا خلوت در انجمن بہ ظاہر با خلق و بہ باطن با حق سبحانہ۔ حق سبحانہ کا فرمان ہے ''رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله''(۱) اسی مقام کی طرف اشارہ ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ

(۱) وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں نہ سوداگری اور نہ خرید وفروخت اللہ تعالی کی یاد سے غافل کرتی ہیں۔ (النور۔ ۳۷)

Marfat.com

نسبت باطنی ہمارے طریقہ میں اس طور پر ہے کہ ملاء میں بہ نسبت خلوت کے دل کو تفرقہ کی صورت بیشتر ہوتی ہے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمارے طریقہ میں صحبت ہے اور خلوت میں شہرت اور شہرت میں آفات ہیں بہتری جمعیت میں ہے جب کہ صحبت میں ہو بشرطیکہ ہر ایک اپنے مقام پر ہو ایک سے دوسرے کی نفی لازم نہ آتی ہو اور خواجہ اولیاء کلاں قدس اللہ سرہ کا فرمان ہے کہ خلوت در انجمن یہ ہے کہ سالک کا ذکر میں اشتغال حد استغراق کو پہنچے اس حد تک کہ اگر بازار جائے کوئی آواز نہ سنے بہ سبب استیلائے ذکر لسانی کے حقیقت قلب پر آپ فرماتے تھے کہ جب ذکر سعی و اہتمام و غلو سے ہو پانچ (۵) دن کی مدت میں اس مرتبہ پر فائز ہوتا ہے کہ تمام آوازیں لوگوں کی حکایتیں ذکر معلوم ہوتی ہیں جو بات بھی وہ کہتے ہیں ذکر سننے میں آتا ہے یہ بغیر سعی و اہتمام کے نہیں ہوتا۔

''یاد کرد'' عبارت ہے ذکر لسانی سے حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ تعلیم ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ اول شیخ دل سے کہے کہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' مرید دل کو شیخ کے دل کے مقابل حاضر کرے آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگائے منہ بند رکھے دانت جمائے رکھے سانس لے کر پوری تعظیم وقوت سے ذکر شروع کرے شیخ کے موافق اور دل سے کہے نہ زبان سے حبس نفس پر صبر کرے ایک سانس میں تین (۳) بار کہے چنانچہ ذکر کا اثر دل کو پہنچے آپ نے اپنے بعض کلمات قدسیہ میں تحریر فرمایا کہ مقصود ذکر سے یہ ہے کہ دل ہمیشہ آگاہ بحق سبحانہ ہو بہ وصف محبت و تعظیم اگر ارباب جمعیت کی صحبت حاصل ہو آگاہی حاصل ہوگی اور ذکر کا خلاصہ حاصل ہوگا اور مغز روح ذکر کا یہ ہے کہ دل آگاہ بحق سبحانہ ہو اور اگر صحبت میں یہ آگاہی

Marfat.com

حاصل نہ ہو وہی طریقہ اختیار کرے جو بیان ہو چکا نگہداشت کا زیادہ آسان طریقہ یہ ہے کہ سانس کو ناف کے نیچے روک کر ہونٹ کو ہونٹ سے ملا دے زبان کو تالو سے اس طرح چسپاں رکھے کہ سانس اندرون بدن زیادہ تنگ نہ ہو اور دل کی حقیقت کو جو تعبیر ہے مدرکہ سے جو ہر طرف جاتی ہے اور دنیا اور مصالح کے تمام اندیشے سرانجام دیتی ہے اور آنکھ کی جھپک میں آسمان پر جانا اور تمام عالم کی سیر کرنا اس کو میسر ہیں تمام اندیشوں سے محفوظ رکھ کر گوشت کے ٹکڑے کی طرف جو شکل صنوبری پر ہے متوجہ کرے اور ذکر کہنے پر مشغول کر دے اس طور کہ کلمہ کو اوپر کی طرف کھینچے اور الہ دست راست کی طرف حرکت دے اور الا اللہ دل پر جو شکل صنوبری پر ہے مارے چنانچہ اس کی حرارت تمام اعضاء کو سرایت کرے اپنے نفی کی طرف اور جمیع مخلوقات کو نظر سے مٹا دے اور اثبات میں حق سبحانہ کے وجود کو نظر بقا مقصودیت سے دیکھے یہاں تک کہ ذکر صفت لازمہ دل ہو جائے۔

''بازگشت'' یہ ہے کہ ہر مرتبہ جب ذکر زبان پر لائے اور کلمہ طیبہ کہے اسی وقت اس کے عقب میں کہے خداوندا میرا مقصود تو اور تیری رضا ہے کیونکہ بازگشت کا کلمہ نفی کرتا ہے دل کے ہر خطرہ کی چاہے نیک ہو یا بد یہاں تک کہ خالص ذکر رہ جائے اور اس کا سر ماسویٰ سے فارغ ہو اگر متبدی ابتدائی ذکر میں خود میں صدق نہ پائے تو چاہئے کہ اس کو ترک نہ کرے کیونکہ بتدریج آثار صدق کے ظاہر ہوں گے۔ حضرت مولانا علاؤ الدین علیہ الرحمۃ جو مولانا سعد لدین قدس اللہ سرہ کے اصحاب سے ہیں فرماتے ہیں مبادی احوال میں جب حضرت مخدوم سے ذکر کی تعلیم حاصل کی ذکر بازگشت پر مامور ہوا جب میں کہتا

Marfat.com

خداوندا میرا مقصود تو اور تیری رضا ہے مجھے اس کہنے سے شرم آتی کیونکہ اس قول میں خود کو صادق نہ پاتا بلکہ بتصریح خود کو دروغ گو سمجھتا اسی اندیشہ میں آپ کے پاس گیا آپ نے فرمایا کہ شیخ بہاؤالدین عمر کے پاس جاتے ہیں وہاں جا کر جب بیٹھا فرمایا کہ حضرت شیخ رکن الدین علاؤالدولہ نے فرمایا کہ سالک ہر چند خود طلب میں صدق نہ دیکھے لیکن کہنا چاہئے کہ خداوندا میرا مقصود توٗ ہے یہاں تک کہ صدق کی حقیقت ظاہر ہو جب حضرت شیخ کے پاس سے باہر نکلا حضرت مخدوم نے فرمایا شیخ اہل جذبہ سے ہیں اصطلاح نہیں جانتے اس بات کا مقصد میں نہ پا سکا یہاں تک کہ ایک عرصہ بعد ظاہر ہوا کہ اس بات سے غرض یہ تھی کہ شیخ نے بطریق جذبہ تربیت پائی ہے نہ بطریق سلوک اور ارشاد کے طریقہ سے ناواقف ہیں کیونکہ ابھی محل اس قابل نہ تھا کہ شیخ تلقین ظاہر کریں اس سبب سے کہ جب تک شیخ سے نہ سنا تھا بازگشت کا کلمہ بطریق سوز و نیاز کے میں کہتا تھا اور اس کہنے میں انفعال وخجالت طاری رہتی جب شیخ سے یہ سنا انفعال وخجالت جاتی رہی۔

"**نگہداشت**" عبارت ہے اس سے کہ خاطر کی محافظت کرے چنانچہ ایک سانس میں چند بار کلمہ طیبہ کہے تو اس کا خاطر غیر کی طرف نہ جائے حضرت مولانا سعدالدین نے اس کے متعلق کہا ہے کہ ایک ساعت یا دو ساعت یا اس سے زیادہ جو بھی میسر ہو اپنی خاطر کی محافظت کرے اور غیر اس کی خاطر میں نہ گزرے اور حضرت مولانا قاسم علیہ الرحمتہ نے جو خواجہ احرار کے کبار اصحاب اور مخصوصین سے ہیں ایک دن کسی تقریب میں فرمایا کہ نگہداشت کا ملکہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ وقت طلوع فجر سے چاشت تک ذکر بلند اغیار کے خطرہ سے محفوظ رکھ سکتا ہوں اس طور پر کہ قوت متخیلہ اپنے کام سے معزول ہو پوشیدہ نہ رہے کہ

Marfat.com

قوت متخیلہ کا بالکل معزول کرنا اگرچہ نصف ساعت ہو اہل تحقیق کے ہاں بہت مشکل کام ہے اور نوادر میں سے ہے اولیاء کاملین سے بعض کو یہ چیز حاصل ہوتی ہے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن العربی قدس اللہ سرہ نے فتوحات مکیہ میں خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس اللہ سرہ کے ''اسولہ واجوبہ'' میں سجود قلبی کے ضمن میں اس معنی کی تحقیق کی ہے جس کی تفصیل اس مقام کے لائق نہیں۔

''**یادداشت**'' تعبیر ہے حصول دوام آگاہی بحق سبحانہ سے بر سبیل ذوق بعض نے اس کی تعبیر حضور بے غیبت سے کی ہے اہل دل کے ہاں حب ذاتی کی وجہ سے دل پر شہود حق کے استیلاء کا مشاہدہ کرنا حصول یادداشت ہے خواجہ احرار قدس اللہ سرہ نے ان چار (۴) باتوں کی شرح اس طور سے فرمائی ہے یادکرد عبارت ہے بہ تکلف ذکر کرنے سے بازگشت عبارت ہے رجوع بحق سبحانہ سے اس طور پر کہ جب بھی کلمہ طیبہ کہے اس کے بعد دل میں سوچے کہ خداوندا میرا مقصود تو ہے نگہداشت عبارت ہے اس رجوع کی محافظت سے بغیر اس کے کہ زبان سے کہے اور یادداشت نگہداشت میں راسخ ہونے سے تعبیر ہے۔

''**وقوف زمانی**'' حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ سالک کے لئے کارآمد یہ ہے کہ بندہ اپنے حال سے خود میں واقف ہو کہ ہر زمان میں اس کی صفت اور حالت کیسی ہے سبب شکر کی ہے یا عذر کی حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ سرہ نے حالت قبض میں استغفار کا امر فرمایا ہے اور حالت بسط میں شکر کا اور فرمایا ہے کہ رعایت ان دونوں حالت کی وقوف زمانی ہے اور حضرت خواجہ نے ذکر فرمایا ہے کہ سالک کے لئے وقوف زمانی میں بنائے کار ہر ساعت پر ہے

Marfat.com

تاکہ نفس کا علم ہو کہ حضور سے ہے یا غفلت میں ہے اگر نفس پر بنا ہو تو ان دونوں صفتوں کو معلوم نہیں کر سکتا اور وقوف زمانی صوفیہ قدس اللہ اسرارھم کے ہاں عبارت ہے محاسبہ سے حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے محاسبہ یہ ہے کہ ہر ساعت واردات گزشتہ کا ہم محاسبہ کریں کہ غفلت کیا ہے اور حضور کیا ہے پھر دیکھیں کہ سب نقصان ہے بازگشت کر کے از سر نو عمل شروع کریں۔

''**وقوف عددی**'' عبارت ہے رعایت عدد سے ذکر میں حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ رعایت عددی ذکر قلبی میں خاطر متفقہ کی جمعیت کے لئے ہے کلام خواجگان قدس ارواحھم میں جو آتا ہے کہ فلاں نے فلاں کو وقوف عددی کا امر فرمایا مقصود ذکر قلبی ہے با رعایت عدد نہ مجرد رعایت عدد ذاکر کو چاہئے کہ ہر سانس میں تین (۳) مرتبہ یا پانچ (۵) مرتبہ یا سات (۷) مرتبہ یا اکیس (۲۱) مرتبہ تک ذکر کرے اور عدد طاق کو لازم رکھے حضرت خواجہ علاؤ الدین نے فرمایا ہے کہ بہت کہنا شرط نہیں چاہئے کہ جو کچھ کہے وقوف اور حضور سے ہو تاکہ اسپر فائدہ مرتب ہو ذکر قلبی میں جب اکیس (۲۱) مرتبہ سے زیادہ کہے اور اثر ظاہر نہ ہو دلیل ہے اس عمل کے لاحاصل ہونے پر ذکر کا اثر یہ ہے کہ زمان نفی میں وجود بشریت منفی ہے اور زمان اثبات میں جذبات الوہیت کے تصرفات اور آثار نظر آئیں اور یہ جو خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ وقوف عددی علم لدنی کا اول مرتبہ ہو سکتا ہے کہ بہ نسبت اہل بدایت کے اول مرتبہ علم لدنی کا جذبات الوہیت کے آثار تصرفات کا مطالعہ ہو کیونکہ وہ کیفیت اور حالت ہے جو مرتبہ قرب کے لئے موصل ہے اور علم لدنی اس مرتبہ میں مکشوف ہو جاتی ہے اور اہل نہایت کے اعتبار سے وقوف عددی کا اول مرتبہ علم

Marfat.com

لدنی ہونا یہ ہے کہ ذاکر واقف ہو اعداد کونیہ کے مراتب میں واحد حقیقی کے سریان پر جیسے اعداد حسابی کے مراتب میں واحد عددی ہے۔ اور حقیقت میں یہ وقوف اول مرتبہ علم لدنی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پوشیدہ نہ رہے کہ علم لدنی وہ علم ہے جو اہل قرب، تعلیم الٰہی اور تفہیم ربانی سے معلوم کرتا ہے نہ دلائل عقلی اور شواہد نقلی سے جیسے کلام قدیم میں حضرت خضر کے حق میں فرمایا ہے و علمناہ من لدنا علماً[1] اور فرق درمیان علم لدنی اور علم یقینی کے یہ ہے کہ علم یقینی عبارت ہے ذات وصفات الٰہیہ کے نور کے ادراک سے اور علم لدنی کنایہ ہے ادراک معانی اور فہم کلمات سے من جانب حق سبحانہ کے طریق الہام سے۔

''**وقوف قلبی**'': وقوف قلبی سے دو معنی مراد لیتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ ذاکر واقف اور آگاہ ہو حق سبحانہ کے ساتھ اور یہ یادداشت کے قبیل سے ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے اپنے بعض کلمات قدسیہ میں لکھا ہے کہ وقوف قلبی حق سبحانہ سے آگاہی اور دل کے حضور کا ہونا ہے اس طور پر کہ دل حق سبحانہ سے مشغول رہے اور اس کے سوا کسی سے شغل نہ ہو اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ذکر کے وقت ارتباط و آگاہی جو ذکر ہو چکی ہے شرط ہے اور اس آگاہی کو شہود اور حصول وجود اور وقوف قلبی کہتے ہیں اور دوسرا معنی وقوف قلبی کا یہ ہے کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنی وقت ذکر متوجہ گوشت کے اس ٹکڑے کی طرف ہو جو شکل صنوبری پر ہے اور مجازاً اس کو دل کہتے ہیں بائیں پستان کے بائیں جانب واقع ہے اور اس کو ذکر کہنے پر مشغول کردے اور ذکر اور مفہوم سے غافل نہ چھوڑے حضرت بہاؤ الدین قدس اللہ سرہ نے ذکر میں حبس نفس اور رعایت عدد کو لازم

(۱) الکھف ۶۵ اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھایا تھا۔

Marfat.com

قرار نہیں دیا لیکن وقوف قلبی ہر دو معنی کے اعتبار سے ضروری سمجھتے ہیں اور لازم جانتے ہیں کیونکہ جو مقصود ہے ذکر سے اس کا خلاصہ وقوف قلبی میں ہے۔

آپ کی ولادت غجدوان میں ہے اور وہ قصبہ ہے چھ (۶) فرسنگ پر بخارا سے نشو ونما بھی وہیں ہوئی وفات آپ کی پانچ سو پچھتر (۵۷۵) ہجری میں واقع ہوئی مزار عجدوان میں ہے۔ انہوں نے:

خواجہ یوسف ہمدانی قدس اللہ سرہ بن ایوب ہمدانی سے اجازت حاصل کی: آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے اور اصل آپ کی ہمدان سے ہے مرید شیخ ابو علی فارمدیؒ کے ہیں شیخ عبداللہ جونی اور شیخ حسن سمنانی سے صحبت رکھی ہے شیخ ابو اسحاق شیرازی سے استفادہ علم کیا جب آپ بغداد گئے حضرت غوث الثقلین سے بھی ملاقات ہوئی غوث الاعظم کی مجلس میں اکثر حاضر ہوتے تھے اور حنفی مذہب تھے خواجگان بزرگوار کے سلسلے پر راسخ تھے امام یافعی قدس اللہ سرہ کی تاریخ میں مذکور ہے کہ خواجہ یوسف ہمدانی صاحب احوال وکرامت تھے آپ نے بغداد اصفہان عراق خراساں اور سمرقند و بخارا میں علم کا افادہ اور استفادہ کیا عالم حدیث ہیں آپ کے مواعظ سے خلق کثیر منتفع ہوئی مرو میں قیام فرمایا ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہے بعد ازاں ہرات تشریف لے گئے کچھ عرصہ وہاں قیام کیا پھر مرو کی عزیمت فرمائی جب ہرات سے باہر نکلے راہ میں وفات پائی اسی مقام پر دفن قرار پایا بعد ازاں ابن النجار نے جو آپ کے مریدین میں سے تھا جسد مبارک مرو منتقل کی اور قبر مبارک وہاں ہے (یزار و یتبرک بہ زیارت کی جاتی ہے اور برکت حاصل کی جاتی ہے) آپ کی ولادت چار سو چالیس (۴۴۰) ھ ہے وفات پانچ سو پانچ (۵۰۵) ھ میں ہوئی۔ انہوں نے اجازت:

Marfat.com

حضرت شیخ بوعلی فارمدی سے پائی آپ کا نام فضیل بن محمد ہے آپ کا مولد فارمد ہے جو طوس کے مضافات میں سے ہے خراساں کے شیخ الشیوخ ہیں ابوالقاسم قشیری کے شاگرد ہیں شیخ ابوالقاسم گرگانی کے مرید اور ابوسعید ابوالخیر سے آپ نے ملاقات کی شیخ ابوعلی فارمدی کا قول ہے کہ شیخ بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد مجھ پر کئی احوال وارد ہوئے جن کو میں اپنے استاد ابوالقاسم قشیری سے بیان کرتا میرے استاد کہتے سبق سے مشغول رہو گویا کہ تحصیل علم باطن سے آپ منع کرتے یہاں تک کہ ایک قلم جو دوات سے نکالا بغیر سیاہی لئے نکلا جب یہ اسرار میں نے بیان کئے انہوں نے کہا جب میں نے علم کو آپ پر منع کیا تو میری صحبت سے بھی ممنوع رہو اور علم باطن میں سعی کرتے رہو سامان مدرسہ سے خانقاہ لے گیا اور طوس کا رخ کیا شیخ کی منزل معلوم نہ تھی پوچھ کر شیخ کے گھر گیا دیکھا کہ شیخ سر جھکائے ہوئے ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہے ادائے تحیت کے بعد مسجد میں داخل ہو کر سلام کر کے بیٹھا اپنے واقعات سنائے جواب میں فرمایا مبارک ہو ابھی ابتداء مرتبہ کمال کو نہیں پہنچے اگر تربیت ہو تو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جاؤ گے دل میں کہا کہ شیخ کی صحبت میں رہنا میرے لئے مفید ہوگا شیخ کی خدمت میں اقامت اختیار کی انہوں نے مجھ سے قسم قسم کے مجاہدات و ریاضات کروائے اور وطن کو رخصت کیا وفات آپ کی چار سو ستتر (۴۷۷) ھ ہوئی آپ کی قبر طوس میں ہے۔ آپ نے:

شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت پائی آپ کا نام علی ہے ارادت باطن کی نسبت آپ کو دو جانب سے ہے ایک شیخ عثمان مغربی سے جن کی نسبت دو واسطہ سے سید الطائفہ جنید بغدادی سے ملتی ہے دوسرے بلا

Marfat.com

واسطہ ابوالحسن خرقانی سے جو بایزید بسطامی سے ملتی ہے آپ نے فرمایا ہے ہم نشینی اس کی اختیار کرو جس سے یا تو اس کی طرح ہو جائے یا وہ تمہاری طرح ہو جائے یا دونوں حق تعالیٰ کی محبت میں گم ہو جائیں نہ تو رہے نہ وہ۔ اور صاحب کشف المحجوب اوائل حال میں ان کی صحبت میں پہنچے ان کو قطب اور مدار عالیہ وقت لکھتے ہیں شیخ ابو سعید ابو الخیر اور آپ طوس میں ایک تخت پر ایک ساتھ بیٹھے تھے درویشوں کی ایک جماعت دونوں کے سامنے کھڑی تھی اچانک ایک درویش کے دل میں یہ خیال آیا کہ آیا ان دونوں بزرگوں کی منزل ایک ہے یا فرق ہے شیخ ابو سعید ابوالخیر نے اپنا رخ اس کی طرف کر کے کہا جو بھی چاہے کہ دو بادشاہوں کو ایک تخت پر ایک وقت میں دیکھے اس کو چاہئے کہ ان کو دیکھے جب وہ درویش بیٹھ گیا ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا حق تعالیٰ نے اس کی آنکھوں سے حجاب دور کیا تاکہ شیخ ابوسعید کی بات کا صدق اس پر ظاہر ہو پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ آیا خدائے تعالیٰ کے بندوں یں روئے زمین پر ان دو (۲) ہستیوں سے بڑھ کر کوئی بزرگ ہیں؟ شیخ ابوسعید نے کشف سے معلوم کر کے کہا اور اس درویش کو متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ بات کسی ایک میں منحصر نہیں ابوسعید اور ابوالقاسم کی طرح اس کے ملک میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) پیدا ہوتے ہیں صاحب کشف المحجوب تحریر کرتے ہیں کہ مجھ پر ایک وقت ایک واقعہ ظاہر ہوا جس کا حل دشوار ہوا شیخ ابوالقاسم کی خدمت میں مسجد میں حاضر ہوا انہوں نے بیان کیا میں نے کہا ایہا الشیخ (اے بزرگ) یہ میرا واقعہ ہے انہوں نے کہا کہ اے بچے حق تعالیٰ نے مسجد کی ستون کو مجھ سے گویائی عطا کی اس نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ کی وفات چار سو پانچ (۴۰۵) ھ ہے۔ آپ نے:

Marfat.com

شیخ ابوعثمان مغربی سے اجازت حاصل کی آپ کا نام مبارک سعید بن اسلام ہے اصل ملک مغرب سے ہے شاگرد ابوحسین دینوری کے اور مرید شیخ بو علی کاتب کے ہیں کئی سال مکہ میں گزارے شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ آپ تیس (۳۰) سال مکہ میں رہے حرمت حرم کی وجہ سے کبھی حرم میں پیشاب نہ کیا آپ نے فرمایا کہ شریعت میں متقی اس کو کہتے ہیں کہ شریعت امرونہی سے جن پر مامور ہو سرمو اس سے تجاوز نہ کرے اور طریقت میں اس کو کہتے ہیں کہ غیر حق سبحانہ کے میل محبت کی لوث اور تمام اندیشوں سے دل کو رہا کردے اور ذوق و محبت کردگار کے علاوہ اور کوئی آرزو نہ ہو آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں بغیر غم غریبی اور شکستگی کے اور شئے افضل نہیں پس طالب کو چاہئے کہ ہر لمحہ اور ہر لحظہ اس غم سے بے غم نہ ہو جو دل بھی خراب محبت ہے آباد حضرت (بارگاہ) ہے۔ اے عزیز جب تمہیں معلوم ہوا کہ بارگاہ حق سبحانہ میں دل شکستگی اور غم قدر رکھتے ہیں پس کسی وقت اس سے دل کو خالی رکھنا نہ چاہئے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ درویش کو چاہئے کہ دل کو دونوں عالم سے بے تعلق کردے آنکھوں کو غیر حق سے بند کردے ہونٹوں کو غیر حق کی یاد سے جنبش میں نہ لائے اور خون جگر بہائے خود کو چھوڑ دے اور حق سے پیوند جوڑ دے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام دوستوں کی حقیقت ذات کی معرفت میں قضا و قدر کے دونوں عالم میں قد مثل نون کے اور جگر مثل جیحون کے ہو چکے ہیں شریعت کشتی ہے طریقت اس کا بادبان حقیقت لنگر ہے اس لئے کہ فقر کا راستہ

Marfat.com

دشوار ہے۔ فرماتے ہیں کہ اے عزیز بیغمی اور قرار کا مقام نہیں یقیناً اور یہ جان لو کہ جو بھی عاشق ہے قرار و آرام اس پر حرام ہے۔

اور آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے خاص اپنے دوستوں کو وہ دل دیا ہے کہ جو کچھ اس دل میں گزرتا ہے اسی وقت ہو کر رہتا ہے اگر کوئی دریافت کرے کہ ایسے دوست کو کیسے معلوم کر سکتے ہیں جواب یہ ہے کہ ایسے دوست کی شناخت یہ ہے کہ اگر اس کے سر پر تلوار چلے تو بھی اس میں تغیر نہ آئے بلکہ خوش ہو نہ کسی رنج سے رنجیدہ ہو نہ کسی خوشی سے خوش ہو بلکہ ضرر و نفع میں اس میں فرق نہ آئے اس میں اپنی طرف سے کوئی آرزو باقی نہ ہو ولی حقیقتاً اس وقت کامل ہوتا ہے کہ اس تصرف کے باوجود اپنے تصرف سے نکل چکا ہو خواہش اور آرزو سے رہائی حاصل کر چکا ہو اے عزیز آرزو اس وقت تک رہتی ہے جب تک بشریت مستہلک نہ ہو پھر آرزو کون کرے عارف خود سے فانی ہوتا ہے اور دوست سے باقی ان کی آرزو نہیں ہوتی یہ بھی فرمایا ہے کہ اے عزیز جب تجھے معلوم ہے کہ آخری مقام گورستان ہے پس یہاں کیا قرار و آرام اور اس دار فانی سے دل کا معلق کرنا عقل مندوں کا کام نہیں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ اگر چاہتے ہو کہ مرد، نامرد، جوان مرد کی شناخت کرو تو جان لو کہ جس کا دست بکار و دل بایار ہو وہ مرد ہے جس کام پر نامور ہے اس پر مشغول رہے اور شریعت کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھے پسندیدہ امور پر راسخ رہے اور قبول کرے اور نامرد وہ ہے جو بالکل دنیا سے مشغول رہے مثل چہار پائے کے اولئک کالانعام بل هم اضل سبیلا۔ (1) جوانمرد وہ ہے کہ

(۱) الفرقان ۴۴ (ان هم الا کا الانعام) یہ تو محض چوپالوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہے۔

Marfat.com

قوت وغذا میں (قوت ولاغری میں) خواب و بیداری میں بالکل میل ومحبت حق سبحانہ سے رکھے اور نیک و بد کے عمل سے جزا کا خیال نہ رکھے زہے سعادت' زہے سعادت آپ نے فرمایا ہے کہ اے درویش دلریش جس دل میں ذکر حق اور محبت حق مولیٰ کی نہیں وہ مردہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ انک لا تسمع الموتی (۱) پس اے نادان' بے مروت وکم ہمت ہر لحظہ اور ہر لمحہ دل کی تجسس اور دیکھ بھال کرتے رہنا اور اغیار کی خواہش دل سے نکال ڈال۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے اور جس نے یاد حق سے اور اس کے شوق سے اشتیاق لایزال میں دل کو زندہ کیا اور ماسوا اللہ کی فکر کو چھوڑ دیا اس نے حیات ابدی کو پایا'' المومن حی فی الدارین'' (مومن دونوں جہاں میں زندہ ہے) جس نے زمین کی اصلاح کی اور اس کو درست کیا اس کا نفع اس کو عائد ہوگا اور جو نیکی کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے اور بدی کرتا ہے اپنے ہی لئے کرتا ہے۔ ''قولہ تعالیٰ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا'' (۲)۔ جو شخص یاد حق سبحانہ میں دل کو شوق ومحبت سے زندہ رکھتا ابدی سودا اسی کو راجع ہوگا اور صاحب دل ہوگا صاحب دل وہ ہے جس کے دل میں غیر کے لئے گنجائش نہ ہو۔

جس وقت غیر کے خطرہ سے اس کو خلاصی ہو جائے قلب کا ربط حق تعالیٰ سے مستحکم ہوگا حق تعالیٰ نے دل کی باگ ڈور کا اسے اختیار دیا اے درویش دل ریش فرصت غنیمت جان اور کام کے پیچھے لگ بیکار مت ہو ہمیشہ اس کی ذات و صفات کے جمال کا تصور اور مشاہدہ انوار اور جان میں غم دل میں شگفتگی رکھ

---

(۱) النحل ۸۰۔ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔
(۲) حم السجدۃ۔ جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے جو شخص برا عمل کرتا ہے اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔

Marfat.com

کیونکہ طالب کو یہی شوق چاہئے۔

اے درویش دل ریش! جب تک شراب محبت سے جرعہ بے خودی کو نوش نہ کرو گے اور آتش شوق اور درد اشتیاق سے فریاد بلند نہ کرو گے ماسوا اللہ کے بند سے خلاصی نہ ہوگی رہائی نہ ہوگی۔

اے عزیز! جس کے دیدہ دل میں جمال حقیقی کا سرمہ لگ جائے وہ غیر کی طرف نظر نہیں اٹھا سکتا۔

اے درویش دلریش! جب فراق غالب آتا ہے عشق جوش مارتا ہے اور اس جوش عشق میں بے خودی اور مستی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر نعرہ انا الحق اور لیس فی الجنۃ ما سوا اللہ (جنت میں سوائے اللہ کے کچھ نہیں) کا نعرہ لگاتا ہے۔ غلطی میں ہے اس کو سکر اور دیوانگی بھی کہتے ہیں۔

رق الزجاج ورقت الخمر

فتشابہا وتشابہ الامر

فکانما خمر ولا قدح و کانما قدح ولا خمر

(رقیق اور لطیف ہے آبگینہ اور رقیق ہے شراب پس دونوں ایک دوسرے کے مناسب ہوئے پس گویا شراب ہے پیالہ نہیں اور گویا پیالہ ہے شراب نہیں)

اے عزیز! اللہ نے اپنی شناخت کے لئے تجھے پیدا کیا نہ علف خواری کے لئے

اے عزیز! جس نے اپنے کام کی حقیقت سے آگاہی حاصل کی وہ این و آن کی آرزو میں مشغول نہیں ہوتا اسی غم میں رہ کر بیمار ہو گیا۔ ہر چند علاج میں کوشش کی جائے بیماری بڑھتی جاتی ہے ہر کہ او آگاہ تر دردتر۔ نقل ہے جب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ محبوب کی محبت میں رنجور ہوئے۔ خلیفہ نے جو آپ کا

Marfat.com

معتقد تھا۔ عیسائی طبیب جو ماہر تھا شیخ کے پاس بھیجا۔ جب حکیم نے قارورہ ملاحظہ کیا۔ کہا اس شخص کا خوف الٰہی سے جگر ٹکڑے ہو چکا ہے اور مثانہ سے باہر آرہا ہے جس دین میں ایسا شخص ہو وہ باطل نہیں ہوسکتا اسی وقت زنار کاٹ ڈالا اور مسلمان ہوگیا۔ خلیفہ نے کہا کہ میرا خیال تھا کہ طبیب کو بیمار کے پاس بھیج رہا ہوں۔ میں نے تو بیمار کو طبیب کے پاس بھیجا اے درویش دلریش یقین رکھ اور یہی جان لو کہ جو کچھ عالم میں ہے بہترین نعمت اور کمال سعادت اور نہایت مراتب اور تمام سلوک اور اتم آگہی اور دونوں جہاں کی خلعت یہی حق عالی کی دوستی ہے عزوجل۔

نقل ہے کہ ایک شخص سلطان العارفین کے دروازہ پر آیا آواز دی اے ابو زید جواب دیا اگر ابو یزید کو چالیس (۴۰) سال بھی ڈھونڈے پتہ نہ پائے۔ ابو یزید کی جان پر بنی تھی لیکن مشاہدہ حق میں ایسے مشغول تھے کہ خود کی خبر نہ تھی اور یہ بات صحیح ہے کہ جس دل میں حق کی محبت قرار پکڑے گا اس سے تمام محبتیں اس سے جاتی رہتی ہیں سب کی ہم نشینی سے اور افکار سے اور سب کی طرف نظر کرنے سے اور سب کے یاد سے اور سب کے ذکر سے منہ موڑ کر ایک کا ہو جاتا ہے۔ ہاں جوانمردوں کا طریقہ یہی ہے اس کے علاوہ بیکاری ہے لیکن شہباز چاہئے جو جان کی بازی لگائے اور جان دینے میں مجاہد بنے۔ یہاں تک کہ جان و جہان سب کچھ دے کر گوئے سعادت اس جہان سے حاصل کرے۔

اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے جس دل میں حق کی محبت نہیں خراب ہے۔

اے عزیز! راتوں میں سے ایک رات سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے بارگاہ ایزدی میں اجازت پا کر سوال کیا کہ باری تعالیٰ آپ کے لائق

Marfat.com

کون سی چیز ہے جس کو بایزید پیش کرے۔ الہام ہوا تین چیز ہمارے خزانہ میں نہیں۔ اگر تمہارے پاس ہیں تو لاؤ۔ ہم خرید لیں گے ایک شکستگی۔ دویم عذر سوئم بیچارگی۔

اے درویش! ٹوٹی ہوئی چیز کسی قیمت کی نہیں۔ مگر دل شکستہ بیش قیمت ہے اور دل شکستہ کی نشانی غم اندوہ ہے۔ سنو کسی نے سلطان العارفین سے جا کر کہا کہ فلاں شہر میں ایک دیوانہ محبوس ہے جس کو آہنی زنجیروں سے مضبوط جکڑ رکھا ہے۔ ہاتھ پاؤں سے باندھا ہوا ہے۔ فرمایا میں جا کر دیکھتا ہوں کہ وہ دیوانہ کس طرح ہے۔ خواجہ وہاں گئے دیوانہ نے آواز دی کہ بایزید! جانتے ہو۔ دوست کیا کرتا ہے خواجہ متعجب ہوئے اور دل میں کہا کہ ہرگز اس شخص نے مجھے دیکھا نہیں نہ میں نے اس کو دیکھا ہے اس نے مجھے کیونکر جانا اس جوان نے آواز دی دوست دوستوں کی حالت کی خبر رکھتے ہیں کیوں حیران ہو۔ اے بایزید میں نے ایک مرتبہ اس کی محبت کا دعویٰ کیا اور اس کی محبت کی گلی میں قدم رکھا میری گردن میں لوہا پڑ گیا اور پاؤں میں زنجیر پڑ گئی۔ اے بایزید میری طرف سے دوست سے کہنا کہ ساتوں آسمان و زمین مصیبت بن کر اگر میری گردن کے طوق بن جائیں آپ کی عزت کی قسم کہ اس دعویٰ سے باز نہ آؤں گا۔ بشر حافی نے بشر صغیر رحمتہ اللہ علیہ سے کہا ایک شخص کو زمین پر پڑے دیکھا کہ زنبور اس سے ٹکڑے جدا کر رہی ہیں میں نے اس کا سر گود میں رکھا اور اس دردمند کی حالت پوچھی کہ کتنی مدت سے یہ حال ہے۔ آنکھیں کھول کر سر زمین پر رکھا اور کہا کہ تو کون ہے کہ مجھ میں اور دوست میں حائل ہوا اور مجھے اس کی یاد سے غافل کر دیا۔ اے عزیز! جس کو عشق و محبت ہے اس کا درد سر اور مرض وہی ہے۔ اے دوست! جب رنج نہ اٹھاؤ گے خزانہ

Marfat.com

حاصل نہیں کر سکتے اور جب تک نیش کو تیار نہ ہو گے شہد نوش نہ کرو گے جو تکلیف اس راہ میں تجھے پہنچے اپنا فائدہ جان سر تسلیم خم کرلو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اے درویش جب محبت کی گلی میں داخل ہو چکے مردانہ وار داخل ہونا قدم آگے بڑھا رنج و محنت اٹھانا اور غم نہ کرنا نتیجہ میں بہت خوسی کا پھل حاصل ہوگا

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ درویش دلریش اگر محبت کا خیال ہے تو نامرادی کے کوچہ میں آ ؤ اور فقر و فاقہ کے مونس بنو۔ اور وقت کو غنیمت سمجھو۔ آخرت کی طرف بڑھتے چلو جب تک کوس رحلت نہ بجے کام کرتے رہنا جب وقت'' اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون'' کا پہنچے اس وقت ندامت افسوس اور پشیمانی فائدہ نہیں کرتی۔ اگر سلامتی چاہتے ہو فقر و فاقہ سے رہو۔ اے درویش دل ریش! بزرگوں کا کہنا ہے کسی مخلوق سے التجا نہ کرنا جب تو درویش ہوگا تو درد و سوز سے رزق پہنچے گا بحق خدای رب العزت میں نے ایسا ہی پایا۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے اے عزیز جب تک جان نہ دے گا غیر سے چھٹکارا نہیں ہوسکتا۔ بغیر جانبازی اور سراندازی کے ہرگز اس راستہ کو قطع نہیں کرسکتے۔

اے عزیز! عاشق کے لئے ایک ساعت جو بغیر یاد دوست کے گزرے پچاس (۵۰) برس کے برابر ہے۔ اے عزیز اگر عاشق سے وعدہ ہو کہ ہزار بار جان قربان کرے۔ پھر وصال ہوگا اگر شرط پورا کرے تو بارگاہ حبیب میں باریابی ہوگی۔ ورنہ رستہ پکڑے اگر عاشق صادق ہوگا تو لاکھوں خواہش اور

Marfat.com

لاکھوں تمنا سے جان کے مقابلہ میں اس سودا کو قبول کرے گا۔ اے درویش دل ریش خبر دار ہوشیار درد و الم کے غم کے علاوہ ناکامی اور غم کی حسرت مجبوراً چند یوم برداشت کرنا چاہئے۔ اس کے بعد ہمیشہ کی خوشی ہے۔ اے عزیز! طالب حق کی کچھ علامات ہیں جن کی وجہ سے اسے طالب حق کہہ سکتے ہیں۔

اے عزیز! عطاء کی علامت بندہ پر بلا کا ڈالنا ہے نقل ہے کہ ایک بزرگ تھا جب بھی بلا میں مبتلا ہوتا حق تعالیٰ دفعیہ فرماتا آخر بلائیں متواتر نازل ہونا شروع ہوئیں مناجات کی۔ خداوندا! اس سے پیشتر بلا جلد ہی ٹل جاتی۔ اب کیا بات ہے جو ہر وقت نزول بلا ہو رہا ہے اور دفعیہ نہیں ہوتا ہاتف نے جواب دیا اس سے قبل تم مجھے دوست رکھتے تھے بلا تم سے دور کرتا اب ہم تمہیں دوست رکھتے ہیں ہر وقت بلا بھیجتے ہیں۔ یہاں دم مارنے کا مقام نہیں۔ اے درویش دلریش دانا اور آگاہ ہو۔

جو کچھ عالم میں دولت و رافت تھی جام مراد میں ڈال کر فرعون کے ہاتھ میں دی گئیں اور عالم میں جو کچھ فقر و محنت و بلا تھی موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے طبقہ اور ان کے ہاتھ میں دی گئیں دو فرشتے ملاقی ہوئی ایک نے دوسرے سے کہا کہ فرعون کے دستر خوان پر ہر قسم کی نعمتیں موجود ہیں لیکن اس کو ندی کی ککڑی (ترہ) کی خواہش ہوئی مجھے حکم ملا کہ اس کو پہنچا دو۔ دوسرے نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کوزہ میں صبح کے لئے پانی رکھا ہے مجھے حکم ملا کہ جا کر اس کو ڈول دوں۔ چنانچہ ڈول دیا گیا اے درویش دلریش اس پر یقین رکھو کہ اللہ کا عارف مصیبت (بلا) سے نہیں ڈرتا اور لوگوں کی جفا سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتا اے درویش اگر تو اخلاص سے کچھ خیال کرے تو کفر و اسلام کو یکساں قضا و قدر کے

Marfat.com

حوالہ کردے گا

اے درویش! جب یہ نکتہ معلوم ہوا کہ ذرات میں سے ہر ذرہ کائنات باری تعالیٰ میں سے ہے جس پر اعتراض عارفوں کا کام نہیں۔ یعنی کسی کی بات پر اعتراض مت کرو۔ اے درویش دلریش ہوشیار رہنا چاہئے غلطی نہیں کرنی چاہئے کہ راہ باریک ہے اور نفس و شیطان دونوں رہزن ہیں ایک لمحہ اور ایک لحظہ حضور حق سے غافل رہنا نہیں چاہئے۔ تیری غفلت سے رستہ لوٹ کر ضلالت میں پھینک سکتے ہیں نامرادی کے خانہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جہنم کا ایندھن نہ بن جانا۔ اے درویش مردان حق ہمیشہ خود کو ملامت کرتے ہیں اور اپنی طاعت پر گناہ سے خوف کرتے ہیں اور شرمندگی اور ناپسندیدگی کے خوف سے طاعت سے سر نہیں اٹھاتے ہر وقت ما عرفناک حق معرفتک ان کی زبان حال پر جاری ہے۔ کیا خوب ھمت ہے شیرون کی' باوجود کمال بندگی کے نقصان اور تقصیر کے خوف سے بندگی سے سر نہیں اٹھاتے شب و روز روتے ہیں ایک لحظہ اور لمحہ کے لئے آرام نہیں کرتے اور عجز و نیاز سے ان ابیات کے مضمون پر مداومت کرتے ہیں۔ اے عزیز! خبردار فرصت غنیمت جان ختم ہونے پر واپس نہ ہوگی۔

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اے درویش دلریش عارفان کاملین کی علامت درد و غم ہے جس کا ثمرہ عشق و محبت ہین عشق و محبت کا ثمرہ سکر و بے خودی اور نسیان خود کا نتیجہ وصول حق ہے حصول وصول کے بعد حضور و آگاہی سے پھر آگاہی حق کی آگاہی ہے یہ نہایت حضوری و آگاہی ہے بینائی حق کے ساتھ بینا ہے شنوائی حق کے ساتھ شنوا ہے فہم و ہم' خواب و خیال بیداری بغیر وجہ باقی کے اس کو اور طلب نہیں ہوتی جس کی طلب اور اس میں نظر کرے نظر آتا ہے پھر حق

Marfat.com

تعالیٰ ذات پاک سے اس پر تجلی فرماتا ہے اس کی برکت سے حلول و اتحاد تشبیہ و تعطیل کے آفتاب سے بچ جاتا ہے اور ''فاعلم انه لا اله الا الله''[1] کا سرّ اس پر آشکارا ہو جاتا ہے اور ما سوا اللہ کی بت پرستی سے رہا ہو جاتا ہے اور قہر سے مامون اور عالم تمکین کی سعادت ابدی سے مشرف ہو جاتا ہے دین حقیقی کی عروۃ وثقیٰ کو ایسے مضبوط پکڑتا ہے کہ پھر انقطاع و حرمان کی آفت میں مبتلا نہیں ہوتا ''فمن یکفر بالطاغوت و یومن بالله فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لاانفصام لها والله سمیع علیم''[2]۔ اے درویش دلریش جفا کش جب عارف عشق کا کمال حاصل کر لیتا ہے ماسویٰ اللہ سے جو کچھ بھی ہو منہ موڑ لیتا ہے حق سے ہی حق کو پہنچانتا ہے این و آن میں مشغولیت نہیں رہتی۔ مشاہدہ اور معائنہ میں جو ہوتا ہے لا کے تیغ سے سامنے سے ہٹا لیتا ہے کسی مقام میں نہیں رکتا منہ موڑ لیتا ہے دیدہ نادیدہ، شنیدہ ناشنیدہ کر لیتا ہے اس کی گفتگو بے خودی میں ظاہر ہوتی ہے جو کچھ کہتا ہے اس سے کہتا ہے جو سنتا ہے اس سے سنتا ہے کبھی عین ذات کی تجلی ظہور فرماتی ہے حق تعالیٰ کو عالم جز و کل میں دیکھتے ہیں۔ ان کی نظر سے کچھ بھی غائب نہیں رہتا۔ ''لایعزب عنه مثقال ذرة فی السموت والارض''[3] اسماء و صفات کی عارف بن جاتے ہیں۔ معلومات پر اشراف خاطر ہو جاتا ہے اشیاء کی تسبیح اور ان کے نفع و ضرر کو جان لیتے ہیں من عرف اللہ لا تخفی علیہ شیئ عارف جب اس مقام (فنا فی اللہ) پر پہنچتا ہے علم نا

(۱) محمد:۱۹۔ تو اس کا یقین رکھیے کہ بجز اللہ اور کوئی قابل عبادت نہیں۔
(۲) البقرۃ ۲۵۶ سو جو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں۔ خوب جاننے والے ہیں۔
(۳) سبا ۳۔ اس (کے علم) سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔

Marfat.com

متناہی کے بغیر توقف نہیں کرتا کل اور جز کی دانش اس کے مقابلہ میں قطرہ معلوم ہوتی ہے قولہ تعالیٰ و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا (۱) اور کبھی عین ذات تجلی ارادت فرماتا ہے کسی ہستی میں نقصان کی نظر سے نہیں دیکھتا کمالیت محض اور جلالیت سے قانع ہو جاتا ہے نہ اپنی ہستی کی خبر اور نہ دوسروں کی رکھتا ہے۔

اے درویش! جب عنایت حق کا ظہور ہوتا ہے سالک اس قدر فتوحات غیبی کا خود میں مشاہدہ کرتا ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا اس کی خبر صاحب جذبہ ہی کو ہوتی ہے اے درویش اگر عشق مولی کی آگ تجھ کو چھو جائے تو تمام مشکلات آسان ہوتے ہیں تو طرب نہ کر نہیں تو طلب کرنا مرداں دین کی طلب میں جلدی کرنا تقصیر نہ کرنا بے راہ منزل نہیں پہنچ سکتا۔

برادر! عشق وہ نہیں جس میں خواہش کا شوق اور ذوق نفسانی و شیطانی ہو۔ وہ عشق کہلانے کے قابل نہیں بلکہ عاشق وہ ہے کہ کسی دلگیری سے دلگیر نہ ہو کسی کو برا نہ کہے۔ عیب نہ کرے حسد نہ کرے مخلوق کی جفا کو تماشا سمجھے مدح و ذم کو یکساں جانے' خواہشات کو دل میں دخل نہ ہو۔ کچھ آرزو نہ کرے اور لوگوں کے تعظیم کی پرواہ نہ کرے بشریت کو فنا کر دے سوائے نام کے کچھ نہ رہے اے عزیز عاشق صادق وہ ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت میں ایسے مشغول ہو کہ غیر کو نہ جانے اور غیر کی آواز کان سے نہ سنے نظر آئے تو اس کی نشانیاں زبان پر غیر جاری نہ ہو جسم سے اس کی خدمت میں مصروف ہو ہر وقت میں کا خیال ہو ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ شرط محبت بلکہ مقام محبت سے کمتر کی شرط یہ ہے کہ اگر جان کے لئے حکم ہو مخالفت نہ کرے اے عزیز ‌بت اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جہاں کا

---

(۱) الاسراء ۸۵: اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

Marfat.com

سمان ہوتا ہے اے عزیز! جمال دوست کا دیدار ممنوع نہیں۔ محبوب کی نشانی سے خود کو تسلی دینا ہے۔ مجنون ہر صبح و شام لیلیٰ کے گھر کا چکر کاٹتا۔ اور دیوار لیلی کی خاک کو بوسہ دیتا الطاف حق کی باد نسیم کے جھونکے عاشقان حق کی مشام روح کو ہر وقت پہنچتی ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح آہ سرد اور آہ گرم کے ساتھ ''انی لاء جد ریح یوسف لولا ان تفندون''(۱) کے ساتھ نعرہ زن رہتے ہیں بوئے پیراہن پہنچنے پر فریاد کرتے ہیں۔

آپ نے یہ بھی فرمایا بیت المقدس جاتے ہوئے سات (۷) اشخاص کو خواص بندگان خدا سے دیکھا ان پر سلام کیا میں نے کہا ایک فائدہ مجھے پہنچا دو ایسی چیز سے جس میں حق تعالیٰ نے میرے لئے نفع مقرر فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ دنیا و آخرت کے کاموں سے جو چیز بھی حق تعالیٰ سے حائل اور تیری راہ میں مانع ہو اس سے دور رہو، تاکہ تیرے لئے سد راہ نہ بنے میں نے کہا کچھ اور کہو رحمک اللہ تعالیٰ انہوں نے کہا دیکھو سوائے حق تعالیٰ کے اور کسی سے امید نہ رکھنا اور حق تعالیٰ کے علاوہ کسی سے خائف نہ ہونا میں نے کہا اور زیادہ فرمائیں انہوں نے کہا دیکھو جس کو حق تعالیٰ نے دوستی سے مشرف کیا تم بھی اس کے دوست رہنا اور حق تعالیٰ کے دشمن کا دشمن رہنا میں نے کہا کچھ اور بھی فرمائیں جواب دیا خود پر ذکر دعا تضرع خلوت میں گریہ تواضع، خشوع کو لازم کرنا جہاں بھی ہو میں نے کہا زیادتی اور بھی فرمائیں انہوں نے کہا خداوندا! ہم میں اور اس بندہ میں حجاب کر کہ ہمیں اتنی دیر آپ سے روکے رکھا اور اپنے ساتھ مشغول کیا پس اس وقت غائب ہوئے خبر نہیں کہاں گئے پھر میں نے ان کو نہ دیکھا لیکن ان کے کلمات کا فائدہ خود ہمیشہ

(۱) اگر تم مجھ کو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔

Marfat.com

محسوس کرتا ہوں اور یہ بھی فرمایا ہے دوستان حق میں سے ایک شخص کو میں نے واقعہ میں دیکھا کہ اس کی پیشانی سے نور چمک رہا ہے دل میں خیال آیا کہ حق کے دوستوں میں سے یہ شخص بھی ہے پس میں نے استقبال کیا اور قدم بوسی کی پھر پوچھا حضرت اسم مبارک کیا ہے فرمایا تمہاری طرح بے ہودہ نہیں ہوں کہ نام میں مشغول ہو جاؤں پھر دعا کے لئے التماس کیا فرمایا حق کی یاد میں ایسی مشغولیت ہے کہ دعا کی فرصت نہیں اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ کر غائب ہوا آپ کی وفات سینا میں ہوئی تین سو تہر (۳۷۳) ہجری میں قبر مبارک آپ کا سینا ہی میں ہے۔آپ نے:

شیخ بوعلی کاتب قدس اللہ سرہ سے اجازت حاصل کی ان کے خاندان کی اصل مصر سے ہے اکثر مشائخ سے صحبت رکھی فرماتے ہیں جب بھی مجھے مشکل درپیش ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھتا ہوں اور دریافت کر لیتا ہوں وفات تین سو پانچ (۳۰۵) ہجری میں ہوئی۔قبر مبارک آپ کی مصر میں ہے۔آپ کو:

شیخ رودباری سے اجازت حاصل ہے قدس اللہ سرہ والد بزرگوار کا نام محمد بن علی بن قاسم بن منصور ہے شاہزادوں سے تھے نسبت کسریٰ کو پہنچتی ہے عبداللہ رودباری کے ماموں ہیں آپ کی وفات ۱۲۰ ہجری میں ہوئی آپ کی قبر مصر میں ہے۔ان کو اجازت سید الطائفہ شیخ جنید بغدادیؒ سے اجازت حاصل ہے (قدس اللہ سرہ) آپ کے مناقب سلسلہ متبرکہ قادریہ میں تحریر ہوں گے (انشاءاللہ تعالیٰ) آپ کو اجازت:

شیخ عبداللہ سر بن مفلس القطعی (سقطی) قدس اللہ سرہ سے

Marfat.com

سنی جو جنید رحمتہ اللہ علیہ کے ماموں ہیں جمیع علوم کے عالم تھے تصوف میں شان عظیم تھی۔ مشائخ عراق بیشتر آپ کے مرید ہیں حبیب راعی سے آپ کی ملاقات ہوئی ان سے صحبت رکھتے تھے بازار میں کباڑ کرتے تھے جب بغداد کا بازار جل گیا ان سے کسی نے کہا آپ کی دکان جل گئی کہا اب فراغت ہے جاکر دیکھا تو جلنے سے دکان محفوظ تھی جب آپ نے یہ حالت دیکھی جو کچھ تھا درویشوں پر تقسیم کیا اور سلوک اختیار کیا کسی نے آپ سے ابتدائی حالت کے متعلق دریافت کیا جواب دیا کہ ایک دن حبیب راعی رحمتہ اللہ علیہ میری دکان سے گزرے میں نے کچھ اٹھا کر ان کو دیا کہ درویشوں پر تقسیم کریں انہوں نے دعا کی اس دعا کی برکت سے امان میں ہوں آپ کے بعض مناسب سلسلہ قادریہ کے سلسلے میں تحریر ہوں گے۔ آپ نے:

شیخ معروف کرخی سے اجازت حاصل کی (قدس اللہ سرہ) آپ

کی ارادت کی نسبت دو (۲) جانب ہے۔ ایک داؤد طائی دوسرے علی رضا ان کو اپنے والد بزرگوار موسیٰ کاظم سے ہے ان کو اپنے والد بزرگوار جعفر صادق سے ان کو اپنے والد بزرگوار محمد باقر ان کو اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین ان کو اپنے والد بزرگوار امام حسین ان کو اپنے والد بزرگوار حضرت علی سے ہے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

جاننا چاہئے کہ معروف کرخی مشہور عالم ہیں اور کشور عبادت میں ممتاز کہتے ہیں کہ آپ کے والد عیسائی تھے جب تین (۳) سال کے ہوئے عیسائیوں کے استاد کے پاس عسائیت کی تعلیم کے لئے لے گئے معلم نے ایک نکتہ لکھا اور کہا کہ کہو ثالث ثلثہ (تین میں کا تیسرا) انہوں نے کہا کہ قل ھواللہ احد۔ ایک مرتبہ نماز کے

Marfat.com

وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے آپ کا قیمتی گھوڑا بھاگ کر ایک کھیت میں داخل ہوا اور فصل کھانے لگا جب نماز سے فارغ ہوئے گھوڑے کو کھیت میں چھوڑ کر چلائے کہ میں نے تجھے کھیت کے مالک کو بخش دیا جس کی تو نے فصل کھائی ہے۔

فرماتے غافل وہ ہے کہ مصیبت پہنچنے پر جو کام تیسرے دن کرنا چاہئے پہلے دن کرے کسی نے درد دل کا علاج پوچھا کہا لوگوں سے دور رہنا فرماتے دنیاداروں کی خدمت غلام کرتے ہیں اور اصحاب آخرت کی آزادلوگ فرماتے مرد کامل وہ ہے کہ دولت مندوں کو خیر خواہی کی نظر سے دیکھے نہ حسد کی نظر سے لوگوں کو تواضع کی نظر سے دیکھے نہ چشم تکبر سے زنان کو شفقت کی نظر سے نہ شہوت سے فرماتے ہیں ادنی مراتب انبیاء اعلیٰ مراتب صدیقین ہے اور ادنی مراتب صدیقین اعلی مراتب شہداء پر مشتمل ہے اور ادنی مراتب شہداء اعلیٰ مراتب صلحاء پر مشتمل ہے فرماتے ہیں ہر آدمی کی قیمت اسکی ھمت کے انداز پر ہے بیچارہ وہ ہے جس کی ہمت نہ ہو مگر دنیا یعنی اس کی بھی قیمت نہیں کہتے ہیں کسی نے آپ کو ایک دن تکلیف دی جب آپ نے اس سے کچھ نہ کہا۔ معذرت شروع کی خواجہ نے کہا خوش رہو ہم نے تم کو درمیان میں نہیں دیکھا جس کو دیکھا اس سے غلطی ممکن نہیں آپ کے بعض مناقب سلسلہ متبر کہ قادریہ میں مذکور ہوں گے۔

آپ کو اجازت:

حضرت داؤد طائی سے حاصل ہے۔ قدس اللہ سرہ ارشاد الطالبین میں ہے کہ ایک دن آپ کو پیاس لگی ایک صحن میں داخل ہو کر پانی طلب کیا کنیز پانی لے آئی نہ پیا لوگوں نے وجہ پوچھی کہا اس کنیز کو ایک دن قرآن پاک کی تعلیم دے چکا ہوں مبادا کہ یہ اس کی اجر ہو جائے اور ثواب سے محروم رہ

Marfat.com

جاؤں ایک دن عراق کے سخت گرم حمام میں بیٹھے تھے والدہ نے جا کر کہا سایہ
میں کیوں نہیں بیٹھے کہا عراق میں ناشائستگی بہت دیکھی میں نے دعا کی کہ خداوندا
مجھ سے پاؤں لے لے تا کہ جمعہ اور جمعیت سے رہ جاؤں اور ان ناشائستگیوں کو نہ
دیکھوں چنانچہ اب میں حرکت نہیں کر سکتا بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کے
مسجد میں آنے کے وقت اس قدر اژدہام ہو جاتا کہ لوگ روندے جاتے شیخ نے
دعا کی خداوندا! مخلوق کا اژدہام ان کی دوستی کی علامت ہے مجھے تو اپنا کر دے فی
الحال پاؤں سے بیکار ہو گئے آپ جس گھر میں رہتے جب تک وہ خراب نہ ہوتا
دوسرے گھر میں منتقل نہ ہوتے نہ اس سرائے کو چھوڑتے جس میں ایک گھر بھی ہوتا
دوبارہ گھر کی مرمت نہ کرتے لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کہ میں
نے خدا سے عہد کیا ہے کہ دنیا میں مجھ سے عمارت نہ رہے جب آپ نے وفات
پائی آخری گھر بھی خراب ہو گیا آپ کے بعض مناقب سلسلہ متبرکہ قادریہ میں تحریر
ہوں گے آپ کی ارادت دو جانب سے ہے ایک شیخ حبیب راعی قدس اللہ سرہ
جن کے متعلق پیر علی ھجویری نے تحریر کیا ہے آپ کی کنیت ابو حلیم بن سلیم راعی ہے
آپ کی کرامات بہت ہیں جملہ احوال میں حضرت سلمان فارسی کے صحبت دار
رہے رضی اللہ عنہ۔ آپ کی بکریاں تھیں فرات کے کنارے عزلت اختیار کئے
ہوئے تھے مشائخ میں سے ایک روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا آپ نماز
پڑھ رہے تھے اور بھیڑیا ان کی نگرانی کر رہا تھا میں نے کہا کہ اس بزرگ کی
زیارت کر لوں۔ ان میں بزرگی کی نشانیاں پائی جاتی ہیں کچھ وقت ان کے پاس
ٹھہرا رہا جب نماز سے فارغ ہوئے میں نے سلام کیا کہا بیٹا کیسے آنا ہوا میں نے
کہا آپ کی زیارت کے لئے۔ انہوں نے خود سے کہا اے شیخ مینڈھے اور بھیڑیا

Marfat.com

دوست نظر آرہے ہیں کیونکہ راعی میش حق سے موافق ہے یہ کہا اور زیر سنگ لکڑی کے کاسہ میں دو چشمے دودھ اور شہد کی جاری ہوئے میں نے کہا کہ ایہا الشیخ یہ مرتبہ کیسے ملا کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے کہا بیٹے موسی علیہ السلام کی قوم ان کی مخالف تھی پتھر سے پانی نکل آیا حالانکہ موسی علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ پر نہ تھے جب میں حضور ﷺ کا تابع ہوں تو پتھر مجھے دودھ اور شہد نہ دے گا؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ میں نے عرض کی مجھے نصیحت فرمائیں کہا۔ ''لا تجعل قلبک صندوق الحرص و بطنک وعاء الحرام.''

ترجمہ:۔ دل کو حرص کا صندوق اور پیٹ کو حرام کا برتن نہ بنانا آپ کی دوسری ارادت حبیب عجمی سے ہے جیسا مولانا درویزہ نے ارشاد الطالبین میں لکھا ہے آپ کے بعض مناقب سلسلۂ متبرکہ قادریہ کے ذیل میں تحریر ہوں گے ان دونوں یعنی حبیب عجمی قدس اللہ سرہ اور حبیب راعی قدس اللہ سرہ کو حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اجازت حاصل ہے جیسا کہ رسالہ مکیہ میں تحریر ہے آپ کے بعض مناقب سلسلۂ متبرکہ قادریہ کے ذیل میں تحریر ہوں گے ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اجازت حاصل ہے ان کو خلیفتہ اللہ فی الدین صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت ارادت ایک تو شیخ عثمان مغربی قدس اللہ سرہ سے ہے جیسا کہ مکمل تحریر ہو چکا۔ دوسرے:

شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ سے آپ کا نام مبارک علی بن جعفر ہے اور خرقان غزنین کے قرب میں ایک مقام کا نام ہے آپ وہاں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے غوث ہیں آپ نے فرمایا خداوندا! میرے دو سوال ہیں

Marfat.com

ایک تو یہ کہ نزع کے وقت مجھے ملک الموت کے حوالہ نہ فرمانا ایسا نہ ہو کہ میری خصومت واقع ہو کیونکہ جان آپ نے دی ہے اس نے دی نہیں کہ اس کو دوں۔ آپ نے ہی جان دی ہے آپ ہی لیں دوسرے گور میں رکھنے کے بعد نکیرین کو سوال کیلئے نہ بھیجیں۔ کیونکہ میرا وہی جواب ہے جو روز میثاق الست بربکم کا دیا آپ کی نسبت تصوف میں شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ کی طرف ہے اور آپ کی سلوک میں تربیت شیخ بایزید قدس اللہ سرہ کی روحانیت سے ہے آپ کی ولادت اگرچہ شیخ بایزید کی وفات کے بعد ہے قدس اللہ سرہ ایک عرصہ کے بعد لیکن حسب باطن تربیت آپ سے پائی۔

اور آپ نے فرمایا ہے۔ ''انی صعدت ان اطوف بالعرش ورأیت جماعۃ کثیرۃ یطوفون بالعرش طوفا و تعجبنی طوافهم و برودتهم وسکونهم طوافا باالعرش وما اتمو طوافا واحد فسالت منهم من انتم و ما هذه البرودة فی طوافکم قالوا نحن الملائکة هذا طبعنا لا یمکن لنا ان نتجاوزمما جعلنا الله تعالیٰ علیه۔ فسالونی من انت و ما هذه السرعة قلت انا ابن آدم وهذه السرعة طبع لنا''۔ ترجمہ: میں اوپر چڑھا تا کہ عرش کا طواف کروں میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جو عرش کا طواف کر رہی ہے اور مجھے حالت طواف میں ان کی سکون اور سستی سے تعجب آ رہا تھا کیونکہ ایک طواف بھی وہ پورا نہ کر سکے میں نے دریافت کیا آپ کون ہو اور یہ سستی تمہاری طواف میں کیسی ہے انہوں نے کہا کہ ہم ملائکہ ہیں یہی ہماری طبیعت ہے حق تعالیٰ نے ہماری جبلت جس طور سے فرمائی ہے ہم اس سے تجاوز نہیں کر سکتے پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کون

Marfat.com

ہواور یہ سرعت کیسی ہے میں نے کہا بنی آدم ہوں اور سرعت ہماری طبعی ہے مشہور ہے کہ چند طالب علموں نے سنا کہ خرقان میں ایک بزرگ ہے صفات حمیدہ سے آراستہ اور مقتدائے وقت ہے جو سالکین کے وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے اپنے مقام سے نکل کرانہوں نے خرقان کا ارادہ کیا اور چل پڑے جب شیخ کے مقام پر پہنچے شیخ کے دیدار کے منتظر تھے کہ اتنے میں شیخ کی عفیفہ حرم سے باہر آئیں نو وارد مہمانوں کو دیکھ کر پوچھا کہ کس کے انتظار میں ہو انہوں نے جواب دیا شیخ کی زیارت کے لئے آئے ہیں انہیں کے منتظر ہیں خاتون نے یہ سن کر برا بھلا کہنا شروع کیا شیخ کے حق میں اس قدر لایعنی باتیں کہیں کہ مہمانوں کا دل سرد ہوا انہوں نے ارادہ کیا کہ شیخ کے دیکھے بغیر واپس لوٹ جائیں چونکہ توفیق ازلی ہمراہ تھی آپس میں مشورہ کیا یہ بات قرار پائی کہ شیخ کی ملاقات کر کے پھر جس طرف مشیت ایزدی ہوئی چل پڑیں گے اسی حالت میں شیخ کی خاتون نے کہا کہ آپ ملاقات سے مقصود آرام کرنا ہے وہ ابلہ جنگل سے لکڑیاں لانے گیا ہے انہوں نے کہا کہ چلو شیخ سے وہاں ہی ملاقات کرلیں جب شہر سے باہر نکلے دیکھا کہ وہ آفتاب حقیقت دور سے آرہے ہیں جب نزدیک ہوئے دیکھا کہ لکڑیوں کا گھٹا شیخ پیٹھ پر لادے ہوئے خود شیر پر بیٹھے ہیں یہ حالت دیکھتے ہی شیخ کی بزرگی کے قائل ہوئے اور نزدیک آئے شیخ نے ان کے مافی الضمیر کو اور جو خاتون سے سنا تھا ایک ایک بیان کیا طالب علموں نے عرض کی ہم متفکر اور متحیر ہیں کہ خاتون نے آپ کے حق میں کیا کیا افتراء کیا فرمایا اگر ہم اس کو برداشت نہ کریں تو یہ درندہ ہمارے بوجھ کو کیسے برداشت کرے گا اور ہمارے قابو میں ہوگا آپ کی وفات عاشورہ کی شبنہ کی رات چارسو پچیس (۴۲۵) ہجری کو ہوئی

Marfat.com

شیخ شبلی نے کہا آن خواہم کہ نخواہم۔ آپ نے فرمایا یہ بھی خواہش ہے ایک دن مریدوں سے فرمایا کہ کونسی چیز بہتر ہے انہوں نے عرض کیا آپ ہی فرمائیں فرمایا وہ دل جو اس کی والہانہ یاد سے معمور ہو۔ آپ نے :

بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت پائی ان کا لقب سلطان العارفین ہے اور نام طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان آپ کا دادا مجوسی تھا۔ سعادت اسلام سے مشرف ہوا اصل آپ کی بسطام سے ہے۔ صاحب رشحات نے تحریر کیا ہے کہ آپ اویسی تھے آپ نے اجازت حاصل کی۔ حضرت امام جعفر صادق سے اور صاحب تذکرہ الاولیاء نے تحریر کیا ہے کہ ایک سو تیرہ (۱۱۳) مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے من جملہ ان کے امام محمد جعفر صادق ہیں۔ ابو حفظ اور یحییٰ معاذ اور شفیق بلخی کی بھی زیارت کی ہے۔ آپ کی والدہ سے منقول ہے کہ ابو یزید جب شکم مادر میں تھے۔ اگر میں مشتبہ لقمہ کھاتی، جب تک اس کو قے نہ کرتی تکلیف رہتی۔ سید الطائفہ جنید فرماتے ہیں کہ ابو یزید ہم میں ایسے ہیں جیسے جبرائیل ملائکہ میں ہیں آپ کی علوشان کی باتیں جو لوگ بیان کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ لوگوں نے بہت جھوٹی باتیں بایزید کی طرف منسوب کی ہیں حضرت بایزید سے لوگوں نے سوال کیا کہ طریقت میں سنت کیا ہے اور فرض کیا فرمایا کہ سنت ترک دنیا ہے اور فرض محبت مولی۔ فرمایا کہ عارف سوائے وصال کے اور کسی چیز سے خوش نہیں ہوتا فرماتے ہیں نیک کام سے نیکوں کی صحبت بہتر ہے اور برے کام سے بروں کی صحبت بدتر۔ نقل ہے کہ بعد وفات آپ کو خواب میں دیکھا گیا پوچھا کہ کیا حال ہے فرمایا مجھ سے سوال کیا گیا کہ اے پیر (بوڑھے) کیا لائے ہو میں نے کہا کوئی درویش جب بادشاہ کی بارگاہ میں آتا

Marfat.com

ہے اس سے نہیں پوچھتے کہ کیا لائے ہو بلکہ کہتے ہیں کہ کیا مانگتے ہو آپ کے طریقہ کی بنا سکر و غلبہ پر ہے جنیدیوں کے برعکس طریقہ طیفوریہ آپ کی طرف منسوب ہے آپ کی وفات پندرہ (۱۵) شعبان دو سو آٹھ (۲۰۸) ہجری کو ہوئی اور ایک قول کے مطابق ایک سو چونسٹھ (۱۶۴) [۱] ھ تاریخ میں سے دو قول وفات کے متعلق اکثر کتب معتبرہ سے جو زبان قدیم میں تصنیف ہوئے نقل کر دیئے گئے۔ لیکن مولانا عبدالرحمان جامی نے ۲۰۴ [۲] لکھا ہے جو ثقل سے خالی نہیں۔ آپ نے:

امام جعفر صادق

سے اجازت پائی ان کی کنیت ابوعبداللہ یا ابو اسماعیل ہے آپ کا لقب صادق اور نام جعفر ہے وہو ابن محمد ابن علی بن الحسین ابن علی رضی اللہ عنہم اجمعین والدہ کا نام ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام صادق کی نسبت خرقہ دو جانب سے ہے ایک اپنے والد حضرت امام محمد باقر کی جانب سے ہے جو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ دوسرے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے ان کو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں اسی (۸۰) ہجری میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق تہتر (۷۳) ہجری روز دوشنبہ سترہ (۱۷) ربیع الاول ہوئی آپ کی وفات مدینہ منورہ میں روز دوشنبہ پندرہ (۱۵) رجب ایک سو اڑتالیس (۱۴۸) ہجری کو ہوئی مدت عمر شریف ان کی اڑسٹھ (۶۸) سال اور ایک قول کے مطابق پینسٹھ (۶۵) سال

---

(۱) مرآۃ الاولیاء کے متن میں صفحہ ۲۱۰ پر بقولی دوصد و شصت و چہار ہو اور ایک قول دوسو چونسٹھ (۲۶۴) ہجری ہے۔

(۲) مرآۃ الاولیاء کے صفحہ ۲۱۰ پر حاشیہ (ب) میں یوں لکھا ہے نفحات الانس میں صفحہ ۵۶ پر دوسو چونتیس (۲۳۴) (سنۃ اربع وثلاثین ومائتین) لکھا ہے نہ کہ دوسو چار (۲۰۴) چنانچہ جو متن میں مذکور ہے اغلبا یہاں سہو قلم واقع ہوا ہے۔

Marfat.com

ہے۔ وفات بھی مدینہ منورہ میں روز دوشنبہ ۱۵ رجب سال ۱۴۸ ہجری کو ہوئی آپ کی قبر بقیع میں ہے اور جس قبہ میں امام محمد باقر امام زین العابدین اور امام حسن آرام فرما رہے ہیں اسی میں مدفون ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کشف المحجوب میں تحریر ہے کہ حضرت امام جعفر صادق اپنے احباب و موالی میں ایک دن تشریف فرما تھے فرمایا کہ بیعت کریں اور عہد کریں کہ ہم میں سے قیامت میں جس کی بھی بخشش اور مغفرت ہو وہ سب کی شفاعت کرے۔ لوگوں نے عرض کیا اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ہماری شفاعت کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کے نانا تو تمام خلائق کے شفیع ہیں آپ نے فرمایا کہ ان افعال کے ہوتے ہوئے نانا کے سامنے آنے سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ آپ نے:

حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق

سے اجازت پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کبار تابعین میں سے ہیں۔ مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں اپنے پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں پرورش پائی ہے یحیٰی معاذ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں میں نے قاسم سے کوئی افضل نہ دیکھا اور رزیاد مرتبت سے مروی ہے کہ میں نے کسی کا ترازو ان سے اعلیٰ نہ دیکھا حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ اگر خلافت کا معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو حضرت قاسم کے سپرد کرتا۔ آپ کی وفات ایک سو سات (۱۰۷) ہجری میں ہوئی اور ایک قول ایک سو بارہ (۱۱۲) ہجری اور ایک سو دو (۱۰۲) بھی مذکورہ ہے۔ آپ کو:

حضرت سلمان فارسی

سے اجازت حاصل ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ

Marfat.com

سلمان کہتے تھے کہ میں زمیندار کا بیٹا ہوں اصفہان کے جن دیہات کوحی کہتے ہیں وہاں کا ہوں اور میرا والد دولت مند شخص تھا پارسیوں میں سے اس کا نام ابودخشان تھا۔

فرط محبت سے باہر جانے کی اجازت نہ دیتا ایک دن مجھے اپنی زمین دیکھنے کی اجازت دی لیکن نصیحت کی کہ جلدی لوٹنا میں باہر نکل کر زراعت کی طرف متوجہ ہوا راہ میں نصاری کے کنیسہ پر گذر ہوا اندر سے راہبوں کی آواز آ رہی تھی کنیسہ میں جا کر دیکھا کہ کچھ لوگ انجیل پڑھ رہے ہیں اور کچھ نماز میں مشغول ہیں اس گروہ کے اطوار مجھے پسند آئے زراعت پر جانے کا رارادہ ترک کیا اور وہاں توقف کیا ان سے پوچھا کہ یہ کیا دین ہے کہا یہ عیسیٰ علیہ السلام کا دین ہے مجھے اس دین سے محبت پیدا ہوئی اور نصرانیت کی محبت نے میرے دل پر غلبہ حاصل کیا۔ آتش پرستی کے طریقہ سے دل سرد ہوا اس دن رات تک ان لوگوں کی صحبت میں رہا میں نے ان سے اپنا حال بیان کیا اور کہا کہ مجھے ایک مشکل درپیش ہے کہ یہاں رہ کر میرے والد مجھے اس دین کے اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ آپ اس کا حل اور تدبیر بتائیں انہوں نے کہا کہ اگر شام کے ملک کو کوئی قافلہ جانے والا ملے تو آپ کو اطلاع دیں گے اور آپ کا مقصد پورا ہوگا۔ پھر میں گھر کو لوٹا۔ والد بغایت متفکر تھے کچھ لوگوں کو انہوں نے میرا حال معلوم کرنے کے لئے اطراف وجوانب میں بھیجے تھے لیکن انہیں میری مطلقا خبر نہ ملی۔ والد کے پاس کنیسہ سے لوٹ کر آیا جب والد کی نظر پڑی کہا اب تک کہاں رہے میری نصیحت پر کیوں عمل نہ کیا۔ کنیسہ کا واقعہ اور نصاری کی خدمت کا والد سے تذکرہ کیا وہ انتہائی رنجیدہ ہوئے اور کچھ گفتگو اپنے دین کی تحسین اور ان کی دین

Marfat.com

کی تقبیح میں کی۔ مجھے یہی معلوم ہوا کہ ان کے دل میں دین کی محبت اس قدر بیٹھ چکی ہے کہ ان باتوں سے ان کے آتش ذوق کا بجھنا ناممکن معلوم ہوا جب میرے والد نے میری رغبت ان کے دین میں معلوم کی اس اندیشہ سے کہ مبادا میں ان کے دین کا اقرار کرلوں میرے ایک پاؤں میں زنجیر ڈال کر مجھے مقید کیا میں نے خفیہ کسی کو نصاریٰ کے پاس بھیجا کہ جس وقت بھی قافلہ ملک شام جائے مجھے اطلاع دینا اتفاقاً انہی ایام میں ملک شام سے قافلہ آیا تھا جو لوٹنے کو تھا۔ عیسائیوں نے مجھے خبر دی میں نے جس حیلہ سے بھی کر سکا خود کو قید سے رہا کر دیا اور قافلہ سے مل گیا ان کے ساتھ ملک شام پہنچا میں نے نصاریٰ میں سب سے بہتر معلوم کرنا چاہا مجھے انہوں نے کنیسہ میں ایک زاہد کو بتلایا کہ وہاں جاؤں میں زود تر وہاں پہنچا اور اسے اپنی سرگذشت بیان کی اور دین نصاریٰ کی طرف رغبت اور ملت عیسیٰ کی محبت بیان کی اور ان کی مذہبی تعلیم کی خواہش بیان کی اس نے میرے التماس کو قبول کر کے اپنی خدمت میں مقرر کیا وہ شخص لوگوں کو صدق کی رہنمائی کرتا اور لوگ مستحقوں کو دینے کے خیال سے جو کچھ اس کو دیتے کسی کو بھی ایک پیسہ تک نہیں دیتا سب کچھ اپنے لئے جمع کرتا یہاں تک کہ سات (۷) خم روپے اور اشرفیوں کے بھر رکھے تھے اسی وجہ سے اس سے میرا دل متنفر رہا جب اس کا انتقال ہوا عیسائیوں نے تجہیز و تکفین کا ارادہ کیا میں نے اس کی زندگی کے اطوار بیان کئے انہوں نے کہا کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا میں نے عیسائیوں کو خزانہ بتلایا انہوں نے قسم کھائی کہ ہم اس شخص کو دفن نہ کریں گے پادری کو سولی پر لٹکا کر سنگسار کیا اور ایک اور شخص کو اس کا قائم مقام بنایا جو انتہائی درجہ زاہد و عابد تھا اس کی محبت نے میرے دل میں قرار پکڑا کافی عرصہ اس کی خدمت میں رہا جب اس کے انتقال کا

Marfat.com

وقت آیا میں نے اس سے کہا کہ کافی عرصہ آپ کی خدمت میں رہا اب انتقال کا وقت قریب ہے مجھے کس پر حوالہ کرتے ہو کہا خدا کی قسم میں کسی کو نہیں جانتا جو عبودیت کی سجادہ پر مستقیم ہو دنیا سے اعراض کرتا ہو اور آخرت کی طرف مائل ہو مگر ایک شخص موصل میں ہے اس کا نام و نشان بتلایا اس کے بعد اس عالم نے انتقال کیا جب اس کے دفن سے فارغ ہوا موصل گیا۔ اور وہاں کے زاہد کو دیکھا میں نے کہا کہ فلاں زاہد نے مجھے آپ کا حوالہ دیا ہے اس سعادت مند نے انگشت قبول آنکھوں پر رکھی اور مجھے اپنی مصاحبت سے سرفراز کیا اس کے احوال بھی خیر و صلاح اور فوز و نجاح پر مشتمل تھے۔ پھر کچھ عرصہ اس کی خدمت میں رہا اس کو بھی مرض الموت نے گھیر لیا ویسے ہی التماس اس سے بھی کی۔ اس نے ایک صالح مرد کی جو تقویٰ شعار تھا اور تصیبین میں رہتا تھا۔ دلالت کی اس نے بھی اپنی خدمت میں مخصوص بنایا جب اس کا وفات ہونے لگا وہی ماضی کی طرح التماس اس سے بھی کی اس نے ایک زاہد ولایت روم میں بتلایا بہت تردد کے بعد اس کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے مجھے اپنی خدمت کے لائق پایا۔ نزع کے وقت اس سے پوچھا کہ مجھے کس کے حوالہ کرتے ہو اس نے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان کے ظہور کا وقت ہے ملت ابراہیمی کے احیاء کے لئے وہ مبعوث ہوگا دیار عرب میں ظاہر ہوگا اور نخلستان (جہاں کھجور کے درخت بہت ہوں) ہجرت کرے گا دو سنگستان کے درمیان یعنی دو پہاڑوں کے درمیان وہ مقام ہوگا اس کی علامت یہ ہے کہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ سے اجتناب کرے گا دوسری علامت یہ ہے کہ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کبھی عموریہ میں کسی کام سے مشغول ہوتا اور اس سے چند گائے اور

Marfat.com

بھیڑیں خرید لیں۔ زاہد کے انتقال کے بعد بنو کلب کے ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی ان سے کہا کہ میری گائے اور بھیڑیں تم اپنے ملک میں لے لو اور مجھے سرزمین عرب پہنچا دو انہوں نے میرے التماس کو قبول کیا۔ قافلہ روانہ ہوا۔ میں ان کے ساتھ رہا جب وادی ام القریٰ پہنچا انہوں نے میرے ساتھ دھوکہ کیا اور مجھے عثمان اکدل نامی یہودی کے ہاتھ اپنا غلام بتا کر بیچ دیا وہاں کھجوروں کے باغات دیکھے میں نے سنا کہ پیغمبر موعود کی ہجرت گاہ یہی ہے لیکن اس پر اطمینان قلبی نہ تھا یہودی کی خدمت میں مشغول رہا اس اثناء میں اس کا چچازاد بھائی مدینہ سے آیا اور مجھے خرید کر مدینہ لے گیا جب ہم مدینہ پہنچے تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ ماضی میں اس شہر کو دیکھ چکا ہوں انہی دنوں حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور مدینہ تشریف لائے اتفاقاً ایک دن کھجور کے درخت پر چڑھ کر کچھ کام کر رہا تھا میرا مالک درخت کے نیچے کھڑا تھا اتنے میں اس کا چچازاد بھائی آیا کہا اوس وخزرج ہلاک ہوں۔ اوس وخزرج دونوں قبیلے قبا میں اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور رسالت کا مدعی ہے جب میں نے یہ بات سنی انتہائی مسرت ہوئی درخت سے اتر کر اس شخص سے بات کو دریافت کیا۔

میرے مالک نے درخت سے جونہی میں اترا میرے منہ پر زور سے طمانچہ مارا اور کہا تمہیں ان فضول باتوں کیا کام۔ القصہ رات کی ظلمت نے جب زاویہ نشینان خاک کے سروں پر اپنی چادر ڈالی کچھ کھجوروں کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں گیا عرض کیا کہ کچھ کھجوریں ان محتاج غرباء کے لئے جو ساتھ ہیں لایا ہوں حضور ﷺ نے ان کو ارشاد فرمایا کہ کھاؤ خود کچھ بھی تناول نہ فرمایا میں نے دل میں کہا کہ اس کی بتائی ہوئی علامتوں سے ایک علامت پوری ہوئی جو مشاہدہ کی

Marfat.com

اس وقت حضور ﷺ کے پاس سے اپنے مالک کے گھر گیا دوسری شب کو جب تاریکی چھا گئی کچھ کھجور ساتھ لے کر پھر مجلس شریف میں حاضر ہوا عرض کیا یہ کھجور ہدیہ لایا ہوں حضور ﷺ نے قبول فرما کر حاضرین کے ساتھ تناول فرمایا میں نے کہا کہ یہ دوسری نشانی ہے جو دیکھنے میں آئی حضرت سلمان کہتے ہیں کہ کھجور گن کر لایا تھا بیس (۲۰) یا پچیس (۲۵) دانہ تھے جب آپ نے تناول فرمایا گھٹلیوں کو گنا تو ہزار گھٹلیاں تھیں علامات نبوت دو (۲) سے تین (۳) معلوم ہوئیں اس مجلس میں علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ نے میرا سر چوما حضور ﷺ کے فرمانے سے صدیق اکبر نے کپڑے لے کر مجھے پہنائے تیسری مرتبہ بھی خدمت میں حاضر ہوا حضور ﷺ قبرستان بقیع میں اصحاب میں سے کسی کے جنازے کے ساتھ تھے جب میں وہاں پہنچا سلام کیا پھر پشت مبارک کی طرف قدرے جھکا تا کہ مہر نبوت دیکھوں حضور ﷺ نے معلوم کیا کہ میں کس چیز کی طلب میں ہوں فی الحال چادر کو پشت مبارک سے اٹھایا اور میں نے مہر نبوت کو بوسہ دیا اور رو کر کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ۔ بعد ازاں حضور ﷺ کے فرمانے سے سامنے آ کر بیٹھا اور سرگذشت عرض کی اظہار پسندیدگی فرمایا۔ میں سرگذشت سنا رہا تھا صحابہؓ سن رہے تھے ایک دن حضور ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کر کے خود کو آزاد کر دینا۔

میں نے مالک سے التماس کیا کہ مجھے مکاتب کر دو اس نے بہت کچھ بدل کتابت مقرر کیا اور ٹالتا رہا میرے مالک کی رائے اس پر قرار پائی کہ تین سو (۳۰۰) درخت کھجوروں کے میرے لئے لگا دینا اور ان کی خدمت کرنا جب وہ پھل

Marfat.com

دینے لگے اور چالیس ۴۰ اوقیہ (۱) سونا مجھے دیدو تب آزاد ہو گے جب کیفیت حضور ﷺ سے عرض کی اصحاب سے خطاب فرمایا اپنے بھائی کی امداد کرو۔ صحابہ نے میری امداد میں اتفاق کیا تین سو (۳۰۰) پوڈے کھجوروں کے فضیل نے مجھے دیئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ان پودوں کے لئے جگہ بنالینا جب مکمل ہو جائیں مجھے خبر کر دینا میں نے حضور ﷺ کا فرمان پورا کیا اس وقت حضور ﷺ تشریف لائے ان تمام پودوں کو اپنے دست مبارک سے لگا دیا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں سلمانؓ کی جان ہے کہ کوئی بھی ان میں سے خالی نہ گیا ان تین سو (۳۰۰) پودوں میں صرف ایک پودا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا پہلے ہی سال بارآور ہوئے صرف وہ پودا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا بارآور نہ ہوا جب حضور ﷺ وہاں سے گزرے سب بار لئے ہوئے تھے بغیر حضرت عمر ﷺ کے پودے کے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پودہ کس نے لگایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا حضور ﷺ میں نے لگایا ہے۔ حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا اس کو نکال دو وہاں پر حضور ﷺ نے دوسرا پودہ لگایا اسی وقت بارآور ہوا اور اس باغ کو میں نے مالک کے سپرد کیا اور ایک بیضہ سونے کا کوئی خدمت میں لایا حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اس کو لے کر اپنا قرض ادا کردو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے چالیس اوقیہ سونا چاہئے جس کو دوں یہ قرض میں کفایت نہیں کرتا۔ حضور ﷺ نے برکت کی دعا کی اور فرمایا اسے لے لو جو قرض ہے اس سے ادا کردینا سلمان رضی اللہ کہتے ہیں اس خدا کی قسم جس کی دست قدرت میں میری جان ہے جب اس بیضہ کو میں نے تولا تو

(۱) سولہ سو (۱۶۰۰) درہم بنتے ہیں از مترجم

Marfat.com

چالیس اوقیہ وزن نکلا بلکہ ایک اوقیہ زیادہ نکلا میں نے مالک کو دیا اور غلامی کی محنت سے آزاد ہوا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا۔ یہاں تک کہ خلعت ''لو کان الدین معلقا بالثریا لنا لہ رجال من ھولاء'' اور اشارہ میری طرف کیا اور شرف اختصال پایا اس کے بعد غزوۂ خندق اور تمام غزوات میں حضور ﷺ کی خدمت میں رہا اور خلوص نیت سے خدمت کی حضور ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد حضرت سلمانؓ عرب و عجم کے غزوات میں شریک رہے جب لشکر اسلام نے یزدجرد کو شکست دی اور حکومت سے باہر کیا اور شہر مدائن اس کے تصرف سے نکلا مدائن اور اس کے اطراف کی حکومت حضرت سلمانؓ کے سپرد ہوئی شاہ عجم کی تخت گاہ ان کو تسلیم ہوئی باقی عمر وہاں حکومت کی۔ تینتیس (۳۳) ہجری میں مدائن ہی میں ریاض جنان اور فرادیس رضوان کو تشریف لے گئے اور جناب حق جل وعلاء سے مشرف ہوئے۔

جاننا چاہئے کہ کتابوں میں حضرت سلمانؓ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور قید رقیت سے آزاد ہونے کے متعلق ایک روایت اور بھی ہے چونکہ اس کا لکھنا باعث تطویل ہے اس لئے اس روایت کو یہاں ذکر نہیں کی۔ مطالعہ سے جس کو شوق ہو معلوم کر سکتا ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میری غلامی میں سترہ (۱۷) اشخاص یکے بعد دیگرے میرے مالک ہوئے ان کی عمر میں علماء کا اختلاف ہے بعض پندرہ سو (۱۵۰۰) بعض چار سو (۴۰۰) اور بعض ایک سو پچاس (۱۵۰) سال تحریر کرتے ہیں کسی نے بھی دو سو پچاس (۲۵۰) کا قول نہیں کیا۔ کہتے ہیں مہاجرین و انصار میں حضرت سلمانؓ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ ہر گروہ ان کو خود سے قرار دیتا تھا یہاں تک کہ خواجۂ

Marfat.com

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا سلمان من اھل بیتی ''یعنی سلمان میرے اہل بیت میں سے ہے'' آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نسبت حاصل کی اور انہوں نے ''حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی سائر الانبیاء و المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔''

اور نسبت ارادت امام جعفر صادق کی دوسری جانب سے:

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ہے آپ کی کنیت محمد ابو جعفر ہے اور لقب باقر اور نام محمد (۱) وھو ابن علی یعنی علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولادت آپ کی مدینہ منورہ میں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے تین سال قبل بروز جمعہ تین (۳) ماہ صفر ستاون (۵۷) ہجری ہے آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام بھیجا ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جابر شاید تمہاری زندگی دراز ہو اور میرے ایک فرزند محمد بن علی بن حسین نام سے تمہاری ملاقات ہو خداوند تعالیٰ ان کو نور و حکمت عطا فرمائے گا ان کو میری طرف سے سلام کہنا آپ کی

---

(۱) شیخ الحدیث حضرت مترجم رحمۃ اللہ علیہ یہاں حاشیہ کر کے لکھا ہے۔ لم اقف علیہ یعنی میں اس روایت پر واقف نہیں ہوں۔ مگر ڈاکٹر غلام ناصر مروت نے کتاب مرآۃ الاولیاء کے صفحہ ۲۲۱ پر حاشیہ ۱۱۳ پر یوں رقم طراز ہیں: ''صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ ابن مدنی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابرؓ نے امام باقر سے کہا (اس وقت باقرؒ چھوٹے تھے۔) کہ حضور ﷺ نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حاضرین نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ حضرت جابرؓ نے کہا کہ ایک دن میں حضرت اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت امام حسینؓ آنحضرت ﷺ کی آغوش میں کھیلتا تھا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اے جابرؓ! اس کا ایک بچہ ہوگا اس کا نام علیؓ ہوگا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ عابدوں کے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ تو لوگ کھڑے ہوں گے پھر اس کا بچہ پیدا ہوگا اس کا نام محمد ہوگا اگر تم نے اس کو پایا تو میری طرف سے سلام کہنا۔ مسالک السالکین جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۱۴

Marfat.com

مدت حیات بعض کے نزدیک ستاون (۵۷) اور بعض کے ہاں تریسٹھ (۶۳) ہے واقدی کے قول پر تہتر (۷۳) اور تاریخ بخاری میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ عمر شریف آپ کی اٹھاون (۵۸) سال ہے آپ کی وفات ایک سو چودہ (۱۱۴) ہجری میں ہوئی یحییٰ ابن معین کے قول پر ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) ہجری اور مدائنی کے قول پر ایک سو سترہ (۱۱۷) ہجری ہے۔ آپ کی قبر جنت البقیع میں حضرت امام زین العابدین کی قبر کے پاس ہے۔ آپ کو:

حضرت امام زین العابدین سے اجازت حاصل ہے رضی اللہ

تعالیٰ عنہ۔ آپ کی کنیت ابو محمد ابوالحسن اور ابوبکر ہے لقب سجاد اور زین العابدین نام علی وھو ابن الحسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی ولادت مدینہ طیبہ میں تینتیس (۳۳) ہجری اور ایک قول پر اڑتیس (۳۸) ہجری اور ایک قول پر چھتیس (۳۶) ہجری ہوئی۔ آپ کی والدہ کا نام شہر بانو دختر یزدجرد شاہ ایران جو نوشیروان کی نسل سے تھا آپ کی مدت حیات اکسٹھ (۶۱) سال یا باسٹھ (۶۲) سال یا اٹھاون (۵۸) سال اور ایک قول پر اڑسٹھ (۶۸) سال ہے آپ کی وفات اٹھارہ (۱۸) محرم چورانوے (۹۴) ہجری یا پچانوے (۹۵) ہجری ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ جب وضو کرتے چہرہ مبارک کا رنگ زرد پڑ جاتا اعضاء پر لرزہ طاری ہوتا جب ان سے وجہ دریافت کی گئی فرمایا کس کے سامنے کھڑا ہونا ہے آپ کی قبر امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ہے ان کو امام حسین رضی اللہ عنہ سے اجازت ہے اور ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی سائر الانبیاء و المرسلین برحمتک یا ارحم الراحمین امین یا رب العالمین۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی کو سلسلہ متبرکہ قادریہ میں اجازت حضرت شاہ سکندر سے ان کو شاہ کمال کیتلی سے ان کو خواجہ فضیل سے ان کو سید گدائی شمس الدین سے ان کو خواجہ شمس العارف سے ان کو خواجہ ابوالحسن سے ان کو سید گدائے رحمان سے ان کو شمس الدین صحرائی سے ان کو سید عقیل سے ان کو سید بہاء الدین سے ان کو سید شرف الدین سے ان کو عبدالرزاق قدس اللہ اسراھم و بردمضجعھم سے ان کو:

حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے وھو ابن ابی صالح بن موسیٰ بن عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ موسیٰ الجون بن عبادللہ المحض حسن مثنیٰ بن حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آپ کو حسنی اور حسینی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ عبداللہ المحض کا والد حسن مثنیٰ بن حسن بن علی اور والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور محی الدین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن بعض سیاحات سے بغداد آ رہا تھا اچانک ایک نحیف البدن متغیر اللون بیمار پر گذر ہوا اس نے مجھے السلام علیک یا عبدالقادر کہا۔ میں نے جواب دیا اور نزدیک گیا مجھ سے اس نے کہا مجھے بٹھا دو میں نے اسے بٹھایا۔ اس کا بدن تازہ ہو گیا صورت اچھی ہوئی اور رنگ صاف ہوا میں نے اس سے حال دریافت کیا اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے نہیں پہچانتے میں نے کہا نہیں۔ کہا میں آپ کے دادا کا دین ہوں ضعیف تھا جسے آپ نے دیکھا خداوند تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں مجھے زندہ کیا انت محی الدین اسے چھوڑ کر میں جامع مسجد گیا۔ ایک شخص نے میرے سامنے جوتیاں رکھیں اور کہا یا شیخ محی الدین جب میں نے نماز ادا کی دیکھا کہ ہر طرف

Marfat.com

سے خلقت نے ہجوم کیا اور میرے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے لگے اور کہنے لگے یا محی الدین آسمان میں آپ کا لقب باز اشہب ہے جیسے کہ آپ فرماتے ہیں

انا البازی اشہب کل شیخ   و من ذافی الرجال اعطو مثالی

اور آپ کو غوث الثقلین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کا تصرف جن وانس پر ہے۔ چنانچہ آپ کی مجلس میں لوگ بھی آئے اسلام لائے تائب ہوئے فائدہ حاصل کرتے اسی طرح جنات بھی صف در صف حاضر مجلس ہوتے اور اسلام لاتے فائدہ حاصل کرتے حضور فرماتے ہیں انسانوں کے مشائخ ہیں اور جنات کے مشائخ اور ملائکہ کے الگ مشائخ اور میں سب کا شیخ ہوں جیلانی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اصل اس غوث کا ولایت جیل سے ہے آپ کی ولادت بھی وہاں ہوئی طبرستان کے اس پار ولایت ہے اس کو جیلان گیلان اور گیلی بھی کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ کنارد جلہ پر بغداد سے یک روزہ راہ کے فاصلہ پر واسط کی طرف ہے اور نیز ایک مقام نزدیک مدائن کے ہے ان دو (۲) مقام کی نسبت کی وجہ سے گیلی گیلانی جیلانی کہتے ہیں جو لوگ حضرت کی نسبت ان دو مقام کی طرف کرتے ہیں صاحب ''روضۃ النواظر'' جو اکابر وقت سے ہیں اور ان کا قول سند ہے تحریر کرتے ہیں کہ ان کا کہنا غلط ہے اور فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت نے ان مقامات میں چند دن سکونت کی ہو جیسی برج عجمی میں اور برج عجمی ایک مقام ہے عراق میں نوشیروان کے قلعہ میں کہ حضرت نے وہاں چند دن سکونت کی لیکن اصل خاندان حضرت کا گیلان سے ہے جاننا چاہئے کہ حضرت کی روحانی تربیت بے واسطہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے پیر خرقہ آنحضرت کے حضرت ابوسعید مبارک ہیں حنفی مذہب (۱) تھے اور فتویٰ امام شافعی اور امام احمد

(۱) مرآۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر ۲۲۶ پر یوں ہے حنبلی مذہب بود اور فتویٰ بمذہب امام شافعی وامام احمد بن حنبل (رحمہما اللہ تعالیٰ) کے داوند تھے حنبلی مذہب تھے اور فتویٰ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مذہب پر دیتے تھے۔

Marfat.com

بن حنبل کے مذہب پر دیتے تھے اور حضور [1] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحبت رکھتے تھے آپ کی ولادت جیلان میں ہوئی اول شب ماہ رمضان چار سو ستر (۴۷۰) ہجری اور ایک قول ہے کہ چار سو اکہتر (۴۷۱) ہجری میں۔

آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب میرے فرزند عبدالقادر پیدا ہوئے ہر گز رمضان کے دن میں آپ نے میری چھاتی کا دودھ نہیں پیا۔ ایک مرتبہ ابر کی وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہ آیا لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا آج میرے فرزند نے دودھ نہیں پیا ہے آخر معلوم ہوا کہ وہ رمضان کا دن تھا حضرت فرماتے ہیں کہ اوائل شباب میں جب نیند کا آنکھوں پر غلبہ ہو جاتا میں آواز سنتا کہ اے عبدالقادر تجھ کو نیند کے لئے پیدا نہیں کیا۔ شیخ جمال العارفین ابو محمد عبداللہ بصری سے منقول ہے کہ میں نے جس وقت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی میں نے کہا کہ اولیاء حق سے آپ کی کوئی عجیب آپ بیتی ہو تو سنا دیجئے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ بحر محیط کے کنارے پر گزر ہوا وہاں اس وقت کوئی شخص نظر نہ آتا تھا ناگاہ ایک شخص کو چادر میں سوتے پایا میرے دل میں خطرہ گزرا کہ یہ ولی حق ہے اس سے میں نے کہا اٹھو عبادت کرو اس نے کہا اے ابو العباس جاؤ اپنا شغل کرو میں نے کہا تم نے مجھے کیونکر پہچانا اس نے کہا تم خضر ہو یا نہیں؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا یہ تو بتاؤ میں کون ہوں۔ میں نے مناجات کی۔ خداوندا! میں نقیب (سردار) اولیاء ہوں اور اس کو نہیں جانتا ایک آواز آئی اے ابو العباس تم نقیب (سردار) اولیاء ہو لیکن یہ ان لوگوں میں سے ہے جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں میں ان سے محبت رکھتا ہوں اس نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا سن لیا میں نے کہا ہاں

(۱) مرآۃ الاولیاء کے صفحہ ۲۲۶ پر یوں ہے: با خضر علیہ الصلوٰت والسلام صحبت داشتند اور خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحبت رکھتے تھے۔

Marfat.com

میں نے کہا ضرور آپ سے دعا لوں گا اس نے کہا '' و فرک اللہ نصیبک منہ''۔ حق تعالیٰ اپنی ذات میں اور زیادتی آپ کو عطا فرمائے اور فی الحال میری نظر سے غائب ہوا۔ حالانکہ کسی ولی میں یہ طاقت نہیں کہ میری نظر سے غائب ہو۔ وہاں سے آگے بڑھ کر ایک بلند ترین ریت کے ٹیلے پر پہنچا جس پر ایسے نور کو دیکھا جس کے سامنے یری آنکھیں نہیں ٹھہر سکتی تھیں وہاں ایک عورت کو چادر اوڑھے دیکھا۔ اس شخص کی چادر نظر آئی چاہا کہ پاؤں سے بیدار کروں ندا آئی کہ جن لوگوں کی ہم عزت کرتے ہیں ان سے با آدب رہو کچھ دیر بیٹھا یہاں تک کہ وہ بیدار ہوئی اور کہا ''الحمد اللہ الذی احیانی بعد ما اماتنی و الیہ النشور و الحمد للہ الذی آنسنی بہ و اوحشنی عن خلقہ'' (ترجمہ تمام تعریف اللہ کے لئے ثابت ہے جس نے مجھے موت کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف جانا ہے اور تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے خود کے ساتھ مانوس کیا اور غیر سے متوحش کیا) اگر ممانعت سے پہلے ادب کرتے بہتر تھا میں نے کہا کہ میں قسم دیتا ہوں آپ اس مرد کی زوجہ ہو اس نے کہا ہاں یہاں ابدال میں سے ایک عورت کا انتقال ہو گیا تھا حق تعالیٰ نے اس کے غسل و تکفین کے لئے مجھے یہاں بھیجا جب میں اپنے کام سے فارغ ہوئی اس کے جنازے کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے گئے میں نے کہا میرے لئے دعا کیجئے اس نے کہا اے ابوالعباس دعا آپ کو چاہئے میں نے کہا ضرور کیجئے اس نے کہا ''وفرک اللہ نصیبک منہ'' پھر اس نے کہا کہ اگر تمہاری نظر سے غائب ہو جاؤں تو مجھے ملامت نہ کرو گے۔ اتنے میں جو دیکھا تو وہ نظر سے غائب تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ خضر علیہ السلام سے میں نے دریافت کیا کہ ان جیسے لوگوں

Marfat.com

سے بھی درجہ میں بلند کچھ لوگ ہیں کہ یہ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں کہا ہاں میں نے کہا ہمارے زمانہ میں کون ہیں۔ اس نے کہا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ افراد سے ہیں اور یہ مرتبہ ولایت کے تمام درجوں سے بالا ہے صاحب ''فتوحات'' کہتے ہیں کہ مفردان دائرہ قطبیت سے بالا ہیں خضر علیہ السلام ان میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے قبل یہ کام انجام فرماتے تھے اور یہ احوال حضرت غوث الاعظم کے جو مرقوم ہیں ہزار سے ایک اور بسیار سے اندک ہیں حضرت عبدالرحمٰن جامی نے تاریخ امام عبداللہ یافعی سے تحریر فرمایا ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات حد و نہایت سے خارج ہیں جو کرامات آپ سے حیات میں ظہور میں آئے ہیں۔ اور جو اس وقت مشاہدہ میں آ رہے ہیں اگر ان کو جمع کروں۔ کتاب بہت بڑھ جائے اسی وجہ سے صرف اس قدر پر اختصار کرتے ہیں اور جو خوارق آپ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں چنانچہ مولانا عبدالرحمان جامی فرماتے ہیں ولی خوارق جو سننے میں آتے ہیں نبی کا معجزہ ہیں حضرت غوث الاعظم کے دس (۱۰) فرزند ہیں منجملہ ان کے:

عبدالوہاب ہیں جو دین کا ستون ہیں آپ فرزندان غوث الاعظم میں سب سے بڑے ہیں اور علوم ظاہری اور باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کئے ہیں تمام علوم کے جامع ہیں غوث الاعظم کے بعد حضرت کے مدرسہ میں آپ ہی وعظ فرمایا کرتے اور آپ کے فیض صحبت سے مستفیض ہوتے دوسرے:

شیخ شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ آپ کی کنیت ابو عبدالرحمان ہے فرزند غوث الاعظم کے ہیں۔ جمیع علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاصل

Marfat.com

کئے اور کتاب ''جواہر اسرار'' جو علوم صوفیہ میں آپ کی تصنیف ہے جو حقائق و معارف پر مشتمل ہے حضرت غوث الاعظم فتوح الغیب آپ کے لئے تصنیف فرمائی ان کی وفات پانچ سو بہتر (۵۷۲) ہجری ہے ایک:

شمس الدین عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ ہیں کنیت آپ کی ابوبکر ہے فرزند غوث الاعظم ہیں آپ نے بھی علوم ظاہری اور باطنی کی کتابیں اپنے والد بزرگوار سے پڑھی ہیں اور ان کی صحبت سے بہت فیض حاصل کیا ہے آپ نے سنجار کی طرف عزیمت فرمائی وہاں ہی متوطن ہوئے ایک:

شیخ سراج الدین عبدالجبار رحمتہ اللہ علیہ ہیں کنیت آپ کی ابو عبدالرحمان اور ابوالفرح ہے جمیع علوم کی تحصیل والد بزرگوار کی خدمت میں کی۔ عراق کے مفتی ہوئے۔ ''رسالہ جلائل الخواطر'' جو والد بزرگوار کے ملفوظات ہیں۔ آپ کی قلم سے تحریر ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ طامع خالی ہے جیسے طمع کے حروف (نقطہ سے) خالی ہیں آپ کی قبر بغداد میں ہے۔ دوسرے:

شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق قدس سرہ قدوس اولیاء اور کمال اتقیاء تھے علوم ظاہری اور باطنی بوجہ کمال آنحضرت سے حاصل کئے تھے بہت لوگ آپ کے فیض صحبت سے درجہ کمال کو پہنچے تفکر اور سکوت آپ میں غالب تھا زہد و ورع اعلیٰ درجہ کی تھی حیاء حق کا اس قدر غلبہ تھا کہ تیس سال آپ نے سر اونچا نہ کیا تھا آپ کی ولادت پانچ سو بیس (۵۲۰) ہجری میں ہوئی وفات آپ کی چھ (۶) شوال چھ سو تیس (۶۳۰) ہجری ہے آپ کی قبر اپنے والد کے پاس ہے آپ کے پانچ صاحبزادے شیخ ابو صالح نصیر اور شیخ ابوالقاسم، عبدالرحیم، شیخ محمد اسماعیل، شیخ ابوالحسن، فضل اللہ اور شیخ جمال اللہ یہ ظاہری

Marfat.com

صورت میں غوث الاعظم کے مشابہ تھے ان تمام نے والد کی خدمت میں اور اپنے عم عبدالوہاب کے پاس علوم ظاہری اور باطنی کا اکتساب کیا اور کامل ہوئے آپ کی وفات بغداد میں پچیس (۲۵) ذی القعدہ چھ سو (۶۰۰) ہجری کو ہوئی

دوسرے:

شیخ ابوعبدالرحمان رحمتہ اللہ علیہ علوم ظاہری باطنی صوری معنوی کا اکتساب اپنے والد کی خدمت میں کیا اور محدث اور فقیہ ہوئے آپ کی وفات ستائیس (۲۷) ماہ صفر پانچ سو اسی (۵۸۰) ہجری کو ہوئی آپ کی قبر بغداد میں ہے آپ کے دو فرزند شیخ ابومحمد عبدالرحمان اور شیخ ابومحمد عبدالقادر کنیت اور نام ان کے موافق اپنی جد بزرگوار کے ہے جمیع علوم اپنے والد اور چچا شیخ عبدالرزاق سے حاصل کئے اور عالم و کامل ہوئے دوسرے:

شیخ ابوزکریا یحیٰی ہیں آپ نے علوم فقہ و حدیث اپنے والد بزرگوار سے حاصل کئے اور علم و عمل میں صاحب فضیلت ہیں آپ کی ولادت چھ (۶) ربیع الاول پانچ سو پچاس (۵۵۰) ہجری ہوئی۔ آپ کی وفات شب برات میں چھ سو (۶۰۰) ہجری ہے۔ آپ کی قبر بغداد میں اپنے بھائی عبدالوہاب کی قبر کے متصل ہے دوسرے:

شیخ ابونصیر موسیٰ قدس اللہ سرہ ہیں آپ حضرت غوث الاعظم کے آخری فرزند ہیں تحصیل علوم اپنے والد شریف کی خدمت میں کئے فقیہ و محدث اور عارف و کامل ہوئے ولادت آپ کی تین (۳) ربیع الاول پانچ سو انتالیس (۵۳۹) ہجری ہے دمشق میں جا کر وہیں متوطن ہوئے۔ وہاں ہی ماہ جمادی الاولیٰ کی اول شب چھ سو اٹھارہ (۶۱۸) ہجری وفات ہوئی۔ آپ کی قبر دمشق

Marfat.com

میں ہے اور حلیہ مبارک آنحضرت (غوث الاعظم) کا کتب معتبرہ میں اس طور پر تحریر ہے نحیف البدن بالا قد سینہ کشادہ پیشانی گندم گون ابرو پیوستہ بلند آواز تھے لباس جلیل الشان بہ طریق علماء پہنتے کبھی بیش قیمت لباس استعمال فرماتے جس کا ایک گز ایک دینار کا ہوتا عام لباس سے طول میں کچھ زیادہ ہوتا۔ فرماتے جب تک پہناتے نہیں، نہیں پہنتا ہوں۔ اور جب تک کھلاتے نہیں' نہیں کھاتا ہوں۔ منقول ہے کہ ایک دن آنحضرت کے گھر میں چور آیا نابینا ہوا باہر جانے کی قدرت نہ رہی اس اثنا میں حضرت خضر آئے اور کہا یا ولی اللہ ابدال میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا ہے اس کے بدل میں جس کے لئے حکم فرمائیں مقرر فرما دیں فرمایا ہمارے گھر میں ایک ناکس عاجز ہو کر رہ گیا ہے چاہیے کہ اس کو لا کر اس کی جگہ مقرر کیا جائے خضر اس شخص کو آپ کے سامنے لائے اور ایک نظر کیمیا اثر میں اس کو بینا کر کے ابدالیت کے مرتبہ پر فائز کر دیا چونکہ اس مکان شریف بغیر معرفت اور محبت الٰہی کے اور کوئی شے نہ تھی پس حقیقت میں یہ شخص اس متاع کے چوری کے لئے آیا تھا حضور نے اس کا مقصود حل کر دیا اور ابدالیت کے مرتبہ پر فائز کیا کہتے ہیں کہ عزل و نصب اقطاب اور ابدال اور اوتاد اور سلب احوال اولیاء حضور کے اختیار میں تھا جس کو چاہتے معزول کر کے دوسرے کو اس کا قائم مقام فرماتے چنانچہ ابدال میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا قسطنطنیہ سے ایک کافر لایا گیا مسلمان کر کے اس کے سر اور لبوں کے بال لئے اور اس کا نام محمد رکھا اور اپنے سر مبارک کی ٹوپی اس کے سر پر رکھ کر اس جماعت میں داخل فرمایا ایک دن رجال الغیب میں سے ایک شخص ہوا میں جا رہا تھا جب بغداد کے سمت الراس پر پہنچا حضور غوث الاعظم نے اس کے احوال سلب فرمائے وہ ہوا سے حضور کی

Marfat.com

بارگاہ میں اترا شیخ علی بن ہیتی کی سفارش سے اس کو معافی فرمائی اور اس نے توبہ کی دوبارہ ہوا میں پرواز کر کے رخصت ہوا۔ حضرت کا طریق سرتاپا موافق شرع شریف تھا۔ جس کے متعلق خلاف شرع عمل کرنے کا علم ہوتا اس کا حال سلب فرماتے اور فرماتے اے مرد اگر شریعت کا ادب نہ ہوتا۔ تو تم کو خبر کرتا کہ کیا کھایا ہے اور کیا ذخیرہ کیا ہے جب میرے سامنے تم لوگ آتے ہو میں تمہارے ظاہر و باطن کو دیکھتا ہوں آپ نے ایک دن شیخ عبدالرزاق سے جو آپ کے فرزندوں میں سے ہیں فرمایا کہ مجھے ایک کاغذ جس کا طول بمقدار درازئی نظر تھا دیا گیا میں نے دیکھا کہ قیامت تک کہ میرے اصحاب اور مریدین جو ہیں یا ہوں گے ان کے نام اس میں درج ہیں حکم ہوا کہ یہ سب ہم نے آپ کو بخش دیئے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اس کی عزت و جلالت کی قسم کہ جب تک میرے مرید بہشت کو روانہ نہ ہوں اپنے پروردگار کے سامنے سے قدم نہ اٹھاؤں گا شیخ عمران سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضور سے عرض کیا اگر کوئی شخص خود کو حضور کا مرید کہے حالانکہ اس نے بیعت نہیں کی اور نہ آپ سے خرقہ عطا ہوا۔ اس کو حضور کے مریدوں سے گنوں یا نہ؟ فرمایا ہاں جو بھی مجھ سے خود کو منسوب کرے حق تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور گناہوں کو بخش دے وہ میرے جملہ اصحاب سے ہے فرماتے ہیں کہ میرے مرید کی سواری کو اگر لغزش ہو تو قیام قیامت تک دستگیری کروں گا۔ بشارت ہو ان لوگوں کو جن کے پیر حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور ان کے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو مسلمان میرے مدرسہ سے گزرا ہو یا میری زیارت کر چکا ہو عذاب گور اور قیامت میں اس کو تخفیف ہوگی راوی کہتا ہے کہ ہمدان سے

Marfat.com

ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ میرے والد کا انتقال ہوا میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے قبر میں عذاب ہو رہا ہے حضرت عبدالقادر کی خدمت میں جا کر دعا کے لئے التماس کرنا۔ حضور نے فرمایا میرے مدرسہ سے گزرا ہے اس نے کہا ہاں۔ شیخ خاموش ہوئے۔ دوسرے دن وہ شخص آیا اور کہا رات کو میں نے والد کو خواب میں انتہائی خوش وخرم اور سبز لباس پہنے دیکھا ہے اور کہہ رہا تھا کہ شیخ عبدالقادر کی برکت سے مجھ سے عذاب اٹھا دیا گیا اور یہ خلعت پہنچائی گئی۔

اہل یمن میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے اسلام لانے کا مصمم ارادہ کیا اور دل میں تھا کہ اہل یمن کے افضل ترین شخص کے ہاتھ پر اس سعادت سے مشرف ہوں خواب دیکھا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمارہے ہیں کہ بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر کے ہاتھ پر اسلام لاؤ کیونکہ وہ افضل ترین روئے زمین ہیں اور شیخ عمر بن مرزوق رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر ہمارے امام اور سردار ہیں اس وقت راہ الٰہی پر جو بھی گامزن ہو پس شیخ عبدالقادر ان کے امام ہیں اور حق تعالیٰ نے اولیاء وقت سے عہد لیا ہے کہ انہیں قبول کریں اور جو فیض بھی حضور ﷺ سے کسی کو پہنچتا ہے اس زمانہ میں شیخ عبدالقادر سے پہنچتا ہے۔ آپ جملہ اولیاء زمانہ کے مراتب سے باخبر ہیں اور کسی کو آپ کے مرتبہ سے خبر نہیں۔ اور اس طریقہ میں کسی کا بھی بجز خدا اور رسول ﷺ کے آپ پر احسان نہیں۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چاہتا ہوں کہ صحرا میں تنہا رہوں۔ لیکن حق تعالیٰ نے لوگوں کا نفع مجھ سے وابستہ کیا ہے اور اس وقت تک ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) اشخاص نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔ شیخ

Marfat.com

علی بن الھیتیؒ کبار مشائخ سے ہیں۔آپ مرید شیخ تاج العارفین ابوالوفا کے آپ مرید شیخ ابومحمد شملی کے اور آپ مرید شیخ ابوبکر بن ہزار کے اور آپ مرید اویسی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ ہمیشہ حضرت شیخ غوث الاعظم کی خدمت میں رہتے اور فائدہ حاصل کرتے ہیں۔جس وقت حضرت نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا سب سے پہلے یہ ممبر پر گئے اور آنحضرت کا قدم اپنی گردن پر رکھا۔انہیں کے زیر دامن ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت غوث صمدانی ایک دن سرائے مجلس فرمارہے تھے۔عامۂ مشائخ تقریباً سو اشخاص حاضر تھے۔ازاں جملہ شیخ علی بن الھیتی، شیخ بقا بن بطو اور شیخ ابوسعید قیلوی اور شیخ ابونجیب سہروردی، شیخ شہاب الدین سہروردی کے چچا اور شیخ جاگیر اور شیخ قضیب البان موصلی اور شیخ ابوسعود اور شیخ غزازہ بطا کی اور شیخ منصور بطا کی اور شیخ حماد بن مسلم دباس اور خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی جو خواجگان نقشبندیہ کے سرحلقہ ہیں اور شیخ عقیل منجی اور شیخ ابویعزائی مغربی اور شیخ عدی بن مسافر اور علی بن وھب سجاری اور شیخ موسیٰ بن ماہین روبی اور شیخ احمد ابوالحسن رفاعی اور شیخ عبدالرحمان طفوسنجی اور شیخ علی مطربان اور شیخ ماجد کردی اور شیخ ابومحمد قاسم بن عبدمنصور بصری اور شیخ ابوعمر بن عثمان بن شیخ مرزوق اور شیخ سرید سنجاری اور شیخ حیوہ بن قیس حرانی اور شیخ مرسلان دمشقی اور شیخ ابوالکریم الاکبر المعمر اور شیخ ابوالعباس اور شیخ ابوالعباس جوسیقی الصرصری اور شیخ ابوحمیم وابراہیم دینار و شیخ مکارم اکبری اور شیخ صدقہ بغدادی اور شیخ یحیٰ دوری مرتعش اور شیخ ضیاء الدین ابراہیم ابن ابی عبداللہ بن علی جونی اور شیخ عبداللہ اور شیخ ابوبکر حمالی المزین اور شیخ جمیل اور شیخ ابومحمد عبدالحق حزیمی اور شیخ ابوحفص عمر بن ابی نصیر نفرابی اور شیخ مظفر الحمام محمد درمابی غزنوی اور شیخ ابوالعباس احمد بن

Marfat.com

مربی اور شیخ ابوعبداللہ محمد المعروف بالمعاذ و شیخ ابوعمرو عثمان بن احمد شوکی جو رجال الغیب سیارہ سے تھے اور شیخ سلطان بن احمد مزین اور شیخ ابوبکر عبدالمجید شبابی اور شیخ ابوالعباس احمد بن استاد اور شیخ ابومحمد بن عیسیٰ المعروف بالکرخی اور شیخ مبارک بن علی الحملی اور شیخ ابوالبرکات بن معدان العراقی اور شیخ عبدالقادر بن حسن بغدادی اور شیخ ابوصعود احمد بن ابوبکر عطار اور شیخ ابوعبداللہ محمد الاوانی اور شیخ ابو علی اور شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود البزاز اور شیخ ابو النساء محمد بن عثمان بقال اور شیخ عباد البواب اور شیخ عبدالرحیم فتاوی مغربی اور شیخ ابوعمر عثمان بن مروزہ اور شیخ مکارم شہر خالصی اور شیخ وحلیف بن موسیٰ نہر ملکی اور شیخ ابوالحسن جوسیقی اور شیخ عبداللہ قریشی اور شیخ ابوالبرکات بن سحراموشی اور شیخ ابوالحق ابراہیم بن علی اغرب اور شیخ عبداللہ قریشیؒ ان کے علاوہ دوسرے مشائخ کبار وہاں پر موجود تھے۔ حضور قدس اللہ سرہ منبر پر وعظ فرما رہے تھے۔ اثناء وعظ میں آپ نے فرمایا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے) شیخ علی بن الہیتی منبر پر چڑھے اور آپ کا قدم پکڑا اور گردن پر رکھا زیر دامن ہوئے اور تمام اولیاء نے اپنی گردنیں دراز کر کے پیش کیں۔ شیخ ابوسعید قیلوی سے منقول ہے کہ جب حضرت شیخ نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا اس وقت حضرت حق سبحانہ نے آپ کے دل پر تجلی کی اور حضور ﷺ نے ہاتھ پر اور ملائکہ مقربین کی ایک جماعت نے اولیاء متقدمین اور متاخرین کے حضور میں جو اس محضر میں حاضر تھے احیاء اپنے اجسام سے اور اموات ارواح سے آنحضرت کو خلعت پہنایا اور ملائکہ اور رجال الغیب نے آنحضرت کی مجلس کو گھیر لیا تھا اور صف در صف ہوا میں استادہ تھے۔

Marfat.com

روئے زمین پر تمام اولیاء نے اپنی گردنیں پست کر دیں۔ کہتے ہیں کہ عجم میں سے ایک شخص نے تواضع نہ کی اس کا حال سلب ہوا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اس کا دعویٰ کرنا کمال عنایت بے نہایت الٰہی اور فرزندی وحمایت حضرت رسالت ﷺ کے ہے جس پر اس عصر کے اولیاء اللہ نے تواضع کی اور آپ کے فرمان کو قبول کیا۔ اس عصر کا کوئی ولی اس مقام کو نہ پہنچا۔'' ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم''(۱)

وفات آنخضرت غوث الاعظم کی بعد از نماز عشاء شب شنبہ ۸ یا ۹ ماہ ربیع الاخر کہتے ہیں اور ایک قول پر ایک سو تیرہ (۱۱۳) اور ایک قول پر سترہ (۱۷) ماہ مذکور ہے۔ اصح قول نو (۹) ماہ مذکور ہے۔ مدت عمر شریف آنخضرت کی بقول اول سال ولادت سے ۹۰ سال ۷ ماہ اور ۹ دن ہے اور بقول ثانی ۸۹ سال ۷ ماہ ۹ روز ہے عرس آنخضرت کا ہندوستان میں ۱۱ اور بعض ۱۷ کہتے ہیں۔ بعض بلاد میں ۱۷ کرتے ہیں۔ لیکن اصح قول ۹ ہے۔ ایک دن شیخ عبدالوہاب فرزند آنخضرتؒ نے وصیت کے لئے عرض کیا فرمایا علیک بتقوی اللہ والطاعۃ یعنی تقویٰ اور اطاعت اور پرہیزگاری کو خود پر لازم کرلو۔ جو خالص حق تعالیٰ کے لئے ہو۔ ولاتخف اور ولا ترج کسی سے خوف نہ کرو اور نہ امید رکھو۔ سوائے حق تعالیٰ کے۔ وکل الحوائج الی اللہ تعالیٰ کلھا واطلب منہ حاجتوں کو حق تعالیٰ کے سپرد کردو اور اسی سے طلب کرو۔ ولا تثق باحد سوی اللہ۔ حق تعالیٰ کے علاوہ کسی پر اعتماد نہ کرو۔ وخذ التوحید اجماع الکل یعنی توحید کو لازم پکڑو اور توحید پر سب کا اجماع ہے۔ (جملہ مشائخ وامت)

(۱) الجمعہ ۴: یہ (گمراہی سے نکل کر ہدایت کی طرف آنا) خدا کا فضل ہے وہ فضل جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد اپنی اولاد امجاد سے جو آپ کے گرد بیٹھے تھے فرمایا اٹھو اور جگہ دو۔ اور ان کا ادب بجالاؤ۔ کہ یہاں رحمت عظیم درخشاں ہے۔ جگہ مت رکھو ان پر اور فرمایا علیک السلام و رحمتہ اللہ اور ایک بشارت ان کلمات کثیرہ سے فرمائی۔ ''انا لا بالی لشیئی و لا بملک الموت'' میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ملک الموت کی۔ آپ کا روضہ باب الدرج بغداد میں ہے۔ حق تعالیٰ نے جیسے حیات میں آپ کو تصرف دیا ہے۔ ویسے ہی تمام عالم پر بعد از وفات تصرف دیا ہے جیسے امام عبداللہ یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو صاحب حال بغداد میں داخل ہوکر آپ کی زیارت نہیں کرتا اس کا حال سلب ہو جاتا ہے۔ آنحضرت رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات حد سے باہر ہیں۔ لکھنے کی طاقت و استطاعت نہیں۔ آپ نے:

حضرت شیخ ابو سعید مبارک رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت پائی

آپ کا نام مبارک ابن علی حسنی مخزومی سلطان اولیاء برہان الاتقیاء قدوۂ عارفان قبلہ گاہ سالکان پیر طریقت واقف اسرار حقیقت جامع علوم ظاہری و باطنی اور خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحبت رکھتے ہیں۔ حنبلی مذہب تھے۔ حضرت غوث الاعظمؒ سے منقول ہے کہ مبادی احوال میں حق تعالیٰ سے عہد کیا کہ جب تک نہ کھلائیں نہ کھاؤں گا اور نہ پلائیں نہ پیوں گا۔ جب ۴۰ دن گزر گئے ایک شخص آیا اپنے ساتھ کچھ طعام لایا میرے سامنے رکھ کر چھوڑ دیا۔ قریب تھا کہ شدت گرسنگی سے نفس طعام کھانا شروع کردے۔ میں نے کہا واللہ جو عہد حق تعالیٰ سے کر چکا ہوں اس سے نہ پھروں گا۔ ناگاہ باطن سے آواز آئی جیسے کوئی بلند آواز سے کہہ رہا ہو۔ الجوع الجوع۔ شیخ ابو سعید مخزومی کا مجھ پر گزر ہوا انہوں نے وہ آواز

Marfat.com

سنی۔ پوچھا عبد القادر یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نفس کا اضطراب ہے لیکن روح برقرار ہے حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں انہوں نے کہا کہ میرے گھر آؤ میں نے کہا کہ باہر نہ جاؤں گا اتنے میں ابو العباس خضر علیہ السلام آئے اور کہا اٹھو اور ابو سعید کے پاس جاؤ۔ میں گیا دیکھا کہ ابو سعید میرے انتظار میں دروازہ پر کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اے عبد القادر میں نے آپ سے جو کہا کیا وہ کافی نہ تھا کہ خضر علیہ السلام کو کہنا پڑا پس مجھے آپ گھر لے گئے اور طعام مہیا تھا ایک ایک لقمہ میرے منہ میں ڈالتے رہے۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے خرقہ پہنایا۔ ان کی صحبت لازمی طور پر اختیار کی۔ مدرسئہ باب الدرج کی بناء جو غوث الاعظم کی طرف منسوب ہے آپ ہی نے کی۔ اپنے حیات ہی میں غوث الاعظم کے حوالہ کی۔ چنانچہ قبر مبارک حضرت غوث الاعظم کی اسی مدرسہ میں ہے۔ وفات حضرت شیخ ابو سعید مخزومی کی ماہ محرم پانچ سو تیرہ (۵۱۳) ہجری ہے۔

حضرت شیخ حماد دباس قدس اللہ سرہ: حضرت غوث الاعظم کے پیر صحبت ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ نام حماد بن مسلم دباس دوشالہ فروش کو کہتے ہیں۔ حضرت غوث الاعظم کے پیر صحبت ہیں۔ بغداد کے مشائخ کبار میں سے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کو علم لدنی عطا فرمایا تھا۔ آپ کے بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) مریدان کامل تھے۔ بہتر اور مہتر سب میں غوث الاعظم ہیں۔ وفات آپ کی ماہ رمضان پانچ سو بیس (۵۲۰ھ) ہے۔

شیخ ابو سعید مبارک نے **شیخ ابو الحسن ھنکاری قدس سرہ** سے اجازت حاصل کی ہے: آپ کا نام علی بن محمد بن یوسف بن جعفر القریشی ھنکاری ہے۔ مشائخ وقت کے بزرگوں میں سے ہیں۔ صاحب خوارق و کرامات گزرے

Marfat.com

ہیں۔آپ کی وفات محرم چارسو چھیاسی (۴۸۶ھ) ہے۔ان کو اجازت
شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔اصل آپ
کی طرطوس سے ہے مرید شیخ عبدالواحد تمیمی کے ہیں قدوۂ اولیاء زمان اور زبدۂ
مشائخ جہاں صاحب مقامات بلند و کرامات اور ارجمند ہیں۔آپ کو
شیخ عبدالواحد تمیمی قدس اللہ سرہ سے اجازت حاصل ہے کنیت
آپ کی ابوفضل ہے۔والد کا نام عبدالعزیز بن حرث بن اسد ہے۔اس طائفہ
کے بزرگوں میں سے ہیں۔وفات آپ کی جمادی الاخریٰ چارسو پچیس (
۴۲۵ھ) ہے۔مقبرہ امام احمد بن حنبل میں مدفون ہوئے۔آپ نے اجازت
حضرت شیخ شبلی قدس اللہ سرہ سے حاصل کی کنیت آپ کی ابوبکر
ہے نام جعفر وھوابن یونس اور ایک قول پر دلف بن جعفر اور دلف بن محمد کا بھی
قول ہے بزرگان مشائخ میں سے ہیں۔آپ صاحب اشارات لطیفہ تھے چنانچہ
متاخرین میں سے ایک صاحب کا قول ہے کہ ثلاثه من عجائب الدنیا
اشارات الشبلی و نکات المرتعش و حکایات جعفر یعنی تین
چیزیں دنیا کے عجائبات میں سے ہیں شبلی کے اشارات، مرتعش کے نکات، جعفر کی
حکایات قوم کے اکابر میں سے ہیں آپ کے والد خلیفہ وقت کے حاجب الحجاب
تھے۔خیر النساج کی مجلس میں توبہ کی ارادت کا تعلق جنید سے تھا۔بہت سے مشائخ
سے ملاقات ہوئی آپ سے مروی ہے کہ حق تعالیٰ کے اس قول میں "قل
للمومنین ان یغضوامن ابصارھم اے ابصار الرؤس عن
المحارم و ابصار القلوب عن ماسوی الله." فرماتے ہیں یعنی
مومنوں سے کہو کہ ظاہری آنکھوں کی محارم سے حفاظت کریں اور دل کی آنکھوں

Marfat.com

کی ماسوی اللہ سے یعنی آنکھوں کو نظر شہوت سے محفوظ رکھیں۔ اور دل کی آنکھوں کو بجز اندیشۂ سے رویت انواع فکرت سے محفوظ رکھیں۔ پس متابعت شہوت اور ملاحظہ محارم غفلت ہے اور ظاہر معصیت اہل غفلت کی یہ ہے کہ اپنے عیوب سے بے خبر ہو اور جو شخص یہاں پر بے خبر ہو گا وہاں پر بھی بے خبر ہو گا۔ ''من کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی'' اور حقیقت میں جب تک حق تعالیٰ شہوت کے ارادہ سے دل کو پاک نہ کرے چشم سر اس کے غوامض سے برکنار نہیں ہوتے اور جب تک اپنے ارادے کو دل میں قرار نہ دے چشم دل غیر کے ارادہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

ان ہی سے منقول ہے کہ ایک دن بازار جانا ہوا لوگوں نے کہا ''ھذا مجنون'' میں نے کہا ''انا عندکم مجنون وانتم عندی اصحاء فزاداللہ فی جنونی وزاد صحتکم'' میں تمہارے ہاں دیوانہ ہوں اور تم میرے نزدیک ہشیار۔ حق تعالیٰ میرے جنون اور تمہاری صحت میں زیادتی فرمائے جنون فرط محبت سے ہے اور تمہاری صحت غفلت ہے۔ پس خدائے عزوجل میری دیوانگی میں زیادتی فرمائے تاکہ قربت (نزدیکی) اور زیادہ ہو اور تمہاری ہشیاری زیادہ کرے تاکہ بعد پر بعد حاصل ہو۔ یہ قول آپ کا غیرت سے تھا کہ کوئی شخص ایسا کیوں ہو جو دوستی اور دیوانگی میں فرق نہ کر سکے اور اس کو دونوں جہان میں اس کی تمیز نہ رہے۔ رشحات میں ہے کہ جب شبلی کو اس طریقہ سے ارادت پیدا ہوئی اس کے والد واسط میں حاکم تھے۔ جب خیر النساج کے ہاتھ پر جو مشائخ وقت سے تھے توبہ کی خیر النساج نے ان کو جنید کے پاس بھیجا۔ صاحب **کشف المحجوب** لکھتے ہیں کہ بھیجنا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ شبلی کی تربیت سے عاجز تھے۔ لیکن انہوں

Marfat.com

نے جنید کے ادب کوملحوظ رکھا۔

خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ آپ کی کنیت ابوالحسن اور نام مبارک محمد اسماعیل اور معاملہ میں شان عظیم والے تھے اور عمر دراز ہوئی۔ شبلی اور ابراہیم خواص ہر دو نے ان کی مجلس میں توبہ کی۔ اور حضرت جنید اور نوری کے ہم عصر ہیں اور خیر النساج اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جب اپنے مولد سے بقصد حج بہت رستہ طے کیا۔ آپ کا کوفہ پر گزر ہوا۔ کوفہ کے دروازہ پر خیر یافعی نے ان کو پکڑا کہ تم میرے غلام ہو۔ ان کو گھر لے جا کر کئی سال ان سے خدمت لی اور نسج (بننے) کا کام سکھایا۔ جب بھی خیر کی آواز سنتے یہ لبیک کہتے۔ یہاں تک کہ ان کی فراست وادب دیکھ کر وہ پشیمان ہوا اور کہا جاؤ مجھ سے غلطی ہوئی۔ آپ میرے غلام نہیں۔ آپ جا کر مکہ میں داخل ہوئے۔ کہتے ہیں جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہنچا۔ نماز شام کا وقت تھا۔ موت کے فرشتے آئے آنکھیں کھولیں۔ ملکت الموت کو دیکھا کہا توقف کرو تم مامور بندے ہو اور میں مامور بندہ ہوں۔ تجھے میری جان لینے کا حکم ہے اور مجھے نماز کا۔ تمہارے لئے جو فرمان (جان لینے کا) ہے وہ فوت نہیں ہونے کا اور مجھے جو فرمان ہے وہ مجھ سے فوت ہو رہا ہے۔ یعنی نماز شام مجھے مہلت دو کہ میں فرمان پورا کروں۔ پھر تم فرمان بجالاؤ۔ پھر آپ نے پانی منگوایا۔ وضو کیا شام کی نماز ادا کی اور انتقال کیا۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے اقارب میں سے ہیں۔ سات (۷) سال ان سے مجاہدہ کرایا اور ان سے کہا کہ اس کا ان مظالم میں جو زمانہ حکومت میں آپ سے صادر ہو چکے ہیں بخش دو۔ پھر سات (۷) سال طہارت خانہ کی خدمت آپ سے لی تاکہ استنجاء کے ڈھیلے اور اصحاب کی

Marfat.com

طہارت کا پانی مہیا کریں۔ چودہ (۱۴) سال بعد طریقت میں داخل کیا اور ریاضت کا حکم دیا اور محمد بن عمر کا قول ہے کہ میں احمد بن موسیٰ بن مجاہد مقری کے پاس تھا۔ اتنے میں شبلی آئے احمد بن موسیٰ کھڑے ہو کر شبلی سے بغلگیر ہوئے۔ شبلی کے دونوں ابروؤں میں بوسہ دیا۔ میں نے کہا کہ میرے سردار لوگ تو شبلی کو دیوانہ کہتے ہیں اور آپ ان سے یہ معاملہ کرتے ہو۔ کہنے لگے کہ میں نے ان سے وہ معاملہ کیا جو حضور ﷺ کو کرتے دیکھا۔ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں شبلی آئے حضور ﷺ کھڑے ہو کر بغلگیر ہوئے اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ میں نے عرض کیا حضور ﷺ شبلی سے یہ معاملہ فرما رہے ہیں۔ فرمایا وہ ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے۔ ''لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین روف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم''۔ اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے اس لئے ان کے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ ''معارج النبوۃ'' میں منقول ہے۔ حضرت شیخ فرمایا کرتے ہر قوم کا تاج ہے اور اس قوم کا تاج شبلی ہے۔ آپ مالکی مذہب تھے۔ وفات آپ کی شب جمعہ ستائیس (۲۷) ذی الحجہ تین سو چونتیس (۳۳۴ھ) ہے۔ مدت عمر آپ کی ۸۸ سال اور قبر آپ کی بغداد میں ہے جس پر جعفر ابن یونس تحریر ہے۔ آپ نے:

حضرت شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ سے اجازت حاصل کی

ہے کنیت آپ کی ابو القاسم ہے اور لقب آپ کا سید الطائفہ اور طاؤس العلماء اور قواریری اور زجاج اور خراز ہے۔ قواری اور زجاج سے ملقب ہونے کی وجہ

Marfat.com

یہ ہے کہ آپ کے والد محمد ابن الجنید آ بگینہ فروش تھے اور بہت سے آ بگینہ رکھتے تھے۔ مولد و منشأ سید الطائفہ کی بغداد ہے۔ مشائخ کبار کے مرجع' انوار سعادت کے مطلع' بحر حقائق سلطان طریقت پیشوائے اہل حقیقت مقتدائے جہاں اور اس قوم کے سادات کے ائمہ میں سے ہیں۔ حارث محاسبی اور محمد قصاب کے ہم صحبت ہیں۔ رویم اور ابوالحسن نوری اور شبلی وغیرہ اور اکثر سلسلوں کے مشائخ نسبت آپ کی طرف پہنچاتے ہیں۔ آپ کے منسوبین کو جنیدیان کہتے ہیں۔ اس وجہ سے آپ کو سید الطائفہ اور امام ائمہ کہتے ہیں۔ طریقت میں آپ کے مقولات حجت ہیں اور مشائخ متقدمین اور متاخرین میں سے کوئی بھی آپ کے ظاہر و باطن پر انگشت رد رکھنے کی جسارت نہیں کرتا اور تمام لوگوں میں مقبول ہیں۔ آپ کے طریقہ کی بنا صحو پر ہے۔ برعکس طیفوریان کے سری سقطی کے بھانجے ہیں اور ان کے مرید۔ ایک دن سری سقطی سے کسی نے پوچھا کہ پیر سے کسی مرید کا بلند درجہ ہے؟ کہا ہاں اس کی دلیل ظاہر ہے جنید کا درجہ میرے درجہ سے بلند ہے۔ **کشف المحجوب** میں ہے کہ ان کا یہ کہنا تواضع ہے اور جو کچھ کہا بصیرت سے ہے۔ مشہور ہے کہ سری سقطی کی حیات میں جنید کے مریدوں نے جنید سے کہا کہ حضرت کچھ فرمایئے تاکہ ہمارے دل کو راحت ہو۔ قبول نہ کیا۔ کہا جب تک شیخ اپنی جگہ ہیں میں بات نہ کروں گا۔ یہاں تک کہ ایک رات سوئے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا جنید لوگوں سے کلام کرو۔ تمہارے کلام کو حق تعالیٰ نے نجات کا سبب بنایا ہے۔ جب بیدار ہوئے خیال ہوا کہ میرا درجہ شیخ سے بڑھ گیا ہے۔ جب ہی تو حضور نے دعوت کا امر فرمایا۔ جب صبح ہوئی شیخ نے اپنے مریدوں سے ایک شخص

Marfat.com

کو بھیجا کہ جب جنید نماز سے سلام پھیر لے۔ کہنا کہ مریدوں کے استدعا پر آپ نے کلام نہ کیا۔ مشائخ بغداد کی سفارش کو بھی رد کیا۔ میں نے بھی پیغام بھیجا۔ اب حضور ﷺ کا فرمان ہے اس کو قبول کرنا ہی پڑے گا۔ جنید نے کہا کہ وہ خیال جو سر میں سمایا تھا جاتا رہا اور میں نے یقین کیا کہ شیخ تمام احوال میں میرے ظاہر و باطن پر مشرف ہیں اور اس کا درجہ میرے درجہ سے بڑھا ہوا ہے کہ وہ میرے اسرار پر مطلع ہیں اور میں ان سے بے خبر ہوں۔ ان کے پاس آیا استغفار کیا اور ان سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ کہا کہ میں نے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ آپ فرما رہے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو بھیجا تاکہ جنید سے کہے کہ بغداد کے لوگوں سے وعظ کہو۔ تاکہ بغداد کے لوگوں کی اس سے مراد حاصل ہو اس حکایت میں واضح دلیل ہے کہ شیخ جس طور سے ہو مریدوں کی حالت سے باخبر رہتا ہے۔ کشف المحجوب میں روایت ہے کہ شیخ جنید بغدادی محمد بن مسروق اور ابو العباس بن عطار باہم جمع ہوئے اور قوال چند شعر پڑھ رہا تھا۔ یہ لوگ وجد کرتے اور جنید خاموش تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایہا الشیخ اس سماع سے آپ کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے۔ آپ نے یہ آیت پڑھی تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب (۱) تواجد میں دوران وجد میں تکلف ہے وہ انعامات اور شواہد حق کا دل پر پیش کرنا ہے اور ایصال کا اندیشہ اور مردان حق کی روش کی تمنا ہے۔

ایک گروہ ظاہری نقالی اختیار کئے ہوئے ہے۔ حرکات ظاہری اور تربیت رقص اور تزیین اشارات میں اور یہ حرام محض ہے اور قامع البدعات میں

(۱) النحل ۸۸۔ (اور تو پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے) ان کو خیال کر رہا ہے کہ یہ جنبش نہ کریں گے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے۔ (م۔ص)

Marfat.com

شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ نے تحریر کیا ہے کہ بعض صوفی کہتے ہیں کہ شیخ جنید رقص کرتے تھے اور سماع کرتے تھے۔ صحیح ہے لیکن آخر عمر میں اس سے تائب ہوئے اور توبہ کی کیونکہ ولی کی ولایت کے حصول کے بعد پہلے حال ہے۔ ثانیاً وجد جیسا کہ پیر علی ہجویری نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عبدالکریم سے کہ اپنے زمانہ میں بے نظیر تھے۔ سنا کہ وہ کہہ رہے تھے ''مثل الصوفی کعلة البرسام اولها هذیان واذا تمکن خرس'' مشابہت دکھائی صوفی کی سرسام کے مریض کے ساتھ کہ اس کی ابتدا میں ہذیان ہے اور انتہا میں سکوت پس صوفی کے لئے دو طرف ہیں۔ ایک وجد اور دوسرے نمود۔ نمود ابتدا میں در پیش ہوتی ہے اور وجد منتہیان کو وجد عبارت ہے۔ وجد محال سے موسیٰ علیہ السلام پہلے مقام پر تھے۔ آپ کی ہمت رویت پر تھی جس سے تعبیر ''رب ارنی انظر الیک'' سے کی۔ یہ ظاہر ہے کہ ابھی تک مقصود کا تحقق نہ ہوا اور ہمارے حضور ﷺ منتہی تھے۔ مقام تمکن میں ہمت فانی ہے۔ فرمایا ''لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک'' یہ منزلت رفیع ہے اور مقام اعلیٰ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابتداءً جب جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ حضور ﷺ کو دہشت طاری ہوئی جب نہایت کو پہنچے اگر تھوڑی دیر کے لئے نہ ہوتے حضور ﷺ کو چین نہ ہوتا۔ اضطراب متبدیان کے شواہد بہت ہیں۔ ایک دن حضرت جنید بازار سے گزر رہے تھے۔ بچوں نے پتھر اور ڈھیلے مارنے شروع کئے۔ کہا پتھر نہ مارو۔ پاؤں زخمی ہو جائے گا جس کا ڈر نہیں ہے لیکن عبادت سے محروم ہو جاؤں گا۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں جنید کے پاس آیا ان کو تکلیف میں دیکھا میں نے کہا کہ یا شیخ حق تعالیٰ سے سوال کرو کہ تکلیف دور ہو۔

Marfat.com

کہا رات کو عرض کر رہا تھا۔ ندا آئی کہ آپ کا بدن ہماری ملک ہے چاہے تندرست رکھیں چاہے بیمار۔ تم ہم میں اور ہماری ملک میں کیوں دخل کرتے ہو۔ تصرف چھوڑ دو تا کہ بندہ رہو واللہ اعلم۔ ایک دن شیخ جنید بغدادی سرِ سقطی کے ساتھ کعبۃ اللہ کے طواف کو گئے مسجد حرام میں چار سو (۴۰۰) اولیاء اللہ کو موجود پایا جو شکر کا بیان کر رہے تھے۔ جب یہ آئے سب سرِ سقطی کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے جنید کی طرف اشارہ کیا انہوں نے ان سے سوال کیا جنید نے کہا شکر زبان کی گفتار سے نہیں ادا ہو سکتا بلکہ شکر یہ ہے کہ جب منعم کی نعمت کو اپنے کام میں لائے تو اس کی قوت اس کی عبادت میں صرف کرو۔ پھر دوسری نعمت کی طلب کرو تا کہ شکر ادا کرو۔ سب نے پسند کیا۔ آپ کی وفات روز شنبہ دو سو ستانوے ہجری ۲۹۷ھ کو ہوئی۔ بعض دو سو اٹھانوے ہجری (۲۹۸ھ) کہتے ہیں۔ ایک قول دو سو ننانوے ہجری (۲۹۹ھ) کا بھی ہے۔ پہلا قول اصح ہے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات قریب ہوئی تبسم کیا ہاتھ کی چار انگلیوں کو بند کیا اور مسبحہ کو کھلا چھوڑ دیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر آنکھیں بند کر لیں۔ رحمت حق سے واصل ہوئے جب غسال نے بہ وقت غسل چاہا کہ آپ کی آنکھوں کو پانی پہنچ جائے۔ ہاتف سے آواز آئی کہ دوست سے ہاتھ اٹھا دو۔ یہ آنکھیں ہمارے نام پر بند ہو چکی ہیں اور ہماری ملاقات پر کھلیں گی۔ پس چاہا کہ ہاتھ کی بند کی ہوئی انگلیاں کھول دے۔ آواز آئی ہمارے نام پر جو انگلیاں بند ہوئی ہیں۔ ہمارے فرمان بغیر کھلنے کی نہیں۔ جب جنازہ اٹھایا سفید کبوتر آپ کے جنازہ پر بیٹھا لوگ ہر چند اڑانے کی کوشش کر رہے تھے نہیں اڑتا تھا۔ یہاں تک کہ اس سے آواز آئی کہ خود کو اور مجھے تکلیف نہ دو کہ میرا پنجہ عشق کے میخ سے جنازہ کے گوشہ سے ٹنکا ہوا

Marfat.com

ہے۔ آج جنید کا لاشہ کروبیوں کے حصہ میں آیا ہے۔ اگر تمہارا شور نہ ہوتا تو اس کا قالب سفید باز کی طرح ہوا میں اڑتا پھرتا آپ کی قبر بغداد میں ہے۔ آپ نے:

حضرت شیخ عبداللہ سرِ سقطی قدس اللہ سرہ سے اجازت حاصل کی آپ کی کنیت ابوالحسن ہے آپ نے فرمایا ہے کہ مرد وہ ہے جو بازار میں حق سے مشغولیت رکھے اور خرید وفروخت کرے اور ایک لحظہ حق تعالیٰ سے غافل نہ ہو اور یہ بھی فرمایا ہے کہ قوی تر قوت یہ ہے کہ نفس پر غالب آئے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ بار بار آئینہ میں دیکھتا ہوں کہ مبادا شامت اعمال سے چہرہ سیاہ پڑ چکا ہو۔ سید الطائفہ جنید قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ عبادت میں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ کامل میں نے نہیں پایا۔ اٹھانوے (۹۸) سال گزر چکے زمین پر پہلو نہ رکھا مگر مرض الموت میں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ وقت رحلت میں نے عرض کی۔ میرے حق میں وصیت فرمائیں۔ فرمایا لوگوں کے سبب حق کی مشغولیت میں فرق نہ آنے پائے۔ میں نے کہا کہ اگر یہ بات اس سے پہلے فرماتے تو میں آپ کی صحبت بھی چھوڑ دیتا صحبت حق کے لئے اور معارج النبوۃ میں ہے کہ شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ شیخ سرِ سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کو گیا شیخ علم لدنی سے بات کر رہے تھے ناگاہ آپ کو وجد آیا اور خود سے غائب ہوئے چنانچہ آپ میں حس وحرکت باقی نہ رہی۔ کچھ دیر بعد اس سے افاقہ ہوا کہا ابوالقاسم کچھ خبر ہے کہاں تھا؟ میں نے کہا نہیں کہا یہاں سے اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ چنانچہ حجاب عزت تک پہنچا۔ دفعتاً ورائے حجاب سے آواز آئی کہ یا سری میں بے خود ہوا اور میرا بند بند الگ

Marfat.com

ہوا اعضاء جدا ہوئے پھر مجھے جمع کر کے آواز آئی کہ یا سری کچھ خبر ہے کہ خلق سے میرا حساب کیسے ہے؟۔ میں نے کہا نہیں فرمایا جب پشت آدم سے ان کی اولاد پیدا کی اور میں نے کہا کہ ''الست بربکم'' انہوں نے جواب دیا بلٰی دنیا کو ان پر پیش کیا۔ دس (۱۰) قسم ہوئے نو (۹) قسم نے دنیا کی طرف میل کی اور ایک قسم باقی رہی۔ پھر جنت ان پر پیش کی وہ ایک قسم دس (۱۰) قسم بن گئے۔ نو (۹) نے بہشت چاہی۔ ایک قسم باقی رہا اپنی محبت ان پر پیش کی دس (۱۰) قسم ہوئے نو (۹) نے خود کو قاصر پایا۔ ایک باقی رہی۔ محنت و مصیبت اس ایک قسم پر ڈالی دس (۱۰) قسم ہوئے نو (۹) میں اس بوجھ کو اٹھانے کی طاقت نہ تھی۔ ایک نے اختیار کیا پھر قریب تر حجاب اس ایک قسم پر کھول دیا۔ یہ دس (۱۰) قسم ہوئے نو (۹) بحر غفلت میں غرق ہوئے ایک باقی رہا پھر حجاب ہستی کو دور کر دیا تو یہ دس (۱۰) گروہ ہوئے نو (۹) بحر ہستی میں غرق ہوئے ایک باقی رہا اس وقت ایک تیز آواز آئی یا عبادی دنیا کو تم پر پیش کیا۔ دوسروں نے میل کیا تم نے نہ کیا بہشت کو آراستہ کیا۔ اس کی طرف میل نہ کیا۔ اپنی محبت کو پیش کیا تم نے قبول کیا تحمل کا قدم استوار رکھا اور میری بلاؤں کو دل و جان سے قبول کیا۔ اب تمہارا مقصود اور مطلوب کیا ہے؟۔ عرض کیا ہمارا مطلوب و مقصود آپ ہو۔ آپ کی وفات روز سہ شنبہ تین (۳) ماہ رمضان دو سو ترپین (۲۵۳ھ) کو ہوئی۔ آپ کی قبر بھی بغداد میں ہے۔ آپ کو:

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل ہے

کنیت آپ کی معروف ابن علی الکرخی ہے آپ کے والد عیسائی تھے۔ امام علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے اور امام اعظم کے مذہب پر تھے۔ امام مالک کو

Marfat.com

آپ سے انتہائی محبت وعنایت تھی۔ جو کچھ پایا امام علی رضا کی خدمت کی برکت سے پایا۔ امام کے دربان تھے۔ آپ کی وفات دو (۲) محرم دوسو (۲۰۰ھ) کو ہوئی۔ آپ کی قبر بغداد میں ہے۔ آپ نے

حضرت خواجہ داؤد طائی قدس اللہ سرہ سے اجازت حاصل کی

کنیت آپ کی ابوسلیمان ہے شاگرد امام اعظم کے ہیں جامع علوم ظاہری و باطنی اور فقیہ الفقہاء ہیں فضیل ابن عیاض اور سلطان ابراہیم ابن ادھم سے محبت رکھتے ہیں۔ ''برہنہ'' میں روایت ہے کہ صاحبین میں اختلاف ہوتا تو آپ کو حکم بناتے جب آپ کے پاس آتے امام ابو یوسف کی طرف پشت کرتے اور امام محمد کی طرف رخ رحمہم اللہ تعالیٰ ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ سے گفتگو نہ کرتے اور کہتے کہ ہمارے استاد کو درے مارے گئے۔ انہوں نے حکومت اختیار نہ کی اور اسی میں وفات پائی اور آپ نے اس کے خلاف کیا۔ پس اگر امام محمد کا قول درست ہوتا۔ کہتے کہ قول یہی ہے جو محمد کہتے ہیں اور اگر قول ابو یوسف کا درست ہوتا تو کہتے کہ قول وہ ہے اور نام زبان سے نہ کہتے۔ ایک دن ہارون الرشید اور امام ابو یوسف داؤد طائی کی خلوت میں گئے ملاقات کی اجازت نہ دی۔ والدہ سے سفارش کرائی۔ والدہ نے چھاتی دکھا کر کہا کہ اس چھاتی سے جو دودھ تم نے پیا ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ ان کو ملاقات کی اجازت دو۔ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ماں کی رضا میں ہے ورنہ میں اذن نہ دیتا۔ پاس جا کر ان سے نصیحت سنی۔ رخصت ہوتے وقت نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے انکار کیا اور کہا کہ والد کے میراث سے میں نے گھر فروخت کیا ہے اور دعا کی ہے کہ یارب جب یہ مال ختم ہو میری روح لے لینا۔ جس بقال کے پاس یہ ودیعت تھی خلیفہ نے اس سے

Marfat.com

پوچھا کہ کتنا خرچ باقی ہے۔ اس نے کہا کہ دس یا بارہ درہم روزانہ نیم دانگ خرچ ہے۔ خلیفہ نے حساب لگایا کہ کتنے دن عمر باقی ہے۔ جب دن پورے ہوئے صبح کی نماز سے سلام پھیر کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا دوستو داؤد طائی کا انتقال ہو چکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی دعا مستجاب ہے۔ کسی شخص کو انکے گھر خبر لانے کو بھیجا۔ والدہ نے کہا کہ رات نماز پڑھ رہے تھے۔ سحری وتر پڑھ کر سر زمین پر رکھا صبح کے وقت بیدار کیا معلوم ہوا مرغ روح پرواز کر چکی ہے۔ آپ کی وفات ایک سو پینسٹھ ہجری (۱۶۵ھ) ہے اور ایک قول پر ایک سو ستر ہجری (۱۷۰ھ) ہے آپ کی قبر بغداد میں ہے۔ آپ نے اجازت:

حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ

سے حاصل کی آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ اصل آپ کی فارس سے ہے اور بہت سے مشائخ اور ائمہ کبار سے ملاقات کی ہے۔ حسن بصری کے ہاتھ پر توبہ کی۔ پہلے آپ سود کا لین دین کرتے تھے حق تعالیٰ نے آپ کو توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور بارگاہ حق میں تائب ہوئے۔ آپ کی زبان عجمی تھی۔ عربی نہیں بول سکتے تھے ایک دن حسن بصری کا آپ کے عبادت خانہ پر گزر ہوا وہ اقامت کہ کر مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے۔ چونکہ قرآن پاک ان کی زبان پر جاری نہ ہوتا تھا اور وہ اس سے عاجز تھے حسن بصری نے بجائے اس کے کہ ان کی اقتداء کریں الگ نیت باندھی جب رات کو سوئے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا عرض کی باری تعالی ! آپ کی رضا کس بات میں ہے۔ ارشاد ہوا حسن ! میری رضا کو پا چکے تھے لیکن اس کی قدر نہ کی عرض کی وہ کیا تھی ارشاد ہوا اگر کل حبیب کے پیچھے نماز پڑھ لیتے۔ نقل ہے کہ ایک قاتل کو بادشاہ وقت نے سولی دی اسی رات کو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ بہشت

Marfat.com

میں زیور پہنے ہوئے ٹہل رہا ہے۔اس نے کہا کہ تم تو قاتل تھے یہاں کیسے پہنچے۔ کہا جس وقت حبیب عجمی وہاں سے گزرے انہوں نے میرے حق میں دعا کی۔ یہ سب اس کی برکت ہے۔آپ کی وفات ایک سو چھپن ہجری (۱۵۶ھ) ہے۔ آپ کی قبر بصرہ میں ہے۔آپ نے

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت پائی آپ

کبار تابعین سے ہیں امیر المؤمنین حضرت عمرؓ اور ایک سو تین (۱۰۳) صحابہ کو آپ نے دیکھا ہے کہتے ہیں آپ کی والدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موالی (آزاد کردہ لونڈی) میں سے ہیں۔ارشاد الطالبین میں ہے کہ آپ کے پڑوس میں شمعون نامی مجوسی آتش پرست رہتا تھا۔ایک دن اس کی نزع کی حالت میں امام حسن بصری وہاں پہنچے اور کہا شمعون کیسے ہو۔اس نے کہا کہ جیسے جانتے ہیں۔آپ نے دریافت کیا کیسے جانتے ہیں۔کہا جیسی اس کی رضا ہے۔ آپ نے پوچھا رضا کیسی اس نے کہا اس کی رضا میری سزا پر ہے۔شیخ نے کہا اس بات سے دوستی کی بو آتی ہے۔تم بیگانہ کیوں پھرتے ہو؟ کہا آپ مسلمانوں نے مجھے بیگانہ کیا۔تم کہتے ہو دوزخ برحق ہے اور گناہ کرتے ہو۔ کہتے ہو کہ دیدار حق ہے اور اس کے غیر سے دوستی کرتے ہو۔امام نے کہا۔ بقدر گناہ عذاب ہے اور ایمان کی برکت سے گور میں امان۔شمعون نے کہا کہ میں نے بھی ستر (۷۰) سال آگ کی عبادت کی ہے۔ مجھے نہیں جلائے گی۔امام نے آگ طلب کر کے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا کچھ نہ جلا۔ پھر شمعون سے کہا تم بھی ہاتھ ڈالنا کہ جلتا ہے یا نہیں۔شمعون نے قبول نہ کیا۔امام نے فرمایا میں نے خدا کی عبادت کی ہے۔آگ سے اندیشہ نہیں کرتا اور تم آگ کی عبادت کرنے کے

Marfat.com

باوجود اس سے ڈرتے ہو شمعون نے کہا کہ میں تین (۳) شرط پر ایمان لاتا ہوں۔ اگر آپ ضمانت دیتے ہو اول عذاب قبر سے محفوظ رہنا۔ دوم جنت میں داخل ہونا۔ تیسرے دیدار الٰہی پانا۔ امام نے کہا میں قبول کرتا ہوں اس نے کہا تحریر مجھے لکھ دو تاکہ اپنے ساتھ گور (قبر) میں رکھوں۔ امام نے ایسا ہی کیا شمعون مسلمان ہوا۔ دفن کرنے کے بعد امام انتہائی پشیمان ہوئے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں ضمانت لکھ کر کیوں بھیجی انتہائی غم میں خواب دیکھا۔ دیکھا کہ شمعون بہشتی خلعت پہنے بہشت میں پھر رہا ہے۔ امام نے پوچھا کیسے ہو؟ کہا جیسے کہ آپ دیکھتے ہو۔ کہا حق تعالیٰ کا معاملہ کیسے ہوا؟ کہا ایمان اور آپ کی بدولت عذاب قبر سے محفوظ ہوا اور دوزخ سے بھی رہائی ہوئی اور جنت نصیب ہوئی۔ دیدار کا بھی وعدہ ہوا۔ اب آپ ضمانت سے فارغ ہو۔ اپنی تحریر لے لیں امام جب بیدار ہوئے نوشتہ ہاتھ میں تھا جس پر دوسری طرف تحریر تھا ''نجاک اللہ کما نجیتنی من الھم والغم''۔ آپ کو حق تعالیٰ نجات دے جیسے مجھے خوف وحزن سے آپ نے نجات دلائی۔ آپ کی ولادت اکیس (۲۱ھ) ہے۔ مدت حیات اناسی (۷۹) سال۔ وفات پانچ (۵) رجب ایک سو دس ہجری (۱۱۰ھ) ہے۔ آپ کی قبر بصرہ میں ہے جو پہلے آباد تھا اب موجودہ آبادی کے قریب ہے۔ آپ نے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اجازت حاصل کی۔ انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلی اللہ علیہ وعلی سائر الانبیاء والمرسلین وعلی من تابعھم اجمعین تسلیماً کثیراً کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اور اخوند محمد صدیق بشونڑی سے جو اس فقیر کے مرشد المرشد (دادا پیر)

Marfat.com

ہیں۔ تین (۳) جانب سے اجازت پائی۔ اول اخوند محمد شاہ سودی' دوسرے اخوند صاحب گگری جن کے حالات (ذکر کیے گئے ہیں م۔ص) اور شیخ جنید پشاوری انہیں دو (۲) جانب سے اجازت حاصل ہے۔ ایک شیخ احمد ملتانی قدس اللہ سرہ سے انہیں شاہ عالم دہلوی انہیں شاہ منور انہیں شاہ دولہ سے (قدس اللہ اسرارھم) انہیں غوث الاعظم قدس اللہ سرہ سے دوسری جانب سید معصوم شاہ شاہجہاں آبادی قدس اللہ سرہ ساکن پشاور سے انہیں حاجی سید قدس اللہ سرہ سے انہیں خیر اللہ قدس اللہ سرہ سے انہیں عیاث الدین قدس اللہ سرہ سے انہیں عبدالرزاق قدس اللہ سرہ سے انہیں سید زین الدین قدس اللہ سرہ سے انہیں حضرت شیخ مستان قدس اللہ سرہ سے انہیں سید یاسین قدس اللہ سرہ سے انہیں سید جلال قدس اللہ سرہ اسے نہیں شیخ عبداللہ قدس اللہ سرہ سے انہیں شیخ احمد قدس اللہ سرہ سے انہیں سید احمد مستان قدس اللہ سرہ سے انہیں حضرت غوث الاعظم قدس اللہ اسرارھم سے اجازت حاصل ہے۔

ائمہ اربعہ

کا ذکر جو چار دیوار خانہ اسلام ہیں اور مقتدائے انام ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ لقب آپ کا امام اعظم اور نام نعمان بن ثابت بن زوطی کذا فی سفینۃ الاولیا اور ارشاد الطالبین میں درویزہ رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ ثابت بن زوطی بن المرزبان ہے ''رشحات اور صلوٰۃ'' مسعودی میں ہے کہ ثابت بن عبداللہ (۱) بن طاؤس بن ہرمزو کان ہرمز ملکاً

(۱) ڈاکٹر غلام ناصر مروت نے صفحہ ۲۵۲ حاشیہ ۱۲۳ پر یوں رقم طراز ہے۔'' یہاں رشحات کی روایت درست نہیں لکھی گئی۔ اغلباً کاتب کی چوک ہے کیونکہ عبداللہ محمد بن حسن شیبانی کی جد ہے۔ نہ کہ جد امام ابوحنیفہ۔ روایت صحیح نسخہ مطبوعہ میں بقیہ اگلے صفحے پر

Marfat.com

بغداد اسلم علی ید عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور یہ اور ہرمز ہیں ایک ہرمز
نوشیروان کا لڑکا ہے۔ وہ اور ہے کیونکہ ان کی تاریخ سے معلوم ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد کے آٹھویں سال نوشیروان کی موت واقع ہوئی
اور حکومت اپنے بیٹے ہرمز کو سپرد کی انیسویں سال ہرمز کو قتل کیا گیا اور اس کا بیٹا
خسرو پرویز با استقلال تخت حکومت پر بیٹھا۔ کذا فی معارج النبوۃ اور وہ ہرمز جو
امام اعظم کے جد ہیں حضرت عمر ابن خطاب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ یہ قبیلہ
شیبانی سے ہیں اور ہرمز نوشیروان قبیلہ ساسانیان سے ہیں۔ یہ دونوں عجم کے قبیلے
ہیں آپ تابعین سے ہیں اور ائمہ اربعہ میں سے پہلے امام ہیں۔ امام جعفر صادق
سے صحبت رہی۔ اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے
سات (۷) اشخاص سے ملاقات ہوئی۔ اور ان سے علم حاصل کیا۔ انس بن
مالک، عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی، عبداللہ بن ابی اوفی، عبداللہ بن حارث
اور عامر بن واثلہ، واثلہ بن الاسقع رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بعض صحابیات سے بھی علم حاصل کیا ہے جیسے عائشہ بنت عجرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا انہوں نے بہت سے اصحاب سے علم حاصل کیا ہے۔ فقہ میں آپ حماد
کے شاگرد ہیں۔ وہ ابراہیم بن یزید کے شاگرد ہیں۔ وہ شاگرد علقمہ کے اور وہ
شاگرد ہیں اسود کے اور شریح قاضی کے ان دونوں نے فقہ امیر المؤمنین عمر
فاروق سے حاصل کی ہے اور استاد ہیں فضیل بن عیاض اور ابراہیم بن ادھم کے

بقیہ: (رشحات جلد اول صفحہ نمبر ۲۳۴) پر اس طور سے لکھا ہے "محمد بن حسن بن عبداللہ بن ہرمز شیبانی وکان ہرمز ملکا بغداد اسلم علی ید عمر بن الخطاب" وابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن طاؤس بن ہرمز" مؤرخ ابن خلکان نے لکھا ہے "ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ لیکن اسماعیل نواسئہ امام اعظم نے اپنا نسب نامہ یوں لکھا ہے "اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان" (وفیات الاعیان جلد ۵، صفحہ نمبر ۴۰۵) علامہ شبلی نے خیال ظاہر کیا ہے کہ جب زوطی مسلمان ہوا تو اس کا اسلامی نام نعمان رکھا گیا۔ اس لئے اسماعیل نے ان کا ذکر اسلامی نام سے کیا۔

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہما اور بشیر حافی اور داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور یحیٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی۔ عرض کیا یا رسول اللہ این اطلبک یعنی آپ کو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا عند علم ابی حنیفة رحمة الله علیه خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فصول میں کہا ہے کہ امام اعظم کا وجود حضور ﷺ کے معجزات میں سے بڑا معجزہ ہے نزول قرآن کے بعد۔ اور مذہب آپ کا وہ مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد اکثر اس کی موافقت کریں گے۔ کہتے ہیں کہ آخری بار طواف میں ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نصف قرآن پاک اور دوسرے پاؤں پر کھڑے نصف آخر کا دور کیا۔ آپ نے فرمایا ماعرفناک حق معرفتک وما عبدناک حق عبادتک ہاتف سے آواز آئی کہ ابو حنیفہ نے حق شناخت میرا شناخت کیا اور میری عبادت کا حق عبادت ادا کیا۔ پس ہم نے تمہاری اور تمہارے تابعین کی مغفرت کی۔ تذکرۃ الاولیاء میں شیخ فرید الدین عطار نے تحریر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور ان الفاظ میں سلام کیا۔ السلام علیک یا سید المرسلین روضہ اقدس سے آواز آئی وعلیک یا امام المسلمین۔ عزیمت کے اول قدم پر اپنی عزلت اختیار کی اور قبلہ حقیقی کی توبہ کے شوق صوف کا لباس پہنا۔ آخر ایک شب سرکار عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا فرمایا اے ابو حنیفہ! جان لو کہ حق تعالیٰ نے آپ کی پیدائش میری سنت کے احیاء کے لئے فرمائی ہے۔ عزلت کا ارادہ چھوڑ دو باہر نکلو جب امام نے یہ خواب دیکھا اجتہاد اور درس وافتاء میں مشغول ہوئے اور تذکرۃ الاولیاء میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک رات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

خواب دیکھا کہ لحد سے حضور ﷺ کی تمام ہڈیوں کو باہر کر دیا اور بعض ہڈیوں کو بعض پر اختیار کی آپ اس خواب کی ہیبت سے لرز اٹھے اور بیدار ہوئے۔ صبح کے وقت امام ابن سرین رحمتہ اللہ علیہ کے ایک شاگرد کے پاس گئے اور اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ اس بزرگ نے کہا کہ تیرا یہ خواب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت علیہ السلام کے علم اور آپ ﷺ کی سنت کی حفاظت میں بلند درجہ پر فائز ہوں گے۔ اس طرح تمہیں اس بات میں تصرف ہو گا کہ صحیح کو خطا سے جدا کرو گے اور خطا اور صحیح میں فرق کرو گے (م۔ص) اور تذکرۃ الاولیاء میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک دن خلیفۂ وقت نے تمام علماء کو حاضر کیا امام شعبی سے اس وقت بزرگ تر کوئی نہ تھا انتہائی ضعیف تھے اور امام صاحب کے استاد تھے۔ ان کو سب پر مقدم رکھتا تھا۔ مقصود خلیفہ کا یہ تھا کہ اس نے کچھ زمین خریدی تھی اور کچھ اور اشیاء بھی تھیں ان کو اپنے خدمت گاروں پر کسی کے لئے اقرار اور کسی کو تملیک اور کوئی وقف کی صورت میں تحریر تھے جن پر علماء کی شہادت مطلوب تھی چنانچہ خلیفہ کا پیغام آیا کہ حضار ان صکوک پر اپنی شہادتیں درج کریں۔ چنانچہ امام شعبی اور دوسرے علماء نے شہادتیں درج کی۔ امام ابو حنیفہ اس وقت جوان تھے اور آخر میں تشریف لائے تھے جب شہادت کی نوبت ان کو پہنچی کہا خلیفہ کہاں ہے لوگوں نے کہا گھر میں ہے کہا یا تو خود یہاں پر آئے اور یا مجھے بلائے تا کہ ان کی زبان سے سن کر بالمواجہ دستخط کروں۔ خلیفہ کے خدام کو یہ بات سخت معلوم ہوئی اے نوجوان بڑے آئمہ نے تو بغیر دیدار کئے شہادت لکھ دی۔ آپ کیوں ضد کرتے ہو؟۔ امام صاحب نے کہا "لها ما كسبت ولكم ما كسبتم "(۱) خدام اسی طرح اصرار و سختی

---

(۱) البقرۃ ان کے کام ان کا کیا ہوا آوے گا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آویگا۔

Marfat.com

کر رہے تھے اور امام صاحب فرما رہے تھے بغیر خلیفہ کے دیکھے ہوئے گواہی نہ لکھوں گا۔ کیونکہ صحیح نہیں امام صاحب کی گفتگو اور خدام کا اصرار خلیفہ کے سننے میں آیا۔ خدمتگاروں سے پوچھا انہوں نے صورت حال بیان کی خلیفہ کو بات صحیح معلوم ہوئی۔ چنانچہ خلیفہ حرم سے باہر آیا مجلس میں امام شعبی سے گفتگو کی پوچھا شہادت میں دیکھنا شرط ہے یا نہیں؟ امام نے کہا شرط ہے۔ خلیفہ نے کہا آپ نے مجھ سے کیوں دریافت نہ کیا اور بغیر دیکھے گواہی لکھ دی کہا خدام کے قول پر اعتماد کیا اور یقین ہوا کہ غلط نہیں کہہ رہے ہیں اور گستاخی بھی نہ کی کہ خلیفہ سے دیدار طلب کرتا۔ خلیفہ نے کہا یہ بات حق سے بعید ہے امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ اس وقت قاضی تھے اور خلیفہ منصور تھا۔ خلیفہ نے چاہا کہ منصب قضا کسی اور کو تفویض کرے۔ حکم دیا کہ چند ائمہ کے نام جو قضا کے لائق ہوں تحریر کر دیئے جائیں۔ تا کہ قضا کیلئے ان میں سے جو بہتر ہو اس کا انتخاب کیا جائے پس مقبول علماء میں سے چار (۴) کا انتخاب کیا ایک امام ابوحنیفہ دوسرے سفیان ثوری تیسرے مسعر بن کدام چوتھے قاضی شریک خلیفہ کے سامنے پیش کئے۔ حکم ہوا کہ ان کو حاضر کیا جائے۔ خلیفہ کا پیغام پہنچا۔ چنانچہ یہ دربار آئے۔ راستہ میں امام صاحب نے فرمایا میں نے اپنی فراست سے ہر ایک کے متعلق اندازہ لگایا ہے۔ فرمایا میں تو کسی حیلہ سے اس مصیبت کو ٹال دوں گا۔ سفیان چھپ جائے گا اور مسعر خود کو دیوانہ بنا دے گا۔ شریک قاضی ہو جائیں گے رحمھم اللہ پس سفیان تو راستہ ہی سے بھاگ گئے۔ کشتی میں بیٹھے۔ اہل کشتی سے کہا مجھے پوشیدہ کر دو۔ کیونکہ یہ لوگ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات بھی حدیث کے مطلب کے موافق کہی کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر

Marfat.com

سکیں''۔ جس کو قاضی بنایا گیا اس کو بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ جب انہوں نے یہ بات سنی کشتی میں چھپا دیا اور کشتی لے گئے۔ باقی تین (۳) اشخاص دربار پہنچے جب خلیفہ سے ملاقات ہوئی خلیفہ امام صاحب کی طرف متوجہ ہوکر بولا۔ آپ کو قضا اختیار کرنی چاہیے۔ امام صاحب نے فرمایا امیر المؤمنین میں عرب میں سے نہیں ہوں بلکہ ان کے موالی سے ہوں۔ سادات عرب میرے حکم پر راضی نہ ہوں گے۔ خلیفہ نے کہا اس کام کا تعلق اس بات سے نہیں کہ آپ کون ہیں۔ اصل علم ہے اور آپ فحول علماء سے ہیں۔ امام صاحب نے کہا کہ اس کام کے لائق نہیں خلیفہ نے کہا کہ کس دلیل سے امام صاحب نے کہا یہی دلیل ہے جو میں کہتا ہوں کہ اس کے لائق نہیں قضاء کے لئے مرد شائستہ چاہیے۔ اگر یہ بات غلط ہے تو دروغ گو ہوں۔ پس دروغ گو قضا کے مناسب نہیں آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں۔ دروغ گو کو مسلمانوں کا قاضی بنانا اور مسند شریعت پر بٹھانا آپ کے شایان شان نہیں۔ خلیفہ خاموش ہوا پھر مسعر کی طرف توجہ کی اور کہا ان کو لانا۔ اس وقت جلد مسعر خلیفہ کی طرف دوڑا اور خلیفہ پر سلام کیا اور خلیفہ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کہ آپ کیسے ہو؟۔ بچے کیسے ہیں؟۔ مستورات کا کیا حال ہے؟ منصور کو ہنسی آئی اور کہا اس کو باہر کرو۔ یہ دیوانہ ہے۔ اچانک شریک کی طرف متوجہ ہوکر بولا آپ کو قضاء اختیار کرنی چاہیے۔ اس نے کہا مجھے سودا کا مرض ہے اور دماغ ضعیف ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں آپ کا اچھی طرح سے مناسب علاج کردیا جائے گا اور کامل صحت ہوگی۔ شریک راضی ہوا اور منصب قضا اس کو سپرد کردی گئی۔ امام صاحب کی فراست درست ثابت ہوئی۔ ارشاد الطالبین میں ہے آخری عمر میں کہ حضرت علی مرتضٰی ثابت ابن نعمان سے بغل گیر ہوئے اور ان کے حق میں دعا

Marfat.com

فرمائی اور ارشاد میں یہ بھی ہے کہ ایک دن مہتر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں رونق افروز تھے ایک اعرابی آیا اور کچھ خرما ایک برتن میں پیش کیا۔ عرض کیا دور سے آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے کچھ تناول فرمائے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤدب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ رات کو میں نے عجیب خواب دیکھا ہے۔ تعبیر فرمائیں۔ فرمایا کیسے دیکھا ہے کہا ایک ستارہ آسمان سے زمین پر آرہا ہے جس کے نور سے تمام عالم منور ہوا۔ حضور ﷺ متفکر ہوئے اتنے میں جبرائیل علیہ السلام بفرمان رب العالمین پہنچے اور کہا اے رسول اولین و آخرین تعبیر ابن مسعود کے خواب کی یہ ہے کہ آپ کے رحلت ظاہری فرمانے کے بعد اسی (۸۰) سال اور سات (۷) روز بعد ایک شخص پیدا ہوگا کوفہ سے جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی اور اس کے نور علم سے دنیا منور ہوگی۔ آپ کی سنت کی کمال متابعت کرے گا۔ حضور ﷺ خوشدل ہوئے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بلا کر تھوڑا سا لعاب دہن مبارک ان کے منہ میں ڈالا اور ان سے فرمایا کہ تمہاری عمر بہت ہوگی اور تم ابوحنیفہ کو دیکھو گے۔ میرا اسلام ان کو پہنچا دینا اور یہ کہنا کہ حضور ﷺ کے تحفہ کی عطا تم کو مبارک ہو اور خرما عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ دست بہ دست ابوحنیفہ تک پہنچا دینا جب حضور ﷺ دار آخرت تشریف فرما ہوئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ امانت کی محافظت آخر عمر تک کرتے رہے۔ اس خرما کو آخر میں علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دیا اور قصہ بیان کیا جب علقمہ کی عمر آخر ہوئی انہوں نے اپنے شاگرد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دیا اور قصہ بیان کیا جب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات قریب ہوئی اپنے شاگرد حماد کو انہوں نے قصہ بیان کر کے دیا۔

Marfat.com

اس وقت ابو حنیفہ کی عمر سات (۷) سال تھی حماد کے شاگرد تھے۔ اسی (۸۰) سال تک ان کے شاگرد رہے۔ حماد روزانہ خرما صندوق سے نکال کر اپنے ہاتھ میں لیتے اس خرما کی عطا کی حرمت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے وہ معلوم ہوا ایک دن حضرت امام ابو حنیفہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ وہ امانت مجھے دے دیں۔ دوسرا شخص کھا نہیں سکتا۔ حماد نے ان کا سر گود میں لیا اور کہا مجھے یقن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بقیہ خرما امانت رہے گا اور آپ کو دیتا ہوں مبارک ہو عبداللہ ابن مسعود کے خواب کا قصہ ان سے بیان کیا۔ جب حضرت حماد کا انتقال ہوا امام صاحب کے والد ثابت نے حج کا ارادہ کیا۔ امام صاحب کو ساتھ لیا اور مکہ معظّمہ میں ایک خیمہ دیکھا جس کے ارد گرد لوگ انبوہ درانبوہ جمع تھے۔ امام صاحب فرماتے ہیں وہاں گئے ایک ضعیف شخص نورانی چہرے والا دیکھا میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاس جا کر سلام کیا۔ جب میری آواز سنی کہا یہ آواز ایسی ہے جس کو شاید پہلے سن چکا ہوں۔ مجھ سے دریافت کیا کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا کہ کوفہ سے پوچھا کنیت کیا ہے میں نے کہا کہ ابو حنیفہ۔ انس بن مالک نے فرمایا میرے ابرو کے بال اوپر کر دینا تاکہ میں ان کو دیکھ لوں۔ ان کی پیروی بہت مسلمان کریں گے۔ فرمایا میرے قریب آؤ جب قریب گیا لعاب دہن میرے منہ میں ڈال کر کہا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آب دہن ہے۔ حلاوت عظیم محسوس ہوئی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن تم نے استعمال کیا اگر کچھ اثر محسوس کیا ہو تو مجھ سے بیان کرنا۔ امام صاحب کھڑے ہوئے اور کہا اے انس اس وقت مجھے یہ معلوم ہو رہا ہے اگر روئے زمین

Marfat.com

کے دانشوروں میں سے ہر ایک میں انواع حکمت اور انواع علوم مجتمع ہوں اور ہر ایک مجھ سے ہزار مسئلہ امتحاناً پوچھے تو بتوفیق اللہ تعالیٰ ان سب کا جواب باصواب دوں گا اور کسی سے اندیشہ نہ کروں گا سب سے فوقیت حاصل کروں گا۔ رمضان شریف میں قرآن پاک کے اکسٹھ (۶۱) ختم فرماتے۔ ایک ایک ہر روز اور ہر رات اور ایک تراویح میں اور آسمان کی طرف اور آفتاب میں نظر نہ فرماتے۔ ایک دن امام صاحب کی محمد بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ آپ میرے جد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہو اور قیاس پر عمل کرتے ہو۔ امام نے کہا معاذ اللہ تشریف رکھئے۔ کہ آپ کی حرمت ہے۔ امام صاحب ادب سے دوزانو بیٹھے اور پوچھا مرد کمزور تر ہے یا عورت۔ فرمایا عورت امام صاحب نے پوچھا۔ میراث میں حصہ کیا ملتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ مرد سے نصف امام صاحب نے فرمایا کہ میں اگر قیاس کرتا تو عورت کو دگنا حصہ دیتا۔ پھر امام صاحب نے پوچھا کہ فضیلت نماز کی زیادہ ہے یا روزہ کی۔ فرمایا نماز کی۔ امام صاحب نے کہا اگر قیاس کرتا تو عورت کی نماز کی قضا کا قول کرتا نہ کہ روزہ کی۔ پھر امام صاحب نے دریافت کیا کہ نجاست پیشاب کی زیادہ ہے یا نطفہ کی۔ انہوں نے کہا کہ پیشاب کی۔ امام صاحب نے کہا کہ اگر قیاس کرتا تو پیشاب سے غسل کا قول کرتا۔ معاذ اللہ کہ میں حدیث کی مخالفت کروں۔ بلکہ میں تو حدیث کا خادم ہوں اس وقت امام محمد اٹھے اور امام اعظم سے بغل گیر ہوئے اور آپ کی پیشانی کو چوما چونکہ حاسدین نے ان کے متعلق یہ بات کی تھی اس لئے یہ گفتگو ہوئی ''ھٰکذا کل ذی نعمۃ محسود الکل فی الخیرات الحسان''۔

Marfat.com

اسد رحمتہ اللہ علیہ بن عمر جو امام صاحب کے اجل تلامذہ میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ چالیس (۴۰) سال تک نماز عشاء کی وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ اور پورا قرآن پاک ایک رکعت میں ختم فرمایا۔ آپ کے رونے کی آواز پڑوسی سنتے اور جعفر بن زیاد الاحمر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ امام صاحب نے اس مقام میں جہاں رحلت فرمائی سات ہزار (۷۰۰۰) ختم قرآن پاک کے کئے۔ یہ تعداد فقط مقام مقام رحلت کی ہے نہ دوسرے مقامات کی۔ آپ کے روزوں کا طریق جو ''کشف'' میں مذکور ہے یہ تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ وفات کے قریب روزانہ روزہ رکھتے اور ایک ختم قرآن پاک کیا کرتے اور رمضان میں دو ختم کرتے اور ہر سال احرام باندھتے۔ چنانچہ مدت حیات میں پچپن (۵۵) حج کئے ہیں۔ عبداللہ جبار بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق کی خدمت میں تھا ایام حج میں امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ان کی مجلس میں آئے امام اٹھے اور تحیت وسلام و قیام فرمایا۔ معانقہ کیا اور کثرت سے حالات دریافت فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے خدام کے حالات بھی دریافت کئے۔ مجلس کے بعد کسی نے امام صادق سے پوچھا آپ ان کو جانتے ہیں فرمایا تم سے زیادہ بے وقوف کسی کو نہ دیکھا۔ جانتے ہو کہ میں نے ان کے احوال اور ان کے خادموں کے احوال دریافت کئے اور تم پوچھتے ہو کہ آپ جانتے ہیں؟ اس کے بعد آپ نے امام صاحب کے حق میں تحسین کے کلمات شروع فرمائے کہ ہذا ابو حنیفہ افقہ بلدہ۔ یہ ابو حنیفہ ہیں جو اپنے شہر میں سب سے بڑھ کر عالم ہیں او کشف میں عثمان بن مزین سے منقول ہے۔ ابو حنیفہ افقہ من حماد و من النخعی و علقمہ و اسود ابو حنیفہ فقاہت مین حماد اور نخعی علقمہ اور اسود

Marfat.com

(اپنے استادوں سے) بڑھ کر ہیں۔ فصول ستہ میں امام غزالی کا قول ہے باللہ الذی لا الہ الا ھو میرا عقیدہ ہے کہ ابوحنیفہ امت مصطفیٰ میں فقہ کے معانی کے حقائق کے غواص ترین ہیں۔ البتہ بعض مسائل میں ہمارا فہم ان کی بات کے گہرائیوں سے قاصر ہے اس لئے ہم اپنے اجتہاد پر عمل کرتے ہیں۔ فصول کے حاشیہ میں ہے کہ امام صاحب ایک دن روضہ مقدسہ نبویہ علی راقدہا السلام والتحیتہ حاضر ہوئے۔ دور سے دوزانو بیٹھ کر عرض کی۔ السلام علیک یا سید المرسلین خطیرۂ مقدسہ کے دیوار سے جواب آیا۔ وعلیک السلام یا امام المسلمین امام شافعی امام ابوحنیفہ کے روضۂ منورہ میں آتے اور برکت حاصل کرتے۔ دعا فرماتے اور دعا قبول ہوتی۔ ایک دفعہ تشریف لائے اور نماز فجر میں قنوت کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے وجہ پوچھی گئی فرمایا اس امام کی ادب کی وجہ سے ان کے حضور میں خلاف نہیں کرتا۔ اسی طرح سے بسم اللہ جہر سے تأدباً نہیں پڑھی اورا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے حق میں یہ فرمایا اور حق تو یہ ہے کہ انصاف کے موتی پروئے۔

لقد زان البلاد ومن علیھا امام المسلمین ابو حنیفه
بایات و اسناد وفقه کایات الزبور علی الصحیفة
امام صار فی الاسلام نوراً امین للرسول وللخلیفه
فما بالمشرقین له نظیر ولا بالمغربین ولا بکوفه
فلعنة ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفه

(۱) شہروں اور شہر والوں کو امام المسلمین ابوحنیفہ نے زینت بخشا۔

(۲) احکام اور آثار اور فقہ کے مثل زینت آیات صحف پر۔

Marfat.com

(۳) اور اسلام میں آپ امام اور نور اور حضور ﷺ کے امین ہیں اور خلیفہ ہیں۔

(۴) پس تمام روئے زمین اور کوفہ میں آپ کا نظیر نہیں۔ (کوفہ اس وقت دارالعلم تھا)۔

(۵) جو بھی امام صاحب کا قول بطور تحقیر کے رد کرے پس اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اعداد ریگ کے مثل۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ باوجود اس اعتقاد کے اس پر امام شافعیؒ نے مخالفت کیوں کی؟ جواب میں کہوں گا کہ مجتہد کو تقلید جائز نہیں۔

اور خیرات الحسان میں امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وفات کا سبب یہ تحریر ہے کہ خلیفہ منصور نے آپ کو قضا کے لئے طلب کیا۔ امام نے انکار فرمایا اس نے محبوس ہونے کا حکم دیا پھر وہاں پیغام بھیجا آپ نے قبول نہ کیا پس حکم دیا کہ روزانہ زندان سے باہر لے جا کر دس (۱۰) کوڑے ماریں اور بازار میں منادی کریں باہر نکال کر بہت سختی سے سزا دی۔ تا بحدیکہ ایڑیوں سے خون بہنے لگا پھر قید خانہ لے گئے۔ یہاں تک کہ کوڑوں کی نوبت ایک سو دس (۱۱۰) تک پہنچی پھر بھی امام نے قبول نہ کیا اس کے بعد امام صاحب پر کھانے پینے میں بھی سختی کی گئی اس کے بعد امام صاحب نے بارگاہ ایزدی میں عجز و نیاز سے دعا فرمائی۔ چنانچہ پانچ دن بعد وفات پائی اور ایک روایت ہے کہ زہر آلود پیالہ پیش کیا گیا آپ نے پینے سے انکار فرمایا اور فرمایا میں جانتا ہوں جو کچھ اس میں ہے خودکشی نہیں کر سکتا۔ پھر جبراً آپ کے منہ میں وہ ڈالا گیا جب موت کے آثار شروع ہوئے۔ آپ سجدہ میں گئے اور سجدہ ہی میں روح نے قالب عنصری سے پرواز کیا۔ ماہ رجب،

Marfat.com

ایک سو پچاس ہجری (۱۵۰ھ) پر سب نے اتفاق کیا ہے بناء برقولے شعبان اور بقولے شوال بعض شب جمعہ اول رمضان کہتے ہیں کمافی الترصیف من المواھب۔

وفات کے بعد پانچ (۵) آدمیوں نے امام کو اٹھایا اور غسل دیا، حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے آپ کو غسل دیا اور ابوالرجاء عبداللہ آپ پر پانی ڈالتے تھے۔ ابن المالک کہتے ہیں کہ غسل کے بعد آپ کی پیشانی پر ''یاایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ''[۱] تحریر فرمایا۔ اور دست راست پر ''ادخلو الجنة بما کنتم تعملون[۲] ''اور دست چپ پر''انا لانضیع اجر من احسن عملا[۳] ''اور شکم پر ''یبشرھم بر حمة منا و رضوانا[۴]'' تحریر تھا۔ جب جنازہ آیا اور آواز آئی ''یا قائم اللیل ویا طویل القیام یا صائم الیوم یا کثیر الصیام اباحک اللہ ماتبغی منہ جنة الخلد و دار السلام اور جب قبر میں رکھا آواز آئی فروح و ریحان و جنة النعیم کما فی القشیری[۵]''۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اہل حال وکشف ایسی چیزوں کو دیکھتے اور سنتے ہیں جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ بھی من جملہ ان کے ہو کمافی الترصیف بعد از دفن امام تین (۳) دن تک یہ

---

(۱) الفجر ۲۷۔ اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار (کے جوار رحمت) کی طرف چل۔ اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش پھر (ادھر چل کر) تو مرے (خاص بندوں میں ہوجا (کہ یہ بھی نعمت روحانی ہے)۔

(۲) اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل ہوجاؤ۔

(۳) الکھف ۳۔ تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھی کام کو کرے۔

(۴) التوبة ۲۱۔ ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی

(۵) واقعہ ۹۸۔ اس کے لئے تو راحت ہے اور (فراغت کی) غذائیں ہیں اور آرام کی جنت ہے۔

Marfat.com

آواز سننے میں آئی۔ ''ذھب الفقه فلا فقه لکم فاتقوا الله'' آپ کے نگینہ کا نقش ''قل الخیر والا فاسکت تھا''۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب شافعی ہے۔ نام محمد بن ادریس ابن عباس ابن عثمان ابن شافع ابن سائب ابن عبید ابن عبد یزید ابن مطلب بن عبدالمناف ہے۔ والدہ کا نام حسنہ بنت حمزہ بن قاسم بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ قریشی ہاشمی علوی فاطمی ہیں اور دوسرے امام ہیں۔ جب تک مدینہ رہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب علوم کرتے رہے۔ جب عراق آئے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بن حسن شاگرد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور استفادہ کرتے رہے۔ آپ کی ولادت غزہ میں اور ایک قول پر عسقلان اور ایک قول پر منا میں ایک سو پچاس ہجری (۱۵۰ھ) ہے۔ آپ کی وفات روز جمعہ سلخ ماہ سال دوسو چار (۲۰۴ھ) ہے اور قبر آپ کی قرافہ صغریٰ مصر میں ہے اور آپ کے نگینہ پر الراحة فی القناعة منقوش تھا۔

حضرت امام مالک قدس اللہ سرہ

کنیت آپ کی ابوعبداللہ ہے آپ کا نام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وھو ابن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ آپ ائمہ اربعہ میں سے امام سوئم ہیں اور امام شافعی کے استاد ہیں۔ ولادت آپ کی ایک سو دو ہجری (۱۰۲ھ) ہے۔ آپ کی قبر بقیع مدینہ منورہ میں ہے۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

کنیت آپ کی ابومحمد یا ابوعبداللہ ہے آپ کا نام احمد وھو ابن محمد ابن

Marfat.com

حنبل، ائمہ اربعہ میں سے امام چہارم ہیں اور امام شافعی کے شاگرد ہیں آپ کی ولادت بغداد ایک سو چونسٹھ ہجری (۱۶۴ھ) ہے مدت حیات اناسی (۷۹) سال ہے وفات آپ کی بغداد وقت چاشت روز جمعہ بارہ ۱۲ ربیع الاول دو سو اکتالیس ہجری (۲۴۱ھ) کو ہوئی آپ کی قبر شط بغداد کے کنارے ہے کہتے ہیں کہ بغداد میں معتزلہ کا غلبہ ہوا اور امام کو مجبور کیا کہ قرآن شریف کو مخلوق کہیں چنانچہ امام کو محل شاہی لے گئے ایک سرہنگ محل خلافت کے دروازہ پر متعین تھا اس نے کہا کہ اے امام خبردار مردانہ وار رہو اور کہا کہ میں چور تھا ہزار تازیانہ مارے گئے۔ چوری کا اقرار نہ کیا۔ انجام کار رہائی پائی۔ جب میں نے باطل پر ہوتے ہوئے صبر آزمائی کی تو آپ تو حق پر ہو۔ امام فرماتے ہیں اس بات نے مجھ میں طاقت پیدا کی۔ باوجود ضعیفی کے (دو لکڑیوں میں) عقابین میں آپ کے ہاتھ باندھ کر سزا دی گئی اور ایک ہزار (۱۰۰۰) کوڑے مارے گئے کہ قرآن کو مخلوق کہو میں نے نہ کہا۔ اسی اثنا میں ازار بند کھل گیا دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ غیب سے دو ہاتھ پیدا ہوئے اور اس کو باندھ دیا۔ جب یہ برھان ظاہر ہوئی تو آپ کو رہا کر دیا گیا۔ اسی تکلیف میں آپ واصل بحق ہو گئے۔ حالت نزع میں ہاتھ کے اشارہ کرتے جاتے اور فرماتے جاتے ابھی نہیں ابھی نہیں۔ آپ کے لڑکے نے پوچھا والد کیا بات ہے فرمایا وقت خطرناک ہے۔ سوال کا وقت نہیں۔ دعا سے مدد کرنا۔ سرہانے جو لوگ حاضر ہیں ان میں ابلیس کھڑا ہے اور سر پر خاک ادبار ڈال رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ احمد! جان وایمان میرے ہاتھ سے سلامت لے گئے اور میں کہتا ہوں ابھی نہیں ابھی نہیں۔ جب تک ایک سانس بھی باقی ہے خطرہ موجود ہے امن نہیں جب وفات پائی پرندے آ آ کر

Marfat.com

جنازہ پر گرنے لگے۔ چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) آتش پرست مجوسی مسلمان ہو کر کلمہ لا الہ الا للہ محمد رسول اللہ پڑھنے لگے۔ آپ کی ولادت ایک سو ساٹھ ہجری (۱۶۰ھ) اور وفات دو سو اکتالیس ہجری (۲۴۱ھ) ہے آپ کی قبر بغداد میں ہے۔

امامین کا ذکر

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام یعقوب ابن ابراہیم ہے اصل آپ کی کوفہ سے ہے شاگرد امام اعظم کے ہیں اور امام آپ کی تعریف فرماتے تھے باوجودیکہ قضا کے محکمہ سے تعلق رکھتے تھے روزانہ دو سو ۲۰۰ رکعات پڑھتے وفات آپ کی ۲۷ رجب ایک سو بیاسی ہجری (۱۸۲ھ) کو ہوئی۔ مدت حیات آپ کی ۷۰ سال ہے اور قبر بغداد میں ہے۔ آپ کے نگینہ پر من عمل برائی فقد ندم منقوش تھا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد کا نام حسن بن عبداللہ بن طاؤس بن ہرمز ہے اور حسن رحمۃ اللہ علیہ ولایت شام سے عراق آئے اور واسط میں مقیم ہوئے۔ یہاں پر امام محمد متولد ہوئے کوفہ میں نشو نما ہوئی۔ آپ امیر تھیا ور حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور امام اعظم کا علم آپ سے عالم میں منتشر ہوا حضرت امام ابو یوسف اور آپ کو صاحبین کہتے ہیں اور امامین بھی کہتے ہیں۔ صاحب تصانیف معتبرہ ہیں۔ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ کے ملفوظات میں اور برہنہ میں ہے کہ امام شافعی آپ کی رکاب میں جارہے تھے اور کہتے جاتے کہ اگر میں کہوں کہ قرآن کریم محمد بن حسن کی لغت پر نازل ہوا۔ یقیناً کہہ سکتا ہوں آپ کی فصاحت کی وجہ

Marfat.com

سے اور شرح نام حق میں ہے کہ امام محمد بن حسن نے پورا قرآن مجید سات (۷) دن میں حفظ کیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے شاگردوں میں سے ہیں کہتے ہیں کہ امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ ہم سے ہماری فہم کے مطابق بات کرتے ہیں۔ اگر اپنی عقل کے مطابق بات کریں تو ہماری فہم سے بالاتر ہوگا جب امام شافعی اس قدر جلالت کے باوجود اتنی عظمت کا اظہار کریں تو آپ کی بزرگی کا اس سے اندازہ کرنا چاہئے۔ امام حصیری نے خطبۂ شرح جامع کبیر میں تحریز کیا ہے کہ علماء نصاری میں سے ایک عالم روم میں تھا جس نے کئی علماء سے ملاقات کی تھی۔ لیکن مسلمان نہ ہوا جب اس نے آپ کی کتاب الجامع الکبیر کا مطالعہ کیا مسلمان ہوا اور کئی پارسی مسلمان ہوئے اور اس سے سبب اسلام پوچھا۔ اس نے کہا کہ جس شخص نے یہ کتاب تصنیف کی اگر پیغمبری کا دعویٰ کرتا اور بطور معجزہ کے اس کتاب کو پیش کرتا ایمان لانے سے کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہتی۔ سب پر لازم ہوتا کہ اس پر ایمان لاتے پھر بھی جب یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے تابع ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین برحق ہے۔ وفات آپ کی چودہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ایک سو نواسی ہجری (۱۸۹ھ) ہے۔ قبر آپ کی رے میں ہے۔ آپ کے نگین پر من صبر ظفر منقوش تھا۔

پیر کامل کی علامات کا بیان

جان لو کہ طلب حق حضور ﷺ کی متابعت میں ہے لقولہ تعالیٰ ''ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی''(۱) جو شخص بغیر متابعت حضور ﷺ کے سیدزادگی یا شیخ زادگی کی بنا پر خود کو پیشوا بنائے وہ ضال اور مضل ہے۔ جیسے جنید

(۱) آل عمران ۳۱۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔

Marfat.com

نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا'' ازا رائیت صوفیا ولم یکن بین بدیه تفسیر وعلی یمینه احادیث و علی شماله کتب الفقه تعلم انه شیطان وما صدرمنه الامکرو استدراج''۔یعنی اگر اس کا قول وفعل ان مذکورین (تفسیر' احادیث' فقہ) کے خلاف ہوتو اس صوفی کی نسبت شیطان کی طرف ہے اور اس سے کلی طور پر اجتناب لازم ہے۔ کیونکہ جاہل مقتدائی اور پیشوائی کے لائق نہیں۔'' واعرض عن الجاهلین (۱) ''

''الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس (۲) '' کی تفسیر میں ہے کہ شیطان دوقسم کے ہیں ایک شیطان مشہور دوسرے شیطان انس پس شیخ جاہل جس کی برائی خفیہ ہے اور اول ظاہر میں برا ہے۔ پس پیر کامل کے اول اعمال واقوال بہ طریق مذکور موزوں ہونے چاہئیں پھر اسے لازم ہے کہ چہار علم سے آگاہ ہو۔ پھر ان پر عامل بھی ہو۔تو مشیخیت کے لئے یہ چار (۴) شرط ہیں۔ اگر یہ موجود ہوں لائق مشیخیت ہے۔ ورنہ دست انابت نہ دے تاکہ ضال ومضل ہونے سے محفوظ رہے۔اول علم تفسیر وحدیث سے واقف ہو۔یعنی آیت ناسخ ومنسوخ اور معمول بہ کو ایک دوسرے سے امتیاز کر سکے کیونکہ کلام اللہ پر ایمان لانا فرض ہے اور بعض منسوخ ہیں جن کو بعض بد بخت اپنے اصول کے رواج کے لئے سو (۱۰۰) حیلوں سے اپنی قرارگاہ بناتے ہیں اور اس سے استناد کرتے ہیں تو مشائخ کو لازم ہے کہ جانیں کہ یہ آیت فلاں واقعہ میں نازل ہوئی اور یہ معمول بہ ہے تاکہ اپنے مریدیں کو شک وریب میں نہ ڈالیں اور

(۱) اور جاہلوں سے منہ موڑ لیجئے۔

(۲) الخناس: پیچھے ہٹ جانے والے (شیطان) کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وہ (وسوسے ڈالنے والے) جن ہو یا آدمی (ہو)۔

Marfat.com

علم حدیث کو بھی اسی طور پر جانے کہ یہ حدیث کتب صحیح میں موجود ہے یا نہیں (یا کتب صحیح میں موجود نہیں) کیونکہ ہر حدیث کا اتباع نہیں ہو سکتا۔ حضرت امام ابو یوسف کو صرف موضوع حدیثیں جو مفتریات میں سے تھیں۔ دس ہزار (۱۰۰۰۰) یاد تھیں۔ جن پر اگر کوئی تکلم کرتا امام فرماتے کہ فلاں حدیث موضوع ہے اور فلاں صحیح علیٰ ہذا القیاس قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد سے پوچھا کہ چشتی نے اپنے مرید سے کہا کہو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ شیخ شرف الدین نے جواب دیا کہ یہ بالکل جھوٹ اور افتراء ہے چشتی مرد مدقق اور عالم تھا۔ اس سے یہ بات وجود میں نہیں آ سکتی کسی نے افتراء کی ہوگی اور جائے گریز پیدا کی ہوگی یہ بعید بھی نہیں لوگ خدا و رسول پر افتراء کرتے ہیں۔ ''کمال قال اللہ تعالیٰ فمن افتری علی اللہ کذبا وقال صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدًا فلیتبؤ مقعدہ من النار(۱)'' اور یہ ظاہر ہے ''فبشر(۲) عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ'' کو باب سماع (۳) و ملاہی میں لاتے ہیں۔ اگر اعتقاد بھی یہی ہو تو کافر ہو جاتے ہیں کیونکہ شان نزول سے جو وجہ دوم معلوم ہے وہ اور ہے پس پیر کو عالم ہونا چاہئے کہ مرید لغزش نہ کھائے۔ نمبر۳ علم فقہ کا عالم ہو ایسا نہ ہو کہ مخالف اس کے عمل کرے جو خلاف شرع عامل ہو قلیلا اور کثیرا

(۱) الاعراف ۳۷: اصل میں آیت اس طرح ہے فمن اظلم ممن افتری الایہ سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے اور حضور ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے (جان کر)

(۲) الزمر ۱۸۔ سو آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔ جو اس کلام (الٰہی) کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کے اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔

(۳) کہ اکثر آدمیوں نے آیت کلام اللہ کو محل حجت میں لایا ہے اور یہ محض کفر ہے۔ اگر اس پر اعتقاد کرتا ہے اور اسی طرح بعض حشوی تعویذ اور فال گوئی کے باب میں آیت لاتے ہیں۔ اور یہ کفر ہے اور بعض صوفیان جاہل

Marfat.com

مشائخ کبار نے مشائخ میں منسلک نہیں کیا ہے جیسا کہ ازمنہ ماضی میں ایک درویش باکرامت مشہور تھا۔ اندھے اور لنگڑے ان کی نظر سے صحت پاتے۔ بایزید جمیع اصحاب سمیت ان کی زیارت کو گئے۔ جب حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے وہ باہر نکلے۔ قبلہ کی طرف تھوک دیا بایزید بسطامی بغیر ملاقات کئے وہاں سے لوٹ آئے۔ مریدین نے وجہ پوچھی۔ جواب دیا آداب شرع سے واقف نہیں یہ کرامات تمام مکر و استدراج ہیں کیونکہ پیر جب خود عالم نہ ہو تو مرید کو کیسے خبر کرسکتا ہے۔ قرآن پاک کی تفسیر حدیث میں ہے بعض مقامات پر ہمارے عقول تفسیر میں عاجز ہو جاتے ہیں حدیث سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال

اور چونکہ کبھی احادیث کے مدارک ہماری فہم سے بالاتر ہوتے اور ان کا حل فقہاء کرام ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔ فقہاء کرام زمانۂ اقدس کے قریب اور اعلم و افضل اور اخشی للہ تھے تو ان ہی کے قول پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ سوئم کلام و مناظرہ سے بھی واقف ہو تاکہ اپنے مریدین کے عقائد کو بدمذہبوں سے مناظرہ میں محفوظ رکھ لے۔ اور ان کے فساد عقائد پر آگاہ کرا سکے۔ اگر مرید سے قولاً یا اعتقاداً لغزش ہو تو اس سے روکے۔ کیونکہ اس وقت اکثر مرید بدبخت اس قسم کے بھی ہیں کہ اگر پیر کلمہ کفر تلقین کرے تو بھی یقین کرتے ہیں پس پیر کو لازم ہے کہ سب سے پہلے ان کو خبردار کرے کہ خدانخواستہ اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو میرا اتباع نہ کرنا جیسے کہ بایزید بسطامی نے اپنے مریدین سے کہا کہ اگر شریعت کے مخالف مجھ سے کوئی کلمہ صادر ہو تو مجھے قتل کرنا اور چاہیے کہ مرید الہام پر فریفتہ نہ ہو کیونکہ اس وقت الہام کا رواج نہیں یقینی الہامات انبیاء کا خاصہ تھے اور عمدۃ العقائد میں

Marfat.com

ہے ''الالهام لیس سبباً للمعرفة و کذالک التقلید من الشیخ الجاهل ''یعنی الہام سے معرفت حاصل نہیں ایسے ہی شیخ جاہل کا اتباع ہے۔ اگر علم نحو اور صرف کو نہ جانے تو اس کے جملہ علوم ناقص رہ جاتے ہیں کیونکہ تمام وہ ادعیہ جو مقرون بہ اجابت نہیں ہو سکتے ہیں ان کی وجہ بالعموم یہ ہے کہ اعراب میں غلطی ہوتی ہے ایسے ہی کلام اللہ کے پڑھنے میں بھی اعراب کی غلطی لزوم کفر ہوتا ہے چہارم یہ کہ شیخ کو علم طاعات سے بھی واقفیت ہو اس سے مراد سر نفس یا روح ہے۔ اس سے خبردار ہو کیونکہ اکثر اوقات میں جب اطوار کا کشف ہو جاتا ہے یا روح کا اور مرید ان کو صفات جانے یا ذات تو کفر کا اندیشہ ہے اور جب ذات روح کا انکشاف ہو اور کہے کہ میں نے ذات حق کو دیکھا تو کفر ہے۔ پیر کو ان مراتب پر عالم ہونا چاہئے تا کہ مرید لغزش سے محفوظ رہے اور وہ تنبیہ کر سکے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ وصول بین الحق والعبد وصول بجسم نہیں۔ بلکہ وصول بمراتب ہے کیونکہ حق تعالیٰ ضد ہے جسم و جوہر کا جس سے فصل و وصل نہیں ہو سکتا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ دو جسموں کا اتصال تو ممکن ہے'' والضدان لا یجتمعان'' اور دو (۲) ضد کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ ذات و صفات کی معرفت بقدر طاقت بشریہ ہو کیونکہ ذات باری جسم ہونے سے منزہ ہے جس کا وصول جسم سے ہو سکے۔ بلکہ اس کا وصول صفات سے ہے اور صفات ذات سے الگ نہیں۔ پس داعی کا وصول بغیر وصل اور بے فصل ہوگا کیونکہ امکان وصول کا قول کرنا کفر ہے۔ اس لئے کہ اس صورت میں اس کے لئے جہت میں ہونا اور قابل اشارہ ہونا لازم آتا ہے اگر وصول کو مکان کے ساتھ مقید کرتے ہو تو بدعت ہے کیونکہ مکان حادث ہے اور وہ قدیم' قدیم کو حادث میں مقید کرنا کفر محض ہے۔ ایسے ہی

Marfat.com

صفات ذات سے الگ نہیں بلکہ لاعین ولاغیر ہیں کیونکہ ذات واحد محض ہے قابل تعدد نہیں تو ایسی صورت میں بغیر حد کے وصول جسم سے کیسے ہوگا۔

جان لو اے فرزند! جب تجھے پیران صفات سے متصف مل جائے تو چار (۴) شروط جو بین المشائخ متعارف ہیں ان کے متعلق علم حاصل کرلو اگر ان کو بجالاتا ہو تو کامل جانو۔ اور اگر ان میں سے کوئی مفقود ہو تو شیخ بننے کے قابل نہیں۔

شرط اول: حصول علم کے بعد ریاضت کرے ''لان العلم للعمل کالنھر للماء الحاصل'' آگ کی کٹھالی میں نفس کا جلانا اور ماسویٰ اللہ سے نظر کو دور کرنا۔ شرط دوم: ریاضت کے بعد ایسے ہی شیخ کے پاس جانا ہوا ہو۔ کہ وہ بھی ریاض ہو اور اس کے حق میں مختلف انواع سے تربیت کر چکا ہو اور تربیت دے چکا ہو جس سے پختہ گیری پیدا کر چکا ہو۔ شرط سوئم: عنایت یعنی غایت ریاضت اور کثرت خدمت سے اس مقام پر پہنچ چکا ہو کہ حق تعالیٰ کی عنایت اس پر نازل ہو اور مرشد اس کے احوال سے آگاہ ہو کہ یہ قابل عنایت ہو چکا ہے۔ اب نہ خود لغزش کا محل ہے اور نہ دوسرے کو لغزش دینے کا اہل اگر اجازت دی جائے تو مرید کو اچھے مقام پر پہنچا سکتا ہے۔ شرط چہارم: پیر کامل کا اذن ہے کہ پیر کو وہ اذن دست بہ دست حضور ﷺ تک علی الاتصال حاصل ہو چکا ہو یہ نہیں کہ سید زادہ یا شیخ زادہ یا ملا زادہ کامل و مکمل ہو بلکہ کامل وہ ہے جس کو خود اذن خدمت حاصل ہو چکا ہو۔ پس اے فرزند معلوم ہونا چاہئے کہ بغیر ان شروط اربعہ کے شیخ لائق مشیخت نہیں اور وہ نقل جو اکثر جگہ مشہور ہے کہ ''من لیس له شیخ فشیخة الشیطان'' جس کا شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے اس شخص کے حق میں ہے کہ بغیر اذن کے مشیخت کرے۔ پس ایسے شخص کو شیطان گمراہ کر دیتا ہے اکثر مشائخ کبار مثل

Marfat.com

اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اگرچہ ان جملہ شروط کے جامع تھے۔ علوم و ریاضت میں ممتاز تھے لیکن اذن نہ ہونے کی وجہ سے ان کا سلسلہ نہیں رہا۔ قال اللہ تعالیٰ یوم ینفخ فی الصور فلا انساب بینھم ۔ [1] یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا یہ نہ کہا جائے گا کہ فلاں شیخ زادہ اور فلاں عارف زادہ کو لاؤ۔ بلکہ کہا جائے گا کہ جو عمل کیا ہے حساب میں لاؤ۔ ''من ابطأبہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ''۔ یعنی جس نے عمل ضائع کیا نسب مدد نہیں کر سکتا۔ خصوصاً اس فساد کے زمانہ میں کہ اکثر آدم صورت شیطان سیرت باپ دادا کے سجادہ پر بیٹھے ہیں اور خود کو عالم کا پیشوا بنائے ہوئے ہیں۔ دنیاوی عزت و مال کی خاطر دین کو کھو بیٹھے ہیں۔ مریدین کو رغبت دلانے کے لئے بعض کہتے ہیں ہماری مثال دریا کی ہے اور تم پلید کپڑے، پلید کپڑا جب دریا کو پہنچ جاتا ہے وہ بے شک پاک ہو جاتا ہے۔ پس مریدین کے اعتقاد کو خراب کرتے ہیں بلکہ لزوم کفر کا اندیشہ ہے اور علیٰ ہذا القیاس دنیا کے اکثر مشائخ دین کے ارکان کو خراب کر رہے ہیں۔ بعض شاہوں کی طرح تخت پر بیٹھتے ہیں۔ مرید فوج در فوج ہجوم کر کے آتے ہیں جب ان جہال کا کوئی مرید ہو جاتا ہے تو تمام مشائخ سے عداوت اختیار کرتا ہے اور کبھی اپنے پیر سے دست کش ہو کر دوسرے کے مرید بن جاتے ہیں۔ اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ہزار مشائخ کی خدمت کی تھی۔ آخر میں امام جعفر صادق نے ان کو اذن دیا معلوم ہونا چاہئے کہ فوج و ہجوم کے ساتھ چلنا بدعت ہے۔ کسی زمانہ میں نہ تھا اولیاء سلف میں بعض کے بارہ (۱۲) اور بعض کے بیس (۲۰)

(۱) اصل آیت اس طرح ہے فاذا نفخ فی الصور المؤمنون ۱۰۱۔ پھر جب صور پھونکا جاوے گا تو ان میں باہمی رشتے ناتے اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

Marfat.com

اشخاص مرید تھے۔ اسی وجہ سے مشائخ سلف نے کثرت خلفاء کے اختیار کرنے کو بہتر نہ سمجھا۔ پس اے فرزند اگر توبہ کرنی چاہتے ہو تو ایسے مقام پر کرو جہاں دو (۲) مسلمان بیٹھے ہوں ان کو خود پر گواہ بناؤ تاکہ تمہاری توبہ قبول ہو۔ اس کے لئے شیخ کی ضرورت نہیں۔ ''انتم شهداء الله فی الارض'' اور اگر مشیخت کا بھی عزم ہے پس اولاً یہ چار علم مذکور پڑھ کر شیخ کامل کی خدمت میں حاضر ہو چنانچہ شیخ بایزید بسطامی سے سوال کیا گیا کہ کس طور پر آپ بزرگ ترین عارفان ہوئے کہ سلطان العارفین کے لقب سے مشہور ہوئے فرمایا مختلف علوم کو پہلے حاصل کیا بعد ازاں شیخ کامل کی خدمت میں تربیت ہوئی۔ یہاں تک کہ عارف ہونیکا مقام حاصل ہوا۔ اے فرزند اگر پیر کے سامنے محض زبانی توبہ (جو خلوص سے خالی ہو) کرے جب لوٹ کر آئے گا تو ذنوب وعصیان کے مختلف انواع جو تجھ سے سرزد ہوں گے وہ ضلالت سے خالی نہ ہوں گے۔ بعض عامی اور جہال خانقاہ بنا کر مریدین کو خلوت میں لاتے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی جاہل کہتا ہے کہ حور وقصور اور مختلف قسم کے باغات نظر آئے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چار یار اور دیگر انبیاء کرام کی زیارت ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ ذات حق کو دیکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں صفات حق کو دیکھا ہے اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والتسلیمات سے بھی بڑھ گیا کہ انہوں نے صفات کو دیکھا اور میں نے ذات دیکھی بلکہ اس زمانہ میں بعض سگ سیرت گندگی کھاتے ہیں اور عامی جاہل ان کا یقین کر لیتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ہم مقام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی گزر گئے۔ اس بات سے بے خبر ہیں کہ ہر نبی چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) مرتبہ اولیاء پر فضیلت رکھتا ہے۔ مقامات اولیاء جہاں پر ختم

Marfat.com

ہوتے ہیں انبیاء کے مقامات کی ابتداء وہاں سے فوق ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابتداء تمام انبیاء کی انتہاء ہے۔ اے فرزند خبردار اور آگاہ رہو کہ زمانہ کے اس قسم کے مرشدین سے دور رہو۔ تاکہ ایمان محفوظ رہے اور گمراہ نہ ہو۔ ان ناقصین کی عادت ہے کہ کردار وگفتار مخالف شرع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں کا کمترین مرید منصور حلاج کا مرتبہ حاصل کر چکا ہے حالانکہ منصور کے احوال سے بے خبر ہیں اور لکڑیوں اور پتھروں سے مارتے تو بھی تبسم اور خندہ کے علاوہ انہوں نے کچھ نہیں کہا۔

چار اقدام اور ستر ہزار (۷۰۰۰۰) حجاب کا ذکر

جان لو کہ طالب کو چاہئے کہ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) حجاب اور چار (۴) اقدام سے آگاہ ہو تاکہ مصلت سے محفوظ رہے جیسے کہ مخزن الاسلام افغانی میں ہے۔

هر چه له او یا زره حجابه چار اقدام آگاه نه شو
هغه پیران م شیطانان دی آدم نه دی

پہلا قدم مار ہفت سر (سات سر والا سانپ) پر جس کو نفس کہتے ہیں (رکھنا چاہئے۔) اس راہ میں جو ناپسندیدہ حالات درپیش ہوں۔ شریعت و ریاضت ذکر وفکر اور تلقین کے قدم سے ان کو پائمال کرے۔ تاکہ سالک بننے اور استقامت کے لائق بنے۔ جب اس قدم میں استقامت حاصل ہو تو شیطان کے جو مخطورات مکدرہ اور نفس ذمیمہ کے اطوار درپیش ہوں گے جیسے کہ بارش کے قطرات اور گردوغبار گرمی کے موسم میں عین دوپہر کے وقت اچانک مختلف قسم کے رنگ بدظاہر ہوتے ہیں۔ یہ دس ہزار (۱۰۰۰۰) نفس وشیطان کے پردے

Marfat.com

ہیں جو درپیش ہوتے ہیں کبھی برے رنگ میں اور کبھی مختلف باغات کی شکل میں جوانان و دختران حسین کی صورت میں بلکہ صاف و شفاف چشموں کی نمود میں بلکہ حور و قصور عرش و کرسی حالانکہ وہ حقیقتاً عرش و کرسی نہ ہوں گے پس چاہئے کہ رابطۂ شیخ سے کام لے تاکہ کدورات مضمحل ہوں۔ دوسرا قدم مذکورہ بالا اطوار پر جب سالک کو قسم قسم کے مشاہدات مثلاً ملک وملکوت نورونار اور نوع درنوع الہام ظاہر ہوں ان پر بھی قدم رکھے۔ سوم قدم میں تصور شیخ کا ملاحظہ کرے تاکہ اس کی ہمت سے لغزش نہ ہو۔ پس جب سالک کی نظر میں ممکنات برق کی طرح جنبش کناں ہوں اور یہ سمجھ لے کہ ہر چیز جنبش میں ہے۔ ناگہاں اس اثناء میں کبودی رنگ کے اطوار کا ظہور ہوتا ہے اور اس کے تمام وجود کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر تمام کلیات کا کبودی رنگ میں ظہور ہوتا ہے ان حالات میں جلوس و قیام وقعود اور اپنے آنے جانے سوار ہونے کو فراموش کر دیتا ہے۔ یہ نہیں جانتا کہ میں کہاں ہوں تمام عالم اس کی نظر میں کبودی نمایاں ہوتا ہے۔ اسی مقام پر یہی خیال ہوتا ہے کہ مقامات درویشی میں اس مقام پر پہنچ چکا ہوں۔ یہ قدم چہارم ہے۔ چاہئے کہ مرشد کی صورت پیش نظر رہے۔ تاکہ اس مقام سے عروج حاصل ہو۔ کبھی بہشت کو دیکھتا ہے اور دائم الاوقات غیبت اور ایک گونہ بے ہوشی ہوتی ہے کبھی یہ بھی نہیں جانتا کہ کہاں ہوں کیا کر رہا ہوں کون ہوں آشنا کو ناآشنا خیال کرتا ہے۔ سالک کو چاہئے کہ ان اطوار پر بھی قدم رکھے اور زیادتی کا طالب رہے۔ یعنی مغرور نہ ہو کہ میں ان مراتب کو پہنچا اور ایسا دیکھا کیونکہ یہ چیزیں سد راہ بن جاتی ہیں اس کی جانب سے یہ پانچواں قدم ہے اور نہایت تصفیہ قلب یہ ہے کہ اس وقت اپنے تمام حظوظ ماکولات ومشروبات کی جنس سے فراموش کر بیٹھے اور یہ مقام ذکر ہے۔

Marfat.com

اطوار قلب میں اس قدر قوت ہے کہ گاہ بہ گاہ اطوار سبعہ قلب میں عیاناً نظر آتے ہیں اور مقصود کا وصول ہو جاتا ہے اس کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ دو قدم کا تعلق انبیاء سے ہے۔ اولیاء کو اس میں دخل نہیں البتہ اولیاء پر کچھ پرتو اس کا پڑتا ہے۔ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) حجاب میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) عقیق کے رنگ پر ہیں اس کے بعد دس ہزار (۱۰۰۰۰) خالص سرخ اس کے بعد دس ہزار (۱۰۰۰۰) زرد اس کے بعد دس ہزار (۱۰۰۰۰) کبود رنگ بعد ازاں دس ہزار (۱۰۰۰۰) سفید رنگ ظاہر ہوتے ہیں۔ تمام اشیاء ذات واحد نظر آتے ہیں اور خود سے غیبت حاصل ہوتی مگر قدرے بقاء انانیت رہتی ہے۔ ان حجابات میں کچھ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سبز کے بعد سفید ہیں اور بعض کے نزدیک سبز کے بعد سیاہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں سفید کے بعد سیاہ اور پھر سبز ہیں اس قول کا تعلق آخرت سے ہے لیکن بہ قول فرید الدین عراقی اور حضرت شیخ ابو بکر شبلی شفیق بلخی اور سری سقطی اور معروف کرخی قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم اصح یہ ہے کہ سفید کے بعد سبز ہیں اور سیاہ کا تعلق آخرت سے ہے۔ اگرچہ لاکھوں ان سے بعض طالبوں پر روشن ہوتے ہیں لیکن کل کا تعلق آخرت سے ہے اور سید علی ہمدانی اور اکثر اہل کبرویہ اور ابو علی رود باری قدس اللہ اسرارھم کا قول یہ ہے کہ اول سیاہ ظاہر ہوتے ہیں اور سبز کا تعلق آخرت سے ہے اور اطوار سفید پر قدم رکھنا جو کہ مراتب روح سے ہے یہ وہ ساتواں قدم ہے۔ یہاں سے عبور جذبۂ الٰہی پر منحصر ہے جب جذبۂ الٰہی پہنچتا ہے تو اس کو کچھ حصہ ان دو طور سے خواہ سبز ہوں خواہ سیاہ چمک اٹھتا ہے تو جلد میں ایسے مستغرق ہوتا ہے کہ غیبت سے غیبت ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

تعبیر خواب کا بیان

برہنہ میں ہے کہ حضور ﷺ کا خواب میں دیکھنا حق ہے اور منکر متبدع ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے دیکھا۔ اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور مولانا عصام الدین نے شرح مشارق میں کہا کہ جو بھی مجھے خواب میں دیکھتا ہے بہ تحقیق وہ میری ذات کو دیکھتا ہے کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور نہ ایسی صورت میں جو خواب میں میری طرف منسوب ہو دیکھنے والے کو فریب دے سکتا ہے۔ شیطان میں یہ قدرت نہیں کہ انبیاء کرام اور فرشتگان علیھم السلام اور ستارگان اور ابر پُر آب کی صورت اختیار کرے۔ ہاں مرشد کی صورت میں حضور ﷺ کی زیارت ہوسکتی ہے اور رویت اصحاب اور تابعین اور اہل دین کی خیر و برکت ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین خلاصہ میں ہے کہ رویت حق تعالیٰ کی بعض کے نزدیک جائز ہے اور بقول اکثر مشائخ سمرقند جائز نہیں اور شیخ ابو منصور ماتریدی کہ جو بھی یہ کہے بت پرست سے بدتر ہے اور بہت سے محققین اور مشائخ بخارا جواز کی طرف گئے ہیں۔ درمختار میں ہے کہ اکثر مشائخ نے جائز رکھا ہے۔ بے کیف و جہت مقابلہ و خیال و مثال چنانچہ حضرت فاروق سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا رای قلبی ربی ھو المختار۔ اگر کسی چیز کو خواب اور بیداری کے درمیان (بین النوم والیقظہ) دیکھے واقعہ ہے اور جب حواس کلی طور سے معطل ہوں خیال میں کوئی چیز آئے خواب ہے۔ اس کی چند قسمیں ہیں ایک اضغاث احلام یعنی بے ہودہ خواب (خواب پریشان) کہ نفس بہ واسطہ خیال و ساوس نفسانی اور ہوا جس شیطانی کا ادراک کرے۔ یہ نفس و شیطان کے القاء سے ہے خیال اس کی نقش

Marfat.com

بندی کرتی ہے اس کی تعبیر نہیں اس سے استعاذہ ضروری ہے۔ (پناہ مانگے) کسی سے ذکر نہ کرے دوسری قسم رویائے صالحہ ہے مومن یا نبی یا ولی کی اس کا کہنا اور دوسرے سے بیان کرنا مناسب ہے جیسے کہ حضرت خلیل اللہ کا خواب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہ آزمائش تھی حق تعالیٰ کی طرف سے اور رویائے صادقہ ہیں جس کو سچا بیان کرے اور صحیح تاویل رکھے۔ جیسا کہ شاہ مصر اور زندانیوں کو اتفاق ہوا۔ یہ روح کی نمائش ہے۔ خواب میں فائدہ یہ ہے کہ سالک اپنے احوال پر مطلع ہوتا ہے اگر نفس کی صفات ذمیمہ غالب ہوں تو ہر ایک صورت حیوان میں ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً حرص سانپ کی صورت میں اور کبر شیر کی صورت میں اور خشم چیتے کی صورت میں اور صفت بہیمیہ بھیڑئے کی صورت میں شہوت دراز گوش کی صورت میں حسد سباع (درندوں) کی صورت میں فریب اور حیلہ لومڑی کی صورت میں اور خرگوش کی صورت میں اگر خود پر ان کا غلبہ دیکھے جانے کہ یہ صفات غالب ہیں اگر مسخر دیکھے جانے کہ ان پر غالب ہے اگر ان کو قتل کرتا ہے اور غلبہ کرتا ہے جان لے کہ ان سے بھاگ رہا ہے۔ اگر تغیر و تبدل پیدا کر رہا ہے تو کشایش کی صورت میں تکلیف سے مامون نہیں اگر صاف و رواں پانی اور چشمے اور حوض دریا سبزی باغ قصر جواہر چاند تارے آسمان کو دیکھے تو یہ صفات کی صورت اور دل کے مقامات ہیں۔ اگر بے نہایت محل اور غیر متناہی عالم' ہوا میں اڑنا' عروج' طی الارض' آسمان بلند ہوا میں جانا دیکھے تو یہ صفات روحانی اور روح کی نمائش ہیں۔ اگر مطالع ملکوت اور مشاہدۂ ملائکہ اور ہواتف اور جنت اور سقر اور فلک اور عرش دیکھے تو صفات ملکی کے سلوک میں ہے اور اوصاف حمیدہ کے حصول میں ہے اور چاہئے کہ تعبیر عالم صالح سے مانگے نہ کہ جاہل اور عورت

Marfat.com

ہے۔ خواب بیان کرنے میں زبان سے جھوٹ نہ بولے۔ اصدق الرؤیا ماکان بالاسحار اصدقکم رؤیاً اصدقکم حدیثا ولا یقص بکل مایری من الاحلام فیولع به الشیطان فان یریٰ مایکرهه فلیبزق عن یساره واتفل ثلاثا ثم یتعوذ باللہ من شرما یری ثلاثا وحول جنبه ذالک ثم یقیم ویصلی رکعتین و تصدق بشئی فان اللہ یصرف عنه شرها. یعنی زیادہ سچا اور درست خواب صبح کے وقت کا ہے جو گفتگو میں زیادہ راست گو ہو اس کا خواب زیادہ درست ہوگا۔ خواب کے بیان کرنے میں ہر ایک بات کا تفصیل نہ کرے۔ شیطان کو اس میں حرص (دخل کا) پیدا ہوتا ہے۔ اگر ایسی چیز دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو بائیں طرف تین مرتبہ تھوک یا پھونک دے پھر اللہ سے پناہ مانگے جو کچھ اس نے دیکھا ہے اس سے اور کروٹ بدل دے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور کچھ صدقہ کرے۔ حق تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ فرمائے گا۔ ارشاد الطالبین میں آیا ہے کہ حضور ﷺ روزانہ بعد از نماز صبح اصحاب سے فرماتے اگر کسی نے خواب دیکھا ہو تو بیان کرے صحابہ نے وجہ پوچھی ارشاد فرمایا خواب حق ہیں اور جس قسم کی تعبیر معبر بیان کرے وہی ہوتا ہے۔ اگرچہ برا ہو۔ اچھے تعبیر سے خواب اچھا ہو جاتا ہے میں تمہارا ہمدرد ہوں اچھی تعبیر کرتا ہوں لیکن اگر رات کو کوئی خوفناک خواب دیکھے جو برا معلوم ہو چاہئے کہ بائیں طرف تھوک دے اور کروٹ بدل دے۔ نہ کسی سے بیان کرے کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے قال علیه الصلوٰۃ والسلام الرویا الصالحة من اللہ والحلم من شیطان و من رأی شیئاً یکرهه فلیتفل عن شماله و یتعوذ باللہ من الشیطان فانها

Marfat.com

لاتضرہ۔ یعنی اچھے خواب حق تعالیٰ کی جانب سے ہیں اور اس کی علامت لطف ورحمت ہے اور حلم یعنی برے خواب اور غلط جن کو اضغاث احلام کہتے ہیں شیطان کی طرف سے ہیں اور اس کی رضا اور خواہش سے واقع ہوتے ہیں۔ اگرچہ پیدا کرنا اور ظاہر کرنا دونوں کا حق تعالیٰ کی خلقت وقدرت سے ہے۔ متفق علیہ ایسا ہی مشکواۃ میں باب رؤیا میں ہے کہ ایک دن ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی یارسول اللہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گھر کی چھت پھٹ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا شوہر سفر سے واپس ہوگا ابھی وہ گھر نہ پہنچی کہ شوہر واپس ہوا۔ اسی طرح چند مرتبہ آئی گئی۔ حضور ﷺ خواب کی تعبیر فرماتے ایک دن جب پھر تعبیر کے لئے آئی حضور ﷺ کو نہ پایا۔ حضرت ابوبکر اور عمر سے خواب بیان کیا انہوں نے شوہر کے انتقال کی خبر دی۔ کچھ دیر بعد حضور ﷺ کی خدمت میں خواب کو بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کسی سے ذکر کیا ہے۔ عرض کیا ہاں لیکن تعبیر ایسا کیا حضرت ﷺ نے فرمایا فھو کما قیل۔ یعنی شوہر انتقال کرے گا۔ اور یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے علی الصبح خواب کو عورت سے بیان کیا کہ تمام دریا کو ہضم کر گیا اور کچھ نہ کھایا۔ عورت دانا تھی اس نے کہا بغیر عالم کے اور کسی سے بیان مت کرنا۔ وہ عالم کی طرف روانہ ہوئی۔ ایک بدبخت مسخرہ سامنے سے آیا اس نے پوچھا کہاں جارہی ہو۔ ہر چند اس نے ٹالنا چاہا لیکن وہ مصر ہوا اور کہنے لگا جب تک بیان نہ کروگی نہ چھوڑوں گا۔ عورت نے مجبور ہوکر بیان کیا کہ میرے شوہر نے خواب دیکھا ہے۔ عالم سے بیان کرنے جارہی ہوں اس نے کہا خواب مجھ سے بیان کرو میں تعبیر کردوں گا۔ خواب اس سے بیان کیا اس نے فی الحال جواب دیا کہ پیٹ پھٹ جائے گا جب

Marfat.com

وہ عالم کے پاس گئی خواب بیان کیا اس نے کہا خواب اگرچہ اچھا تھا مگر تعبیر جب کی گئی اب ویسے ہی ہوگا۔ جب گھر واپس ہوئی شوہر کا پیٹ پھٹ چکا تھا۔ خواجہ علی یحییٰ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ زاہد آباد کی مسجد تعمیر کر رہے ہیں جب میری نظر حضور ﷺ پر پڑی میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ محراب میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ عرض کیا حضور صلعم لوگوں میں جو مشہور ہے کہ شیاطین حضور ﷺ کی صورت میں نہیں آسکتے صحیح ہے۔ فرمایا ہاں صحیح ہے۔ پھر میں نے شیخ کو دیکھا کہ اسی جگہ بیٹھے ہوئے یہی بات کر رہے ہیں۔ میں نے تعجب کیا کہ ابھی حضور ﷺ یہاں پر تشریف فرما تھے اور اب شیخ ہیں۔ میں نے آواز سنی کہ او ما است ما او یم تعجب کی کونسی بات ہے۔ خلاصۃ المقامات احمد جام سے منقول ہے۔ لیکن صوفیا کے ہاں خواب دیکھنا چار قسم پر ہے۔ جیسے عناصر اربعہ کیونکہ خواب کے واقع ہونے میں عناصر اربعہ کو دخل ہے جیسے خاک' باد' آب' آتش۔ یہ لوگ عناصر اربعہ کی تطہیر میں سعی بلیغ کرتے ہیں۔ جب عنصر خاک مصفا ہو جاتی ہے۔ بہ سبب صاف ہونے کے قسم قسم کے باغ اور لطیف سبزے اور نظیف چشمے اور بلند محل اور بڑے بڑے قصر بلکہ ملک وملکوت اور بہشت اور عرش وکرسی خود اپنے مرتبہ کے موافق خواب میں دیکھتا ہے تاکہ اس کے دل کو مسرت ہو اور جب عنصر آب میں صفائی آجاتی ہے بہ سبب صفائی کے۔ دریا پانی چشمے اور ان میں سیاحی اور ملاحی کرنا اور کشتی میں سوار ہونا اور شربت پینا خواب میں دیکھتا ہے تاکہ اس کی حالت میں خوشی پیدا ہو۔ جب اس کا عنصر باد مصفا ہو جاتا ہے تو سواری بلندی ہوا میں اڑنا ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر جانا اور پانی پر بغیر غرق ہونے کے چلنا بلکہ بڑے درختوں پر چڑھنا اور ایک شاخ سے دوسرے شاخ پر اڑنا دیکھتا ہے۔

Marfat.com

وعلی ھذا القیاس خود کو چست و چالاک اور پرندہ دیکھتا ہے تاکہ دل میں خوشی آئے۔ اور جب عنصر نار مصفا ہو جاتی ہے تو اس سے ماں' باپ' مرشد' استاذ' اولیاء ماضیہ بلکہ خلفاء راشدین اور حضرت رسالت پناہ و دیگر انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کی زیارت خواب میں ہوتی ہے اور محبوب کی صورت اور دیگر اچھی صورتیں مثلاً طاؤس طوطی وغیر ذالک دیکھتا ہے تاکہ قلبی فرحت ہو اور جان لو صوفیاء کرام کے دل آنکھوں کی پتلی کی طرح صاف اور روشن ہیں کیونکہ حسنہ اور سیۂ جو فعل بھی ان سے صادر ہوتا ہے دل میں اس کو محفوظ رکھتے ہیں۔ پس ایسا خواب جب دیکھتے ہیں اپنے گزشتہ اعمال پر ان کی نظر جاتی ہے کہ کون سا نیک فعل یا نیک خطرہ ان سے صادر ہوا ہے جس کا یہ نتیجہ ہے۔ چاہئے کہ اس کو کرتے رہیں اور جب بھی صوفی کے باطن میں غیر پسندیدہ کی زیبائش ہوتی ہے خاک میں زمین' زشت' شورہ' گرد و غبار' ویرانے' اجڑی چیزیں' ایسے ہی وہ چیزیں جو اس کو دل گیر بناتی ہیں دیکھتا ہے اور پانی میں خراب پانی' گندہ بو' سیلاب اور اس میں غرق ہونا اور دریا کو پار نہ کر سکنا اور اس سے عاجز ہونا اور پلید پانی اور بدرنگ دیکھتا ہے اور ہوا میں بلندی سے گرنا اور درخت اور گھوڑے سے گرنا اور کنویں میں گرنا اور ظالموں کے ہاتھ میں پڑنا اور درخت سے لٹکنا اور معطل کھڑے رہنا وغیر ذالک بری چیزیں نظر آئیں گی اور آتش میں بری صورتیں مثلاً دیو' پری' سانپ' چیونٹی' بچھو' شیر' مینڈک' بندر وغیرہ ذالک من الموذیات اور جو صورت بھی اس کی خفگی اور رنج کا باعث ہو دیکھے گا ان کو تنبیہات الٰہی جانے گا اور لغو نہ سمجھے گا۔ فی الحال اپنے گذشتۂ افعال پر نظر کرے۔ تاکہ جس گناہ کا اس سے صدور ہوا اس سے تائب ہو اور توبہ کرے

Marfat.com

اور با طہارت سوئے تا کہ پھر اچھے خواب دیکھے صاحب رشحات کہتا ہے کہ ایک رات خواب میں یوں دیکھا کہ ہرات کے مسجد کے صحن میں کھڑا ہوں ناگاہ مولانا خواجہ احرار قدس اللہ سرہ ظاہر ہوئے فقیر آپ کے استقبال کے لئے آگے بڑھا دیکھا کہ دونوں آنکھیں بند ہیں۔ اس صورت سے انتہائی توحش اور تالم ہوا صبح جب آپ کی خدمت میں گیا متامل اور رنجیدہ تھا کہ اس خواب کو کیسے بیان کروں اور اس کی تعبیر کیسے ہوگی۔ آخر دل میں طے کیا کہ کچھ بھی عرض نہ کروں گا اور منتظر بیٹھا رہا کہ شاید آپ خود کچھ فرمادیں جس سے یہ مشکل حل ہو جائے۔ کافی دیر صحبت میں سکوت طاری تھی۔ میرے دل میں خطرہ برقرار رہا بہت انتظار کے بعد آپ نے گفتگو کی ابتدا فرمائی اور فقیر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ انسان کی دو آنکھ ہیں ایک عالم ملک کی طرف ناظر اور دوسرے عالم ملکوت کی طرف اگر کوئی خواب دیکھے کہ چشم راست نابینا ہے اور چشم چپ روشن اس کی تعبیر یہ ہے کہ عالم ملکوت سے نظر پوشیدہ ہے اور عالم ملک کی طرف توجہ ہے۔ یہ اہل حجاب کا حال اور عوام کا مرتبہ ہے اور اگر چشم راست روشن دیکھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ عالم ملک سے اس کی نظر سے پوشیدہ ہے اور توجہ اس کی عالم ملکوت کو ہے۔ یہ حالت اہل کشف کی ہے اور مرتبہ خواص کا ہے اور اگر اس شخص کی دونوں آنکھوں کو نابینا دیکھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی نظر ملک وملکوت اور عالم ناسوت تمام سے پوشیدہ ہے اور عالم جبروت اور لاہوت کی طرف نظر ہے اور یہ اخص الخواص کی حالت ہے۔

سفر کا بیان

عادت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی کہ سفر کے وقت امہات المومنین

Marfat.com

میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکلتا سفر میں ساتھ لے جاتے۔ اور سفر حج میں جمیع امہات المؤمنین کو ساتھ لے جاتے۔ جب بہار کا موسم ہوتا پنجشنبہ (جمعرات) کا دن محبوب رکھتے۔ جب رکاب میں پاؤں مبارک ڈالتے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے اور جب سواری پر تشریف رکھتے سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون [1] اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے۔ آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون [2] فرماتے۔ جب بلندی پر ہوتے تکبیر فرماتے اور جب اترتے تو تکبیر فرماتے۔ اور جب قصبہ یا شہر میں آتے فرماتے اللھم اسئلک خیر ھذہ القریۃ و خیر اھلھا وما فیھا واعوذبک من شرھا و شرما فیھا [3] اور کبھی فرماتے اللھم انی اسئلک من خیر ھذہ و خیر ما جمعت فیھا واعوذبک من شرھا ومن شرما جمعت فیھا [4] اللھم ارزقنا جناھا واعذنا من وبائھا وحببنا الی اھلھا و حبب صالحی اھلھا الینا [5] اور جمیع سفروں میں چار (۴) رکعت فرض میں قصر فرماتے اور ہرگز پوری چار نہ پڑھتے اور فرض نماز پر اقتصار فرماتے۔ سنت سفر میں ادا نہ

---

(۱) الزخرف ۱۳۔ (اور زبان سے اختیار یا ہو کہ) اس کی ذات پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے نہ تھے جو ان کو قابو میں کر لیتے اور ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(۲) ہم (اب سفر سے) لوٹ رہے ہیں (اپنے گناہوں سے) توبہ کرتے ہیں (ہر حال میں اللہ کی) عبادت کرتے ہیں اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔

(۳) اے اللہ! میں تجھ سے ہی اس بستی کی اور اس بستی والوں کی خیر و برکت کی دعا مانگتا ہوں اور تجھ سے ہی اس بستی کے اور بستی والوں کے اور جو کچھ بھی اس بستی میں ہیں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۴) اے اللہ! میں تجھ سے اس بستی کی اور جو اس میں ہے اس کی خیر و برکت کا سوال کرتا ہوں اور اس بستی کے اور جو اس میں ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۵) اے اللہ! تو ہم کو اس بستی کے ثمرات (منافع) عطا فرما اور اس بستی والوں کو ہماری محبت دے اور اس کے نیکوکار باشندوں کی محبت ہم کو نصیب فرما۔

Marfat.com

فرماتے مگر دو رکعت فجر کے اور وتر اور تہجد ہرگز فوت نہ فرماتے۔ لیکن صحابہ کی ایک جماعت سے سفر میں سنت پڑھنا ثابت ہے۔ پس اگر سنت ادا کرنا چاہیں ادا کرلیں سنت نہ ہوگی لیکن تطوع اور نفل ہوگی جب کوئی سفر میں جائے تنہا نہ جائے۔ دو شخص بھی نہ جائیں کہ تیسرا شیطان ہوگا۔ چاہئے کہ تین (۳) جائیں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے عن عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن ابیه عن جده ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الراکب شیطان والراکبان شیطانان والثلثة رکب. رواه الترمذی و ابو داؤد والنسائی رحمة الله علیهم اجمعین کذافی المشکوٰة اور چاہئے کہ تین آدمیوں یا زیادہ میں ایک کو امیر بنائیں اور اس کا حکم مانیں جیسے کہ حدیث میں ہے۔ اذا کان ثلثة فی سفر فلیؤ مروا احدهم جب سفر میں جائے گھر والوں کو حدا کے حوالہ کرے۔ حق تعالیٰ واپسی تک گھر والوں کو سلامت رکھے گا۔ حکایت۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا جب جانے لگا بیوی کو حمل تھا اس نے کہا تمہارے حمل کو خدا کو سونپتا ہوں جب سفر سے واپس ہوا بیوی مردہ تھی کہا! خداوندا آپ کے رسول نے فرمایا کہ جو گھر والوں کو خدا کے سپرد کرکے جائے سلامت پائے گا میری بیوی وفات پاچکی ہے یہ کیا معاملہ ہے۔ ہاتف سے آواز آئی کہ پیغمبر نے غلط نہیں کہا تم نے حمل خدا کے سپرد کیا تھا نہ عورت کو۔ جاؤ عورت کی قبر کو کھول دینا جب قبر کھودی بچہ کو زندہ پایا اور ماں مری ہوئی تھی اور زبدة الخلاصہ میں ہے جب مسافر گھر سے نکلتے وقت آیۃ الکرسی پڑھے اس سفر میں درد و تکلیف سے مامون ہوگا اگر پیاس کا غلبہ ہو اور پانی موجود نہ ہو چند دانہ سنگریزوں (کنکریاں) کو اٹھا ایک ایک بار ان پر انا

Marfat.com

اعطیناک الکوثر پڑھے اور منہ میں رکھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پیاس کی آگ بجھ جائے گی۔ اگر مسافر راستہ غلط کردے یہ دعا پڑھے یا عباد اللہ المخلصین اعینونی اور شرعۃ الاسلام میں مذکور ہے اگر مسافر راستہ غلط کردے تو چاہئے کہ اذان کہے راستہ مل جائے گا اور زبدۃ الخلاصہ کی روایت بھی مذکور ہے کہ ایک بار سورۃ یٰسین پڑھے راستہ مل جائے گا یہ بھی زبدۃ الخلاصہ میں ہے کہ روایت صحیح صریح موجود ہے کہ سفر میں پنجشنبہ کا دن اختیار کرنا اولی ہے اور شنبہ اور دوشنبہ نیک ہے جس طرف جانا چاہے جائے اور بعض مشائخ جیسے مولانا ابو یوسف نے تحفۃ النصائح میں کہا ہے کہ جمعہ یکشنبہ کو مغرف کی طرف نہ جائے۔ شنبہ دوشنبہ کو مشرق کی طرف سہ شنبہ چہارشنبہ کو شمال کی طرف اور پنجشنبہ کو جنوب کی طرف نہ جائے لیکن اہل سنت والجماعت اس کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ یہ نجوم کے قواعد ہیں اور نجوم پر عمل کرنا روا نہیں جیسے حدیث میں ہے من آمن بالنجوم فقد کفر اور یہ بھی مذکور ہے کہ پہلے شب میں سفر نہ کرے۔ جنات کا خطرہ ہے بلکہ نصف آخر میں سفر کرے یہ فرشتوں کی سیر کا وقت ہے جس شہر میں وباء ہو نہ جائے اگر گیا ہو جلد لوٹ آئے جب نکلے سورۃ کافرون اور سورۃ نصر اور اخلاص اور فلق اور والناس ہر ایک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ پڑھ کر دائیں طرف پھر بائیں طرف پھر پڑھ کر مشرق کی طرف پھر پڑھ کر مغرب کی طرف پھونک دے۔ حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک سوداگر تھا ہر رات چاروں طرف یہ سورتیں پڑھ کر دم کرتا ایک رات پڑھنا بھول گیا اسی شب کو چوروں نے آکر لوٹ لیا اور مال لے گئے اور پھر اسی سالار کے پاس آکر کہا کہ اے سالار کاروان! آپ کو کتنی قدرت تھی کہ ہر رات ہر مرحلہ اور منزل میں قلعہ

Marfat.com

بناتے اس کو یاد آ گیا اور کہا کہ ہاں میری بدبختی سے اسی رات میں ان اوراد کو جن کو روزانہ پڑھتا تھا بھول گیا میرا قلعہ وہی اوراد تھے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "لاتخرج الی الیمن اذا کان القمر فی العقرب"، معنی اس حدیث کے ترغیب الصلوٰۃ میں یوں ہیں کہ مولانا حمید الدین المخلص للہ ابو محمد عبداللہ اور مولانا شیخ المحدثین والمفسرین جلال الحق والدین مغربی طیب اللہ مرقدھما یہ دو بزرگوار استاد جو محدثین کے مقتدا ہیں اپنے زمانہ میں اس کے متعلق یوں فرماتے ہیں کہ اس خبر معنعن اور مسلسل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی یوں ہیں کہ زمانہ اقدس میں قمر ایک عورت کا نام تھا اور عقرب گاؤں کا نام تھا جس میں یہ قمر رہزنی کرتی تھی اور یمن کی طرف جانے والے عقرب میں رات کو ٹھہرتے۔ حضور ﷺ نے جانے والوں کو مطلع فرمایا کہ سفر نہ کرو۔ قمر راہ عقرب گاؤں میں ہے اور یہ خبر حضرت علی پر موقوف اور مراد یہی ہے جو بیان ہو چکا نہ آنکہ چاند عقرب میں ہے جیسے کہ اہل نجوم کہتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا" من اتی کاھنا و صدق فیما قال فکانما کفر بما انزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم" اور روایت ہے جب سلطان سکندر ذوالقرنین تمام عالم کا بادشاہ ہوا علماء زمانہ کو جمع کر کے کہا کہ ایسا ورد ہونا چاہیے جس کا پڑھنے والا قلعہ کا محتاج نہ رہے۔ تمام علماء متفق ہوئے ان اسماء پر کہ جو بھی روزانہ سات (۷) مرتبہ ان کو پڑھے گا قلعہ کا محتاج نہ ہوگا۔ حق تعالیٰ کی طرف سے ہزاروں فرشتے اس کی حفاظت پر مامور ہوں گے۔ شب و روز اس کے بعد ذوالقرنین قلعہ نہ بناتا اور وہ اسماء یہ ہیں صبرصاً ابرصاً معرصاً رشحات میں ہے کہ کشف قبور یہ ہے کہ صاحب قبر کی روح مناسب صورت

Marfat.com

میں اور صاحب کشف دیدہ بصیرت سے اس کا مشاہدہ کرتا ہے لیکن چونکہ شیطان کو بھی اشکال مختلفہ میں تمثل اور تشکل کی طاقت ہے اسی وجہ خواجگان قدس اللہ اسرارھم اس کشف کو معتبر نہیں جانتے اور ان کا طریقہ زیارت قبور میں یہ ہے کہ جب کسی عزیز کی قبر پر جاتے ہیں خود کو تمام نسبتوں اور کیفیتوں سے خالی کر دیتے ہیں اور منتظر بیٹھتے ہیں۔ کون سی نسبت ظاہر ہوتی ہے اور اسی نسبت سے صاحب قبر کی حالت معلوم کرتے ہیں ان کا طریق مردم بیگانہ کی صحبت میں اسی طور پر ہے کہ جو بھی ان کے سامنے بیٹھتا ہے اپنے باطن پر توجہ کرتے ہیں اس کے آنے کے بعد جو بھی ظاہر ہوتا ہے سمجھتے ہیں کہ اس کے آنے کی وجہ سے ہے ان کو اس میں دخل نہیں اسی نسبت کے موافق لطف وقہر سے اس سے پیش آتے ہیں اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ روحہ اس کو تجلی مقابل کہتے ہیں اور اس حقیقت کا ظہور بواسطہ کمال جلا اور صفا کی ہے جو ان کے نورانی باطن میں حاصل ہے اور ان کی حقیقت کا آئینہ نقوش کونیہ سے پاک اور صاف ہوگیا ہے اور یہ بسبب کمال ذات بے کم وکیف کے محاذات رکھتا ہے چونکہ ذاتی تجلی اس میں باقی نہ رہی جب بھی اس کو اپنی طبعیت پر بلا تکلف چھوڑیں گے دوسری کوئی چیز اس میں ظاہر نہیں ہوگی پس جو کچھ ان کے آئینہ قلب میں ظاہر ہوگا ان کی ذات کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ مقابل شخص کا پرتو ہوگا جو ان میں منعکس ہو چکا ہے۔ نفحات میں ہے کہ بعض درویش مشغول ہونے میں خواب اور بیداری کا فرق نہیں کرتے بلکہ خواب میں جب موانع نہ ہوں یعنی مرتفع ہوں تو اور زیادہ صفائی اور قوت ہوتی ہے۔

Marfat.com

اہل عشق و محبت کی قربانی کا بیان

اس قربانی کی بنا وصال و مشاہدہ کے اشتیاق پر ہے جیسے مالک بن دینار قدس اللہ سرہ کا قول ہے کہ جنگل میں جا رہا تھا ایک جوان کو ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے دیکھا وہ خرما کا درخت تھا جس کا میوہ پک چکا تھا میں قریب گیا جب نماز سے فارغ ہوا تو میں نے سلام کیا جواب دیا اور چند خرما اس درخت کے مجھے دیئے میں نے کہا اے عزیز مجھے آپ کی صحبت میں رہنے کا شوق ہے اس نے کہا آپ میں اس کی طاقت نہیں میں نے یہ ارادہ ترک کیا منیٰ کے دن میں نے مسجد خیف میں نماز پڑھتے پایا۔ جب نماز سے فارغ ہوا۔

کہنے لگا الٰہی لوگوں نے اپنی اپنی قربانیاں کیں اور مجھے سوائے اپنی ذات کے اور کسی چیز کی مقدرت نہیں تو میں اپنی جان کی قربانی کرتا ہوں یہ کہتے ہوئے انگلی سے حلق کی طرف اشارہ کیا فی الحال گرا اور انتقال کیا۔

بارگاہ عزت حضرت حق سبحانہ میں جو فانی ہیں ان کی قربانی یہ ہے کہ نفس امارہ کی مخالفت ہوا کی قربان گاہ میں اوامر و نواہی کی رسی سے تصرف کے ہاتھ پاؤں باندھ لیں اور قطع طمع کی چھری سے اس کی انانیت کا سر قطع کرے اور نصیحت و خیر خواہی کا دم اس میں پھونک دے اور امارگی کا پوست اس سے اتار لے اور بھوک اور مجاعت کے تیغ سے اس کے حرص و آز کے شکم کو چاک کر لے اور اس کے بال اور مفاصل جو شیطان سے متصل ہو چکے ہیں بند بند کو خنجر مجاہدت و زمین سے جدا کر کے ریاضت کی دیگ میں ڈال لے اور طہارت کا پانی اس میں ڈال کر محنت کا ایندھن محبت الٰہی کے چولہے میں رکھ دے اور آزمائش کی آگ اس میں لگا دے

Marfat.com

اور ریاضت کی دیگ کے نیچے اس کو روشن کرے اور اس کو جوش وشوق و ذوق سے پکائے اور خاموشی کا سرپوش (ڈھکنا) اس پر رکھے اور جب ہستی زور کرے تو ہواپرستی اور ہستی کی جھاگ کو اس سے پھینک دے اور محبت کا نمک مؤدت کا زعفران عجز و نیاز کے پیاز کے ساتھ گرم کرے اور مسکینی کی دارچینی بےخودی کا نخود صدق ومحبت کے مشک وگلاب کے ساتھ اس میں پوشیدہ کرے۔ اس وقت ایمان کی روٹی احسان کے تنور میں آتش عرفان سے پکادے اور دل کے نمک دان کو محبت کے نمک سے سیر کرے اور طاعت کی سبزی زہد کا سرکہ استطاعت کے خوان پر مہیا کرے۔ اس وقت آنکھ کی پتلی کے شراب خالص کے گلاب سے پالودہ کی چاشنی بنائے اور ترک ناشائستہ کے نشاستہ سے اسکا قوام بنائے۔ پھر خوف کا زعفران امید کا بوستان تجرید کا نرم ونازک مغز تفرید کا خشخاش ریاضت کا گلاب عشق کا مشک لے کر ان سے اس کی خوبی میں اضافہ کرے اور اخلاص کے طبق پر اختصاص کے خوان میں رکھے اور مہمانان ارادت غیبی اور صادران و واردان لاریبی کو خانقاہ وجود میں خوان مشہود پر بٹھائے اور اس غذائے روحانی کو ان مسافران عالم ربانی کی خوراک بنائے اس مسکین سے نہیں بلکہ فنا فی اللہ کے جو استاد بارگاہ بقاباللہ کے صدرنشین ہیں ان سے اس حقیقت کو پاسکتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک بزرگ نصیحت فرمارہے تھے مجلس میں مرد وزن حاضر تھے۔ حاضرین مجلس سے شیخ توحید میں کلام کررہے تھے۔ ایک عورت نے جواب دیا اور کہا کہ التوحید الواحد الاحد شیخ نے کہا تم نے خوب کہا۔ اے عورت یہ تو کہو کس کام میں مشغول ہو۔ عورت نے کہا زراعت میں۔ شیخ نے کہا اسباب زراعت کی علامات تم میں پائی نہیں جاتیں کیا زراعت کرتے ہو۔ عورت نے

Marfat.com

جواب دیا نفس کی صورت ہمت کی گائے سے باندھ کر بستان باطن کی سرزمین میں قسم قسم کی ریاضت سے قلبہ رانی کرتی ہوں اور عبادت اور معرفت کے بیج بونا چاہتی ہوں اور مذکور کھیت کو شب بیداری کے پانی سے ہمیشہ پالتی رہوں گی۔ یہاں تک کہ ولایت و معرفت کے پھلوں سے بارآور ہو اس کی رضا کی درانتی سے اس کو کاٹ کر خودکامی کے خس و خاشاک سے پاک کر کے تحت العرش اس کا خرمن بناؤں گی۔ شہنشاہ لم یزل ولا یزال قبولیت سے نواز کر جو بھی لینا چاہے گا لے گا۔ جو باقی بچے گا حضور ﷺ کی امت پر تقسیم کر دوں گی۔ جب شیخ نے اس کی یہ باتیں سنیں کہا اے عورت معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں باغبانی کے کام اور اس کی پرورش میں پوری قوت ہوگی۔ عورت نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ نے مومنین کے قلوب میں دس (۱۰) باغ بنائے۔ اول باغ توحید دوم باغ علم سوم باغ حلم چہارم باغ تواضع پنجم باغ سخاوت ششم باغ توکل ہفتم باغ قسمت ہشتم باغ سنت نہم باغ خوف دہم باغ رجا پس باغبان کے لئے ضروری ہے کہ جب جستجو کرے بجز اصلی پودے کے باغ میں خس و خاش نہ چھوڑے۔ پس جب مرد مومن باغ علم میں داخل ہو نادانی کے کانٹے کو باہر پھینک دے۔ جب توکل میں داخل ہو خصومت کو باہر پھینک دے اور جب سنت میں داخل ہو بدعت کو پھینک دے۔ جب خوف کے باغ میں داخل ہو بے ادبی کے خار کو پھینک دے۔ جب رجا کے باغ میں داخل ہو خوف کے کانٹے کو باہر پھینک دے۔ جب عورت نے باغبانی کا طریقہ بیان کیا شیخ نے آہ بھری۔ عورت نے کہا اے شیخ مریض ہو جو آہ بھرتے ہو؟ شیخ نے کہا دین میں بیکاری سے رنجور ہوں۔ اے عورت جاؤ میرے لئے دوائی تلاش کرو۔ جاؤ اور نامرادی کا ہاون لو اور تقویٰ کا بلیلہ اس میں ڈال دو اور محبت کے

Marfat.com

چولہے پر رکھو اور شوق کی آگ جلاؤ اور شکستگی کا ایندھن اور خاموشی کا ڈھکنا اس پر محکم باندھ لو اور صبح و شام تناول کرو اور سنو ایک دن سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمتہ والغفران رستہ پر گزر رہے تھے۔ مندوب نامی طبیب آپ کے سامنے آیا اور اپنی دوائی کی تعریف کی کہ حسن کی زیادتی کی دوائی رکھتا ہوں۔ خواجہ نے فرمایا بہتر ہے لیکن گناہ کی دوائی ہے طبیب شرمندہ ہو کر زار زار رونے لگا ایک دیوانہ رستہ پر گزر رہا تھا کہا اے خواجہ کس خیال میں پڑے ہو۔ میرے پاس گناہ کی دوائی ہے لیکن بہت کڑوی ہے اسے کھا نہیں سکتے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا بیان کرو تا کہ کھالیں دیوانہ نے کہا درویشی کا بلیلہ لاؤ اور فقر کا بلیلہ اور ریاضت کا آملہ اور اخلاص کے درخت کی جڑیں عجز کی شاخ اور ارادت کے درخت کا پوست اور تواضع کے درخت کے پتے اور محبت کا پھول صبر کا میوہ لاؤ ان کو توفیق کے ہاتھوں سے کوٹ دو پھر تدبیر کے کپڑے سے چھان لو جب چھن جائے تو تفکر کے دیگ میں ڈال دو اور اس کے مناسب چولہے پر رکھ دو شوق کے آتش فروزان سے اور جگر بیچارگی کے پانی سے اور اطاعت کے سرپوش سے کام لو تا کہ محبت کے جوش میں آئے جب جوش میں آئے تو بیداری کے دیدہ و خیال کے پاک پانی اور مصیبت کے چمچہ اور کفگیر سے اس کو حرکت دیتے رہنا لیکن خبردار کہ درد دل سے خام سوز نہ ہو جب اس ترتیب سے پک جائے پھر صبح کے وقت ندامت کے صحن میں اتار دو اور امید کے پیالہ میں ڈال دو اور ضمیر کی راہ سے سرکہ دان کو گناہ کے حلقہ میں ڈول دو۔ تا کہ شفا حاصل ہو اور سنو ایک دن خواجہ حسن بصری علیہ الرحمتہ والغفران بازار میں جا رہے تھے طبیب پکار رہا تھا کہ میں حکیم ہوں اور ہر بیماری کا جو بھی ہو علاج کرتا ہوں۔

Marfat.com

جب خواجہ نے سنا فرمایا کہ بڑا دعویٰ کرتے ہو جو ہر بیماری کا علاج کرتے ہو۔ حکیم نے کہا ہاں! فرمایا اے حکیم میں بھی بیمار ہوں پوچھا کیا بیماری ہے کہا گناہ کی بیماری ہے۔ حکیم نے کہا ایسی دوائی کروں گا جس سے شفا ہوگی حکیم نے کہا فقر کی جڑ لانا یعنی خود سے اور جملہ اشیاء سے تعلق توڑ دو اور اس کے محتاج ہو جاؤ غیر سے نہ کہنا اور نہ غیر ڈھونڈنا جیسے کہ ابراھیم علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والتسلیمات نے منجنیق میں مقرب فرشتوں سے استعانت نہ چاہی یہ ولایت نبوت ہے کیونکہ ولایت انبیاء یہ ہے کہ خود کو فراموش کر دیں اور کل اشیاء کو سوائے اس کے حکیم نے کہا کہ صبر کے پتے اس سے ملا دو یعنی غرض اور مقصود سوائے اس کے اور نہ ہو پس جو تلخی اس سے ملے اسے شیرینی سمجھنا چاہئے کہ محبوب کی ولایت میں تلخی دیکھنا عاشق کو حرام ہے۔

پھر تواضع کا ہلیلہ مسکنت کے بلیلہ میں ملا دو تواضع کی انتہا سر نیچے کرنا ہے بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ کا فرمان ہے جو تمام کلیات میں ایک ذرہ سے خود کو بہتر سمجھے تو اضع کے لائق نہیں بلکہ متکبر ہے سکون اس وقت حاصل ہوگا جب اپنا ظاہر و باطن حق کے سپرد کر دو۔ جب تسلیم کر چکے گویا معنوی موت کا مزہ چکھ چکے جب معنوی موت کا حصول ہو جائے تو پھر جب انانیت کی یاد تازہ ہو کام مرادی تلخ ہوگی اور یہ جان کندنی کی حالت ہر گھڑی ہوگی اگر نیک و بد پر تیری نظر پڑتی رہے (اراس کی تمنا پیدا ہوتی رہے) تو یہ سکون نہ ہوگا بلکہ حرکت ہوگی حکیم نے کہا کہ معرفت کے ہاون میں ڈال دو جب تو ایسا کرلے تو اپنے اقوال و افعال کو اس وقت اسیر معرفت سمجھو کہ کوئی ذرہ نہیں جہاں وہ نہ ہو یا بغیر اس کے ہو اور تقویٰ کے دستہ سے اس کو کوٹنا جان لو کہ سالک کا دل آنکھ کی پتلی کی طرح ہے اگر کچھ میل

Marfat.com

اس میں پڑ جائے یا تاریکی قبول کرے تو اپنے لئے تواضع اور مسکنت تقویٰ کے ساتھ اختیار کرنا تا کہ تواضع کا مقابلہ حرص و ہوا اور شہوت پرستی سے کرے اور رضا کی چھلنی سے چھان لو یعنی سرکشی کا چھلکا اور انانیت کے ناضیائی کو دور کرلے تا کہ سرتا پا رضا بن جائے۔ نقل ہے کہ حضرت حق جل وعلا نے حضرت موسیٰ علی نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے فرمایا ''من لم یصبر علی بلائی ولم یرض علی قضائی ولم یشکر علی نعمائی فلیخرج (من) تحت سمائی ولیطلب ربا سوائی'' یعنی مصیبت پر میری طاعت کرو۔ جب تک ان چیزوں کو نہ کرلو گے تو متبدی ہو اور جب کر چکے تو مطیع اور طاعت کا اطلاق تمہارے افعال پر اس وقت ہوگا اور اشتیاق کی دیگ میں ڈال دو یعنی جزا اور کسی چیز کے اشتیاق کا خیال دل میں نہ آئے۔ مشہور ہے الاشتیاق یمحوا اللذات ہر لذت غیر دوست ریب سمجھ۔ اور شوق کی آگ کو روشن کرلو۔ یعنی اس سے قبل کام کا مدار تجھ پر تھا اب ان کی جانب ہے۔ ایسا جذبہ آپ کو پہنچے گا جس سے ہمیشہ اس کے طریق کا اسیر ہوگا اور شب و روز آسائش دوگیتی سے محروم ہوگے اور طلب مقصود سے ممنوع نہ ہوگے بے حوز بارو دالا معاملہ ہوگا۔ مشہور ہے کہ ''النوم حرام علی کل محب'' کیونکہ محبت دو حال سے خالی نہیں یا ہجران میں ہے یا وصال میں اگر ہجران میں ہے تو محب کے لئے مہجوری عذاب دوزخ سے سخت ہے پھر خواب کیسے اور اگر وصال میں ہے تو واصل کو خواب نہیں آتی اور شتابی کے کفگیر سے اس میں حرکت پیدا کرو۔ یعنی جب سب چیزیں حاصل ہو جائیں پس راہ میں تیز چلنا یا مذکورہ چیزوں کو ضائع مت کرنا یا مطلب یہ ہے کہ فی الحال اس قسم کے دیگ جب انانیت کی آواز دور

ہو جائے۔ چاہئے کہ ذکر وفکر وارادہ سے اس وحدانیت کے ساتھ بدل دے اور صدق ہمت سے اسے اتار دے۔ جان لو کہ منقول ہے کہ انتہاء سالک کی اس کی ابتداء میں ہے یعنی اگر ابتداء میں مخلص ہے تو انتہا میں مقصود کو پالے گا اور اگر ابتدا کا معاملہ ریا پر ہے۔ انتہاء میں بدعت میں پڑے گا پس جب تیری ہمت بلندی پر ہو اس وقت میں تو انتہائی بلند ہمت ہوگا۔ کہ ''ان اللہ یحب معالیھم.'' معالی وہ ہیں جو غیر اللہ کو نہ دیکھیں نہ جانیں اور نہ پکاریں اور اخلاص کے طباق میں ڈال دو۔ کیونکہ ریا اخلاص کی ضد ہے۔ کہتے ہیں کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور نیت نیک حاصل نہیں ہوتی مگر اخلاص سے اخلاص اس وقت حاصل ہوگا کہ ماسوائے اللہ دل میں قرار نہ پکڑے اگر ابتدا میں اخلاص نہ ہو تو انتہا میں بھی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ عمل حبط اور ضائع ہوگا پھر توکل کے دندان سے اس کو چبالو تاکہ شفا حاصل ہو۔ طریق نجات یہی ہے کیونکہ جب اس پر توکل کیا تو پیش نظر وہی ذات ہوگی اور گناہ کی مرض سے جو تیری انانیت کا وجود ہے کہ ''وجودک ذنب لایقاس بہ ذنب'' خلاصی پالے گا۔ کہتے ہیں کہ ''اتصالہ فی انفصالہ و انفصالہ فی اتصالہ'' یعنی حق تعالیٰ سے اتصال اپنے وجود کے انفصال میں ہے اور اس سے انفصال اپنے وجود کے اتصال میں ہے۔

اصطلاحات تصوف

شیخ ابوتراب نخشبی قدس اللہ سرہ نے ''سلک السلوک'' میں تحریر کیا ہے کہ اصحاب دقائق اور ارباب حقائق پر پوشیدہ نہیں کہ ہر علم کی ایک اصطلاح ہے اور جب تک کسی کو علم کی اصطلاح پر اطلاع کلی نہ ہو وہ اس علم کے حقائق کا ضبط اور اس

Marfat.com

کے دقائق کا ادراک پورے طور سے نہیں کر سکتا۔

اب جان لو کہ اس علم طریقت کی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح توبہ کی ہے کہ ''التوبته اصل کل مقام و مفتاح کل حال وھی اول المقامات فھی فی مشابھة الارض للبناء فمن لا ارض له لا بناء له ومن لاتوبة له لا مقام له''۔ (یعنی توبہ تمام مقامات سلوک کے لئے اصل الاصول ہے) اور اس علم کی اصطلاحات میں سے ایک مقام بفتح المیم ہے ''ومقام کل واحد اقامة ذالک المقام (بمعہ اقامت) منجملہ اصطلاحات کے حال ہے۔ والحال مایرد علی القلب من طرب اوحزن اوبسط او قبض والحال سموہ حالاً لتحوله'' (واردات قلبی جو متبدل ہوتے رہتے ہیں) سلوک میں ایک صاحب وقت ہے دوسرا صاحب حال تیسرا صاحب انفاس صاحب وقت متبدی اور صاحب انفاس منتہی اور صاحب احوال درمیانی درجہ پر ہوتا ہے۔ منجملہ اصطلاحات کے وجد ہے۔ والوجد سر علی القلب بلا تکلف (وجدان قلبی اسرار قلبیہ میں سے ہے جس میں تکلف اور عمل نہیں ہوتا) اہل معرفت کا قول ہے ''الوجد شرف القلب لا یطلع علیه احد الا الله تعالیٰ'' (وجد ایک قلبی ذوق ہے جس پر خداوند تعالیٰ مطلع ہے یا صاحب ذوق) بعض کہتے ہیں'' الوجد واردالحق اذا جاء ترجع القلب الی الحق ''

ترجمہ: وجد حق کا وارد ہونا ہے جب یہ آتا ہے تو دل حق کی طرف رجوع کرتا ہے م۔ص) منجملہ اصطلاحات کے تواجد ہے والتواجد استدعاء الوجد عن نفسه لیس لصاحبه کمال الوجد۔ ہاں تواجد باب تفاعل سے ہے اور

Marfat.com

اس میں بیشتر اس صفت کا اظہار مطلوب ہوتا ہے جو اس کے صاحب میں نہیں۔ کتمارض وتجاہل خود کو مریض بنایا اور جاہل ظاہر کیا اور وجد اس حالت کو کہتے ہیں جو صاحب حال پر بلا تکلف ظاہر ہو۔ اس حالت اور اس حالت میں فرق بہت ہے ''ولیس التکحل فی العین کا الکحل'' آنکھ میں سرمہ لگانا اور سرگین چشم میں بہت فرق ہے۔ عزیز من درویشی کے مسلک میں جو بات ہو تو اس کا اظہار مناسب نہیں چہ جائیکہ نہ ہو اور ظاہر کرے۔

اس لئے بعض درویش ملامتی ہوتے ہیں ملامتیہ وہ گروہ ہے جو نہ نیکی کو ظاہر کرتے ہیں اور نہ برائی کو چھپاتے ہیں جاننا چاہئے کہ منجملہ اصطلاحات کے قبض وبسط ہے۔ وھما حالان یشبھان بالخوف والرجاء لیکن بعض کہتے ہیں کہ القبض یتولد من الخوف والبسط من الرجاء خوف سے قبض پیدا ہوتا ہے اور امید سے بسط کشف المحجوب میں ہے کہ قبض وبسط دو حالت ہیں احوال میں سے بندہ کے تکلف کا اس میں دخل نہیں۔ اس کا آنا بلا اختیار ہے اور جانا بلا جہد وکوشش واللہ یقبض ویبسط (۱)۔ قبض عبارت ہے حجاب کے اندر قلوب کے بند ہونے سے اور بسط عبارت ہے قلوب کی حالت کشف میں منبط ہونے سے۔ اور یہ دونوں حق کی طرف سے ہیں بندہ کے تکلف کے بغیر۔

قبض عارفوں کے حالات میں بہ منزلہ خوف کے ہے مبتدیوں کے لئے اور بسط ان کے لئے بمنزلہ رجا کے ہے متبدیوں کے لئے۔ یہ جماعت قبض وبسط کو اس معنی پر محمول کرتی ہے مشائخ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ قبض کا رتبہ رفیع تر ہے بسط کے رتبہ سے۔ دو وجہ سے ایک یہ کہ کتاب اللہ میں اس کا ذکر مقدم ہے دوسرے یہ

---

(۱) البقرۃ ۲۴۵۔ اور اللہ تنگی کرتے ہیں اور فراخی کرتے ہیں۔

Marfat.com

کہ قبض میں گزارش قہر ہے اور بسط میں گزارش لطف اور لامحالہ بشریت میں قہر نفس کی گزارش اس کی تربیت کی بہ نسبت اولیٰ ہے کیونکہ پرورش حجاب اعظم ہے ایک گروہ رتبۂ بسط کو رتبہ قہر سے رفیع تر جانتا ہے کیونکہ کتاب اللہ میں قبض کا مقدم ہونا بحسب عرف عرب کہ ترقی ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف کرتے ہیں دلالت کرتا ہے کہ اس کا مرتبہ کم ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے ''فمنهم مقتصد و منهم سابق بالخيرات (۱)''۔ بعض کہتے ہیں کہ قبض و بسط ایک طرح ہیں یعنی حق کی طرف سے بندہ پرظہور کرتے ہیں جب کسی حال سے دل میں سرور ہوتا ہے تو نفس مقہور ہوتا اور جب نفس میں سرور ہوتا ہے دل مقہور ہوتا ہے جیسا کہ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے ''قبض القلوب فی بسط النفوس و بسط القلوب فی قبض النفوس''. نفس مقبوض خلل سے محفوظ ہے جاننا چاہئے کہ من جملہ اصطلاحات کے علم الیقین عین الیقین حق الیقین کی اصطلاح ہے۔ ''فعلم اليقين ما كان من طريق النظر والاستدلال و عين اليقين ما كان بطريق المكشوف والنوال. وحق اليقين ما كان بتحقق الانفصال عن لوث الصلصال و قيل علم اليقين للاولياء و عين اليقين للخواص الاولياء و حق اليقين للانبياء'' اس علم کی اصطلاحات میں محاضرہ، مشاہدہ، مکاشفہ، بھی ہے محاضرہ ارباب تلوین سے تعلق رکھتا ہے اور وہ اہل یقین ہیں مکاشفہ ارباب تلوین اور اصحاب تمکین کا درمیانی درجہ ہے اور وہ اہل عین الیقین ہیں من جملہ اصطلاحات کے ہیبت اور انس ہے۔ ''وهما يشبهان القبض والبسط'' یہ دونوں

(۱) فاطر ۳۲۔ اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعضے ان میں خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں۔

Marfat.com

قبض وبسط کے مشابہ ہیں۔ وقال الجنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''الانس ارتفاع الحشمۃ مع وجود الھیبۃ وقال رویم الانس ان یتوحش عن غیرہ حتی عن نفسہ''۔ اے انیس! ہیبت کی بدولت بعض انسان اس مقام پر پہنچے ہیں کہ ان کو خلق سے ویسی وحشت ہوئی کہ اپنے وجود کو اپنے لئے مزاحم سمجھتے ہیں۔ خالق الجنتہ والنار کی نعمتوں سے ایک نعمت دوزخ بھی ہے جس کے خوف سے بہت لوگ جنتی بنتے ہیں۔ ''وحق الھیبۃ الغشی و حق الانس الصحو''۔ من جملہ اصطلاحات کے لوائح لوامع طوالع ہے۔ ''فاما اللوائح کا البرق یظھر ویستتر سریعاً واللوامع اظھر من الوائح ولیس زوالھا بتلک السرعۃ والطوالع بقا و فناء واقوی سلطانا وادوم مکثا''۔ خلاصہ یہ ہے کہ لوائح وہ واردات ہیں جو بجلی کی سرعت میں پیدا ہوتے ہیں اور مخفی ہوتے ہیں لوامع میں ظہور بہ نسبت ان کے زیادہ ہے اور زوال میں بھی وہ سرعت طوالع کی طرح نہیں رکھتے۔ طوائع میں ان کی نسبت قوت بھی زیادہ ہے اور دیرپا بھی ہیں۔ بعض کہتے ہیں الطّوارق والبوارق، والبوادی، والطّوالع، واللوامع واللوائح الفاظ متقاربۃ المعنی ہیں اور من جملہ اصطلاحات کے حضور وغیبت ہے۔ ''فالغیب ان یغیب القلب عن احوال الدنیا و الحضور ان یحضربا حوال العقبیٰ'' یعنی دنیا کے حالات سے غائب ہونا غیبت ہے اور عقبیٰ کے حالات سے حضور حضور ہے بعض کہتے ہیں غیبت بمنزلہ سکر ہے اور حضور مشابہ صحو کے ہے۔ عزیزمن علم ظاہری میں صاحب حضور سے غیبت منفی ہے لیکن مانحن فیہ میں جس کو حضور ہوتی ہے وہ غیبت میں ہوتا ہے یعنی حضور دوست جس کو نصیب ہوا حضور خویش سے دور ہوا۔ ہاں جب تک خود سے

Marfat.com

غیبت نہ ہو دوست کی حضوری نہیں ہوسکتی۔ غائب کو غائب اور حاضر کو حاضر تو بہت لوگ جان سکتے ہیں۔ لیکن اگر حاضر کو غائب سے واسطہ پڑے یا غائب کا حاضر سے تو حاضر کو اپنے وجود اور نہاد سے غائب ہونا پڑ گیا۔ باغ فردوس کے گلدستہ کو دوزخ کے ایندھن کے ساتھ رکھنے والے کو نہ دوزخ کی بدبو سے دوری ہے نہ جنت کی خوشبو سے احتراز حاصل ہے۔ ایک وقت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ میں تھے اور خود سے ایسے غائب اور حق سے حاضر تھے کہ گھر کی دیوار تمام گر گئی اور وقت سے پہلے سر سجدہ سے نہیں اٹھایا۔ سنا ہوگا کہ ایک درویش حاضر جو خود سے غائب تھے نماز پڑھ رہے تھے کسی نے اس کو آواز دی جب وہ نماز سے فارغ ہوئے اس شخص نے تعجب سے کہا کہ میں نے اتنی آوازیں دیں میں چیخ رہا تھا آپ نے نہیں سنا درویش نے کہا کہ اے خواجہ یہ تعجب کی بات نہیں کہ نماز میں کسی کی آواز کوئی نہ سنے۔ تعجب تو یہ ہے کہ نماز میں ہو اور آواز باہر کی سن لے۔ وقال الشبلی رحمۃ اللہ علیہ ''طوبیٰ لمن غاب عن حضرتہ و حضر فی غیبتہ'' جاننا چاہئے کہ من جملہ اصطلاحات کے محو و اثبات سے ہے۔ ''فالمحو رفع اوصاف العادات والاثبات اقامۃ العبادات'' یعنی محو عبارت ہے عادتوں کے اوصاف کو رفع کرنے سے اور اثبات عبارت ہے عبادات کو قائم کرنے سے محو تین طریق سے ہے۔ ''محو الذات عن الظواھر و محو الغفلۃ عن الضمائر و محو العلۃ عن السرائر'' اور من جملہ اصطلاحات کے فنا و بقاء ہے'' فالفناء سقوط الاوصاف المذمومۃ والبقاء ثبوت الاوصاف المحمودۃ'' اور بعض کہتے ہیں ''الفناء صفۃ الکون وما کان لاجل الکون والبقاء

صفة المکون وما کان لاجل المکون قال الله تعالیٰ کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام'' یعنی ''المکون فاعمال المخلصین داخلة فی حکم البقاء لا نها لاجل المکون واعمال المرائین داخلة فی حکم الفناء لانها داخلة فی حکم الکون''۔ یعنی فنا وجود اور موجودات کی صفت ہے اور بقاء خالق وجود کی صفت ہے اور جو اس کے لئے ہے تو اعمال مخلصین داخل ہیں بقا میں کیونکہ حق کے لئے ہیں اور مرائین کے داخل ہیں فنا میں کیونکہ موجودات کے لئے ہیں لوگ دو قسم پر ہیں ایک قسم فنائے شہوات اور بقاء عبادات میں مصروف ہیں و ہوا المطلوب المقصود دوسری قسم فناء عبادات اور بقاء شہوات میں مستہلک ہیں۔ ''نعوذ بالله منها وقیل الفناء فناء الجهل ببقاء العلم و فنا الغفلة ببقاء الذکر و فناء المعصیة ببقاء الطاعات و فنأ الشک ببقاء الیقین و فناء الرغبة ببقاء الزهد و فناء الحرص ببقاء القناعه و فنا ء البخل ببقاء السخاوة و فناء الکفران ببقاء الشکر و فناء الخدع ببقاء الصبر و فناء السخط ببقاء الرضاء و فناء الریاء ببقاء الاخلاص و فناء الکذب ببقاء الصدق و فناء التکبر ببقاء التواضع و فناء کل مادون الحق ببقاء مع الحق والله یهدی بالحق''

من جملہ اصطلاحات اس علم کے صحو اور سکر ہے۔'' فالسکر استیلاء السلطان الحال والصحو العود الی ترتیب الافعال والسکر لارباب القلوب والصحو للمکاشفین بحقائق القلوب'' اور اس

Marfat.com

علم کی اصطلاحات میں جمع وتفرقہ ہے'' فالجمع ما اجتمع علیه العلماء و التفرق ما اخلتلف فیه'' ائمۃ التفسیر کہتے ہیں و الله یهدی من یشاء اشارہ ہے تفرقہ کی طرف وقولہ تعالیٰ یدعوالی دارالسلام اشارہ ہے جمع کی طرف خواجہ ابوسعید قریشی جمع بغیر تفرقہ کے رکھتے تھے۔ کہتے ہیں'' الجمع هو ان یکون العبد فانیاً عن نفسه ویری الاشیاء کلها به وله والیه ومنه و التفرق ان ینظر الی الکون''۔ اور بعضوں کے نزدیک جمع وہ ہے جو بندہ کوحق کی طرف سے ہے اور تفرق وہ ہے جو بندہ کو اپنے کسب سے ہو۔'' فلا بد للعبد من الجمع و التفرق قال و من لاتفرق له لا عبودیة له و من لا جمع له لا معرفة له''۔ خواجہ ابوالحسن نوری قدس سرہ نے کہا ہے کہ'' الجمع بالحق تفرقة من غیره و التفرقة من غیره جمع به'' عزیز من جو کسی سے مشغول ہے تفرقہ اس کونصیب ہے اور جس کے ساتھ اور مشغول ہے جمع اسے نصیب ہے'' وقیل الجمع المتفرقات و التفرقة تفرق المجموعات'' . جاننا چاہئے کہ منجملہ اصطلاحات کی تمکین اور تلوین ہے۔'' فاماالتلوین صفة لارباب الاحوال و التمکین صفة اصحاب الحقائق'' سالک جب تک مقامات طے کرتا ہو اس کو صاحب تلوین کہتے ہیں۔ جب مقامات طے کرنے سے فائز المرام ہو صاحب تمکین ہے بعض کہتے ہیں اس بساط پر وہ رہ سکتا ہے جس کا قلب سلیم ہو۔ سنو ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ صاحب قلب سلیم کون ہے۔ جواب دیا کہ بیس (۲۰) باتوں کا جس میں وجود ہو اور بیس (۲۰) خصلتوں سے خالی ہو جن سے خالی ہو وہ شرک' نفاق' عداوت' رغبۃ' حرص' شک' جہل' علائق' طمع' امل (امید)' خدع' عجب'

Marfat.com

بخل، جور، کبر، قنوط، امن، حسد، سوء الظن (بدگمانی) اور نسیان ہے اور جن خصائصوں سے پرہونا چاہئے وہ توحید، اخلاص، نصیحت (خیر خواہی)، زہد، یقین، علم، تفویض، ایاس من الناس، قصر امل، صبر، شکر، منت، جود، توبہ، تواضع، خوف، رجاء، جوع، حسن الظن، ذکر اللہ ہے من جملہ اصطلاحات اس علم کے لسان الحال ہے ولسان الحال النطق من غیر لسان المقال جن لوگوں کی نظر سرتا پا عبرت ہو اور سخن سرتاپا فکر ہو اغلب حال بے زبان بات کرتے ہیں۔ جان لو کہ علم سلوک کی اصطلاح میں ایک سالک ہے۔ دوم واقف سوم راجع ہے سالک وہ ہے جو اس راستہ کو بہ طریق استمرار طے کریں اگر اس راستہ میں کچھ توقف واقع ہو اس کو واقف کہتے ہیں اگر جلدی تدارک نہ کریں تو اندیشہ ہے کہ راجع میں ہو اور لغزش کی سات (۷) قسم ہیں ایک کو اعراض کہتے ہیں دوسرے کو حجاب تیسرے کو تفاصل چوتھے کو سلب مزید پنجم کو سلب قدیم اور ششم کو تسلی اور ہفتم کو عداوت اس کی صورت یہ ہے کہ عاشق و معشوق ایک دوسرے کی محبت میں مستغرق ہوتے ہیں اگر عاشق سے ایسی چیز کا صدور ہو جس سے معشوق اعراض کرے۔

اگر وہ جلدی تدارک کرے تو وہ تھوڑا سا اعراض جو محبوب سے ہو ختم ہو جاتا ہے اور محب کا کام اصلاح پذیر ہو جاتا ہے اگر عاشق اس خطا پر اصرار کرے تو اعراض سے حجاب کا تحقق ہو جاتا ہے اگر اس سے دور نہ ہو تو اس سے تفاصل ہو جاتا ہے اگر اس سے بھی معرض نہ ہو تو تفاصل سلب مزید کو پہنچتا ہے یعنی طاعات و عبادات کا ذوق اس سے زائل ہو جاتا ہے اگر اس سے بھی افتراق نہ ہو تو سلب مزید سے سلب قدیم بن جاتا ہے۔ یعنی جو راحت اس سے پہلے ہو وہ اس سے چھین لی جاتی ہے اگر اس سے بھی متفرق نہ ہو سلب قدیم سے تسلی کے مقام کو پہنچ

Marfat.com

جاتا ہے تسلی اسے کہتے ہیں کہ محبوب سے عاشق کی جدائی پر دل کو قرار رہوا گر اس کا بھی مداوا نہ ہو تو تسلی سے عداوت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے نعوذ باللہ منہا جاننا چاہئے کہ آدمی سے خرق عادت کے طور پر جو ظاہر ہوتا ہے۔

ائمہ علم نے اس کے چار مراتب مقرر کئے ہیں مرتبہ اول کو معجزہ کہتے ہیں مرتبہ دوئم کو کرامت مرتبہ سوئم کو معونت مرتب چہارم کو استدراج کہتے ہیں معجزہ انبیاء علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات کا حق ہے ان کا علم بھی کامل ہوتا ہے اور عمل بھی کرامت اولیاء سے صادر ہوتی ہے علیھم الرحمۃ والغفران ان کا علم بھی ہوتا ہے اور عمل بھی معونت بعض مجانین کو ہوتی ہے جن کا نہ علم ہوتا ہے نہ عمل بھی ان سے بھی خرق عادت کے طور پر شے کا صدور ہوتا ہے نہ استدراج وہ ہے جو کفار و فساق سے خلاف عادت صادر ہو چنانچہ سحر وغیرہ یا جوگیوں کے کام "عقائد سنیہ" میں ہے کہ" والجمهور على ان السحر له حقيقة و تاثير بحيث يغير المزاج فيكون نوعا من الامراض وله التاثر فى القلوب كالحب والبغض ولكن لا ينتهى امره الى ان يصير الجماد حيوانا اوبالعكس خلافا للبعض والفرق بين الكرامةوالسحران السحر لا يصدر الاعن نفس شرير و يحتاج الى الا لات والا سباب بخلاف الكرامة وفى شرح الصحيح البخارى ان علاج السحران ياخذ سبع ورقات من سدر اخضر فيدقه بين الحجرين ثم يضر بها بالماء ويقرأ آية الكرسى وذوات قل ثم يحسوا منه ثلث حساة فيغتسل به فانه يذهب عنه كلها به انشاء الله تعالى وهو جيد للرجال اذا

Marfat.com

حبسوا عن اهلهم وفی آداب المریدین والفرق بین المعجزة والکرامة ان النبی علیه الصلوٰة والسلام یجب علیه اظهار المعجزة والولی یجب علیه ان یکتم الکرامة الا ان یظهره الله تعالی ولا یبلغ ولی الی درجة الانبیاء ومنها الارهاصات وهی ماظهر قبل وجود الانبیاء بقرب زمان وجودهم والا رهاص بناء البیت فکانها بناء بیت اثبات النبوه''۔

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور علماء سحر کی تاثیر کے قائل ہیں کہ مزاج میں تغیر پیدا کر کے مسحور کر کے مریض بناتا ہے اور قلوب میں حب و بغض کا اثر پیدا کرتا ہے لیکن جماد کو حیوان نہیں بنا سکتا یعنی ماہیت نہیں بدل سکتا سحر کا صدور شریر النفس سے ہوتا ہے اور آلات کی طرف اس میں احتیاج ہوتی ہے برخلاف کرامت کے شرح بخاری میں اس کا دفعیہ ہے کہ سات ورق بیری کے درخت کے سبز پتے لے کر ان کو کوٹ دیا جائے پھر پانی ڈالا جائے پھر آیۃ الکرسی اور چہار قل پڑھ کر تین لب اس سے بدن پر ڈال دیں سحر زائل ہوگا اور مرد بستہ کشادہ ہوگا آداب المریدین میں ہے کہ نبی پر اظہار معجزہ واجب ہے اور ولی پر اخفاء کرامت مگر یہ کہ حق تعالیٰ اس کا ظہور فرمائے کوئی ولی انبیاء کے درجہ کو نہیں پا سکتا ارہاص انبیاء کے زمانہ بعثت سے پہلے جو ظاہر ہوا سے کہتے ہیں اور ارہاص گھر کے بنیاد کو کہتے ہیں گویا ارہاص نبوت کے گھر کی بنیاد ہوتا ہے۔م۔ص

در ذکر صحبت اجنبی

جان لو کہ اجنبی کی صحبت نسبت میں فتور (سستی) پیدا کرنے

Marfat.com

کا باعث ہے ایک دفعہ شیخ ابو یزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت میں فتور کا دخل ہوا فرمایا تلاش کرو مجلس میں کوئی آیا ہے جس کے سبب سے یہ فتور ہے بہت تلاش کے بعد عرض کیا گیا کہ اجنبی نہیں فرمایا گھر سے عصا منگواؤ۔ منگوایا دیکھا تو اجنبی کی عصا مل گئی۔ فی الحال نسبت بحال ہوئی اور تفرقہ جمیعت سے بدل گیا فرمایا کہ خواجہ احمد لیوی کی نسبت میں بھی ایک دن فتور واقع ہوا فرمایا کہ غیر صحبت میں داخل ہے جس کی وجہ سے نسبت کا معاملہ گم ہے بہت تفحص کے بعد جوتیوں میں بیگانہ جوتیاں ملیں دور کرنے سے اسی وقت جمیعت اور صفائی کا دیکھنا ہوا اور تفرقہ اور کدورت جاتی رہی بعض مخادیم نے فرمایا ہے کہ ساتھیوں میں سے کسی نے بیگانہ شخص کا لباس پہنا۔ صبح کے وقت جب صحبت منعقد ہوئی۔ تو خواجہ احرار قدس اللہ سرہ کے صحبت میں یہ بھی پہنچا۔ بعد ایک لحظہ کے آنحضرت نے فرمایا کہ اس مجلس میں بیگانہ کی بو معلوم ہو رہی ہے۔ پس اس عزیز سے فرمایا کہ اس مجلس میں بوتم سے آرہی ہے شاید بیگانہ کا لباس پہن کر آئے ہو وہ عزیز اٹھ کر مجلس کے باہر چلا گیا اور کپڑے اتار کر دور کر دیئے پھر واپس آیا۔ ''سلک عارفین'' میں آیا ہے خواطر وہ ہیں جن کا ورود دل پر ہو ان کی چار (۴) قسمیں ہیں روحانی، ملکی، نفسانی اور شیطانی ان میں سے ہر ایک کی جدا علامت ہے جس سے وہ معلوم ہوتا ہے خواطر روحانی کی

Marfat.com

علامت تنبیہ غفلت ہے اور خواطر ملکی کی علامت ترغیب طاعت ہے اور خواطر نفسانی کی علامت آرزوی شہوات ہے اور خواطر شیطانی کی علامت آرائش معصیت ہے ''رشحات'' میں ہے کہ شیخ ابوسعید سے پوچھا گیا جو خاطر وارد ہوتی ہے اور پھر لوٹ جاتی ہے جب اس کی نفی سے منفی ہوتی ہے تو ہم کس علامت سے جانیں کہ نفسانی تھی یا شیطانی کہا جو خاطر دوبارہ اس لباس میں آئے جس میں پہلے آچکا ہے وہ خاطر نفسانی ہے کیونکہ ابرام اور الحاح نفس کی صفت ہے ایک آرزو کی بار بار نفس خواہش کرتی ہے جب تک پوری نہ ہو جب پوری ہو تو دوسری خواہش کی آرزو کرتی ہے لیکن اگر دوسرے لباس میں عود کرے وہ شیطانی ہے کیونکہ مقصود شیطان کا اضلال اور اغواء ہے اور ایک لباس میں سالک کی رہزنی نہیں کر سکتا دوسری لباس میں (رنگ میں) آرزو کو پیش کرتا ہے خواطر شیطانی اور نفسانی کے متعلق ''رشحات'' میں منقول ہے کہ خواجہ احرار نے فرمایا ہے کہ حضرت شیخ ابن عربی قدس اللہ سرہ العزیز نے فتوحات میں نقل کیا ہے کہ شیطان دو (۲) ہیں ایک شیطان صوری دوسرے شیطان معنوی شیطان صوری ابلیس ہے اور کبھی امر حقانی کا القاء کسی کی خاطر میں کرتا ہے تاکہ شیطان معنوی جو نفس ہے اس میں تصرف کرے اور اس کو امور باطلہ کے قبیل سے کردے اور کبھی شیطان معنوی وہ کام کرتا ہے جو شیطان

Marfat.com

صوری نہیں کر سکتا مثلا شیطان صوری سنت حسنہ کا القاء کسی کے دل میں کرتا ہے کہ یہ امور حقہ میں سے ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی سنت حسنہ ظاہر کرے تا قیامت عاملین کے عمل کی وجہ سے ثواب میں اس کا بھی حصہ ہے پس شیطان معنوی القاء شدہ کلام میں تصرف کر کے اس کو وضع احادیث پر آمادہ کرتا ہے تاکہ احادیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر وضع کرے اور اس کا سنت حسنہ نام رکھے تاکہ لوگ اس پر عمل کریں اور اجر میں شریک ہو حالانکہ اس سے غافل ہے کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرے اسکا مقام جہنم ہے۔ دوسری مثال حضرت شیخ قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ شیطان صوری مثلاً تلاوت قرآن بہ آواز بلند کا دل میں القاء کرتا ہے اور یہ امر حقانی ہے پس شیطان معنوی دوسرے کو سنانا بھی اس میں شامل کر دیتا ہے کہ لوگ سمجھیں کہ یہ تلاوت کرنے والا ہے اور اس کو ریاء و باطل پر آمادہ کرتا ہے ان جیسی بہت سی چیزیں ہیں لیکن دین کا معاملہ خواص کا کام ہے جس پر اطلاع بغیر تزکیہ اور صفائی کے حاصل نہیں ہو سکتی بہت سے امور ایسے ہیں جن پر اطلاع اہل حال و اہل صفا کے خواص کا کام ہے یہ بھی اس قبیلہ سے ہے ہر کسی کو اس پر اطلاع نہیں۔

Marfat.com

متفرق مشائخ قدس اللہ اسرارھم کا بیان

شیخ ابو تراب نخشبی قدس اللہ سرہ

آپ کا نام عسکر بن الحصین ہے اور ایک قول ہے کہ عسکر بن محمد بن الحصین ہے کاملین مشائخ خراسان سے ہیں ابو حاتم اصم کے ہم صحبت ہیں تجرد کے قدم پر بہت سیاحت کی فرماتے ہیں توکل وہ ہے کہ خود کو عبودیت کے دریا میں ڈال دے اس کے لینے پر صابر رہو دلوں کی اصلاح خاطر سے زیادہ عبادات میں سودمند اور نہیں آپ کی وفات سترہ (۱۷) جمادی الاولی دو سو پینتالیس (۲۴۵) ہجری ہے بصرہ کے صحرا میں رحمت حق سے واصل ہوئے چند سال بعد ایک جماعت وہاں پہنچی ان کو دیکھا کہ قبلہ رو کھڑے ہیں خشک ہونے سے محفوظ ہیں عصا ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں کوزہ سامنے رکھا ہے درندوں سے کوئی نقصان آپ کو نہ پہنچا۔

شیخ الاسلام حضرت شیخ احمد جام قدس اللہ سرہ

آپ کی کنیت قدوۃ انام ابونصر ہے والد کا نام ابوالحسن ہے اصل آپ کی نامق سے ہے جو جام کے توابع میں سے ہے اور قطب وغوث وقت اور مقتدائے اہل طریقت و رہنمائے سالکان طریقت اور یگانۂ زمان ہیں جریر بن عبداللہ البجلیؓ کی اولاد میں سے ہیں جن کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس امت کا یوسف فرمایا تھا آپ امی تھے بائیس (۲۲) سال کی عمر میں توفیق توبہ ہوئی پہاڑ پر تشریف لے گئے اٹھارہ (۱۸) سال بعد چالیس (۴۰) سال کی عمر میں ارشاد کا سلسلہ جاری فرمایا علم لدنی کے دروازے آپ پر کھل گئے تین سو (۳۰۰) سے زیادہ کاغذ علم توحید و معرفت اور علم اسرار و حکمت میں تصنیف فرمائے جن پر کسی عالم اور حکیم نے اعتراض نہیں کیا یہ تصانیف سب آیات و احادیث سے مؤید اور موافق ہیں تصوف میں آپ کے عالی اشعار ہیں بیالیس (۴۲) فرزند حق سبحانہ

Marfat.com

آپ سے باقی رہیں جن میں چودہ (۱۴) فرزند سب عالم اور عامل اور کامل اور صاحب تصانیف وکرامت ہوئے ہیں باسٹھ (۶۲) سال کی عمر میں آپ فرماتے تھے کہ تا حال اسی ہزار ایک سو (۸۰۱۰۰) اشخاص نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور شیخ ظہیر الدین عیسیٰ جو آپ کے فرزندوں میں ہیں ''رموز الحقائق'' نام کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ آخر عمر تک چھ لاکھ (۶۰۰۰۰۰) اشخاص نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر سے آپ کو خرقہ ملا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ان کو پہنچا تھا اور اس میں طاعت الٰہی کرتے تھے اور مامور ہوئے کہ اس خرقہ کو حضرت شیخ احمد جام تک پہنچا دیں آپ نے اپنے فرزند ابو طاہر کو وصیت فرمائی کہ میری وفات کے اتنے سال بعد ایک نو عمر جوان بلند قامت ارزق چشم احمد جام نام تمہاری خانقاہ میں آئے گا اور تم اپنے احباب میں بیٹھے ہوئے ہوگے یہ خرقہ اسے دے دینا شیخ ابوسعید ابوالخیر کی وفات کے بعد ابو طاہر نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے والد یاروں سمیت عجلت میں جا رہے ہیں عرض کیا کہ یا شیخ تعجیل کیوں ہے فرمایا کہ تم بھی آؤ کہ قطب اولیاء آ رہے ہیں دوسرے دن ابو طاہر اپنی خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ ایک جوان جو اُن اوصاف سے موصوف تھا جو حضرت شیخ نے بیان فرمائے تھے آ پہنچا شیخ ابو طاہر نے فوراً پہچان لیا۔ اعزاز و اکرام تمام کیا لیکن بہ مقتضائے بشریت متفکر ہوئے کہ والد کے خرقہ کو کیونکر ہاتھ سے جانے دوں؟ حضرت شیخ جام نے فرمایا اے خواجہ امانت میں خیانت جائز نہیں شیخ ابو طاہر مسرور ہو کر اٹھے اور خرقہ لا کر اپنے ہاتھ سے شیخ احمد جام کو پہنایا کہتے ہیں کہ اس خرقہ کو بائیس (۲۲) اشخاص پہن چکے تھے بالآخر حضرت شیخ جام کے حوالہ ہوا پھر اس خرقہ کا حال کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ کیا ہوا

Marfat.com

آپ کی شیخ ابو طاہر کے ساتھ صحبت رہی اور خواجہ مودود چشتی کی نسبت ارادت حضرت شیخ سے تھی انہوں نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ مشائخ کے مقامات سن چکے ہیں اور کتابوں کو دیکھ چکے ہیں لیکن جو حالات آپ سے ظاہر ہو رہے یہ کسی کے نہیں سنے شیخ نے فرمایا کہ ریاضت کے زمانہ میں جو ریاضت معلوم ہوئی وہ اولیاء اللہ کر چکے ہیں ان کو بجالائے بلکہ ان پر زیادتی کی حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جو کچھ ان کو دیا وہ بیک بار احمد کو دے دیا۔ آپ کی ولادت چار سو اکتالیس (۴۴۱ھ) ہجری ہے عمر شریف پچانوے (۹۵) سال آپ کی قبر خرجرد گاؤں جام کے علاقہ میں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمان الجامی

قدس اللہ سرہ

آپ کا لقب عماد الدین ہے اور مشہور لقب نور الدین ہے اور نام آپ کا محمد دشتی ہے آپ کے دادا مولانا شمس الدین محمد دشی مشاہیر اہل علم وتقویٰ میں سے گذرے ہیں اور بہ سبب بعض حوادث اپنے وطن سے ولایت جام آئے۔ وہاں قضا اور فتویٰ میں مشغول ہوئے آپ کے اجداد جب تک ولایت جام میں رہے قبالات وسجلات میں دستخط کے ساتھ دشتی لکھا کرتے جب ہرات گئے اس کی جگہ لفظ جام تحریر کرتے اور دشت اصفہان کے محلات میں سے ایک محلّہ ہے حنفی مذہب ہیں اور لوگوں میں جو مشہور ہے کہ آخری عمر میں امام شافعیؒ کا مذہب اختیار کیا خلاف تحقیق ہے مولانا سعد الدین کاشغری کے مریدوں میں افضل ہیں مولانا سعد الدین فرمایا کرتے کہ ہمارے ہاتھ میں شہباز آیا ہے تین (۳) واسطوں سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ ملتا ہے ہرگز کرامات اور درویشی کا

Marfat.com

اظہار نہ فرماتے تھے۔ فرماتے کہ کشف و کرامات پر اعتقاد نہیں خود کو کبھی علم ظاہری کے لباس اور کبھی صفت شعر و شاعری میں پوشیدہ رکھتے اور فرماتے کہ حال کو مستور رکھنا اس طریقہ کی شرط ہے کسی دم شغل باطنی سے خالی نہ رہے آپ کی ولادت جام میں ہوئی بائیس (۲۲) شعبان سات سو سترہ ہجری (۷۱۷ھ) مدت عمر شریف آپ کی اکیاسی (۸۱) سال ہے وفات آپ کی سات سو اٹھانوے ہجری (۷۹۸ھ) اٹھارہ (۱۸) محرم روز جمعہ وقت اذان جمعہ ہے قبر آپ کی ہرات میں متصل قبر مرشد (مولانا سعد الدین کاشغری) کے ہے۔

مولانا عبد الغفور لاری رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا لقب رضی الدین اور اصل آپ کی لار سے ہے مرید کامل اور شاگرد رشید حضرت مولانا جامیؒ کے ہیں حضرت مولانا جامی نے آپ کے متعلق فرمایا۔

آنجا کہ فہم و دانش مرغان بود شکاری　　بازیست تیز پرواز عبد الغفور لاری

حضرت مولانا عبد الرحمان جامیؒ نے مرید بہت کم اختیار کئے اور فرماتے تھے کہ ایک مرید کامل کافی ہے آپ کو علم ظاہری اور باطنی میں قدرت تامہ تھی جامی صاحب نے مرید کامل کا اشارہ آپ کی طرف کیا ہے شرح ملا جامی اور نفحات الانس اور اس کے علاوہ بھی آپ کی تصانیف ہیں حل مشکلات اور لغات آپ نے کیا ہے کمال محبت اور اخلاص اپنے پیر کی خدمت میں رکھتے تھے حضرت مولانا جامی کے روز وفات آپ پاس تھے ایک درویش نے وفات کے چند روز بعد حضرت مولانا عبد الغفور لاری علیہ الرحمتہ والغفران کو خواب میں دیکھا ان کے دل میں خطرہ گزرا کہ آپ تو دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں آگے بڑھ کر سلام کیا آپ سے جواب سنا اس کے بعد پوچھا کہ مخدومان نے جب دار

Marfat.com

آخرت کو انتقال فرمایا توحید کے راز سے اور اشیاء کے جس نسبت کا اس کے ساتھ محی الدین ابن عربی نے کلام کیا ہے اور اس میں غلو کیا ہے آپ کو کیا معلوم ہوا؟۔ فرمایا جب میں اس عالم میں آیا میری حضرت کے ساتھ ملاقات ہوئی اور ان سے اس مسئلہ کا سر دریافت کیا فرمایا بات وہی جو میں نے تحریر کی ہے پھر فقیر (درویش) نے دریافت کیا کہ عالم آخرت میں بھی عشق و عاشقی اور مظاہر جمیلہ کے ساتھ تعلق خاطر ہے؟ فرمایا مذاق اور عاشقی یہاں سے مختلف ہے کیونکہ عالم اجسام کا حسن جو اجزائے مختلفہ کی ترکیب سے حاصل ہوتا ہے وہ جلدی متغیر ہوتا ہے۔ بہ سبب ضدیت (عناصر) کے ان کے دوسرے کے ساتھ اور اسی وجہ سے عشق میں زوال بھی آتا ہے تعلق خاطر بدستور نہیں رہتا۔ لیکن اس عالم کا حسن قابل فنا و زوال نہیں ہرگز قابل تغیر و تبدل نہیں کیونکہ یہاں اجزاء میں ضدیت اور مخالفت نہیں لہذا یہاں عشق و عاشقی برقرار ہے زیادہ سے زیادہ اتنی بات ہے کہ بدن سے روح کے انقطاع پر ابتدا میں بہ واسطہ انس علاقہ کے جو روح کو بدن سے ہے دو (۲) تین (۳) دن روح کی جوہر کو تشویش رہتی ہے لیکن جب وہ (بدنی علائق سے) پاک صاف ہو جاتی ہے پھر وہی عشق و محبت رہتا ہے جب آپ نے یہ بات بیان فرمائی۔ فقیر نے عرض کیا کہ آپ نے جو بیان فرمایا اسرار آخرت میں سے ہے اور مشہور یہ ہے کہ اموات کو اذن نہیں کہ اسرار آخرت افشاء کریں یہ کیسے ہے فرمایا یہ وہی بات ہے جو عوام کہتے ہیں اور جس کا کوئی اصل نہیں کیونکہ لوگ بہت سی باتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر چکے ہیں اور اس امت کبراء قدس اللہ ارواحھم کو دیکھ چکے ہیں اور ان سے آخرت کے عجائب و غرائب معلوم کر چکے ہیں اگر اسرار آخرت کا افشاء جائز نہ ہوتا تو قرآن و

Marfat.com

دیث ان پر ناطق نہ ہوتا پھرانہیں ایام میں اس درویش نے خواب دیکھا کہ
ضرت مولانا بیمار ہیں اس کے دل میں آیا کہ اس میں کیا راز ہے جو دوستان حق
کثر اوقات بلیات میں مبتلا رہتے ہیں فرمایا کہ راز اس میں یہ ہے کہ امراض و
یاضت دماغ کے قویٰ کی تنقیہ اور تصفیہ کا سبب ہیں جب دماغ کا تنقیہ ہو چکتا
ہے تو نور مطلق بسیط جو جملہ موجودات کا محیط ہے اور تمام ممکنات کا مقصود ہے اس
ا اس شخص کی قوت دماغی سے تعلق (حسب قابلیت) پیدا ہو جاتا ہے اس نسبت
ا ظہور بعض افراد کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ من و تو اور افراد انسانی میں سے ہر
رد جس کو یہ تصفیہ اور تنقیہ نصیب ہو جاتا ہے یہ نور مطلق اس کی قوت دماغی سے
علق ہوتا ہے وفات آپ کی بعد طلوع آفتاب روز یکشنبہ پنجم (۵) شعبان نو
بارہ ہجری (۹۱۲ھ) ہے اور قبر آپ کی متصل قبر مولانا کے ہرات کے خیابان
ں ہے خوش نصیب ہے وہ مرید جو انتقال کے بعد پیر کی خدمت میں ہو۔

حضرت مولانا پیر علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے والد کا نام عثمان بن علی الجلائی الغزنوی ہے
رید شیخ ابوالفضل بن حسن الختلی کے ہیں اور آپ حصیری کے مرید ہیں اور وہ شبلی
کے مرید ہیں اور شیخ ابوالقاسم گرگانی اور شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالقاسم
شیری اور بہت سے مشائخ کو دیکھے ہوئے ہیں اور حنفی مذہب ہیں اصل آپ کی
زنی میں ہے اور جلاء اور ہجویر دونوں محلہ ہیں غزنی کے محلات سے جن میں یکے
مد دیگر ے آپ منتقل ہوئے اور حضرت پیر علی ھجویری کی بہت تصانیف ہیں کئی
رتبہ تجرید و توکل کے قدم پر آپ سفر کر چکے ہیں اور بہت سیاحت کے بعد

Marfat.com

دارالسلطنت لاہور میں اقامت اختیار کی اور اس شہر کے تمام لوگ آپ کے مرید و معتقد ہوئے۔ وفات آپ کی چار سو چھپن ہجری (۴۵۶ھ) و بقولے چار سو ساٹھ (۴۶۰ھ) ہوئے آپ کا مزار شہر لاہور میں قلعہ کے مغرب میں واقع ہے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ

آپ مولوی رومی سے مشہور ہیں آپ کا نام محمد بن بہاؤالدین مولد اور اصل آپ کی بلخ سے ہے نشوونما روم میں ہوئی اپنے والد کے مرید ہیں کہتے ہیں روزانہ چار سو (۴۰۰) طلباء آپ کے درس میں حاضر ہوتے۔ آپ کے اشعار سراسر معرفت ہیں کہتے ہیں چھ (۶) سال کی عمر میں تین (۳) دن بعد ایک مرتبہ افطار کرتے اور اسی عمر میں ایک دن چند لڑکوں کے ساتھ گھر کے بام پر گشت کر رہے تھے ایک لڑکے نے کہا آؤ اس بام سے اس بام کو کود جائیں مولانا نے جواب دیا اس قسم کی حرکت کتے اور بلی بھی کر سکتے ہیں حیف ہے جو آدمی اس پر مشغول ہو اگر تم میں قوت ہے تو آؤ کہ آسمان کی طرف اڑ جائیں اسی حالت میں آپ نظروں سے غائب ہوئے بچوں نے شور مچایا اور فریاد کی۔ ایک لحظہ بعد آپ کا رنگ متغیر اور آنکھیں متغیر تھیں۔ اس حال میں واپس ہوئے آپ نے کہا کہ جس وقت میں تم سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت جو سبز قبا پہنے ہوئی تھی مجھے تمہارے درمیان سے پکڑ کر لے گئے اور آسمانوں کے گرد پھرایا اور ملکوت کے عجائب مجھ پر ظاہر کئے جب تمہاری فریاد سنی واپس لے آئے آپ کی ولادت چھ (۶) ربیع الاول چھ سو چار ہجری (۶۰۴ھ) کو ہوئی وفات آپ کی وقت غروب آفتاب پانچ (۵) جمادی الاخریٰ چھ سو بہتر ہجری (۶۷۲ھ) واقع ہوئی مزار آپ کا قونیہ میں ہے۔

Marfat.com

شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ

آپ مرید شیخ ابوالفضل بن حسن الاخریٰ کے ہیں آپ کا نام محمد ہے و ہوابن علی ابن عربی آپ کی نسبت خرقہ ایک واسطہ سے حضرت غوث الثقلین کو پہنچتا ہے اور یہ نسبت شیخ ابومحمد القصار العربی الہاشمی کی ہے بعض کا قول ہے کہ بلا واسطہ مرید غوث الاعظم کے ہیں لیکن ایک واسطہ کا قول اصح ہے دوسری نسبت خرقہ میں خضر علیہ السلام کو پہنچتی ہے بلا واسطہ اور اصطلاحات کاشی میں تحریر ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی تصنیف کتاب الملابس میں تحریر کیا ہے کہ خرقہ تصوف کو ابوالحسن علی عبداللہ بن جامع کے ہاتھ سے پہن چکا ہوں اور انہوں نے خضرؑ سے نفحات الانس میں مذکور ہے کہ شیخ کی تصانیف پانچ سو (۵۰۰) سے زیادہ ہیں کہتے ہیں شیخ محی الدین ابن عربی کی شیخ شہاب الدین سہروردی (قدس اللہ سرہما) سے اتفاقاً ملاقات ہوئی اور دونوں کا اجتماع ہوا ہر ایک نے دوسرے میں نظر کی بغیر بات کئے ہوئے ایک دوسرے سے مفارقت کی ان سے شیخ شہاب الدین سہروردی کے حال کے متعلق سوال کیا گیا کہا وہ ایسا شخص ہے جو سرتا بہ پا حضور ﷺ کی سنت سے مملو ہے اور شیخ شہاب الدین سے ان کے متعلق سوال کیا گیا۔ فرمایا حقائق کا دریا ہیں آپ کی ولادت مرسیہ بلا داندلس (اسپین) شب دو شنبہ سترہ (۱۷) رمضان المبارک سال پانچ سو ساٹھ (۵۶۰ھ) یا پانچ سو تریسٹھ ہجری (۵۶۳ھ) ہوئی وفات آپ کی شب جمعہ بائیس (۲۲) ربیع الاول چھ سو اڑتیس ہجری (۶۳۸ھ) دمشق میں ہوئی مزار آپ کا جبل قاسیون میں ہے اب صالحہ کے نام سے مشہور ہے۔

''وفی عقائد السنۃ ان المشہور ان التوحید عندالعامۃ عبارۃ

Marfat.com

عن نفی الالهية عما سوى الله تعالى و اثبات الله وحده كما هو مدلول كلمة التوحيد واما عندالخاصة فهو عبارت عن اضمحلال وجود ماسوى الله تعالى من الكائنات بحيث لا يتشاهد الا وجود الله وحده كما يتشاهده من الكواكب الاالشمس وهو التوحيد للعارفين الواصلين الى درجة الكمال۔''

یعنی ارباب علم توحید کا مطلب الوھیۃ کا انتفاء ما سوی اللہ سے قرار دیتے ہیں لیکن عارفین کاملین کے نزدیک عبارت ہے وجود کائنات کے گم ہونے سے عند وجود الباری تعالیٰ جیسے سورج سے اور کواکب گم ہو جاتے ہیں'' وایضامنه قال'' بعض ''الافاضل ان اتكشف على اهل الحقيقة اسرار الامورفی حال غلبات السكر و نظر ا وتاملوا بعد الافاقه فان وافق الشريعة ما شاهدوه قرروه وان خالفها اولوه بما يطابق الشرع كالا يات المتشابهات من حيث الظاهر للمحكمات مثل قوله تعالى ليس كمثله شئى. ولا يتبعد (يعتبر) وقوع المتشابهات فى الكشف فانه ابتلاء قلوب العارفين كما ان وقوع المتشابه فى الشرع ابتلاء قلوب الراسخين. ولهذا قال احدهم فى حال غلبةالسكرانا الحق. وقال الاخر سبحانى مااعظم شانى وقال الاخر ليس فى جنتى الا الله. فلما خفف عنهم السكر انكروا مدلول ذالک المقال بل انكروا شعورهم بصدور هذه الاحوال عنهم. واعترفوا بان حقيقتها كفر واضلال و اعتذروه

Marfat.com

بان العبارة قاصرة عن بیان هذا الحال''. خلاصہ یہ ہے کہ ارباب سکر سے سکر کی جن خلاف شرع باتوں کا صدور ہوتا ہے ان کی تاویل لازم ہے کیونکہ وہ خود صحو کے بعد ان کو کفر سمجھتے ہیں اور اس حالت میں ان کا صدور غیر شعوری طور پر ہوتا ہے جیسے متشابہات راسخین فی العلم کے لئے آزمائش ہیں ویسے متشابہ کا وقوع کشف میں اس کا اعتبار نہیں'' وفی رسالہ القشیریہ ومن شرط الولی ان یکون محفوظا کما ان شرط النبی ان یکون معصوما. فکل من کان علیه للشرع اعتراض فهو مغرور مخادع قصد ابو یزید البسطامی قدس الله سره بعض من وصف بالولایة فلما دخل فی المسجد و قعد ینتظر من خروجه فخرج الرجل و بزق جانب القبلة فانصرف ابو یزید ولم یسلم علیه وقال هذا رجل غیر مامون علی ادب من اداب الشریعة فکیف یکون ولی الله علی اسرار الحق''. خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء گناہ سے محفوظ ہیں اور انبیاء کرام معصوم۔ برخلاف شرع جو کوئی کام کرے وہ مغرور ہے آداب شریعت (مستحبات) جو بجانہ لائے وہ اسرار حق پر اللہ کا دوست نہیں ہو سکتا'' وفی التفسیر بحر الحقائق لیس للطالب ان یلتفت فی اثناء سلوکه الی اخذ مرتبة فانه للطالب سم قاتل و یعتبر بان له شیخاً یقتدی به بل اذارای له شیخه مرتبه الشیخوخه فیثبت باشارة الحق فی مقام التربیة فحینئذٍ یجوز له ان یکون هادیاً ''مرشدا'' المریدین باحتیاط وافر فاما فی زماننا فقد آل الامر الی ان من لم یکن قط مریدا یدعی

Marfat.com

الشيخوخه ويخبر بالشيخوخة للجهال واصل الضلال حرصاً لانتشار ذكره و شهرته و كثرة مريديه وقد جعلوا هذا الشان العظيم لعب الصبيان وضحكه الشيطان حتى يتوارثون كلمامات واحدمنهم يجلسون ابنه مكانه صغيراً كان او كبيرا ويلبسونه خرقته. و ينزلون منازل المشايخ فهذه مصيبة قد عمت وقيل هذه طريقته قدتمت فاندرست اثارها وانطمست انوارها. وكل حقيقة ردتها الشريعة فهى زندقة (هى اظهار الحسنات و استتارة العيوب) انتهى۔"

خلاصہ یہ ہے کہ سالک اثناء سلوک میں اپنے مرتبہ پر نظر نہ کرے یہ سم قاتل ہے بلکہ شیخ کی اجازت پر موقوف رکھے بلکہ مشائخ کی اولاد نے بغیر بیعت کے مشیخہ اختیار کی شہرت اور کثرت مریدین کے حرص کی وجہ سے جو اضلال ہے اور لوگ بھی غلطی کرتے ہیں کہ ویسے ہی باندھ کر باپ کی جگہ بٹھا دیتے ہیں جس سے طریقہ جیسی بزرگ شے بچوں کا کھیل بن جاتا ہے۔ "فی بعض کتب الصوفية من شرائط اهلية الحقائق ان يكون معمر الاوقات بالعبادات الظاهرات. والا وراد والاذكار التى وصفها المشايخ ولا يعتقد شيًا يخالف باعتقاد اهل السنة والجماعة وفى العوارف كل حقيقة' ردتها الشريعه فهى زندقة وفى شرح هداية الاذكياء كان المشايخ العارفون على طريقة اهل السنة والجماعة"۔ خلاصہ یہ ہے ۔ا لک ۔اپنے اوقات کو عبادات اوراوراد سے معمور ۔کھے اہل السنہ والجماعۃ کے طریقہ پر رہے حقیقت اگر شریعت کے مخالف ہے تو

Marfat.com

زندقہ ہے۔ موافقین للعلماء المجتهدین وهل رائیت او سمعت ان مبتدعاً وصل الی مقام من مقامات ارباب الکمال علماء مجتہدین کے قول پر عمل کرے مبتدع ارباب کمال کے منصب پر کبھی فائز نہیں ہوسکتا۔

"قال الشیخ عبدالله ابن ابی بکر ما عندنا طریق الی الله کا لشریعة وهی الاصل و الفرع وقال ابوالحسن النوری رحمة الله علیه من راء یته یدعی مع الله حالته تخرج عن حد علم الشریعة فلا تقربن منه والحقیقة بلا شریعة ضائعة قاطعة للطریقة و تردّ وقال قدوة المشائخ الشیخ ابو النجیب قدس الله سره فی "آداب المریدین "واما الشطحیات المحکیة من ابی یزید وغیره فذالک عند غلبة السکر و غلبات الوجد فلا قبول لها ولا ردلها انتهی حجة وقال الا مام حجه الاسلام فی المنقذ من الضلال. قد تحصل للسالکین المکاشفات و المشاهدات حتی انهم فی یقظتهم یشاهدون الملائکة وارواح الانبیاء علیهم الصلٰوه والتسلیمات و یسمعون منهم اصوات و یقتبسون منهم فوائد ترتقی فی الجال من مشاهد الصور والامثال الی درجات یضیق عنها نطاق النطق فلا یحاول معبران یعبر عنها الا ان یشتمل لفظ علی خطاء صریح لا یمکنه الا حتراز عنه. وعلی الجملة ینتهی الا مرالی القرب یکاد یتخیل منه طائفة الحلول وطائفة الاتحاد. وطائفه الوصول وقد بینا وجه الخطاب والمقصد الاقصی لا ینبغی ان یقول القائل ان العبد صار هو الرب والعبد حال فی الرب و الرب حال فی العبد تعالی رب الارباب عن قول الظالمین و تنزه سبحانه ان یدل مجری اللسان فی حقه با مثال هٰذه المحالات ثم قال فیه فاعلم ان

Marfat.com

السلوک هو تهذیب الاخلاق والا عمال والمعارف وذالک باشتغال العبد بعبادة الظاهر. وتصفیة الباطن فیستعد للوصول الی ان ینکشف له حلیة الحق ویصیر مستغرقاً به ولا یلتفت الی نفسه وینسلخ عنها بالکلیته فیکون کانه هو وذالک عندالوصول لانه هو یتحقق و فرق بین قولنا کانه هو وبین قولنا هو لکن قد یعبر عن الاول بالاخر کما ان الشارع تارة یقول کا نامن اهوی و تاره یقول انا من اهوی وهذه مزلة قدم فان لیس له قدم راسخة فی المنقولات وربمالم یتمیز له قدم راسخة فی المعقولات وربما لم یتمیز له احد هما عن الاخر فینتظر انه هو غلط النصاری فی عیسی علیه الصلوٰة والسلام فقالوا هو الله کل هو غلط. فقالوا غلط من ینظر الی مرأة قد انطبع فیه صوره متلونة فینظر ان تلک الصورة المرأة وان ذالک اللون لون المراة. وهیهات بل المراة فی ذاتها کونها و شانها قبول صور الالوان علی وجه یتخایل الی الناطرین فی ظاهر الامران ذالک هو صورة المرأة انتهی"

خلاصہ یہ ہے کہ ظہور تجلیات ربانی کو اتحاد یا حلول یا عین نہ سمجھنا چاہئے بلکہ صورۃ کی طرح آئینہ میں سمجھنا چاہئے کہ صورۃ ذی صورۃ کی عین نہیں۔ اسی طرح محل صورت آئینہ کے ساتھ بھی اتحاد نہیں رکھتا۔ "فقال شیخ الاسلام شهاب الدین احمد البرنسی رحمة الله علیه حذر الناصحون من 'تلبس ابن الجوزی' و 'فتوحات الحاتمی' و 'کتب ابن سبعین' و 'ابن الفارض وابن الجلاء' ابن دو اسین' والعفیف للمستانی' و مواضع من الاحیاء للغزالی' و معارج السالکین' له والمنقذ

Marfat.com

من الضلال' له ومواضع من قوت القلوب' لابی طالب المکی.
'وکتاب السهروردی' ونحوهم فلزم الحذر من موارد الغلط
لا یجتنب الجمله. والثانی هو الذی رغب الناصحون فی
مطالعتها وقراءتها واقرارها بشرط الاهلية كالكتب العطائية
مثل التنوير فی اسقاط التدبیر و کتاب الحكم مع شروحه
وكتاب منازل السائرين للشيخ عبدالله الفارمی رحمة الله
عليه انتهی. قال الشيخ ابو الليث رحمة الله عليه وصنفها
المتقدمون فی علم التوحيد فوجدت بعضها الفلاسفة
وذالک خارج عن الدين المستقيم لا يجوز النظر فی تلک
الكتب ولا يجوز امساكهم من الغرائب. وايضاً قال وجدت
تصانيفاً كثيرة فی هذه الفن للمعتزلة مثل عبدالجبار الرازی
والجبائی والكعبی والنظامی وغيرهم ولا يجوز امساک
تلک الكتب والنظر فيهم كيلا يحدث الشكوک ويتمكن
الوهن فی العقائد و كذالک للجسمية كتب صنفها فی هذه
الفن مثل محمد هيضمه وامثاله لا يجوز النظر فی تلک
الكتب وامثالها فانهم شرار اهل البدع مطالب و امثال
الفلاسفة مثل ابی اسحاق الكندی واسفرانی وامثاله فانها
مشحونه من الشر والضلالة من المطالب."

شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس اللہ سرہ

آپ کی کنیت ابو محمد اور ابوالبرکات ہے والد کا نام وجیہ الدین بن

Marfat.com

کمال الدین علی شاہ قریشی ہے ملتان کے رہنے والے ہیں علوم ظاہری اور باطنی اور فقہ و حدیث اصول و فروع میں عالم و کامل اور قطب و غوث ہیں اپنے زمانہ میں شیخ الاسلام اور فرید عصر تھے حنفی المذہب تھے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے مریدین کامل' اور جانشین اور اجل خلفاء میں سے ہیں صاحب کشف اور کرامات ظاہرہ اور خوارق عالیہ گزرے ہیں کہتے ہیں جب آپ نے سفر حج سے مراجعت فرمائی بغداد پہنچے۔ شیخ الشیوخ سے ملاقات ہوئی انکے مرید ہوئے اور خرقہ پہنا جس کا قصہ یوں ہے کہ شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد آپ نے واقعہ میں دیکھا کہ حضور سرور موجودات خلاصہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما ہیں شیخ الشیوخ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش خدمت تعظیماً کھڑے ہیں اور اس گھر میں رسہ کھینچا ہوا ہے جن پر چند خرقہ لٹکے ہوئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو طلب فرمایا شیخ الشیوخ نے ہاتھ پکڑ کر قدم بوسی سے مشرف کیا۔ حضور ﷺ نے ان لٹکے ہوئے خرقوں میں سے ایک خرقہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ فرمایا اسے بہاؤالدین کو پہنا دو شیخ الشیوخ نے تعمیل ارشاد کیا علی الصباح جب شیخ الشیوخ بیدار ہوئے انہیں اندر طلب کیا جب خدمت میں پہنچے وہی گھر وہی رسہ میں لٹکے ہوئے خرقہ نظر آئے شیخ الشیوخ نے کھڑے ہو کر وہی خرقہ جس کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا ان کو پہنایا اور فرمایا بہاؤالدین یہ خرقہ حضور ﷺ کا ہے میں صرف درمیانی واسطہ ہوں بغیر اجازت کسی کو نہیں دے سکتا حضرت شیخ الشیوخ سے رخصت ہو کر ملتان آئے متوطن ہو کر طالبین کے ارشاد میں مشغول ہوئے بہت لوگ آپ کی قدوم کی برکت سے ہدایت یافتہ ہوئے اس شہر کے باشندے بالعموم آپ کے معتقد اور

Marfat.com

مرید ہوئے۔ کرامات وخوارق آپ کے ظاہر ہیں ولادت آپ کی پانچ سو چھیاسٹھ ہجری (۵٦٦ھ) کوٹ کروڑ کے قلعہ میں ہوئی وفات آپ کی روز پنجشبہ بعد از نماز ظہر سات ماہ صفر سال چھ سو ساٹھ ہجری (٦٦٠ھ) ہے مدت حیات ایک سو (۱۰۰) سال مزار آپ کا ملتان پرانے قلعہ میں ہے۔

خواجہ حافظ شیرازی قدس اللہ سرہ

آپ کا نام محمد ہے لقب شمس الدین حضرت مولانا جامی نے فرمایا ہے کہ باوجودیکہ معلوم نہیں ہوا کہ بہ ظاہر آپ نے ارادت کا ہاتھ کسی پیر کے ہاتھ میں دیا ہو۔ لیکن ان کو لسان الغیب کہتے ہیں اور ان کے دیوان میں آثار حقائق ومعارف بہت ہیں ملا بدایونی کے تذکرہ میں حضرت شیخ نظام الدین سے منقول ہے کہ وہ (حافظ شیراز) خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے مرید ہیں وفات آپ کی سات سو بانوے ہجری (۷۹۲ھ) ہے قبر آپ کی شیراز میں ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام شریف الدین لقب مصلح الدین ہے والد کا نام عبداللہ ہے تخلص سعدی۔ علوم ظاہری اور باطنی اور نظم ونثر میں کمال رکھتے تھے۔ شیخ عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کے بقعہ شریف کے مجاور تھے بارہا حرمین شریفین کی زیارت کے لئے پاپیادہ گئے ہیں اکثر اقالیم کی سیاحت کر چکے ہیں۔ ہندوستان میں بھی بت شکنی کی ہے شیخ شہاب الدین سہروردی اور اکثر مشایخ سے صحبت پائی ہے اور بیت المقدس اور بلاد شام میں ایک عرصہ تک پانی پلاتے رہے ایک وقت میں سادات میں سے کسی کے ساتھ درشت کلامی ہوئی (۱) آنحضرت رسالت پناہ صلی

(۱) اگرچہ خود بھی سادات سے ہیں ۱۲ کذا فی عمدۃ الطالب فی آل ابی طالب۔ از حضرت مترجم

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ عتاب فرمایا۔ جب بیدار ہوئے ان کے پاس جا کر معذرت خواہ ہوئے آپ کی تصانیف جملہ مقبول ومشہور ہیں وفات آپ کی شب جمعہ ماہ شوال چھ سو نوے ہجری (۶۹۰ھ) ہے بیرون شیراز میں آپ کی قبر ہے۔

شیخ بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا لقب شاہ مدار ہے مرید شیخ محمد طیفوری کے ہیں اور شافعی ہیں آپ کی نسبت ارادت کبر سن کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے پانچ (۵) یا چھ (۶) واسطہ سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ شاہ مدار کی بزرگی کے احوال تقریر وتحریر میں آنے سے بلند ہیں کہتے ہیں کہ بارہ (۱۲) سال تک طعام باقاعدہ نہیں کھایا۔ اور لباس ایک بار پہنتے پھر دھونے کی ضرورت نہ پڑتی ہمیشہ سفید وپاکیزہ رہا کرتے شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ آپ مقام صمدیت میں تھے اور یہ مرتبہ سالکین کا ہے کمال وجمال جو حق تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا تھا اس کی وجہ سے جو بھی آپ کو دیکھتا بے اختیار سر نیاز خم کرتا اس سبب سے ہمیشہ آپ برقعہ بہ رو رہتے آپ کی وفات ماہ جمادی الاولیٰ چھ سو چالیس ہجری (۶۴۰ھ) میں ہوئی اور آپ کی قبر مکھن پور توابع قنوج میں ہے اور ہر سال ماہ جمادی الاولیٰ میں آپ کا عرس ہوتا ہے قریب پانچ (۵) یا چھ (۶) لاکھ اشخاص مرد وزن صغیر وکبیر اطراف سے اس دن آپ کے روضہ شریف کی زیارت کے لئے اور بہت علماء جمع ہوتے ہیں سب نذرو نیاز لاتے ہیں اور کرامات عجیبۃ الحال بھی صادر ہوتے ہیں شاہ مدار کے والد شیخ عالی ابن شیخ طیفوری ابن شاہ قطب ابن اسماعیل ابن محمد بن حسن بن علی بن طیفوری صغیری بن بہاؤ الدین بن محمد شاہ

Marfat.com

میر بن بدر الدین بن طاہر الدین بن عبدالرحمان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و عنہم ۔ اور آپ کی والدہ بی بی ہاجرہ بنت حامد بن محمود بن عبداللہ بن احمد بن آدم بن محمد بن فخر الدین طیفوری بن سراج الدین عبدالرحمان بن تیمور بن عبدالرشید بن عبدالجلیل بن محمود بن قیام الدین بن شمس الدین بن عبدالرحمان الشمس بن عبدالمجید بن عبدالرحمان باقی رحمتہ اللہ اور آپ کے والد و والدہ کی قبریں مقام خبال ولایت جیل میں ہیں ولادت شاہ مدارؒ کی مقام مذکور میں ہے اور عمر شاہ مدارؒ دوسو باون (۲۵۲) سال ہے۔

حضرت شاہ شجاع کرمانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

آپ کی کنیت ابوفارس ہے شہزادوں سے ہیں اور ابوحفص حداد کے مرید ہیں بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے جیسے ابوتراب نخشبی اور ابو ذراع بصری اور ابوعبید بصری ان سے صحبت رہی کہتے ہیں کہ چالیس (۴۰) سال تک آپ نہ سوئے ۔ ایک مرتبہ خواب دیکھا حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اس کے بعد خواب علی الاتصال کرنے لگے ۔ چنانچہ لوگ آپ کو سوتے میں یا خواب کی طلب میں پاتے شاہ نے کہا ہے کہ صبر کی علامت تین (۳) چیزیں ہیں ۔ تکلیف پہنچنے پر حق تعالیٰ سے شکایت نہ کرنا اور صدق رضا اور قبول قضا آپ کی وفات دوسوسات ہجری (۲۰۷ھ) بعد واقع ہوئی ۔

حضرت مولانا محمد شریف رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا تخلص مغربی ہے مرید شیخ اسماعیل شبلی کے ہیں اور شیخ اسماعیل شیخ نورالدین عبدالرحمان اسفرائی کے اصحاب میں سے ہیں اور شیخ کمال خجندی کے معاصر و مصاحب ہیں وفات آپ کی آٹھ سو ہجری (۸۰۰ھ) ہے

Marfat.com

حضرت مولانا شمس الدین تبریزی روح اللہ روحہ

آپ کا نام شریف محمد بن علی بن مالک ہے آپ کا کہنا ہے کہ میں جب مکتب میں تھا ابھی بالغ نہ تھا اگر چالیس (۴۰) دن بھی مجھ پر گذرتے تو سیرت محمدی کے عشق میں طعام کی خواہش نہ ہوتی اگر کوئی طعام کی بات کرتا بھی تو سر اور ہاتھ کے اشارہ سے اس کو منع کرتا آپ مرید شیخ ابوبکر شال باف کے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ شیخ رکن الدین سنجاسی کے مرید ہیں جن کے پیر حمید الدین کرمانی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ بابا کمال خجندی کے مرید ہیں حضرت مولانا عبدالرحمان جامی کہتے ہیں احتمال ہے کہ سب کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ ہوں مولانا جلال الدین رومی کو آپ سے کمال اتحاد تھا ہمیشہ ان سے صحبت گرم رہتی اور اپنے اشعار میں جابجا ان کی تعریف کرتے ہیں اکثر خلوت میں باصوم وحال رہتے آپ کی وفات چھ سو چالیس ہجری (۶۴۰ھ) میں ہوئی۔

حضرت مخدوم جہانیاں قدس اللہ سرہ

آپ کا نام سید جلال ہے آپکے دادا کے نام کے موافق سب سے پہلے آپ کے قبیلہ سے بخارا سے آپکے دادا تشریف لائے تھے جن کو سید بخاری کہتے ہیں جب یہاں آئے شیخ بہاؤ الدین ملتانی کے مرید ہوئے۔ بزرگوں سے ہیں اور سادات صحیح النسب جلیل القدر سے ہیں۔علوم ظاہری اور باطنی کے جامع ہیں آپ کے تین فرزند ہیں ایک سید احمد دوئم سید بہاؤ الدین سوئم سید محمد سید احمد کبیر کے دو فرزند رشید قابل اور سعادت مند تھے ایک قطب اور غوث وقت شیخ المشائخ اور مشرف اہل زمانہ اور یکتائے روزگار اور منفرد از بیان وعیان ہیں مخدوم جہانیاں اور دوئم سید راجو قتال آپ بھی اولیاء کبار سے گزرے ہیں اگرچہ

Marfat.com

مخدوم جہانیاں کی ظاہری اور باطنی تربیت اپنے والد سے تھی تاہم شیخ رکن الدین بن صدرالدین بن شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی کے مرید ہیں۔ اور ہر وادی میں آپ کی تربیت کی برکت سے درجہ کمال کو پہنچے اور یکتائے زمانہ ہوئے آپ کو مخدوم جہانیاں اس وجہ سے کہتے ہیں کہ عید کے دن شیخ بہاؤالدین اور شیخ رکن الدین کے روضہ پر حاضری دی اور عیدی کا التماس کیا آواز آئی کہ حق تعالیٰ نے آپ کو مخدوم جہانیاں بنایا آپ کی عید یہی ہے جب شیخ رکن الدین کے روضہ پر گئے وہاں بھی یہ آواز سنی جب روضہ سے باہر ہوئے سب لوگ مخدوم جہانیاں کہنے لگے خوارق وکرامات حد سے زیادہ آپ سے ظاہر ہوئے مکہ معظّمہ جب تشریف لے گئے امام عبداللہ یافعی سے ملاقات کی ان دونوں عزیزوں میں کمال درجہ کا اتحاد تھا اور وہ محبت تھی جس سے بالاتر محبت کا وجود نہیں مکہ معظّمہ سے ہندوستان واپس ہوئے اور دہلی میں حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلی سے ملاقات کی۔ سلسلہ چشتیہ کا خرقہ مبارک آپ سے پہنا۔ ولادت آپ کی اول شب جمعہ برات سات سو سات ہجری (۷۰۷ھ) وفات غروب آفتاب کے وقت روز چہار شنبہ عید الاضحیٰ سال سات سو پچاسی ہجری (۷۸۵ھ) کو واقع ہوئی مدت حیات شریف اٹھتر (۷۸) سال تین (۳) ماہ چھبیس (۲۶) دن آپ کا مزار قصبہ اوچھ علاقہ ملتان میں ہے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس اللہ سرہ

آپ کی اصل قریہ کوکن سے ہے جو مضافات نیشاپور میں ہے اور مرید شیخ مجدالدین بغدادی کے ہیں پچاسی (۸۵) سال نیشاپور میں رہے ابتدائی توبہ شیخ رکن الدین اکاف کے ہاتھ پر کی ہے بہت سے مشائخ کبار سے

Marfat.com

ملاقات کی ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ اویسی ہیں صاحب وجد وسماع اور بزرگان صوفیاء سے ہیں حضرت مولانا عبدالرحمان جامی کہتے ہیں کہ جس قدر اسرار توحید اور حقائق و ذوق مثنویات وغزلیات عطار میں ہیں اس طائفہ کے کسی شخص کے کلام میں نہیں اور ''تذکرۃ الاولیاء'' ''الٰہی نامہ'' ''بی سرنامہ'' اور منطق الطیر وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں آپ کی ولادت ماہ شعبان پانچ سو تیرہ ہجری (۵۱۳ھ) ہے وفات آپ کی چھ سو ستائیس ہجری (۶۲۷ھ) ہے کفار کے ہاتھوں سے ایک سو چودہ (۱۱۴) سال کی عمر میں شہادت کا درجہ پایا۔

حضرت حکیم سنائی غزنوی قدس اللہ سرہ

آپ کی کنیت اور نام ابوالمجد مجدود ابن آدم ہے کبار شعراء صوفیہ اور مرید خواجہ یوسف ہمدانی کے ہیں۔ حدیقہ حکیم سنائی میں بعض ابیات نامعقول اور الحاقی ہیں اور بیان مبتدع ہے اور عشقیہ میں ہے کہ حضرت سنائی قدس اللہ سرہ گورستان میں سکونت رکھتے تھے ناگاہ شہر کا بادشاہ آپ کی ملاقات کو گیا اور بیٹھ کر کچھ گفتگو کی اور کہا اے خواجہ آپ اس گورستان میں کتنی سال سے ہو جو آبادی میں لوگوں سے کنارہ کش ہو چکے اور ظاہری متابعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جمعہ اور جماعت میں حاضر نہ ہونے کی وجہ ترک کئے ہوئے ہو فرمایا تیں (۳۰) سال سے اپنے نفس سرکش و بے رہ کو گورستان میں بند کئے ہوئے ہوں اور نگرانی کر رہا ہوں اگر معمولی سا قدم اس دائرہ سے باہر کردوں۔ جملہ اعضاء میں مناہی کے متعلق تفرقہ واقع ہوگا اور خطرات میں پڑ جائیں گے اور چشم وزبان و گوش حرکت میں آجائیں گے اور کل اعضاء صفات رحمانی کی بجائے حیوانی کی طرف مائل ہوں گے خواجہ نے کہا قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام من ذاق

Marfat.com

حلاوۃ العزلۃ والخلوہ فقد استغنی عن کل حلاوۃ[1] وفات آپ کی پانچ سو پچیس ہجری (۵۲۵) میں ہوئی اور لوح مزار پر یہی تاریخ کندہ ہے۔

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمود اور اصل آپ کی اودھ سے ہے سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے مریدین کاملین سے ہیں۔ پچیس سال (۲۵) کی عمر میں ترک و تجرید اختیار کی اور ریاضتہائے عظیمہ اختیار کئیں چالیس (۴۰) سال کی عمر میں سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچے حضرت شیخ کو کمال محبت اور اتحاد آپ کے ساتھ تھا جس قدر خوارق اور کرامات سلطان المشائخ کے مریدین میں آپ کے ہاتھ سے ظاہر ہوئیں اور کسی سے نہیں ہوئیں باوجودیکہ اس سلسلہ میں سماع و وجد متعارف ہے اور آپ کے شیخ بھی بہت سماع فرماتے اور وجد ہوتا لیکن شیخ نصیر الدین نے سماع نہ فرمائی اور خلاف سنت قرار دیتے۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء سے جب ذکر کوئی کرتا ان کی بات پسند فرماتے اور کہتے کہ سچ کہتے ہیں منقول ہے کہ ایک قلندر نے گیارہ زخم آپ کے وجود مبارک کو پہنچائے لیکن آپ کے استغراق میں فرق نہ آیا۔ خون آپ کے وجود مبارک سے جاری رہا جب مریدین نے اس پر اطلاع پائی قلندر کو پکڑنا چاہا کہ سزا دے مگر شیخ نے فرمایا کوئی مزاحمت نہ کرے اور کچھ نقدی بھی اس کو دی کہ مبادا چھرا مارنے میں تکلیف پہنچی ہو اس واقعہ کے تین (۳) سال بعد اٹھارہ (۱۸) رمضان المبارک وقت چاشت سال سات سو پچاس ہجری (۷۵۰) آپ کی وفات ہوئی مزار

(۱) لا ادری تخریجہ از حضرت مترجم

Marfat.com

آپ کا بیرون دہلی ہے۔

حجتہ الاسلام امام محمد بن غزالی الطوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کی کنیت ابو حامد ہے اور لقب زین الدین اصل آپ کی طوس سے ہے اور آپ کا تصوف میں انتساب حضرت شیخ ابوعلی فارمدی کی طرف ہے علوم ظاہری اور باطنی کے جامع ہیں اپنے زمانہ میں اعلم علماء تھے اور مجدد تھے امام شافعی کی مذہب پر تھے بہت سی تصانیف کے مصنف ہیں مثل تفسیر ''یا قوت التاویل'' جو چالیس (۴۰) جلد ہے اور احیاء العلوم اور جواہر القرآن اور کیمیائے سعادت وغیرہ ہم آپ کے بھائی امام احمد غزالی منخول کو جب آپ نے تصنیف کیا امام الحرمین کے پاس لے گئے امام الحرمین نے دیکھ کر کہا کہ امام نے مجھے زندہ درگور کر دیا یعنی اس کتاب نے میری تصانیف پوشیدہ کر دیں آپ کی ولادت چارسو پچاس ہجری (۴۵۰ھ) اور وفات چودہ (۱۴) جمادی الاخریٰ پانچ سو پانچ ہجری (۵۰۵ھ) کو ہوئی مدت حیات چون (۵۴) سال آپ کی قبر بغداد میں ہے۔

شیخ علی بن الھیتی رضی اللہ عنہ

آپ کبار مشائخ سے ہیں مرید تاج العارفین ابوالوفا کے ہیں اور وہ مرید شیخ ابو محمد شنکی کے ہیں اور وہ مرید شیخ ابوبکر بن ہزار کے ہیں اور وہ مرید اویسی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہیں آپ ہمیشہ حضرت شیخ غوث الاعظم کی خدمت میں رہتے اور فوائد حاصل کرتے جس وقت آپ نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا سب سے پہلے منبر پر جو شخص گیا اور آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھا

Marfat.com

اور آپ کے زیر دامن ہوا اور اس سعادت سے مشرف ہوا آپ تھے کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت غوث الاعظم وعظ فرما رہے تھے شیخ علی بن الھیتی برابر میں بیٹھے ہوئے تھے شیخ کو نیند آئی غوث الاعظم نے اہل مجلس سے کہا خاموش ہو جاؤ اور منبر سے اتر آئے شیخ کے سامنے بہ ادب استادہ ہوئے اور ان کی طرف دیکھ رہے تھے جب شیخ خواب سے بیدار ہوئے آن حضرت نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ شیخ نے کہا ہاں غوث الاعظم نے فرمایا میں اس وجہ سے بہ ادب کھڑا رہا پھر فرمایا کہ تمہیں کس چیز کی وصیت کی شیخ نے کہا کہ آپ کے پاس رہنے کی لوگوں نے شیخ علی سے حضرت غوث الاعظم کی اس بات کا مطلب پوچھا کہ میں اس وجہ سے بہ ادب کھڑا رہا شیخ نے کہا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے آنحضرت نے بیداری میں دیکھا۔ حضرت غوث الاعظم ان کی بہت تعریف فرماتے تھے اور فرماتے کہ جو کوئی بھی اولیاء الٰہی سے عالم غیب وشہادت سے بغداد میں داخل ہوتا ہے وہ میرا مہمان ہے اور میں شیخ علی بن الھیتی کا مہمان ہوں جب شیخ اس محل سے جس میں اقامت گزین تھے حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں جاتے مریدین سے فرماتے خبردار جمیعت خاطر سے رہو کہ سلطان کی خدمت میں جا رہے ہیں آنحضرت فرماتے کس بات کا اندیشہ ہے آپ عراق کے اکابر میں سے ہو شیخ کہتے کہ عراق کے بادشہ آپ ہیں۔ آپ سے اندیشہ ہے جب آپ امان دو گے بے خوف رہیں گے۔ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ فرماتے لاخوف علیکم منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ بادشاہ کے نہر پر جا رہے تھے دو بستیوں کے لوگوں کا ایک مقتول پر نزاع تھا آپ اس مقتول کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا اے بندۂ خدا وہ مرد کھڑا ہوا اور آنکھ کھولی اور شیخ

Marfat.com

سے کہنے لگا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے قتل کیا ہے لوگ اس کی بات سن رہے تھے بات ختم کرنے کے بعد گر پڑا اور زبان بند ہو گئی شیخ ابن الھیتی کی کرامات لوگ بیان کرتے ہیں کہ اگر شیر کسی کے روبہ رو آئے اور ان کا کوئی نام لے تو وہ لوٹ جاتا ہے آپ کی وفات پانچ سو چونسٹھ ہجری (۵۶۴ھ) میں ہوئی مدت عمر شریف ایک سو بیس سال (۱۲۰) اور آپ کی قبر زیران میں ہے۔

شیخ بقاء بن بطو رحمتہ اللہ علیہ

آپ صاحب کرامات و مقامات عالیہ ہیں اور زہد اور ورع میں کامل گزرے ہیں مرید تاج العارفین ابو الوفا رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں ہمیشہ غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر قدس اللہ سرہ کی مجلس میں حاضر رہتے اور فیض حاصل کرتے آپ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر کی مجلس میں حاضر تھا اس وقت منبر کے پہلے درجہ پر کھڑے ہو کر وعظ فرما رہے تھے دفعتاً سلسلۂ وعظ منقطع فرمایا اور کچھ دیر خاموش رہ کر زمین پر اترے پھر منبر پر چڑھ کر دوسرے درجہ پر بیٹھ گئے پس میں نے دیکھا کہ پہلا درجہ نظر چشم کی حدود اور وسعت تک کشادہ ہوا اور سبز ریشمی فرش بچھا دی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب سمیت تشریف فرما ہوئے حضرت سبحانہ نے شیخ کے قلب پر تجلی فرمائی شیخ ایک طرف کو جھک گئے اور قریب تھا کہ گر جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پکڑ کر بچا لیا اس کے بعد خورد اور لاغر ہوئے یہاں تک کہ ایک چڑیا کی طرح ہو گئے پھر بڑھنا شروع ہوا یہاں کہ ہائل اور خوفناک صورت میں ظاہر ہوئے اس کے بعد آپ میری نظروں سے غائب ہوئے حاضرین نے شیخ بقا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کی رویت کی کیفیت پوچھی جواب دیا کہ حق نے ان کی امداد فرمائی ہے اور

Marfat.com

ان کی ارواح مطہرہ کو اجسام وصفات کی صورت میں متمثل ہونے کی طاقت دی ہے جن لوگوں کی ارواح کو حق تعالیٰ نے اجساد وصفات کی صورت میں عیاناً دیکھنے کی قوت دی ہے وہ عیاناً دیکھتے ہیں پھر حضرت کے مائل ہونے اور خورد ہونے کا سبب پوچھا کہا تجلی اول صفات کی تھی جس کی بشر میں بغیر تائید نبوی کے طاقت نہیں اسی وجہ سے شیخ گرنے کے قریب ہوئے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا نہ ہوتا اور دوسری تجلی صفات جلال کے ساتھ تھی۔ اس وجہ سے لاغر ہونا اور خورد ہونا شروع ہوا اور تیسری تجلی صفات جمال سے تھی اس وجہ سے شیخ کے جسم نے بڑھنا شروع کیا آپ کی وفات تین سو ترپن ہجری (۳۵۳ھ) ہوئی قبر مبارک طوس میں ہے۔

حضرت ابو سعید ابو الخیر قدس اللہ سرہ

آپ کا نام فضل اللہ ہے اور اصل خراسان کے قصبہ مہنہ سے ہے سلطان وقت اور اہل طریقت کے سردار اور زمرۂ طریقت کے پیشوا گزرے ہیں اور صاحب علوم ظاہر و باطن اور مشرف القلوب (خواطر پر اطلاع پانے والے) ہیں اور تمام ہم عصر آپ کے مسخر تھے اوائل حال میں طلب علم میں مہنہ سے سرخس آئے اور ابوزاہد سے تعلق پیدا کیا وہ ایک سبق لیتے تین دن عبادت میں گزارتے یہاں تک کہ امام پہنچے دیکھنے پر بہت تعظیم کی ان ایام میں سرخس کا والی شیخ ابوالفضل ابن حسن تھا ایک دن سرخس کے جوئبار پر شیخ گئے ابوالفضل بن حسن سامنے سے آئے اور ابوسعید سے کہا جس راہ پر چل رہے ہو اچھا راستہ ہے شیخ نے ان سے تعلق پیدا کیا اور وہاں سے پھر اپنی جگہ لوٹ آئے اور ریاضت اور مجاہدت میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ ان پر

Marfat.com

کھول دیا۔

نسبت وارادت آپ کی شیخ ابوالفضل بن حسن سرخسی سے ہے اور آپ مرید ابونصر سراج کے ہیں اور وہ مرید ابومحمد مرتعش کے اور وہ مرید ابوالحفص حداد کے ہیں اور شیخ جنید کو دیکھے ہوئے ہیں بعض کے نزدیک شیخ جنید کے مرید ہیں اور شیخ جنید بغدادی سے بھی ملاقات کی ہے اپنے پیر ابوالفضل کے انتقال کے بعد خرقہ خلافت شیخ عبدالرحمان سلمی سے پہنا اور بعض مشکلات کے حل کے لئے ایک سال ابوالعباس قصاب آملی کے پاس رہے حضرت شیخ سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے جواب دیا کہ جو کچھ سر میں (عجب و پندار) ہے اسے رکھ دو اور جو کچھ کف میں ہے اسے دے دو اور جو کچھ تجھ پر آئے اسے چکھو (صبر کرو) آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص روئے آب پر چلتا ہے فرمایا آسان ہے پسو اور جھاگ بھی سطح آب پر چلتا ہے لوگوں نے کہا فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے فرمایا چیل اور مچھر بھی ہوا میں اڑتا ہے لوگوں نے کہا فلاں شخص ایک لحظہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا ہے فرمایا شیطان بھی ایک دم میں مشرق سے مغرب تک جاتا ہے ان چیزوں کی کوئی قیمت نہیں مرد وہ ہے جو لوگوں میں بیٹھ کر لین دین کرے بیوی ہو لوگوں سے بھی اختلاط رکھے اور ایک لحظہ خدا سے غافل نہ رہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے 'الصدق قیام القلب مع اللہ' صدق عبارت ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قلب کی وابستگی سے آپ کی وفات شب جمعہ چار (۴) شعبان چار سو چالیس (۴۴۰ھ) کو ہوئی مدت حیات شریف ہزار ماہ ہے۔ آپ کی قبر مہنہ میں ہے۔

حضرت سید احمد بن ابوالحسن رفاعی قدس اللہ سرہ

آپ موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں آپ کا خرقہ ارادت پانچ

Marfat.com

(۵) واسطہ سے شیخ شبلی کو پہنچتا ہے۔ حضرت غوث الثقلین قدس اللہ سرہ سے ملاقات ہوئی ہے بطائح کے ام عبیدہ میں سکونت پذیر تھے اور شافعی مذہب ہیں ابوالحسن علی آپ کے بھانجے ہیں۔ فرماتے ہیں ایک دن خلوت میں بیٹھا تھا کسی کی آواز سنی۔ جب میں نے غور کیا تو ماموں کے پاس ایک شخص کو بیٹھے دیکھا جن کو کبھی نہیں دیکھا تھا کچھ دیر تک دونوں باتیں کرتے رہے پھر وہ شخص روشندان سے جو حجرہ کی دیوار میں تھا باہر چلا گیا میں نے پوچھا یہ کون صاحب تھے فرمایا تم نے اسے دیکھا میں نے کہا دیکھا انہوں نے کہا یہ وہ شخص ہے کہ حق تعالیٰ نے بحر محیط کو ان کی نگرانی میں دیا ہے اور یہ منجملہ چار اشخاص کے ہیں تین دن سے مہجور ہے لیکن اس کو ابھی علم نہیں۔ میں نے کہا یا سیدی اس کی مہجوری کا سبب کیا ہے کہا کہ بحر ہفتم کے محیط پر جو جزائر ہیں ان میں سے ایک جزیرہ پر تین دن رات متواتر بارش برستی رہی اس کے دل میں گزرا کہ کاش یہ بارش آبادی پر ہوتی اس کے بعد استغفار کیا بہ سبب اس اعتراض کے مہجور ہوا میں نے کہا یا سیدی اس کو آپ نے اس مہجوری کی اطلاع دی ہے کہا نہیں مجھے شرم محسوس ہو رہی تھی میں نے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں اطلاع دوں فرمایا کرتے ہو میں نے کہا ہاں فرمایا اگریبان پر سر نیچے کر دو ایک آواز میرے کان میں آئی کہ اے علی سر اٹھا دو میں نے سر اٹھایا بحر محیط کے جزائر میں سے ایک جزیرہ میں خود کو پایا میں حیران ہوا اٹھا تھوڑی دور جا کر اسی مرد کو دیکھا اس پر سلام کیا اور وہ قصہ اس سے بیان کیا مجھے قسم دی کہ جو کچھ تجھ سے کہوں ویسے ہی کرنا میں نے قبول کیا اس نے کہا میرا خرقہ میری گردن میں ڈال دو اور زمین پر کھینچو اور اعلان کرو کہ یہ سزا اس شخص کی ہے جو حق تعالیٰ پر اعتراض کرے خرقہ اس کی گردن میں ڈال کر چاہا کہ کھینچوں۔

Marfat.com

ہاتف سے آواز آئی کہ اے علی چھوڑ دو کہ ملائکہ آسمان پر اس کے لئے تضرع کنان ہیں اور گریاں ہیں حق تعالیٰ اس سے خوشنود ہوا اور آواز سننے کے بعد میں بے ہوش ہوا جب ہوش میں آیا خود کو ماموں کے پاس پایا۔ خدا کی قسم مجھے خبر نہیں کہ کیسے گیا اور کیسے آیا ایک دن شیخ احمد رفاعی کی مجلس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب مذکور ہو رہے تھے ایک شخص نے بطور انکار کہا بس کرو سیدی۔ آپ نے اس کی طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھا فی الحال وہ شخص مر گیا سیدی نے فرمایا کسے قدرت ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب بیان کر سکے اور ان کے مرتبہ کو پہنچے وہ ایسے شخص ہیں جن کی ایک جانب شریعت کا دریا ہے اور دوسری جانب حقیقت کا۔ جہاں چاہتے ہیں غوطہ لگاتے ہیں اپنے بھائیوں اور مریدوں کو وصیت کرتے تھے جب بغداد جاؤ تو شیخ عبدالقادر جیلانی سے پہلے کسی سے نہ ملنا آپ کی حیات اور وفات دونوں حالتوں میں۔ کیونکہ انہوں نے حق تعالیٰ سے عہد لیا ہے کہ جو بغداد میں داخل ہو کر میری زیارت نہ کرے اس کے احوال مسلوب ہوں فرماتے کہ حسرت اس شخص پر ہے جس نے شیخ عبدالقادر کو نہ دیکھا آپ کی وفات پنج شنبہ کے دن بارہ (۱۲) جمادی الاولیٰ پانچ سو اٹھتر ہجری (۵۷۸ھ) کو ہوئی بعضوں کا قول ہے کہ سماع میں انتقال ہوا مدت عمر اسی (۸۱) برس سے متجاوز تھی۔ اور آپ کی قبر ام عبیدہ بطائح میں ہے۔

حضرت شیخ ابو محمد مرتعش قدس اللہ سرہ

آپ کا نام عبداللہ ابن محمد نیشا پوری ہے بغداد میں متوطن تھے شیخ ابو الحفص حداد کے مرید ہیں سید الطائفہ جنیدی سے ملاقات کی ہے شیخ ابو حفص نے آپ کو سیاحت کے لئے فرمایا تھا چنانچہ ہر سال ہزار فرسنگ سفر فرماتے اس طرح

Marfat.com

کہ پا برہنہ سر برہنہ ہوتے اور کسی شہر میں دس (۱۰) دن سے زیادہ توقف نہ کرتے کبھی تین (۳) دن ٹھہرتے آپ فرماتے کہ جب تک میں نے خود کو ظاہر میں عام نہ دیکھا باطن میں خاص دیکھنا نصیب نہ ہوا کسی نے آپ سے کہا فلاں شخص سطح آب پر چلتا ہے فرمایا میرے نزدیک جو نفس کا مخالف ہے سطح آب پر چلنے والے سے بزرگ تر ہے آپ کی وفات ایک سو بیس ہجری (۱۲۰ھ) میں ہوئی۔

حضرت ابو عمر زجاجی قدس اللہ سرہ

آپ کا نام ابراہیم اور ایک قول پر محمد بن ابراہیم ہے اصل آپ کی نیشاپور سے ہے سید الطائفہ اور رویم اور ابو عثمان خیری اور ابراہیم خواص سے صحبت رہی چالیس (۴۰) سال مکہ معظمہ میں مجاور رہے اس عرصہ میں حرم میں پیشاب نہ کیا۔ کعبہ شریف کی تعظیم کے لئے ساٹھ حج ادا کئے ہمیشہ فرماتے کہ من سی سال خلائے جنید بہ دست خود پاک کردم۔ و بہ این فخر می کرد۔ (میں نے اپنے ہاتھ سے تیس سال تک خلائے جنید پاک کی اور اس پر فخر کرتے تھے م ص) جب مشائخ وقت حلقہ کرتے تو آپ سر حلقہ ہوتے کہتے ہیں ایام حج میں ایک عجمی شخص آیا اور کہا کہ مجھے براءت لکھدو۔ کہ دوزخ سے محفوظ رہوں گا میں نے حج ادا کیا ہے آپ کے دوستوں نے مجھے آپ کا بتلایا ہے آپ سمجھ گئے کہ یاروں کی خوش طبعی (مذاق) ہے کیونکہ وہ شخص سادگی لئے ہوئے تھا ملتزم جو اجابت دعا کا مقام ہے اس کی طرف آپ نے اشارہ کیا اور فرمایا کہ وہاں جاؤ اور کہو یا رب! اعطنی براءت (اے رب مجھے براءت عطا فرمادو) کچھ دیر نہ گزری تھی کہ واپس لوٹا اور اس کے ہاتھ میں کاغذ تھا جس پر سبز روشنائی سے تحریر تھا بسم اللہ

Marfat.com

الرحمن الرحیم ھذا براءۃ فلان بن فلان من النار ۔ (یعنی فلاں بن فلاں کے لئے دوزخ سے براۃ ہے) آپ کی وفات تین سو اڑتالیس ہجری (۳۴۸ھ) میں ہوئی ۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری قدس اللہ سرہ

آپ کی کنیت ابو محمد ہے اور حنفی مذہب ہیں مرید ذوالنون مصری کے ہیں گروہ صوفیاء کے کبار علماء سے اور عراق کی اوتاد میں سے ہیں ۔ حقیقت و شریعت کے جامع ہیں ۔ طریقۂ سہیلیہ آپ کی طرف منسوب ہے ۔ آپ کے طریقہ کی بنا مجاہدہ نفس پر ہے ۔ صاحب کشف المحجوب نے لکھا ہے کہ سہل بن عبداللہ تستری جس دن پیدا ہوئے صائم تھے اور وفات کے دن بھی صائم تھے ۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ بدبختی کی کیا نشانی ہے فرمایا کہ علم نصیب ہو اور عمل کی توفیق نہ ہو نہ اخلاص ہو جو عمل کے ساتھ ہو اور نیک لوگوں کی صحبت اور ملاقات سے انکار کرے فرماتے ہیں جس نے گرسنگی (روزہ) اختیار کی شیطان اس کے گرد نہیں پھٹکتا بحکم خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں تمام آفتوں کی جڑ شکم سیری ہے فرماتے جس وجد پر کتاب وسنت گواہ نہ ہوں وہ باطل ہے فرماتے ہیں جہل سے بڑھ کر کوئی معصیت نہیں اور فرماتے کہ بڑی کرامت یہ ہے کہ بری عادت کو اچھی عادت سے بدل دے اور فرماتے کہ حق تعالیٰ کی فراموشی سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں اور فرماتے حق تعالیٰ کے ہر روز ہر ساعت ہر شب عطیات ہیں سب میں بڑی عطا یہ ہے کہ اپنے ذکر کو قلب مومن میں الہام کرے اور فرماتے کوئی مددگار نہیں سوائے خدا کے اور کوئی دلیل نہیں سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی زاد نہیں سوائے تقویٰ کے اور کوئی عمل علاوہ صبر کے نہیں اور فرماتے جب تک نفس نہ

Marfat.com

مر جائے دل زندہ نہ ہوگا اور فرماتے حق تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا فرمایا اور فرمایا کہ مجھ سے مناجات کرو اگر مناجات نہیں کرتے تو مجھ پر اعتبار نہیں کرتے اگر یہ نہیں کرتے تو مجھ سے حاجت نہیں چاہتے ہو اور آپ نے فرمایا کہ تصوف کم کھانا ہے۔ اور حق تعالیٰ سے مشغول ہونا ہے۔ اور لوگوں سے بھاگنا ہے اور فرماتے کہ توکل ہونے نہ ہونے دونوں حالتوں میں شاکر رہنا ہے اور فرماتے رضائے حق پر عبودیت فضل الٰہی پر موقوف ہے اور فرماتے کہ نفس تین (۳) صفات سے خالی نہیں کافر یا منافق یا مرائی فرماتے کہ سہل نے مدت مدید ریاضات شاقہ برداشت کئے اور دوام ذکر سے مشغول رہا یہاں تک کہ دماغ سے خون جاری ہوا جو قطرہ بھی زمین پر گرا نقش اللہ کی پیدا ہوئی اتنی اشغال کے بعد اس کے پیر نے اسے یادداشت کا حکم فرمایا اور ذخیرۃ الملوک میں ہے کہ شیخ سہل بن عبداللہ تستری قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ تین (۳) سال کی عمر میں ماموں کے ساتھ رہا اور میرا ماموں محمد اٹھ کر عبادت کرتے اور میں اٹھ کر ان کو دیکھتا کہ کیا کر رہے ہیں ایک دن مجھ سے کہنے لگے کہ اے سہل اس خدا کو جس نے تجھے پیدا کیا ہے یاد کرو میں نے کہا کیسے یاد کروں کہا جب خواب سے جاگو تین مرتبہ اپنے دل میں کہو کہ خدا میرے ساتھ ہے اور مجھے دیکھتا ہے لیکن زبان حرکت نہ کرے رات کو میں نے یہی کیا اور انہیں اطلاع دی کہا اس کے بعد ہر رات سات مرتبہ کہنا۔ چند دن کے بعد حلاوت دل میں پیدا ہوئی اور میرا دل لوگوں کی صحبت سے متنفر ہوا ہمیشہ خلوت کا مقام ڈھونڈتا یہاں تک کہ مجھے مکتب بھیجا گیا اندیشہ ہوا کہ بچوں کی صحبت میں خاطر پریشان نہ ہو والد سے کہا کہ معلم سے کہہ دیجئے روزانہ ایک ساعت تعلیم دے پھر چھوڑے جب وہ تعلیم دیتا میں واپس لوٹ جاتا اور جائے

Marfat.com

خلوت تلاش کر کے ذکر میں مشغول ہوتا جب چھ (۶) سال کی عمر ہوئی قرآن پاک یاد کرتا اور روزہ رکھتا جب تیرہ (۱۳) سال کی عمر ہوئی مجھے مشکل پیش آئی والد اور والدہ سے درخواست کی انہوں نے بصرہ بھیج دیا وہاں تمام علماء سے سوال کیا لیکن شافی جواب نہ پایا عبادان گیا اور وہاں حبیب حمزہ عبادانی سے سوال کیا شافی جواب پایا کافی عرصہ ان کی صحبت میں رہا اور دل کے آئینہ کو ان کی باتوں سے روشن کرتا رہا اور طریقت کے آداب ان سے حاصل کرتا رہا پس تستر واپس ہوا اور ہر سال ایک درہم کے جو خرید کر ان کو پیس دیتا دوسرے سال تک وہ کافی ہوتے سال اس طور پر پورا ہوتا آپ کی وفات ماہ محرم دوسواسی ہجری (۲۸۰ھ) ہوئی اور یہی قول اصح ہے مدت عمر شریف تراسی (۸۳) سال ہے یہ قول بھی صحیح ہے اتوار کے دن آپ کا جنازہ اٹھایا گیا ایک اسی (۸۰) سال کا یہودی آواز سن کر باہر نکلا جب جنازہ کو پہنچا آواز دی کہ اے لوگو! میں جو کچھ دیکھا رہا ہوں تم بھی دیکھتے ہو لوگوں نے پوچھا کیا دیکھتے ہو اس نے کہا کہ فرشتے آسمان سے اتر رہے ہیں اور اپنا سر جنازہ سے ملتے ہیں یہودی یہ حال دیکھ کر مسلمان ہوا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے پردادا کا نام سعید ہے۔ ثوری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ایک دن کسی کھیت کے کنارے مینڈ پر جارہے تھے اچانک پاؤں پھسلا اور غیر کی کاشت میں جا پڑا غیب سے آواز آئی کہ اے ثور (بیل) جوتوں سمیت دوسرے کی زراعت میں جارہے ہو نیز مسجد میں جاتے ہوئے ایک دن بایاں پاؤں پہلے داخل کیا پھر آواز سنی کہ اے ثور (بیل) اس وجہ سے لقب آپ کا ثور

Marfat.com

ہوا، اس سے قبل سفیان زاہد کے نام سے مشہور تھے اپنے زمانہ کے مقتدا ہیں اور علوم ظاہر و باطن میں یگانہ اور مجتہد ہیں اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور بہت سے مشائخ کو دیکھے ہوئے ہیں اور بیس (۲۰) سال متصل رات کو نہ سوئے اور فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی جو حدیث بھی سنی ہے اس پر عمل کیا ہے ایک دن بیمار ہوئے خلیفہ کا عیسائی طبیب تھا جو اپنے فن میں ماہر تھا اسے علاج کے لئے بھیجا جب طبیب نے قارورہ ملاحظہ کیا کہا خوف الٰہی سے اس شخص کا جگر خون ہوا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مثانہ سے باہر آرہا ہے جس دین میں ایسا شخص ہے وہ باطل نہیں ہوسکتا یہ کہہ کر فی الحال مسلمان ہوا۔ خلیفہ نے کہا میرا خیال تھا کہ طبیب کو بیمار کے پاس بھیجا وہ تو بیمار کو میں نے طبیب کے پاس بھیجا۔ شیخ عبداللہ ابن مبارک فرماتے کہ گیارہ سو (۱۱۰۰) بزرگوں سے سن چکا ہوں کہ ہم نے سفیان ثوری سے بڑھ کر فاضل نہیں دیکھا ایک جوان کا حج فوت ہو چکا اس نے آہ بھری آپ نے فرمایا کہ چار (۴) حج کئے ہیں وہ تمہیں بخش دیئے یہ آہ مجھے دے اس نے کہا دے دیا۔ خواب دیکھا کہ آپ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ ایسا نفع حاصل کر چکے اگر اتمام اہل عرصات پر وہ تقسیم ہو تو مالدار ہو جائیں گے فرماتے ہیں زہد ٹاٹ پہننا نہیں نہ جو کی روٹی کھانا ہے بلکہ زہد دل کا دنیا سے بے تعلق ہونا ہے اور امید کو کم کرنا یہ بھی فرماتے ہیں خدا کے ہاں بہت سے گناہ جو تیرے اور حق تعالیٰ کے درمیان ہیں لے کر جاؤ تو وہ کم ہیں بہ نسبت اس ایک گناہ کے جو تیرے اور بندہ کے درمیان ہو (حق العبد) آپ کی وفات بصرہ میں ماہ شعبان ایک سو اکسٹھ ہجری (۱۶۱ھ) میں ہوئی اور ایک قول ایک سو باسٹھ ہجری (۱۶۲ھ) کا ہے مدت عمر شریف تریسٹھ سال (۶۳) جب آپ کو غسل دینے

Marfat.com

لگے پیشانی پر تحریر پایا فسیکفیکھم اللہ ۔

حضرت ابراہیم خواص قدس اللہ سرہ

آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے اصل آپ کی بغداد سے ہے صاحب صحو طریق تجرید وتوکل میں یکتا تھے اور سید الطائفہ جنید اور نوری کے ہم عصر ہیں حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ ہیں شیخ الاسلام نے فرمایا ہے شیخ ابوالحسن خرقانی نے باتوں باتوں میں مجھ سے کہا اگر خضر علیہ السلام کی صحبت نصیب ہو تو اس سے توبہ کرو اور اگر ایک رات میں ہرات سے مکہ جانا نصیب ہو تو اس سے توبہ کرو ارشاد الطالبین میں اخوند درویزہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ ابراہیم ابن خواص بارہ (۱۲) سال تک بیابان نوردی اور فاقہ کشی کرتے رہے درختوں کے پتوں پر گزراوقات تھی ایک دن بیابان میں انار کا درخت ملا سوچا کہ اگر اس انار سے کچھ کھاؤ تو ایسا نہ ہو کہ غیر کی ملک ہو وہاں سے گزر رہے ہی تھے کہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی کہا آؤ تمہیں دوستان حق دکھادوں اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک غار میں لے گئے دیکھا کہ گدڑی پہنے ہوئے ایک شخص نیند میں سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے ہیں خضر علیہ السلام نے کہا کہ جا کر اس کے پاؤں پکڑو جب ابراہیم نے جا کر پاؤں پکڑے کہا ابراہیم کیا چاہتے ہو کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں ابراہیم ہوں کہا جو خود کو تصرفات حق کے حوالہ کردے وہ جملہ ذرات مخلوقات سے باخبر ہیں نہ یہ کہ انار کو اس ڈر سے نہ کھائے کہ مبادا کسی کی ملکیت ہو ورنہ نہ کھانے کے کیا معنی کہا آپ کے توکل کو درست کرنے کے لئے خضر نے کہا توکل یہ نہیں جو آپ کہتے ہو توکل خود کو سونپنا ہے نہ کہ حظ نفس آؤ کہ متوکلین بتلادوں جب آگے گئے دیکھا کہ گدڑی سے ایک شخص سر ڈھانپے ہوئے ہے اور سرخ زنبور تمام بدن

Marfat.com

پر جمع ہو کر ڈنک مار رہے ہیں۔ کہا متوکلین اور مردان حق یہ لوگ ہیں خضر علیہ السلام نے ان کو آگے کیا اور خود پیچھے کھڑے ہو گئے جب ابراہیم سر کی طرف گئے خضر علیہ السلام نے پاؤں کو ان کے ٹھیک کیا۔ کہا خضر علیہ السلام کیا ڈھونڈ رہے ہو ابراہیم نے دیکھا کہ میرے ساتھ خضر ہے اور مجھے معلوم نہیں وہ ولی غائب تھا جب دوبارہ خضر کی طرف دیکھا تو وہ بھی غائب تھے اس کے بعد ابراہیم اپنے مجاہدہ پر پشیمان ہوئے آپ کی وفات دو سو اکانوے ہجری (۲۹۱ھ) یوسف بن حسین نے غسل دیا اور دفن کیا۔ بطن کی بیماری سے رحمت حق سے واصل ہوئے کہتے ہیں فراغت سے ہر بار غسل کرتے جس دن انتقال ہوا ستر (۷۰) بار غسل کیا اگر چہ سخت سردی تھی آخر پانی ہی میں انتقال ہوا طبراک اسفہان کے زیر قلعہ آپ کا مزار ہے۔

عمر بن عثمان قدس اللہ سرہ

آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے مرید سید الطائفہ کے ہیں اور پیر حسین بن منصور خلاج کے ہیں اور ابو سعید خراز کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور علوم و حقائق کے عالم تھے جب آپ کی گفتگو میں اسرار و غوامض ظاہر ہونے لگے علم کلام کی طرف لوگوں نے منسوب کیا اور مکہ معظمہ سے جہاں مجاور تھے دور و مہجور کر دیا جدہ گئے وہاں کے لوگوں نے آپ کو ان شہروں کا قاضی چنا اصل خاندان یمن سے ہے صوفیاء کے سادات و بزرگان سے ہیں صوفیاء کہتے ہیں کہ منصور حلاج کو جو تکالیف دیکھنی پڑیں وہ آپ کی دعائے بد کا نتیجہ ہیں کیونکہ آپ ان سے رنجیدہ تھے وفات آپ کی بغداد میں دو سو چھیانوے ہجری (۲۹۶ھ) میں ہوئی اور ایک قول پر دو سو اکانوے (۲۹۱ھ) ایک قول دو سو ستانوے (۲۹۷) ہجری

Marfat.com

کا ہے جو سید الطائفہ کا سال وفات ہے آخر قول اصح ہے۔

حضرت حسین بن منصور حلاج قدس اللہ سرہ

آپ کی کنیت ابو الغیث ہے اور اصل آپ کی فارس کے شہر بیضا سے ہے صاحب سکر گزرے ہیں اور حلاج اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ایک دن (دھنیے نداف) کی دکان پر جو آپ کا دوست تھا گئے کسی کام کے لئے اس کو بھیج دیا آپ نے دکان میں انگلی کے اشارہ سے روئی اور بنولہ الگ الگ کر دیا آپ کے متعلق مشائخ مختلف ہیں بعض مثل شیخ عمر بن عثمان مکی کے جو آپ کے پیر ہیں اور ابو یعقوب نہر جوری اور علی بن سہل اصفہانی وغیرھم مشائخ متقدمین انکار کرتے ہیں اور مہجور قرار دیتے ہیں بلکہ سحر کی نسبت کرتے ہیں اور ایک جماعت مثل شیخ ابو بکر شبلی اور ابو العباس بن عطار اور شیخ عبداللہ خفیف اور شیخ ابو القاسم گرگانی اور پیر علی ہجوری صاحب کشف المحجوب اور ان کے علاوہ متاخرین و متقدمین معتقد ہیں اور بزرگ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں مہجور معاملہ۔ مہجور الاصل نہیں ہوتا صاحب کشف المحجوب فرماتے ہیں میں ان کا معتقد ہوں لیکن ان کی بات قابل اقتدا نہیں اور کشف المحجوب اور تذکرہ الاولیاء میں ہے کہ جب حسین بن منصور اپنی حالت میں مغلوب ہوئے عمر بن عثمان نے ان سے اظہار براءت کیا جنید کے پاس آیا جنید نے ان سے کہا کس لئے آئے ہو کہا شیخ کی صحبت کے لئے کہا مجانین سے میری صحبت نہیں ہو سکتی کہ صحبت کے لئے صحت کی ضرورت ہے اگر صحبت ہو بھی تو سہل تستری کے ساتھ جو سلوک کر چکے ویسے ہی کرو گے۔ کہا ''ایھا الشیخ الصحو والسکر صفتان مادام العبد محجوبا عن ربه حتی یفنی اوصافه'' یعنی صحو اور سکر بندہ کے دو صفت ہیں اور ہمیشہ بندہ حق تعالیٰ سے

Marfat.com

محجوب رہتا ہے جب تک اپنے اوصاف کو فنا نہ کردے جنید نے جواب دیا'' یا ابن منصور اخطات فی الصحو والسکر'' کیونکہ اس میں بالاتفاق صحو عبارت ہے صحت حال سے حق کے ساتھ یہ صفت مخلوق کے لئے کسی نہیں جس میں کسب کو دخل ہو اور اے منصور کے بیٹے تیرے کلام میں فضولی دیکھ رہا ہوں عبارت بی معنی ہے کشف المحجوب میں ہے کہ حسین بن منصور اولا سہل بن عبداللہ کا مرید ہوا اور ان کی اجازت کے بغیر ان کے پاس سے چلا گیا اور عمر بن عثمان کا مرید ہوا بغیر اجازت کے ان کے پاس سے بھی چلا گیا جنید سے تعلق چاہا انہوں نے مہجور کر دیا اس وجہ سے جملہ کا مہجور ہے پس وہ مہجور معاملہ ہے مہجور اصل نہیں کیا تو شبلی کے قول کو خیال نہیں کرتا کہ وہ کہتے ہیں میں اور حلاج شئے واحد ہیں۔ خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ نے فصل الخطاب میں تحریر کیا ہے کہ بعض کتب میں تحریر ہے کہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی نے حسین ابن منصور کے قتل پر فتویٰ دیا ہے۔ یہ سید الطائفہ پر افتراء محض ہے کیونکہ آپ کی وفات حسین بن منصور کے قضیہ سے بارہ (۱۲) یا پندرہ (۱۵) سال پہلے ہو چکی ہے جیسے کہ ان دو عزیزوں کی تاریخ وفات سے ظاہر ہے ان کے قتل کا واقعہ بغداد کے باب الطاق میں سہ شنبہ پچیس (۲۵) ذی القعدہ تین سونو ہجری (۳۰۹ ھ) کو واقع ہوا۔

حضرت ابو الحسن نوری قدس اللہ سرہ

آپ کا نام احمد بن محمد اور ایک قول پر محمد بن محمد ہے آپ کے والد کی اصل آب شور سے ہے جو ہرات اور مرو کے درمیان واقع ہے مولد و منشاء آپ کا بغداد میں ہے اور مرید سری سقطی کے ہیں اور ذوالنون مصری کو دیکھے ہوئے ہیں اور محمد علی قصاب اور احمد بن الجواری سے صحبت رہی اور سید الطائفہ کے ہم

Marfat.com

عصر ہیں اور طریقہ میں مجتہد اور صاحب مذہب ہیں آپ کو مشائخ وقت نے امیر القلوب کہا ہے آپ کا سلسلہ نوریہ ہے اور معاملات آپ کے جنیدیوں کے طور پر ہیں آپ نے فرمایا ہے ''ایاکم والعزلۃ فان العزلۃ مقارن الشیطان و علیکم باالصحبۃ فان فیھا رضاء الرحمٰن۔'' عزلت سے بچو اس کا قرین شیطان ہے صحبت کو اختیار کرو خوشنودی حق کی اس میں ہے۔ آپ کو نوری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جب تاریک گھر میں بات کرتے آپ کے باطن کے نور سے گھر منور ہو جاتا۔ اور نور حق سے مریدین کے اسرار کو جانتے یہاں تک کہ جنید نے ان کے حق میں کہا کہ ابوالحسن قلوب کے جاسوس ہیں کشف المحجوب ابوالحسن آپ کی کنیت ہے بعض کا قول ہے کہ آپ کا نام حسن ہے اور والد کا نام نور ہے جیسے کہ ارشاد میں تحریر ہے کہ دو جوان یکدل نے امام حسن نوری کی زیارت کا قصد کیا ایک ان میں سے حیوانات کی مختلف زبانوں کا عالم تھا جب یہ شہر کے قریب پہنچے دو بلیاں آپس میں گفتگو کر رہی تھیں کہ آج حسن نوری نہ رہے ایک نے ان دو میں سے جو جمیع السنہ حیوانات کا عالم تھا دوسرے کو خبر دی کہ واقعہ ایسا ہے دونوں متحیر ہوئے اس کے بعد کہنے لگے کہ چلو قبر کو دیکھ لیں جب امام کے گھر کے قریب پہنچے امام زندہ تھے گھر سے باہر نکلے دونوں متحیر ہوئے امام نے پوچھا حیران کیوں ہوانہوں نے کہا واقعہ ایسا ہے امام نے فریاد کی اور فرمایا کہ ہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب بغیر ذکر اللہ کے کوئی سانس لے تو وہ مردہ ہے میں کچھ دیر آج غافل رہا یہاں تک کہ ملکوت میں میری وفات کی شہرت ہوگئی صحرا کی راہ اختیار کی جب بیابان پہنچے تشنگی کا غلبہ ہوا کنویں پر پہنچ کر کہا کہ اگر ڈول اور رسی ہوتی پانی کھنچتا۔ اسی حالت میں ہرنیاں پہنچ گئیں امام کنویں سے ہٹ گئے اور وہ

Marfat.com

کنویں پر چلی گئیں جب ہرنیاں کنارے پہنچیں کنویں کا پانی دفعۃً جوش میں آیا سب نے پیا اس کے بعد امام پانی کے لئے پہنچے پانی فوراً نیچے چلا گیا کہا اے رب ہرنیوں کو پانی عطا فرماتے ہو اپنے بندے کو بھی عنایت ہو ہاتف سے آواز آئی کہ تم نے ڈول اور رسی کا سہارا لیا انہوں نے مجھ سے امید رکھی اس خطاب کے خوف سے تشنگی بھول گئے اور بیابان کی راہ لی ایک جواں کو دیکھا جب ان کے نزدیک پہنچا کہا السلام علیک یا حسن نوری امام نے جواب کے بعد کہا کہ تم کیسے جانتے ہو کہ میں حسن ہوں اور میرے والد کا نام نور ہے اس نے کہا جنہوں نے خود کو تصرف حق کو سونپا ہے وہ سب چیزوں کی خبر رکھتے ہیں نہ آپ جیسے کہ ڈول اور رسے پر توکل کیا ہے اس کے بعد اس جوان نے ان سے کہا آپ جانتے ہو کہ میں کیونکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں؟ انہوں نے کہا! کیا مطلب۔ جوان نے کہا میرا انتقال ہونے والا ہے اور مجھے دفن کرنا ہے یہ مجھے معلوم ہے اس کے بعد جوان نے طہارت کی اور سرزمین پر رکھ کر انتقال کیا جب اسے دفن کیا اس کی قبر پر بیٹھ کر دعا کرنی شروع کی جوان نے ہنستے ہوئے کہا کہ زندہ کو دفن نہیں کرتے اور مردہ آواز نہیں دیتا پھر جوان نے کہا اے امام کیا آپ نے نہیں سنا کہ ''اولیاء الله لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار''۔ اللہ کے دوست وفات نہیں پاتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں آپ کی وفات دو سو پچانوے ہجری (۲۹۵ھ) ہے اور ایک قول پر دو سو چھیاسی ہجری (۲۸۶ھ) پہلا قول اصح ہے جب شیخ ابوالحسن نوری کا انتقال ہوا سید الطائفہ نے کہا درحقیقت لوگوں سے صدق سخن میں نوری سے بڑھ کر کوئی نہیں۔

Marfat.com

سلسلہ کبرویہ کا ذکر

جو منسوب ہے شیخ نجم الدین کبریٰ قدس اللہ سرہ کی طرف: آپ کی کنیت ابوالجناب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ میں یہ لقب آپ کو عنایت کیا نام احمد بن عمر الخیوفی ہے اور لقب نجم الدین اور کبریٰ ہے۔ کبریٰ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اوائل جوانی میں تحصیل علوم میں جب مشغول تھے جس سے بحث و مناظرہ کرتے آپ غالب آتے اس وجہ سے طامتہ الکبری سے مشہور ہوئے کثرت استعمال سے طامہ کو حذف کر کے کبری کہنے لگے آپ کو ولی تراش بھی کہتے ہیں جس کی وجہ یہ کہ نظر مبارک حالت وجد میں جس پر پڑتی مرتبہ ولایت کو پہنچتا چنانچہ ایک دن ایک سوداگر آپ کی خانقاہ میں آیا حضرت شیخ قوی حالت میں تھے نظر مبارک پڑی فی الحال مرتبہ ولایت کو پہنچا پوچھا کس ولایت کے ہو عرض کیا فلاں کے اس کو اجازت ارشاد آپ نے تحریر کر کے دی تا کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے۔ طریقت میں آپ یکتا تھے خوارق وکرامات آپ کے عالم میں مشہور ہیں آپ کی نسبت ارادت دو (۲) جانب سے ہے ایک شیخ اسماعیل قصری سے محمد مانکیل کو اور ان کو محمد بن داؤد اور ان کو ابوالعباس ادریس اور ان کو ابو القاسم بن رمضان ان کو ابو یعقوب طبریری ان کو ابو عبداللہ بن عثمان اور ان کو ابو یعقوب نہر جوری اور ان کو ابو یعقوب ہوسی اور ان کو عبدالواحد بن زید اور ان کو کمیل بن زیادہ اور ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تا بہ حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم دوسری جانب شیخ عمار یاسر ان کو ابوالنجیب سہروردی سے نسبت ارادت ہے اور ان کی نسبت ارادت دو (۲) جانب سے ہے ان کو ابوبکر نساج ان کو ابوالقاسم گرگانی سے ان کو انتساب دو جانب ہے ایک ابوالحسن خرقانی ان کو

Marfat.com

حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے ولادت شیخ ابوالحسن کی شیخ ابو یزید کی وفات کے ایک عرصہ بعد ہے اور تربیت شیخ ابو یزید کی ان کو بحسب باطن و روحانیت ہے نہ بحسب ظاہر اور نسبت ارادت شیخ ابو یزید کی حضرت امام جعفر صادق کی وفات کے بعد ہے آپ کی تربیت بھی بحسب روحانیت نہ بحسب ظاہر صورت کے اور حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کی نسبت جیسے کہ شیخ ابو طالب مکی قدس اللہ سرہ نے ''قوت القلوب'' میں تحریر کیا ہے دو طرف ثابت ہے ایک والد بزرگوار امام زین العابدین کی طرف ان کو اپنے والد بزرگوار امام حسین سے ان کو اپنے والد بزرگوار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تابہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری نسبت بقول شیخ ابو طالب مکی قدس اللہ سرہ کے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے جو حضرت امام کے نانا ہیں اور مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں اور علوم ظاہری و باطنی میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے ان کو نسبت ارادت باطن سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے ان کی شرف صحبت کے باوجود نسبت باطن امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے تابہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ابو القاسم گرگانی کی نسبت ارادت شیخ ابو عثمان مغربی سے ہے ان کو ابو علی کاتب سے ان کو ابو علی رودباری سے ان کو جنید بغدادی سے ان کو سری سقطی سے اور ان کو معروف کرخی سے شیخ معروف کرخی کی نسبت بھی دو طرف ہے ایک داؤد طائی سے ان کو حبیب عجمی سے ان کو حسن بصری سے ان کو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہم سے تابہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخ معروف کی دوسری نسبت ارادت امام علی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کو والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم سے ان کو والد بزرگوار امام جعفر صادق سے رضی اللہ عنہم الی آخر النسبۃ

Marfat.com

کما مر۔ واللہ اعلم اور شیخ ابو نجیب سہروردی کی نسبت ارادت دو طرف ہے ایک شیخ احمد غزالی جیسے مذکور ہوا دوسرے وجیہ الدین ان کی نسبت ارادت بھی دو جانب ہے ہر دو طرف سید الطائفہ سے ملتے ہیں ایک

شیخ محمد عمویہ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف ان کے والد کا نام عبداللہ ہے جو اپنے زمانہ کے مشائخ سے ہیں ان کی نسبت شیخ احمد اسود دینوری کی طرف ہے ان کی ممشاد دینوری سے ان کی سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی سے رویم اور نوری کے اقران سے ہیں رحمھم اللہ تعالیٰ آپ کی وفات دوسو ننانوے ہجری (۲۹۹ھ) ہے دوسری نسبت شیخ اخی فرخ زنجانی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے وفات آپکی روز چہارشنبہ چارسوستاون ہجری (۴۵۷ھ) کو ہوئی ان کو

شیخ ابو العباس نہاوندی رحمتہ اللہ علیہ سے نسبت ہے ان کے والد کا نام احمد بن محمد بن الفضل ہے اور اصل آپ کی نہاوند سے ہے شاگرد جعفر خلدی کے ہیں آپ کی وفات تین سو ستر ہجری (۳۷۰ھ) میں ہوئی انہوں نے شیخ ابو عبد اللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کی آپ کا نام محمد ہے ابناء ملوک (شہزادوں) سے ہیں قطب وقت اور مقتدائے اہل طریقت گزرے ہیں اور منصور حلاج سے ملاقات ہو چکی ہے اور ابوالحسن مالکی اور ابوالحسن مزین دراج کے ہم صحبت ہیں علوم ظاہری اور باطنی میں کامل اور شافعی مذہب ہیں تصوف میں ان کی تصانیف بہت ہیں وفات آپ کی چھ سو اکہتر ہجری (۶۷۱ھ) میں ہوئی اور قبر آپ کی شیراز میں ہے۔ مدت حیات پچانوے (۹۵) سال ہے اور ایک قول پر ایک سو چار سال (۱۰۴)۔ انہیں:

Marfat.com

شیخ رویم قدس اللہ سرہ سے نسبت ہے آپ کی کنیت ابومحمد اور ابوبکر اور ابوالحسن ہے والد کا نام احمد بن یزید رویم ہے۔ اصل آپ کی بغداد سے ہے عالم فقیہ اور بہت بزرگ اور علوم ظاہری اور باطنی کو حاصل کیے ہوئے ہیں لیکن اپنی حالت کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ خواجہ عبداللہ انصاری کا قول ہے اگرچہ رویم کو جنید کا مرید کہتے ہیں لیکن وہ جنید سے بہتر ہیں مجھے ان کی موئے مبارک سو حضرت جنید سے عزیز ہے۔ شیخ عبداللہ حنیف کا قول ہے کہ میری آنکھ نے رویم جیسا کوئی نہ دیکھا جبکہ وہ توحید میں گفتگو کرتے کہتے ہیں آخری عمر میں دنیاداروں میں خود کو پوشیدہ کیا لیکن وہ شغل ان کے لئے حاجب نہ ہوئی سید الطائفہ فرماتے ہیں ہم فارغ ہیں اور رویم مشغول فارغ آپ کی وفات تین سو تین ہجری (۳۰۳ھ) میں ہوئی آپ کی قبر بغداد کی شنوز (شونزیہ) میں ہے ان کو نسبت سید الطائفہ سے ہے آپ کے مناقب مذکور ہو چکے ہیں۔ وفات حضرت نجم الدین کبریٰ کی دس جمادی الاولیٰ چھ سو اٹھارہ ہجری (۶۱۸ھ) ہوئی۔

سلسلہ سہروردی کا ذکر

جو شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ کی طرف منسوب ہے آپ کی کنیت ابوحفص ہے اور لقب شیخ الشیوخ نام عمر بن محمد البکری سہروردی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں امام شافعی کے مقلد ہیں اور اپنے چچا شیخ ابوالنجیب سہروردی کے مرید ہیں جن کا ذکر سلسلہ کبرویہ کی نسبت میں ہو چکا ہے حضرت غوث الاعظم سے ملاقات کر چکے ہیں اور فوائد عظیمیہ اور حظ وافر حاصل کر چکے ہیں۔ بغداد کے خواص وعوام شیخ شیوخ سے ارادت رکھتے تھے نقل

Marfat.com

اور شور شعب نہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جب حق تعالیٰ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے سلام پہنچایا حضرت خدیجہؓ نے سلام کا جواب دیا حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ سے پہلے عتیق ابن عائذ کی منکوحہ تھیں ایک لڑکی ان سے پیدا ہوئی جس کا نام ہندہ ہے اس کے بعد ابو ھالہ (۱) کے نکاح میں گئیں ان سے ہند نام لڑکا پیدا ہوا۔ آپ کی وفات بقول صحیح دس (۱۰) رمضان ہے بعثت کے دسویں (۱۰) سال۔ مدت حیات شریف آپ کی پینسٹھ (۶۵) سال ہے اور قبر آپ کی مقبرۂ حجون میں ہے اب وہ مقبرہ جنت المعلیٰ سے مشہور ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لے جاکر آپ کے لئے دعائے خیر فرمائی آپ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یاد فرماتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے آپ فقہا و فصحاء و بلغاء صحابہ سے ہیں چنانچہ حضور ﷺ نے آپ کے متعلق فرمایا خذوا ثلثی دینکم عن ھذہ الحمیراء یعنی دین کے تین حصوں میں سے دو ثلث اس گوری (یا سرخ کپڑے والی) سے حاصل کرو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج پر دس (۱۰) چیزوں سے مزیت دی گئی ہے اول یہ کہ میرے سوا کوئی باکرہ حضور ﷺ کے نکاح میں نہ آئیں دوسرے یہ کہ سوائے میرے حضور ﷺ کی ایسی کوئی زوجہ نہیں جس کے والدین راہ خدا میں ہجرت کر چکے ہوں سویم میری تطہیر کے بیان میں آسمان سے آیات کریمہ نازل ہوئیں

(۱) اکمال فی اسماء الرجال میں پہلے شوہر ابو ہالہ اور پھر عتیق ابن عائذ ہیں از مترجم

Marfat.com

چہارم یہ کہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام نکاح کا نہیں بھیجا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حریری کاغذ کے ٹکڑے پر میری تصویر حضور ﷺ کو دکھلا دی اور کہا یہ آپ کی بیوی ہیں پنجم یہ کہ ایک ہی برتن سے میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے اور کسی زوجہ سے یہ خصوصیت نہ تھی ششم یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز (رات کو) پڑھتے اور میں سامنے حضور ﷺ کے پہلو میں سوئی رہتی یہ بھی میری خصوصیت تھی ہفتم یہ کہ سوائے میرے گھر کے امہات المومنین میں سے اور کسی کے گھر میں وحی نازل نہ ہوئی ہشتم یہ کہ روح مطہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب (ظاہری) طور سے انتقال کرنے والی تھی سر مبارک حضور ﷺ کو میں سینہ اور ہنسلی کے درمیان تکیہ دیئے ہوئی تھی نہم حضور ﷺ کا یوم رحلت میری باری ہی کا دن تھا۔ دہم کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے گھر ہی میں روضہ قرار پایا اور صحیح طور سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ محبوب ترین (امہات المومنین میں سے) آپ کے نزدیک کون ہیں فرمایا عائشہ پوچھا گیا کہ مردوں میں سے؟ فرمایا اس کا والد حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ حضور ﷺ کی چہیتی بی بی ہیں۔ چھ (۶) سال کی تھیں کہ حضور ﷺ نے عقد ازدواج میں منسلک فرمایا۔ مہر میں پچاس (۵۰) درہم کی قیمت کا متاع مقرر ہوا۔ اور ایک روایت پانچ سو (۵۰۰) درہم کی ہے جن کو حضور ﷺ نے قرض لے کر ادا فرمایا وفات آپ کی سہ شنبہ کی شب سترہ (۱۷) رمضان المبارک ستاون (۵۷) ہجری ہوئی مدت عمر شریف چھیاسٹھ (۶۶) سال ہے قبر آپ کی بقیع میں ہے نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

Marfat.com

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے والد کا نام خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمر بن عبدالمناف ہجرت کے تیسرے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں آٹھ (۸) ماہ حضور ﷺ کے گھر رہیں بعض کے نزدیک تین (۳) ماہ ان کو ام المساکین کہتے تھے بہ سبب رحمت وشفقت کثرت اطعام واحسان جو مساکین کی حالت پر انکو تھا آپ کی وفات یکم ربیع الثانی سال چہارم (۴ھ) ہجرت سے ہے آپ کی قبر بقیع میں ہے۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کی کنیت ام الحکم ہے والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں ابتداءً آپ کا نام برہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تبدیل فرما کر زینب رکھا ماہ ذی القعدہ ہجرت کے پانچویں سال حضور ﷺ کے عقد میں داخل ہوئیں ان کے نکاح کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیات کریمہ بھی نازل ہوئیں مروی ہے کہ حضور ﷺ نے آپ کے نکاح کے متعلق فرمایا اللہ المزوج و جبریل شاھد. حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ مجھے چند خصوصیات حاصل ہیں جو دوسری بیبیوں میں نہیں۔ ایک یہ حضور ﷺ سے نسبی قرابت ہے دوسرے یہ کہ میرا نکاح آسمان پر ہوا۔ اور جبرائیل گواہ ہیں آپ ازواج مطہرات میں سب سے پہلی بی بی تھیں جن کا حضور ﷺ کے بعد انتقال ہوا۔ مدت عمر شریف ترپن (۵۳) سال تھی حضرت فاروق اعظم اور اہل مدینہ نے حاضر ہو کر نماز جنازہ پڑھی آپ کی قبر بقیع میں ہے۔

Marfat.com

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کی کنیت ام الاسود ہے والد کا نام زمعہ بن قیس بن عبد الشمس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حنبل بن عامر بن لوی بن غالب القریشی العامری ہے آپ کا نسب حضور ﷺ سے لوی میں جا ملتا ہے والدہ کا نام شموس بنت قیس عمرو ہے اوائل بعثت ہی میں مکہ معظمہ میں شرف اسلام سے مشرف ہوئیں بعثت کے دسویں سال حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تزوج سے قبل حضرت سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں آپ کا مہر چار سو (۴۰۰) دینار تھا جب بوڑھی ہوئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بخشتی ہوں میری فقط یہی خواہش ہے کہ محشر میں حضور ﷺ کی ازواج میں داخل رہوں حضور ﷺ نے قبول فرمایا حضرت فاروق اعظم کے زمانہ خلافت میں وفات پائی بعض امیر معاویہ کے زمانہ حکومت کا قول کرتے ہیں لیکن پہلا مشہور ہے آپ کی قبر بقیع میں ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حئی ابن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں والدہ کا نام ضرہ بنت سموال ہے خیبر میں اسیر ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا کہ آزاد ہو کر اپنی قوم میں جائیں یا اسلام لائیں اور حضور ﷺ کی مخطوبہ ہوں عرض کیا یا رسول اللہ بہ تحقیق مجھے اسلام کی آرزو ہے دعوت اسلام سے قبل آپ کی تصدیق کرتی رہی۔ اب جب آپ کے گھر پہنچ چکی مجھے یہودیت کی حاجت نہیں نہ یہود میں باپ اور بھائی ہے حضور ﷺ مجھے کفر و اسلام میں اختیار دیتے

Marfat.com

ہیں واللہ کہ خدا اور اس کا رسول مجھے زیادہ محبوب ہیں میرے نزدیک آزاد ہو کر اپنی قوم میں جا ملنے سے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور آپ نے ان کو اختیار فرمایا ان کی آزادی مہر مقرر ہوئی۔ آپ کی وفات چھتیس ہجری (۳۶ھ) اور ایک قول پر پچاس (۵۰) اور ایک قول پر باون ہجری (۵۲ھ) ہے۔ اور ایک قول پر ایام خلافت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی ہے۔ بقیع میں مدفون ہیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے والد کا نام ابو سفیان ہے (رملہ بنت ابی سفیان بن صحر بن حرب نام ہے) آپ کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی ہیں ام حبیبہ فرماتی ہیں کہ واقعہ میں دیکھا کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے یا ام المومنین بیدار ہو کر اپنے خواب کی میں نے تعبیر کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیں گے ایک قول پر حبشہ میں شرحبیل بن حسنہ پیغام نکاح کا لے کر گئے نجاشی بادشاہ حبشہ نے چار ہزار (۴۰۰۰) دینار یا چار سو (۴۰۰) درہم مہر اپنی طرف سے ادا کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ولی نکاح ہوئے یہ واقعہ چھ (۶) ہجری کا ہے اور ایک قول پر مدینہ ہی میں سال ہفتم ہجرت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں دی۔ عمر شریف اس وقت آپ کی پینتیس (۳۵) سال تھی وفات آپ کی چوالیس (۴۴) ہجری میں ہوئی قبر آپ کی بقیع میں ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر ہیں آپ

Marfat.com

کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون بن حبیب بن وھب ہے ہجرت کے دوسرے یا تیسرے سال حضور ﷺ کی زوجات میں شامل ہوئی آپ کی ولادت بعثت سے پانچ (۵) سال پہلے ہے وفات آپ کی اکتالیس (۴۱) یا سینتالیس (۴۷) ہجری میں ہوئی قبر آپ کی بقیع میں ہے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے والد کا نام حارث بن ابی ضرار بن عابد بن مالک ہے حضور ﷺ نے آپ کو ہجرت کے پانچویں یا چھٹے سال عقد نکاح میں داخل فرمایا۔ آپ کی وفات مدینہ میں چھپن (۵۶) ہجری میں ہوئی مدت عمر پینسٹھ (۶۵) سال ہے اور قبر بقیع میں ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

آپ کے والد کا نام حارث ہے والدہ کا نام ہندہ بنت عوف بن زہیر بن الحرب ہے ہجرت کے ساتویں سال حضور سید انام ﷺ کی عمرہ قضاء سے مراجعت کے وقت آپ سے عقد ہوا (مقام سرف میں اور دفن بھی وہیں ہیں) ۔حضور ﷺ کے حلم کے متعلق آپ سے مروی ہے کہ میری باری کے شب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لے گئے میں نے اٹھ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا کچھ دیر بعد حضور ﷺ تشریف لائے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب اصرار فرمایا میں نے عرض کیا حضور ﷺ میری باری پر دوسری جگہ تشریف لے گئے فرمایا ایسا نہیں بلکہ ضرورت سے باہر جانا ہوا۔ آپ کی وفات اصح قول میں اکیاون ہجری (۵۱ھ) اور ایک قول پر اکسٹھ (۶۱ھ) یا چھتیس ہجری (۳۶ھ) ہے۔ اور قبر بقیع میں ہے۔

Marfat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا نام ہندہ بنت ابی امیہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل بوسلمہ کے نکاح میں تھیں ان کے انتقال کے بعد سال چہارم ہجرت کے بعد اواخر شوال میں ان سے عقد فرمایا۔ مہر تقریباً دس درہم دیا گیا۔ ازواج مطہرات میں سب سے آخر میں وفات پانے والی آپ ہیں آپ کی وفات تین (۳) ربیع الثانی اکسٹھ (۶۱ھ) یا انسٹھ (۵۹ھ) ہجری بہ عمر چوراسی (۸۴) سال ہوئی حضرت ابو ہریرہؓ نے ان پر نماز جنازہ پڑھائی قبر آپ کی بقیع میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد کا ذکر

یہ چار شہزادیاں اور تین شہزادے ہیں علی اختلاف الاقوال

حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ ابوالعاص کی منکوحہ تھیں جو حضرت خدیجہؓ کے بھانجے ربیع بن عبدالشمسؓ کے لڑکے ہیں حضرت خدیجہ کی بہن (ابوالعاص کی والدہ کا نام) اسماء بنت خویلد ہے۔ حضرت خدیجہ نے بھانجہ ہونے کی وجہ سے ان کو دی۔ جب حضور ﷺ کی نبوت کا ظہور ہوا۔ قریش نے ابوالعاص سے ان کو طلاق دینے اور ان کے عوض دو لڑکیوں کو جن کو بھی وہ پسند کریں دینے پر اصرار کیا لیکن وہ راضی نہ ہوئے بالآخر مسلمان ہوئے اور حضور ﷺ نے حضرت زینب کو نکاح قدیم کو باقی رکھتے ہوئے یا جدید نکاح (علی اختلاف الاقوال) سے ان کو دیا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اولاً عتبہ بن ابولہب کے پاس تھیں پھر ابولہب نے ظہور اسلام کے بعد حسد سے بیٹے کو ان کے چھوڑنے پر مجبور کیا تو حضرت عثمان سے نکاح ہوا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے میں یہ ساتھ تھیں جنگ بدر کے

Marfat.com

موقع پر بیمار تھیں حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو ان کی تیمار داری میں مدینہ چھوڑا۔ اور مال غنیمت میں ان کا حصہ مقرر فرمایا جس دن زید بن الحارث فتح بدر کی خوشخبری مدینہ لائے اسی دن ہی وہ فوت ہوئیں ان سے عبداللہ نامی لڑکا پیدا ہوا بچپن ہی میں وہ انتقال کر گیا۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو عتیبہ بن ابولہب کے نکاح میں تھیں ان کو بھی باپ نے شہزادی کے چھوڑنے پر مجبور کیا چنانچہ گستاخی سے وہ پیش آیا حضور ﷺ نے بدعا فرمائی کہ حق تعالیٰ اپنے کتوں میں سے ایک کتا تجھ پر مسلط کرے اس اثناء میں وہ شام کے سفر پر گیا ملک شام کے زرقد نامی گاؤں میں رات کو ٹھرنا ہوا لوگوں نے کہا یہاں شیر ہے عتیبہ نے کہا واللہ وہ میرا قاتل ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ میں ہیں اور میرے لئے شیر یہاں بھیج دیا ہے تاکہ مجھے قتل کرے۔ سب لوگ اس کے اردگرد سوئے اور اس کو درمیان میں سلا دیا آخر رات میں شیر ہی گیا اور سونگھتا ہوا سب کو چھوڑ کر عتیبہ کے پاس آیا اور اس خبیث کا سرتن سے جدا کر دیا پھر حضور ﷺ نے ام کلثوم کو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیا اور وہ بھی ان کے نکاح میں ہجرت کے نویں سال ماہ شعبان میں فوت ہوئیں ارشاد فرمایا کہ اگر تیسری لڑکی ہوتی وہ بھی عثمان کو دیتا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بعد از ہجرت ہوا تین (۳) لڑکے اور تین (۳) لڑکیاں آپ سے وہوئیں حسن حسین اور محسن، محسن نے صغرسنی میں وفات پائی۔ لڑکیاں رقیہ، ام کلثوم، اور زینب ہیں رقیہ، نابالغہ بچپن میں وفات پا چکیں۔ ام کلثوم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

نکاح میں دیا اور ان سے ایک لڑکا زید نام پیدا ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد عون بن جعفر سے نکاح ہوا ان کے بعد محمد بن جعفر ان کے بعد عبداللہ ابن جعفر سے نکاح ہوا۔ زینب کو عبداللہ ابن جعفر نکاح میں لائے۔ ان سے ایک لڑکا علی نام پیدا ہوا۔ اور قریب ہی میں انتقال ہوا۔

شہزادوں میں سب سے پہلے حضرت قاسم کی پیدائش ہے ان کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوالقاسم کہتے ہیں قبل بعثت کے پیدا ہوئے دویم حضرت عبداللہ ان کو طیب و طاہر بھی کہتے ہیں یہ دونوں شہزادے حضرت خدیجہ سے ہیں تیسرے شہزادے حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا تینوں نے ایام شیر خوارگی میں وفات پائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمام کا بیان

یہ گیارہ (۱۱) ہیں

۱) حارث: عبدالمطلب کو ابوالحارث ان ہی کی وجہ سے کہا جاتا ہے ان کے فرزندوں نے شرف اسلام پایا (ا) ابوسفیان: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا ابو سفیان سید فتیان الجنتہ (ب) نوفل: مہاجرین سے ہیں۔ (ج) عبدالشمس: حضرت نے ان کا نام عبداللہ کیا عصر کی نماز میں وفات پائی۔

(۲) زبیر: قریش کے اشراف سے ہیں ان کا لڑکا عبداللہ اجنادین کے غزوہ میں

Marfat.com

شہید ہوئے کہتے ہیں سات آدمیوں کو قتل کر کے خود بھی گرے اور شہید ہوئے

(۳) حضرت حمزہ اسد اللہ و اسد رسول اللہ صلی علیہ وسلم: اوائل بعثت ہی میں مشرف بہ اسلام ہوئے ہجرت کی اور غزوہ احد میں شہید ہوئے ایک لڑکی ان سے رہی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔

(۴) حضرت عباس: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں تین سال بڑے ہیں آپ کے لڑکے فضل اور قثم اور عبد اللہ سب اصحاب ہیں زمانہ جاہلیت میں زمزم کا سقایہ آپ کے ذمہ تھا خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ میں مدینہ میں وفات پائی۔

(۵) ابو طالب: ابو طالب کے لڑکے ہیں طالب جنہوں نے زمانہ جاہلیت ہی میں وفات پائی عقیل جعفر علی ام ہانی یہ سب شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور حضور ﷺ کی صحبت سے فضیلت پائی

(۶) ابولہب: اس کا نام عبد العزیٰ ابولہب کنیت کی وجہ یہ ہے کہ غایت حسن سے چہرہ دمکتا والد نے لہب کہنا شروع کیا اس کا لڑکا عتیبہ حضور ﷺ کا داماد تھا شہزادی کو طلاق دی اور گستاخی کی جس پر حضور ﷺ نے بد دعا فرمائی ''اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک'' مقام زرقہ زمین شام میں شیر نے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا اس کے باقی فرزند اسلام لائے

(۷) مغیرہ اس کو حجل بھی کہتے ہیں

(۸) ضرار: آپ اور عباس ایک ہی ماں سے ہیں۔

(۹) غیداق: قریش کے سخی ترین ہیں غیداق کے معنی لغت میں فراخ نگار کے ہیں۔

Marfat.com

(۱۰) قثم اور (۱۱) عبد الکعبہ ابن ماجہ میں بہ روایت صحیح مذکور ہے کہ عبد المطلب کے دس (۱۰) لڑکے تھے جن میں ہر ایک کی ایک ایک بکری خوراک تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمات کا بیان

(۱) صفیہ بنت عبد المطلب حضرت زبیر کی والدہ ہیں مکہ میں اسلام لائیں مدینہ کی طرف ہجرت کی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں انتقال کیا حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن ہیں (۲) عاتکہ امیہ بنت مغیرہ کی نکاح میں تھیں ان سے تین بچے ہوئے عبد اللہ زہرہ قرنیۃ الکبری عبد اللہ صحابی ہیں عاتکہ کے متعلق بعض اسلام لانے کا قول کرتے ہیں (۳) امیمہ ان کی والدہ کا نام فاطمہ ہے جحش بن ریاب کے نکاح میں تھی ان سے عبد اللہ عبید اللہ اور ابو احمد پیدا ہوئے زینب ام حبیبہ حمنہ پیدا ہوئیں یہ سب مسلمان ہوئے عبد اللہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور زینب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں داخل ہوئیں۔ (۴) برہ ابو رھم کی منکوحہ تھی پھر عبد اللہ اسد بن ہلال المخزومی کی منکوحہ ہوئی ان سے ابو سلمہ بن عبد السلام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر پیدا ہوئے۔ (۵) ام حکیم کا نام بیضاء ہے کریز بن ربیع کی منکوحہ ہے ان سے ایک لڑکی اروی بنت کریز امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہا کی والدہ پیدا ہوئیں اروی ان کے اسلام میں اختلاف ہے عمیر کی منکوحہ ہے طلیب ان سے پیدا ہوئے۔ طلیب ماں کے اسلام کا سبب ہے (حضرت صفیہ کا اسلام عمات میں بالاتفاق ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی کا بیان

(۱) (آزاد کردہ غلام) زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بن اشراحیل کلبی پہلے حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے انہوں نے حضرت ﷺ کو ہبہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے آزاد فرمایا۔ اسامہ بن زید [۱]

(۳) ثوبان: یہ یمنی ہیں اور یمن میں صاحب نسب ہیں [۲]

(۴) ابو کبشہ: ان کا نام سلیم ہے مولد مکہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرید کر کے آزاد فرمایا جس دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے انہوں نے وفات پائی۔ (۵) انیسہ ان کو بھی خرید کر کے آزاد فرمایا۔ (۶) شقران: ان کا نام صالح ہے ایک روایت میں حضور ﷺ نے والد سے میراث میں پایا اور ایک روایت میں عبدالرحمٰن بن عوف سے خرید کر آزاد فرمایا (۷) رباح حبشی: نوبی ہیں ان کو خرید کے آزاد فرمایا۔ (۸) یسار: بعض غزوات میں اسیر ہوئے یہ وہ صاحب ہیں جن کو عرنیوں کی جماعت نے جو استسقاء کی بیماری کے مریض تھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں وادی میں زکوٰۃ کے اونٹ ہیں یسار وہاں ہے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پینا شفا ہوگی ان لوگوں نے ایسا ہی کیا چند دن بعد شفاء ہو جانے پر ان میں قوت آ گئی یسار کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور آنکھوں میں کانٹے چبھو دیئے اور اونٹ لے گئے حضور ﷺ کو اطلاع ہو جانے

---

(۱) حضرت اسامہ اور اس کا باپ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہما دونوں آنحضرت ﷺ کو محبوب تھے چنانچہ شعبیؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من احب اللہ و رسولہ فلیحب اسامہ بن زید' (سیرت النبویہ) ترجمہ۔ 'جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھے اسے چاہئے کہ اسامہ بن زید سے محبت کریں'۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی کنیز ام ایمن کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا جس سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے م۔ص (از سیرۃ النبویہ صفحہ ۶۱۷ بحوالہ ڈاکٹر غلام ناصر مروت حاشیہ ۱۸۶ صفحہ ۳۶۲

(۲) ثوبان بن بجد اور بعض کے نزدیک ابن حجد ر ابو عبداللہ حمیر اہل یمن سے تھے اور بقولے مکہ اور مدینہ کے درمیان اس کا مکان تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خرید کر آزاد فرمایا اور اختیار دیا کہ اپنی قوم میں رہے یا نہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کیا سفر اور حضر میں آپ ﷺ سے جدا نہ ہوتے آپؐ کے وصال کے بعد حمص میں ۵۷ھ ستاون ہجری میں فوت ہوئے الکامل جلد ۲ صفحہ ۳۱۱ یا ۵۴ھ (چون ہجری) میں فوت ہوئے شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۳۰ صفحہ ۳۵۷ از ڈاکٹر غلام ناصر مروت حاشیہ ۱۸۷ ایک سو ستاسی

Marfat.com

پر آپ ﷺ نے لوگوں کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا اونٹوں کو اور ان لوگوں کو پکڑ کر لایا گیا قصاصاً حسب الحکم ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی اور آفتاب میں ان کو چھوڑ دیا گیا کما قال اللہ تعالیٰ ''جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا[1]''۔ (۹) حضرت ابو رافع: ان کا نام اسلم اور ایک قول پر ابراہیم ہے اور حضرت عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہبہ کیا اور جس وقت اس نے عباس کے اسلام کی خبر پہنچائی آپ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا اور سلمیٰ کو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک کنیز تھی اس کے نکاح میں دیا پس اس سے ایک لڑکا عبداللہ[2] نام پیدا ہوا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا یہ منشی تھا۔ (۱۰) ابو مویہبہ: ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرید کر آزاد فرمایا۔ (۱۱) حضرت فضالہ: رافع سعید بن العاص کے غلام تھے ان کے انتقال کے بعد بعض ورثاء نے اپنا حصہ آزاد کیا اور بعض نے نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے استعانت چاہی باقی ماندہ ورثاء نے اپنا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا۔ (۱۲) مدعم حبشی: اس کو رفاعہ بن زید الجزامی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کیا۔ (۱۳) کرکرہ حبشی: نوبی ھوذہ بن علی الحنفی نے ہدیہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرمایا خچر اونٹ سفر میں ان کے حوالہ ہوتے۔ (۱۴) زید جد ہلال بن یسار ہے اور (۱۵) عبید اور (۱۶) طھمان اور (۱۷) مابور قبطی: مقوقس حاکم اسکندریہ نے ہدیہ کیا تھا (۱۸) واقد یا ابو واقد

(۱) الشوریٰ ۴۰ اور برائی کا بدلہ ویسی ہی (اس کی مانند) برائی ہے۔

(۱) متن مرآۃ الاولیاء میں عبید اللہ ہے۔

Marfat.com

اور (۱۹) ہشام اور (۲۰) ابوضمیر: مال فے سے تھا یعنی مال غنیمت سے جنگ حنین کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرمایا (۲۱) ابوعسیب احمر نام اور (۲۲) ابوعبید اور (۲۳) سفینہ: یہ ام المومنین ام سلمہ کے غلام تھے آزاد کر کے شرط کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہو گے انہوں نے کہا کہ اگر آپ شرط نہ کرتے تو بھی اس دربار کو ہم نہ چھوڑتے۔ سفینہ کے نام میں اختلاف ہے بعض نے طھمان بعض نے کیسان بعض نے مہران کہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفینہ (کشتی) فرمایا۔ اس وجہ سے کہ لوگوں کی گری پڑی چیزیں یہ اٹھا کر لاتے اور کوئی تیغ کوئی سپر کوئی کپڑا ان کو دیتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر ان کا نام سفینہ یعنی کشتی رکھا مولداً حبشی ہیں۔ (۲۴) ابوہند: ان کو حدیبیہ سے واپسی میں خرید کر آزاد فرمایا (۲۵) انجشہ خوش آواز تھا حسب عادت عرب اشعار سفر میں پڑھتا تو اونٹ مست ہو کر تیز چلتے۔ (۲۶) آنسہ: حبشی تھا بدر میں شریک تھا مدینہ میں آزاد فرمایا (۲۷) ابولبابہ: عمات میں سے کسی کا غلام تھا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرمایا (۲۸) افلح: تاخت میں سے تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرمایا امام رازی کہتے ہیں کہ یہ سب موالی ایک وقت میں نہ تھے بلکہ مختلف ازمنہ میں تھے رضی اللہ عنھم (کنیزک) (۱) سلمٰی (۲) ام رافع (۳) ام ایمن برکہ ان کا نام تھا والد سے میراث تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں رکھا۔ مشرف بہ اسلام ہوئیں زید سے ان کا نکاح ہوا اسامہ ان سے پیدا ہوئے (۴) ماریہ قبطیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے حضرت ابراہیم کی والدہ ہیں (۵) رضویٰ (۶) امیمہ (۷) میمونہ بنت سعد (۸) خضرہ

Marfat.com

(۹) خویلہ (۱۰) ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ۔ (۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام

بہ تفصیل ذیل ہیں (۱) انس بن مالک بن نضر (۲) ہند اور اسماء پسران حارثہ اسلمی (۴) ربیعہ بن کعب اسلمی (۵) عبداللہ ابن مسعود صاحب النعلین والسواک والوسادہ والطہور (۶) عقبہ بن عامر جہنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شتربان تھا سواری کے وقت باگ پکڑتا (۷) بلال بن رباح موذن تھا (۸) سعد (۹) ذو مخمر یا مخبر نجاشی شاہ حبشہ کا بھانجا یا بھتیجا تھا (۱۰) بکیر بن شداخ لیثی (۱۱) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم ۔ (۲)

اسامی نگہبانی و پاسبانی کنندگان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

غزاوت میں شب باشی کرنے والے آٹھ (۸) نفر تھے جب آیت ''واللہ یعصمک من الناس'' نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک دیا (۱) سعد بن معاذ بدر کے معرکہ میں عریش میں خواب فرماتے وقت انہوں نے پہرہ دیا (۲) ذکوان ابن عبداللہ بن قیس (۳) محمد ابن مسلمہ انصاری انہوں نے احد کے دن حراست کی (۴) زبیر بن العوام خندق کے حارس تھے (۵) عبادؓ بن بشر اور (۶) سعدؓ بن ابی وقاص اور (۷) ابوایوب انصاریؓ خیبر میں جب حضرت

---

(۱) علامہ ابن جوزی نے موالی (۴۳) تینتالیس اور کنیز گیارہ (۱۱) ذکر کئے (از حضرت مترجم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲) اس کے علاوہ خدام' اسلع بن شریک عبداللہ بن رواحہ' قیس بن سعد بن عبادہ' مغیرہ بن شعبہ الثقفی' مقداد الاسود الکندی' مہاجر مولیٰ ام سلمہ اور ابوالسمحؓ بھی خادمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے (سیرت النبویہ صفحہ ۶۵۴ تا ۶۶۷ جلد نمبر ۴ وشرح مواھب الدنیہ صفحہ ۲۹۷ تا ۳۰۱ جلد نمبر ۳ از حاشیہ ۱۹۱ کتاب مرأۃ الاولیاء صفحہ ۳۶۶ از ڈاکٹر غلام ناصر مروت)

Marfat.com

صفیہؓ سے نکاح فرمایا حارس تھے (۸) بلال وادی القریٰ میں حارس تھے [1]

حضور ﷺ کے سفراء

مختلف ملوک کے نام دعوت نامے لے کر گئے (۱) عمرو بن امیہ ضمری کو بادشاہ نجاشی کی طرف بھیجا جو حبشہ کا بادشاہ تھا۔ اس نے حضور ﷺ کے فرمان کو آنکھوں پر رکھا اور تخت سے اترا مسلمان کامل ہوا حضور ﷺ نے اس پر جب اس نے وفات پائی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور (۲) دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر شاہ روم کے پاس بھیجا اس نے اسلام کی حقانیت کا اقرار کیا لیکن لشکر کے خوف سے اقرار نہ کر سکا (۳) عبداللہ بن حذافہ کو کسریٰ شاہ فارس کے پاس بھیجا اس نے اسلام قبول نہ کیا اور فرمان کو چاک کیا حضور ﷺ نے دعائے بد فرمائی اور فرمایا ''مزق الله ملكه كما مزق كتابى'' ۔ اس کے بیٹے شیرویہ نے اس کا شکم چاک کیا (۴) حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس بادشاہ مصر کی طرف بھیجا وہ ملاطفت سے پیش آیا اس نے ماریہ و شیرین جو ماریہ کی بہن تھی اور ایک سفید خچر جس کا نام دلدل تھا اور چند نیزے ہدیہ میں بھیجے اور (۵) عمرو بن العاص کو جیفر اور جلندیٰ بادشاہان عمان کی طرف بھیجا دونوں بھائی مسلمان ہوئے ۔ (۶) سلیط بن عمرو کو ہوزہ بن علی رئیس یمامہ کے پاس بھیجا وہ مسلمان ہوا اور مناسب جواب دیا (۷) شجاع ابن وھب کو حارث غسانی بادشاہ بلقا (کہ شام کا ایک شہر ہے) کی طرف بھیجا حضور ﷺ کے فرمان کو اس نے واپس کر دیا اور کہا کہ میں

(۱) مذکورہ پاسبانان وحارسان کے علاوہ خود ابوبکر صدیقؓ نے (بدر کے روز جب حضور ﷺ عریش میں آرام فرماتے تھے) پاسبانی کی اور مغیرہ بن شعبہؓ نے حدیبیہ کے روز یہ کام انجام دیا (شرح مواھب الدینہ صفحہ ۳۰۱ جلد نمبر ۱۳ از حاشیہ ۱۹۲ کتاب مرآۃ الاولیاء صفحہ ۳۶۵۔۳۶۶ از ڈاکٹر غلام ناصر مروت) رضوان اللہ علیہم

Marfat.com

لشکر لے کر اس طرف آتا ہوں مگر شاہ روم قیصر نے اس کو منع کیا (۸) مہاجر ابن امیہ کو حارث حمیری کی طرف یمن کو بھیجا اور (۹) علاء ابن الحضرمی کو منذر بن ساوی بادشاہ بحرین کی طرف بھیجا وہ مسلمان ہوا (۱۰) ابوموسیٰ اشعری (۱۱) معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا پس رعیت یمن اور ان کے بادشاہ بغیر لڑائی کے مسلمان ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب

تیرہ (۱۳) اشخاص ہیں چاروں خلفاء راشدین اور عامر ابن فہیرہؓ، عبداللہ ابن ارقم، ابی ابن کعب، ثابت ابن قیس ابن شماس، خالد بن سعید بن العاص، خظلہ ابن ربیع الاسدی، زید بن ثابت، معاویہ بن ابی سفیان اور شرحبیل ابن حسنہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

نجباء کے اسماء (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص عنایت سے مخصوص تھے)

خلفائے راشدین حمزہ جعفر اور ابوذر اور مقداد اور سلمان اور حذیفہ اور عبداللہ ابن مسعود اور عمار اور بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین

دواب کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے اونٹ بھیڑ بکریاں تھیں البتہ گائے کا ذکر کہیں نہیں آتا گھوڑے دس (۱۰) تھے (۱) سکب: پہلا گھوڑا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کمیت رنگ تھا احد کے دن اس پر سوار تھے پیشانی اور ہاتھ پاؤں اس کے سفید تھے مگر دایاں ہاتھ بدن کے رنگ کا تھا بدن مناسب موٹا تھا مسابقت میں وہ سبقت بھی لے گیا (۲) مرتجز: (یہ نام آواز کی خوبی کی وجہ سے تھا) اعرابی سے خریدا وہ منکر ہوا تو خزیمہ بن ثابت نے کہا میں گواہی دیتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم

Marfat.com

نے دیکھا نہیں کیسے گواہی دیتے ہو عرض کیا جب آسمان کی خبر میں حضور ﷺ کو صادق جانتے ہیں تو یہ تو زمین کی خبر ہے ذوالشہادتیں نام فرمایا من شهد له خزیمة فهو حسبه (۳) لحیف: ربیعہ بن ابی البراء نے پیش کیا (۴) طرب: فروہ جذامی نے پیش کیا (۵) لزاز: مقوقس کے ہدیوں میں سے تھا (۶) ورد: تمیم داری نے پیش کیا (۷) ضریس (۸) ملاوح (۹) سبحہ یمن کے سوداگروں سے خریدا تھا اور سبقت کی اسپر تین مرتبہ پس اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا "ماانت الابحر" بحر فراخ قدم تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں ۔ خچر تین (۳) تھے (دلدل) مقوقس نے ہدیہ کیا اول خچر ہے جس پر سوار ہوئے (فضہ) اس کو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبول فرمایا (ایلیہ) بادشاہ ایلہ کا ہدیہ آنحضرت ﷺ کی سرکار میں ایک دراز گوش تھا جس کو یعفور کہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیس (۲۰) ناقہ یعنی اونٹیاں شیر دار تھیں غابہ میں، روزانہ دو بڑے مشک وہاں سے دودھ آتا تھا بعض ناقہ کے نام بھی ہیں ۔

غزہ ختا (حنا)[1] سمس (سمراء) اغولیس (العدلیس) مسوریہ (السعدیہ) یعزم (یغوم) یسیرہ زیا بردہ مھزیہ (مہرہ) قصوی غصباء اور جدعا کہتے ہیں ۔ عضباء اور جدعا بھی قصویٰ کے نام ہیں حضور ﷺ کی سرکار میں ایک سو بکریاں تھیں سات (۷) مناتح تھے ۔ منیحہ اس اونٹ یا بکری کو کہتے ہیں کہ اونٹ یا بکری کوئی اس غرض سے دے کہ اس کا اون اور پشم کام میں لائیں منائح کے نام یہ ہیں حجورہ (عجرہ) زمزم سقیا برکت اسد اطلال اطراق عشیہ حضور ﷺ کا تھا اس

(۱) بفتح المھملہ وشد النون ومد (حنا) اور یہ وہ ہے جو عرنیوں نے ذبح کیا تھا ۔ (م ۔ ص)

Marfat.com

کا دودھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرماتے۔ یہ بھی روایت ہے کہ ایک سفید مرغ تھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحہ کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار (۴) نیزے تھے ایک کا نام مثنی اور ایک کو عنزہ کہتے تھے یہ تقریباً آدھا نیزہ تھا عیدین میں یہ لے جاتے اور اس کو سترہ بناتے کیونکہ اس وقت دیوار و محراب نہ تھی اور ایک محجن نام کی عصا کھونڈ والی تھی منبر پر اس کو رکھتے اور ایک ادھا عصا تھا اس کو عرجون کہتے اور ایک عصا باریک تھا اس کو ممشوق کہتے چار (۴) کمان تھے ایک کو حامی ایک کو بیضا ایک کو اصغر اور ایک کو کتوم کہتے تھے ایک ترکش تھی اور ایک ڈھال کہ اس پر گدہ کی صورت بنی ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ کے آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اس پر رکھے وہ صورت مٹ گئی اور نو (۹) تلواریں تھیں ازاں جملہ ذوالفقار جو بدر کے غنائم سے بنوالحجاج کے اموال سے اور تین تلواریں بنو قینقاع کے غنائم سے تھیں قلعی بادیہ میں ایک مقام کی طرف منسوب تھی ایک تبار اور ایک حتف نام کی تھی ایک شمشیر والد سے میراث میں تھی عضب کہ سعد بن عبادہ نے پیش کی تھی اور قضیب جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمائل کیا حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شمشیر کا نعل اور قبیعہ چاندی کا تھا اور نعل اور قبیعہ کے درمیان چند حلقے چاندی کے تھے قبیعہ قبضہ کے پاس چاندی وغیرہ سے بناتے ہیں اور نعل تلوار کی باریک طرف چاندی وغیرہ سے بناتے ہیں دو زرہ تھیں جو بنی قینقاع کے ہتھیاروں میں سے تھیں ایک زرہ سعدیہ تھی اور دوسری فضہ کہتے ہیں کہ وہ زرہ داؤد علیہ السلام نے جالوت کے قتل کے وقت پہنی

Marfat.com

تھی ایک اور زرہ تھی جس کا نام ذات الفضول تھا اس کو حضور ﷺ نے جنگ حنین میں پہنا تھا ایک خود تھا اس کو ذوالسبوغ کہتے تھے ایک کمر بند پوست کا تھا جس میں تین حلقے نقرہ کے تھے یعنی چھوٹے حلقے اور نصف حلقہ کج وہ چاندی کا تھا جس کو سفر میں شکم پر محکم باندھتے اور ایک روایت میں علم یعنی بیرق آپ کا سیاہ اور لوای سفید تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اشیاء کا ذکر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چمڑے کا تھیلا یا صندوقچہ تھا جس میں آئینہ اور شانہ عاج اور سرمہ دان اور مقراض اور مسواک رکھتے بچھونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چمڑے کا تھا جس میں بجائے روئی کے خرما کی مونج بھری ہوئی تھی اور ایک پیالہ تھا کہ تین (۳) جگہ سے چاندی کے پتروں سے مضبوط کیا ہوا تھا اس کے لٹکانے کا حلقہ تھا جس سے اس کو لٹکاتے۔ مد سے چھوٹا اور نصف مد سے بڑا تھا ایک پیالہ پتھر کا تھا اس کو مخضب کہتے ایک اور پیالہ زیاۃ نام کا تھا ایک پیتل کا برتن تھا جس میں حنا اور وسمہ بناتے جب سر مبارک میں حرات کا اثر پاتے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر پر رکھتے اور ایک پیالہ شیشہ کا تھا اور ایک برتن پیتل کا غسل کے واسطے تھا اور ایک پیمانہ تھا۔ جو صاع کا چوتھا حصہ اس سے صدقہ فطر ناپتے۔ ایک تپائی تھی اور ایک سریر ایک چادر تھی جس کو رات کو اوڑھتے ایک سیاہ چادر آپ نے کسی کو دی حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا سیاہ چادر کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا کسی کو دی عرض کیا واللہ میری آنکھوں میں اس سے زیادہ خوبصورت اور شے نہ تھی کہ نورانی چہرے کا نور جب اس شب رنگ چادر سے

Marfat.com

طلوع کرتا تو حسن کمال باجمال یکے ہزار ہوتا ایک سیاہ عمامہ جس کو سحاب کہتے اسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا روزمرہ کے لباس کے علاوہ دو کپڑے خاص جمعہ کی نماز کے لئے تھے ایک رومال تھا جس کو بعد وضوء کے روئے مبارک پر پھیرتے (اس مقدار کے ذکر میں اختصار کرتا ہوں)

وفات کا بیان

احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن متولد ہوئے اور دوشنبہ کے دن آپ ﷺ مبعوث ہوئے اور دوشنبہ کو مکہ شریف سے ہجرت فرمائی اور دوشنبہ کو مدینہ منورہ تشریف لائے اور دوشنبہ کو وفات پائی جب حلیمہ سعدیہ آنحضرت ﷺ کی رضاعت کے لئے مکہ شریف میں داخل ہوئی وہ دوشنبہ کا دن تھا اور حضور ﷺ جب خواب استراحت فرمارہے تھے وحی آئی کہ خواب نہ فرمائیں وہ دوشنبہ کی رات تھی اور علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا فضل اور قثم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادوں نے اعانت کی اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈال رہے تھے اور حضور ﷺ کو تین سحولی کپڑوں (سحول یمن میں ایک گاؤں ہے۔) کا کفن دیا گیا ان میں کرتہ [1] اور دستار نہ تھی یہ یقینی بات ہے کہ حضور ﷺ کو کفنانے کے بعد رکھا گیا اور گروہ در گروہ اور جماعت در جماعت لوگ آتے اور نماز پڑھتے امام کوئی نہ تھا سب سے پہلے

(۱) یہ روایت حضرت عائشہ سے ہے اور ابن عباس نے کرتہ کا ذکر کیا ہے از حضرت مترجم رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے بنو ہاشم نے نماز پڑھی پھر مہاجرین پھر انصار پھر اور لوگ جب نماز سے فارغ ہوئے اطفال آئے پھر مستورات نے نماز جنازہ پڑھی یہ معاملہ حسب فرمان تھا کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو پڑھے فرمایا جب غسل دے کر کفن دو تو مجھے چھوڑ دو سب سے پہلے مجھ پر نماز پڑھنے والا میرا دوست جبرائیل علیہ السلام ہوگا پس میکائیل اور اسرافیل اور ملک الموت گروہ گروہ باانبوہ ملائک علیھم السلام ہوں گے پھر تم گروہ گروہ آنا اور مجھ پر نماز پڑھو گریہ اور نوحہ سے تکلیف مت دینا اور ابتداء نماز کی میری اہل بیت کریں اس کے بعد عورتیں اس کے بعد تمام اصحاب اور غائب دونوں کو سلام پہنچا دو جو بھی میری پیروی اور اطاعت قیامت تک کریں ان کو سلام پہنچا دو۔

ایک روایت یوں بھی ہے کہ اول من یصلی علی ربی اور امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضور علیہ کی جنازہ کی نماز میں کوئی امامت نہ کرے اور کچی نو اینٹیں لحد کے دہانے پر رکھ دیں قبر کے اوپر سطح مسطح یا مسنم کردی گئیں اور زمین سے ایک بالشت کے مقدار اونچی کردی گئی اور پانی چھڑکا گیا کہتے ہیں مغیرہ بن شعبہ نے دعویٰ کیا سب کے آخر قبر مبارک سے میں باہر نکلا میں نے انگوٹھی اپنی قبر مبارک میں ڈال دی اور اس بہانہ سے قبر میں جانا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ سن کر تکذیب فرمائی اور کہا یہ بات غلط ہے قثم بن عباس کہتے ہیں سب سے آخر قبر مبارک سے میں باہر آیا میں نے دیکھا کہ لب مبارک جنبش فرما ہیں میں نے کان رکھے تو سنا کہ امتی امتی

Marfat.com

فرمارہے ہیں۔

شقران کہتے ہیں کہ فتح خیبر سے جو چادر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچی تھی اور کبھی حضور ﷺ اس کو اوڑھتے اور کبھی کندھوں پر ڈالتے قبر میں میں نے حضور ﷺ کے لئے نیچے بچھادی یہ بھی حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے اور کہتے ہیں کہ یہ فرمان کی تعمیل میں ہوا کہتے ہیں شب چہار شنبہ کو تدفین ہوئی بعض سہ شنبہ کی شب بتلاتے ہیں حضور ﷺ کی وفات پر بہت سے مرثیے کہے گئے ہم حضرت فاطمہ الزہرا کے مرثیہ پر ختم کرتے ہیں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روضہ اطہر سے مشت بھر خاک اٹھا کر سونگھی۔

اللھم بارک علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید الھم ارزقنی زیارہ کعبۃ الاسلام و قبر نبیک محمد ن المصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

واسعدنی بشفاعۃ یوم القیامۃ یا ذوالجلال والاکرام

مراقبہ اور تفکر کا بیان

جب سالک مجاہدہ اور ریاضت نفس اور تصفیہ باطن میں دل کو ذکر سے منور کرے اس کو چاہئے کہ مراقبہ میں مشغول ہو اور صفات حسنیٰ الٰہی نامتناہی میں تفکر کرے تاکہ اس ذریعہ سے ملک وملکوت پر اس کا عبور اور سلوک ہو اور ہر مقام پر مناسب حال اور وقائع کا کشف ہو قال اھل التحقیق التفکر سراج القلب یری بہ القلب خیرہ و شرہ و نفعہ و ضررہ و کل قلب لا تفکر فیہ فھو فی الظلمات یتخبطہ الشیطان و قال حکیم

Marfat.com

التفكر حارس القلب عن الغرق فی بحر الغفله و قال اهل الاشاره التفكر مصباح الاعتبار و مفتاح الاختيار قال النبی ﷺ التفكر ساعة خير من قيام ليلة و قال الشافعی "استعينوا علی الكلام بالصمت و علی استنباط بالكفر قال النبی عليه السلام تفكر و افی خلق الله تعالیٰ و لاتفكروا فی ذات الله و عن ابی سليمان الدارانی رضی الله عنه انه قال عودوا اعينكم بالبكاء و قلوبكم بالتفكر تا کہ ذات سالک جو طالب حق ہو اس کو بواسطہ تفکر صفات حسنیٰ اور عبرت کے چراغ کے اور امتحان کی کنجی کے عزیز الغفار کے جواہرات کے خزانہ کے دروازے کھل کر اور اپنے مقام سے پیر کی تربیت و مصاحبت سے اور مراقبہ سے ترقی پا کر دوسرے مقام کو پہنچے۔

ہر وقت تفکر صفات اور مراقبۂ حضور سے فانی صوفی کو نیا وجود پیدا ہوتا ہے اور جذبۂ الٰہی کے تصوف سے محو ہوتا ہے اور اس محو سے دوسرے سیر میں قدم رکھتا ہے اور جذبہ الٰہی کے تصرف سے کہ يمحو الله ما يشاء و يثبت صوفی کو ہر دم محو و اثبات حاصل ہوتا ہے جس سے دو عید حاصل ہو جاتی ہیں ایک محو میں اور ایک اثبات میں اور یہ وہ مقام ہے جس میں سالک کا وجود کلمہ لا الہ الا اللہ کے وجود کی طرح (ایک لحاظ سے منفی اور ایک لحاظ سے مثبت) ہو جاتا ہے اسی حالت میں اگر اس کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہیں تو جائز ہے۔

جب وہ صفات حسنیٰ میں کمال تفکر حاصل کر لیتا ہے اور حسن استعداد سے کمال تفکر صفات اور صفائی مراقبہ کی حاصل ہو جاتی ہے تو مقامات عالیہ کا مسافر بن جاتا ہے۔ پیر کی معاونت و تربیت سے اور صفات الٰہیہ کے مراقبہ کے

Marfat.com

ثمرات سے ''اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم (۱)'' کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کا کام پورا ہوتا ہے پھر اس پر بھی زیادہ عطا ہوتی ہے ''للذین احسنوا الحسنیٰ'' میں اسی طرف اشارہ ہے۔ تفکر و مراقبہ سے احسنوا کا تخم پھوٹ کر نکلنا شروع ہوتا ہے۔ مرشد کی مصاحبت و ارشاد کی بدولت رویت و مشاہدہ صفات خداوندی کا پانا فضل و کرم کی زیادت ہے پس تفکر و مراقبہ کے ثمرات سے شخص انسانی عالم جسمانی و روحانی کا مجموعہ بن جاتا ہے پس جو کچھ ان دونوں عالم میں ہے اس میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے اور نفس امارہ لوامہ ملہمہ سے ترقی کر کے مطمئنہ کے مرتبہ میں قرار پکڑتا ہے اور چاہئے کہ مراقبہ میں ادب تام ملحوظ خاطر رہے قال اهل الاشارہ المراقبہ ان تعلم و کان اللہ علی کل شئی رقیباً قال المتکلم ان تعبد کانک تراہ۔ وقال بعضھم المراقبة محافظة السر عن المقامات الی غیر المعبود و قال الجنیدؒ من راقب سرہ یری بہ حرست جوارحہ و حقیقة المراقبہ ھی ملاحظة الرقیب و انصرافہ الیہ نعنی بالمراقبة حالة ثمرھا (یثمرھا) نوع من المعرفة و یثمر تلک الحالة اعمالاً فی الجوارح و فی القلب اما الحالة فھی مراعات القلب بالرقیب و اشتغالہ بہ والتفاتہ الیہ و ملاحظة ایاہ و انصرافہ الیہ واما المعرفة التی تثمرھا ھذہ الحالة فھو العلم بان اللہ مطلع بالضمائر عالم بالسرائر رقیب علی اعمال العباد قائم علی کل نفس بما کسبت۔ پس ایسے مراقبہ سے عالم ملکوت کا دریچہ کھل جاتا ہے اور

(۱) النساء ۶۹۔ تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے پاس ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔

Marfat.com

روزانہ سرائر پر واقف ہوتا جاتا ہے اور ایسے درجات پر سالک پہنچ جاتا ہے جو قابل تحریر وتقریر نہیں اور صورت مراقبہ یہ ہے کہ کامل طہارت کر کے دروازہ بند کر کے خلوت میں جائے نماز پر بیٹھ کر سر نیچے اس طور سے کرے کہ ٹھوڑی سینہ سے لگ جائے دونوں آنکھیں بند ہوں اور دونوں ہاتھ سینہ پر یا رانوں پر یا زیر ناف ہوں جیسے نماز کی حالت ہوتی ہے اور صفات حسنیٰ میں تفکر کرے ایسے ہی صنع صانع میں خلقت خالق میں عظمت و ہدایت ونعمت حق میں کرے۔ و ان تعدو انعمت اللہ لا تحصوھا[1] بجز حق کے اور طرف التفات نہ کرے اور حق کو حاضر قائم قادر و دائم جانے اور مستغرق اپنی حالت میں ہو کر خود سے فانی ہو جائے بلکہ خود کو محو کرے تاکہ بقا پائے اور مخلوق سے کلی طور پر غافل ہو جائے اور حق سے حضور رہے یہاں تک کہ جو کچھ اس کے نزدیک ہے گویا ہے ہی نہیں غیر حق کو نہ دیکھے اور اس کے قریب لوگ جو کچھ کہتے ہیں اسے سنے ہی نہیں باوجودیکہ کان ہیں لیکن خود کو بہرہ بنادے ماسوائے حق کے کسی طرف التفات نہ کرے جیسے کہ بلی جب چوہے کو شکار کرنا چاہے موش کے بل پر اس طور جمعیت خاطر اور حضور سے مراقب ومنتظر بیٹھتی ہے کہ کوئی چوہا اس کی نظر میں تفرقہ نہیں ڈال سکتا مراقبۂ حق کا درجہ تو اس سے بہت عالی ہے یہاں تک کہ جلال وعظمت کا اس کے قلب پر اس طور سے استیلاء ہو کہ حق کو حاضر دیکھے حاضر جانے اور دل اس عظمت وجلال کے ملاحظہ میں مستغرق ہو حق کو اپنے ظاہر و باطن پر مطلع اور حاضر جانے اور اپنی جمیع حرکات وسکنات خطرات ولحظات اور اختیارات پر حق تعالیٰ کو مراقب جانے اور سعادت ابدی اور دولت سرمدی کا اہل ہو جائے اس

---

(۱) ابراہیم ۳۴۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے۔

Marfat.com

مرتبہ پر فائز ہونے کے بعد دنیا سے کلی طور پر اعراض اور عقبی پر اقبال (توجہ) حاصل ہو جاتا ہے اور ملک وملکوت میں تصرف (دست رس) حاصل ہو جاتی ہے یہ راہ بے نہایت ہے اور مقامات نامحصور ہیں لیکن ہر مقام سے جو حالات ظاہر ہوتے ہیں بطریق رمز کے بیان کرتے ہیں تاکہ سالک کو راہ کی شناخت میں امارات وعلامات سے دلیل محکم کا انکشاف ہو۔ ابتداءً جب مقام صفات خاکی پر عبور واقع ہوتا ہے تو سالک کو وقائع میں یوں نظر آتا ہے کہ کوچوں اور جگہوں اور ظلمانی مقامات کی تشبیہات سے وہ باہر نکل رہا ہے اور پہاڑوں ٹیلوں پر گذر رہا ہے ثقل وکثافت کا ارتفاع اور دقت ولطافت اس میں ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہے (اسے محسوس ہونے لگتا ہے) دوسرے مرتبہ پر جب صفت آبی سے گزرتا ہے تو سبزہ اور مرغزار درخت کشت زار بہتے پانی چشمے اور دریا اور اس کے مانند نظر آتے ہیں اور دیکھتا ہے کہ ان پر گزر رہا ہے تیسرے مرتبہ میں صفات ہوائی پر گذر ہوتی ہے اس میں ہوا میں جانا اور اڑنا ان جیسی چیزوں کو دیکھتا ہے چوتھے مرتبہ میں آتشی صفات پر گذر ہوتی ہے چراغ، شمعیں، آتش کے خرمن۔ آگ کی وادیاں اور جلنا اور آگ کے شعلے اور ان جیسی چیزوں کو دیکھتا ہے پانچویں مرتبہ میں صفات افلاک اور اجرام سماوی پر گذر ہوتی ہے خود کا آسمانوں پر جانا اور اڑنا دیکھتا ہے چھٹے مرتبہ میں کواکب اور انجم (ستارے) پر عبور ہوتا ہے اور ستارے اور ماہ اور خورشید اور انوار جیسی چیزوں کو دیکھتا ہے ساتویں مرتبہ میں جب صفات حیوانی پر عبور واقع ہوتا ہے صفات بہیمیہ اور سبعیہ میں سے جس صفت پر وہ عبور کرے گا اس طور کے حیوان کو مختلف حیوانات میں سے دیکھے گا یہ ہر ایک مرتبہ مختلف عالم میں سے ایک عالم ہے جن کا بیان ہوا باقی کئی ہزار عالم اور بھی ہیں

Marfat.com

سالک کو عبرت کرنی چاہیے ہر عالم میں اس کے مناسب مشاہدات اور وقائع ظاہر ہوتے ہیں جب سالک وقائع شناس نہ ہوگا وقائع میں بند ہو کر رہ جائے گا رستہ نہ پائے گا شیخ کی طرف احتیاج کی ضرورتوں میں سے ایک یہ بھی ہے مثلاً آتش چند مقامات پر نظر آتی ہے اور ہر مقام پر اس کے الگ معنی ہیں کبھی تو صفت کے غلبہ کی شان ہے اور کبھی غضب کی شان کبھی شیطانیت کے غلبہ کی شان کبھی نور کبھی آتش قہر کبھی آتش ہیبت کبھی آتش شوق کبھی آتش ہدایت آنس من جانب الطور ناراً [1] کبھی آتش محبت جو ماسوائے حق کو جلاتی ہے کبھی آتش معرفت ولو لم تمسسه نار نور علی نوراً [2] کبھی آتش مشاہدہ ''ان بورک من فی النار و من حولها [3]'' اس کے علاوہ اور بھی آتش ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں فرق کرنا بغیر صاحب تجربہ شیخ کے اور کا کام نہیں باقی اور وقائع کا ان تمام پر قیاس کرنا چاہیے لیکن نفوس انسانی جب ان مقامات پر گذر کرتے ہیں تو ہر نفس بحسب استعداد و تائید ربانی ایک مرتبہ پر پہنچتی ہے بعونہ وفضلہ رشحات میں ہے کہ مولانا سعد الدین کاشغری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مراقبہ کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے جہاں فرمایا۔ وما تکون فی شان وما تتلوا منه من قرآن و ما تعلمون من عمل ا لا کنا علیکم شهوداً اذ تفیضون فیه [4] اس

(۱) تو ان کو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دکھلائی دی۔

(۲) النور ۳۵۔ اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے (تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا) نور علی نور ہے یعنی روشنی اوپر روشنی کے

(۳) النحل ۸۔ (سو جب اس کے پاس پہنچے تو ان کو آواز دی گئی) کہ جو اس آگ کے اندر ہے ان پر بھی برکت اور جو اس کے پاس ہے اس پر بھی

(۴) اور آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور تم جو کام بھی کرتے ہو ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو۔

Marfat.com

مسئلہ کی اصل یہ ہے جو حق سبحانہ نے فرمایا ہے اور حضرت رسالت پناہ ﷺ نے معمول بنایا ہے خلاصہ یہ ہے کہ حق سبحانہ سے مشغول رہو بندہ سے تمام چیزوں کی نسبت حق سبحانہ زیادہ قریب ہے اور نزدیک تر کے الفاظ کہنے سے بھی زیادہ قرب ہے کیونکہ قریب کی حالت کو عبارت میں ادا کرنے کی کوشش نہیں جب قرب کو عبارت کا جامہ (لباس) پہناؤ گے تو بعد معلوم ہوگا قرب یہ نہیں کہ زبان سے نزدیک شدم کا لفظ ادا کرلو یا اس جیسے اور لفظ سے مفہوم کی ادا کرنے کے لئے پیش کرو قرب یہ ہے کہ اس شئی میں خود کو از غیر خود گم کرلو اور یہ معلوم نہ ہو کہ کہاں تھے اور کہاں سے آئے عبارت میں اس کی مطلقاً گنجائش نہیں کوئی شخص ایک بزرگ کو خبر لایا کہ فلاں شیخ قرب کی باتیں کرتا ہے کہا جب اس شخص کے پاس جاؤ تو اس سے کہنا کہ جہاں ہم ہیں وہاں قرب بعد بن جاتا ہے قرب عبارت ہے نابود ہونے سے یہاں الفاظ کی گنجائش کہاں (رشحہ) فرماتے ہیں ہر نفس کو گذرنے والے نفس پر عالم رہنا چاہئے کہ حق سبحانہ حاضر و ناظر ہے چاہئے کہ حق سبحانہ سے شرم و حیا کرے اور غفلت اختیار نہ کرے حق سبحانہ نے تشنیع اور سرزنش فرمائی ہے (ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ [۱]) ایک آدمی کے سینہ میں دو دل نہیں کہ ایک کو دنیا میں مشغول کرے اور ایک کو حق سبحانہ کے ساتھ آدمی کے سینہ میں ایک دل ہے اگر دنیا سے مشغول کرے تو حق سبحانہ سے بے بہرہ (بے نصیب) رہتا ہے اگر حق سبحانہ سے مشغول کرے تو اس کے دل سے حق سبحانہ کی طرف کھڑکی کھل جاتی ہے اور اس کھڑکی سے فیض الٰہی کا آفتاب چمکتا ہے آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو مشرق سے مغرب تک تمام ذرات جو موجود ہوتے ہیں اس

(۱) احزاب ۴۔ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔

Marfat.com

سے حصہ پاتے چمک اٹھتے ہیں اور اس کا نور سب پر چمکتا ہے اگر ایسا گھر ہو جس کی کھڑکی نہ ہو تو ایسا گھر اس نور سے محروم رہتا ہے پس دل کا حضور ہو تو اس کا حضور کھڑکی کے مثل ہے نور کے رہ گزر سے وجود کا فیض اس کو پہنچے گا اور اگر غافل ہے تو وہ نور اس سے دور رہے گا۔

(رشحہ) فرماتے ہیں طاعات حصول جنت کے اسباب ہیں اور مستحبات کی ادائیگی حق سبحانہ کے قرب کے اسباب مشائخ کاملین قدس اللہ ارواحہم کا قول ہے کہ ابتداءً سالک باطن کی صفائی کرے تصفیہ اور تزکیہ سے مشغول رہے تاکہ مراقبہ کا دوام حاصل ہو ورنہ جو کچھ اعمال صالحہ بجا لاتا ہے پانی مٹی میں زیادہ ڈالتا ہے۔

جولاہے کے شاگرد سے تو کم نہ رہنا چاہئے جو ایک عرصہ میں تار کا پیوند کرنا سیکھتا ہے دوسرے کام تو ابھی بہت دور ہیں طالب کو چاہئے کہ پوری کوشش سے سعی کرے یہاں تک کہ خاطر کی نفی میں ماہر ہو جائے اور جانے کہ خاطر کی نفی کس طور سے کرنی چاہئے اور ابتداء نفی کے علاوہ اور کسی چیز سے مشغول نہ ہو وہ لوگ جو رسائل کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان سے باتوں کو چنتے ہیں اس حالت میں مفید نہیں یہ سب بے کاری ہے حق سبحانہ کے راہ کا تعلق کردنی اور رفتنی سے ہے (کرنا اور جانا) نہ گفتنی اور شنیدنی سے اگر کوئی شخص بغداد میں بادشاہ کے پاس بیٹھا ہو اور بادشاہ کی مجلس میں دائمی طور پر رہے اور بادشاہ ملک شام فرمان بھیجے جس سے وہ جو حضور سے دور ہے انتہا درجہ کا حظ و مسرت اٹھائے تو وہ شخص انتہا درجے کا جاہل بے عقل اور غافل ہوگا جو اپنے اختیار سے محض بادشاہ کے فرمان سے محظوظ ہونے کے لئے دوری اختیار کرے اور فرمان پڑھنے کے لئے بغداد

Marfat.com

سے شام کا رخ اختیار کرے۔ (رشحہ) جو شخص یکجائے ہو وہ ہمہ جائے ہے اور ہمہ جا ہو وہ ہیچ جائے (کہیں کا نہیں) فرماتے ہیں کہ پرہیز دوا سے بہتر ہے جو شخص زیادہ کھانے کا عادی ہو قسم قسم کی بیماریاں اس میں ظاہر ہو جاتی ہیں جس کے لئے مجبوراً دوا اختیار کرنی پڑتی ہے اور جب اچھا ہو جائے پھر زیادہ کھانے لگتا ہے اور بیماریوں کے لگنے سے دوا کھانے پر پھر مجبور ہو جاتا ہے اور اسی طرح چند مرتبہ کھانے مکے اعادہ سے اور بیماری کی عود اس کے لئے ضرر کلی پہنچتی ہے اس طرح گناہ کرنا اور اس سے رجوع کرنا پھر گناہ کرنا پھر رجوع کرنا اور پھر گناہ کرنا رجوع کرنا غرضیکہ بار بار کے رجوع اور گناہ کا صدور ہو تو یہ رجوع جب اس میں اثر عظیم نہ کرے مستقل گناہ کی حیثیت رکھتا ہے اسی وجہ سے اہل اللہ نے خود پر پرہیز کلی لازم کی ہے اور دوسری سب چیزوں کو ترک کر کے حق سبحانہ سے مشغول رہنا اختیار کیا ہے تاکہ غفلت کی حالت میں رحلت نہ ہو (رشحہ) فرماتے کہ حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مراقبہ کے معاملہ میں میری استاد ایک بلی ہے ایک وقت میں نے بلی دیکھی جو چوہے کے سوراخ پر بیٹھی تھی اور ایسے متوجہ تھی کہ اس کے بدن پر بال بھی حرکت نہ کرتے تھے **متعجبانہ** میں نے اس پر نگاہ ڈالی اچانک مجھ پر ایک آواز آئی کہ اے کم ہمت مقصود ہونے میں چوہے سے کم نہیں تو طلب میں بلی سے کم نہ ہو اس کے بعد میں مراقبہ میں لگا رہا۔

رشحہ فرماتے کہ علی الدوام یاد حق میں مشغول ہو یہاں تک کہ خود سے غافل ہو جاؤ حق سبحانہ تمام موجودات سے لطیف تر ہے (نورانیت کی وجہ سے جتنی لطافت کی زیادتی (روحانیت کی وجہ سے) ہو گی مشغولیت بڑھتی جائے گی۔ حمام میں جو کوڑا کرکٹ جمع کرتے ہیں اور حمام کی صفائی کرتے ہیں ان سے جولا ہے

Marfat.com

اور موزہ دوز لطیف تر ہیں یہ خس کشی نہیں کر سکتے بزاز ان سے زیادہ ہیں لطافت میں۔ کہ موزہ دوز اور جولاہو کا کام یہ نہیں کر سکتے اہل علم بزازوں سے لطافت میں زیادہ ہیں۔ بزازی کا کام برداشت نہیں کر سکتے پھر وہ جماعت جو جناب حق سے مشغولیت رکھتے ہیں وہ سب میں زیادہ لطیف ہیں ان کے سر و دل وہ نہیں جو جناب حق کے غیر سے مشغول ہوں رکوع میں جاتے ہیں تو سر اٹھانے کو جی نہیں چاہتا۔ (مشغولیت میں تفرقہ کی وجہ سے) سجدہ میں جاتے ہیں تو سر اٹھانے کو جی نہیں چاہتا یہ گروہ لطافت میں سب سے زیادہ ہیں جو ایک لمحہ کے لئے غیر حق سبحانہ میں مشغول رہنے کو ناپسند کرتے ہیں انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کو ان کی حالت پر بعض اوقات میں رشک ہوتا ہے۔ (معاذ اللہ) اس وجہ سے نہیں کہ ان کے کمالات و درجات انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات و درجات سے زیادہ ہیں وہ شرف ان کو دوام قرب حق سے ہے کہ ان کو نظر خلق مستور کر کے بر سبیل دوام خود سے مشغول رکھا ہے۔ (ان کو خلق سے کچھ بھی کام نہیں۔ بلکہ ہر وقت حق سے ہی شغل ہے) مثلاً بادشہ جمیع امور ملکی کو مقربین میں سے کسی کے سپرد کرتا ہے کہ وہ بادشاہ کے حکم سے ممالک میں تصرف کرے۔ دوسرے کے سپرد آفتابہ کی خدمت ہے بادشاہ کے لئے وضو کا پانی تیار رکھتا ہے اور دائمی طور سے بادشاہ کے پیش خدمت رہتا ہے یقیناً جو ممالک کا متصرف ہے وہ بادشاہ کا مقرب تر ہے اور مقبول تر ہے اور اس کا رتبہ عالی تر ہے یقیناً اگر اس میں قابلیت زیادہ نہ ہوتی تو ممالک میں متصرف نہ ہوتا لیکن آفتابہ دار کو یہ شرف ہے کہ وہ دائمی طور سے بادشاہ کے حضور میں ہے اور بادشاہ کی خدمت ہی میں مصروف ہے غیر سے مصروف نہیں ورنہ کہاں وہ اور کہاں مملکت شاہی میں متصرف جو ممالک میں

Marfat.com

متصرف ہے وہ بھی آفتابہ دار پر فقط دائمی قرب سے رشک کرتا ہے۔ (۱)

فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے فرمایا کہ بندہ اور حق سبحانہ میں حجاب، دل میں، صور کونیہ، کا منقوش ہونا ہے مختلف صحبتوں اور سیر وتفریحات سے اور قسم قسم کے الوان واشکال کے دیکھنے سے اس انتقاش میں زیادتی ہوتی ہے اور دل میں وہ قرار پکڑتی ہیں ان کی نفی بہت محنت ومشقت سے کرنی چاہئے اور کتابوں کے مطالعہ سے اور کہنے اور سننے سے رسمی باتوں کی اور مختلف کلمات سے ان نقوش میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور جمیل صورتوں کے مشاہدہ سے اور نغمات کے استماع سے اور طرب انگیز سازوں سے وہ نقوش حرکت وتموج اختیار کرتے ہیں جبکہ یہ جملہ چیزیں بعد وغفلت کے اسباب ہیں حق سبحانہ سے سالک کو ان کی نفی ضروری ہے پس چاہئے کہ جملہ وہ چیزیں جو افزائش خیال کے اسباب ہیں ضروری طور سے ان سے مجتنب رہے اور صاف دل سے حق سبحانہ کی طرف توجہ کرے سنت الٰہی اس پر جاری ہے کہ بغیر محنت ومشقت اور ترک لذات و خواہشات حسی کے یہ چیز حاصل نہیں ہوتی جس راحت کی طلب ہے آخرت میں ہے اس سرائے فانی میں ۲، ۳ (دو، تین) دن رنج اٹھانے سے ابد الابدین کی آسودگی ہے اس عالم کو اس عالم سے کوئی نسبت نہیں گویا بے نہایت بیابان میں خشخاش کے دانے پڑے ہیں۔

رشحات عین الحیات میں فرماتے ہیں کہ ایک وقت ابتدائی حالات میں جامع مسجد کی سقایہ کے پاس تھا اور کتاب مثنوی ہاتھ میں تھی اچانک حضرت مولانا سقایہ میں داخل ہوئے فرمایا ہاتھ میں کونسی کتاب ہے عرض کیا مثنوی ہے فرمایا

---

(۱) درست دیوان درحمان زارتر دے غزل شہ
چہ بیان ئے کڑو کردار ودرویشانو

Marfat.com

مثنوی کے پڑھنے سے عقدہ حل نہیں ہوتا کوشش کرو کہ اس کے معانی تمہارے دل سے جوش کے ساتھ پھوٹ نکلیں فرماتے ہیں کہ ایک وقت آپ میری حجرہ مں داخل ہوئے طاق کے کنارہ ایک کتاب دیکھی پوچھا کونسی کتاب ہے میں نے کہا مصحف ہے فرمایا مبتدی کوسلوک کی ابتدا میں نفی واثبات سے زیادہ شغل رکھنی چاہئے تلاوت میں انہماک متوسطین کا کام ہے اور نماز میں انہماک منتہیوں کا کام ہے اہل بدایت کونفی واثبات کا شغل امور ضروریہ سے ہے رشحات عینالحیات میں ہے کہ اولیاء جس انتہاء پر پہنچتے ہیں وہ یہ ہے کہ مشاہدہ ان سے غائب نہ ہو یا اگر غائب ہوتو شاہد حقیقی میں غایت استغراق سے فرماتے ہیں کہ فنائے مطلق کا یہ معنی نہیں کہ صاحب فنا کو اپنے افعال واوصاف کا شعور نہ رہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنے افعال واوصاف کی بطریق ذوق ووجدان خود سے نسبت کی نفی کرے اور فاعل حقیقی جل ذکرہ کی طرف اثبات' صوفیہ قدس اللہ اسراھم کا جو قول ہے نفی واثبات جنگ نہیں اس کے یہی معنی ہیں۔ فرماتے ہیں مثلاً یہ کپڑے جو میں نے پہن رکھے ہیں عاریت سے ہیں اور مجھے علم نہیں کہ یہ عاریتاً ہیں اور چونکہ میں ان کو اپنا ملک سمجھتا ہوں ان سے نسبت ہے اب اچانک مجھے علم ہوجائے کہ یہ عاریت ہے فی الحال میرا تعلق ان سے قطع ہوگا حالانکہ ان کپڑوں کو اسی وقت پہن چکا ہوں جملہ صفات کو اس پر قیاس کرنا چاہئے کہ سب عاریت ہیں جب تک مادون حق سبحانہ سے دل کا انقطاع نہ ہوگا پاک ومطہر نہ ہوگا۔

فرماتے ہیں کہ وصل ہمارے نزدیک عبارت ہے دل کے بارگاہ الٰہی حق سبحانہ میں آگاہی کی نسبت حاصل ہونے سے بر سبیل ذوق کے ہے اور غیر

Marfat.com

سے ذہول ہو جانے سے۔ جب یہ نسبت متصل رہے تو دوام وصل سے مشرف ہے بچپن ہی سے ہمارا اعتقاد اس پر ہے فرماتے وصل درحقیقت دل کا حق سبحانہ کے ساتھ جمع (جمعیت خاطر) ہونا ہے بر سبیل ذوق کے جب اس چیز کو دوام حاصل ہو تو اس کو دوام وصل کہتے ہیں یہی نہایت ہے اور یہ جو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں مراد یہی ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ ہم فقط وصول کا واسطہ ہیں اس سے زیادہ نہیں ہم سے منقطع ہو کر مقصود سے ملنا چاہئے یہی وصلت مراد ہے اور فرماتے ہیں اگر اس نسبت کی آپ کے ہاں قدر ہو تو اس کے پتھر اٹھانے کی تکلیف (بھی) برداشت کرتے اور فرماتے ہیں جب محبت میں واصل ہو گئے تو اس کا فائدہ آپ ہی کو ہے نہ حق سبحانہ کو (کہ وہ بے نیاز ہے) حضرت مولانا عبدالرحمان جامی مخدوم قدس اللہ سرہ نفحات الانس میں تحریر کرتے ہیں کہ ہمارے مولانا نے کہا ہے کہ چند سال بعد جب حضرت مولانا نظام الدین علیہ الرحمتہ کے صحبت میں مشرف ہوا مجھے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تکریماً کا شوق بڑھ گیا آپ سے اجازت چاہی فرمایا ہر چند خیال کرتا ہوں حاجیوں کی قافلہ میں آپ کو نہیں دیکھتا چونکہ اس سے پیشتر کچھ خواب دیکھے تھے جب سے میں متوھم تھا آپ نے فرمایا اندیشہ نہ کرو جب جانے ہی کا خیال ہے ان خوابوں کو شیخ زین الدین سے عرض کرنا کہ وہ متشرع مرد ہیں اور راہ سنت پر مستقیم اور ثابت ہے مراد آپ کی شیخ زین الدین خوافی تھے رحمتہ اللہ کہ ان ایام میں مقام ارشاد و شیخوخت پر متعین تھے جب، خراسان پہنچا حج کا جانا جیسا کہ مولانا نظام الدین نے فرمایا تھا توقف میں پڑا اس کے کئی سال بعد میسر ہوا جب شیخ زین الدین کے خدمت میں پہنچا ان خوابوں کو عرض کیا انہوں نے کہا

Marfat.com

کہ ہم سے بیعت کرلو اور مرید ہو جاؤ میں نے کہا جس عزیز سے یہ طریقہ حاصل کیا ہے وہ ابھی قید حیات میں ہیں اگر آپ جانتے ہو کہ اس طائفہ کے طریقہ میں یہ جائز ہے تو ویسا ہی کروں۔ آپ نے فرمایا استخارہ کرلو میں نے کہا مجھے اپنے استخارہ پر اعتماد نہیں آپ استخارہ کرلیں فرمایا تم بھی استخارہ کرلو ہم بھی استخارہ کرتے ہیں جب رات ہوگئی تو میں نے استخارہ کیا میں نے دیکھا کہ خواجگان کا گروہ ہرات کے زیارت گاہ میں جہاں حضرت زین الدین اس وقت مقیم تھے تشریف لائے اور درختوں کو اکھیڑ رہے ہیں اسی طور پر دیواروں کو گرا رہے ہیں اور اثار قہر وغضب کے ان پر ظاہر ہیں میں نے جان لیا کہ یہ اشارہ ممانعت کی طرف ہے اس سے کہ دوسرے کے سلسلہ میں داخل ہو جاؤں۔ میرے دل کو آرام ہوا اور پاؤں دراز کر کے آسودگی سے سو گیا صبح کو جب شیخ کی مجلس میں گیا بغیر اس کے کہ میں رات اپنا واقعہ آپ سے بیان کروں آپ نے فرمایا کہ طریقہ ایک ہے اور ایک ہی طرف سب لوٹتے (رجعت کرتے) ہیں اپنے طریقہ ہی سے مشغول رہو اگر کوئی مشکل درپیش ہو ہم سے کہو جس قدر مجھ سے ہو سکے گا مدد کرتا رہوں گا حضرت مخدوم مولانا جامی نے نفحات الانس میں اسی قدر پر اکتفا کیا ہے اور حضرت شیخ زین الدین کے استخارہ کا ذکر نہیں کیا لیکن بعض مخادیم سے یوں سننے میں آیا ہے حضرت شیخ اپنے وعدہ کے بنا پر اس شب استخارہ کیا۔ استخارہ میں دیکھا کہ ایک بہت بلند و بالا اور بڑا درخت ہے جس کی بہت شاخیں ہیں حضرت شیخ نے خواہش کی کہ ایک شاخ اس سے توڑ کر الگ کرلیں ہر چند سعی وکوشش کی اور زور کیا لیکن شاخ کا توڑنا میسر نہ ہوا صبح کو جب حضرت مولانا سعد الدین کاشغری (مرشد مولانا جامی) سے ملاقات کی فرمایا کہ

Marfat.com

طریقہ ایک ہے تم اپنی طریقہ سے مشغول رہو۔

درد کے ساتھ سالک جو راہ ایک دن میں قطع کرتا ہے بغیر درد کے ایک ماہ میں قطع نہیں کر سکتا ہر زمانہ میں ایک اندوہگین کے پناہ میں تمام عالم کا بسر ہوتا ہے روایت ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ کے قریب تر طویل الحزن ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متواصل الحزن اور دائم الفکر تھے ایک بزرگ کا فرمان ہے لما مات فضیل ذھب الحزن عن الارض دو شخص اختلاف کر رہے تھے ایک نے کہا من عرف اللہ زالت حزنہ دوسرے نے کہا من عرف اللہ طالت حزنہ

روالبدع میں ہے کہ رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (سات) ۷ دن کچھ نہ کھایا جب (آٹھویں) ۸ رات ہوئی نفس نے ان سے مقابلہ کیا اور کہا کہ اے رابعہ مجھے ہلاک کرتے ہو۔ رابعہ نے کہا صبر کرو جو کچھ آج میسر ہوگا تجھ سے دریغ نہ کروں گی۔ شام کی نماز کے وقت ایک شخص طعام کا کاسہ لایا۔ رابعہ نے کاسہ رکھ کر چاہا کہ چراغ لائے جب چراغ لائی بلی سالن کاسہ توڑ کر ڈول چکی تھی چراغ رکھ کر پانی لانے گئی واپس آئی تو چراغ بجھ چکا تھا تاریکی میں پانی پینے لگی کوزہ ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا رابعہ نے فریاد کی کہ خداوندا! اس ضعیفہ کی ہلاکت منظور ہے غیب سے آواز آئی کہ اے رابعہ اگر چاہو تو روئے زمین کے خزانے عطا ہوں لیکن اپنا غم تم سے لے لیں گے کیونکہ ہمارا غم اور دنیا کی مراد ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے رابعہ نے فریاد کی اور کہا خداوندا! اگر روئے زمین کے خزانے مجھے عطا ہوں اور تہشت بہشت کی کنجی دی جائے آپ کے غم کے مقابلہ میں جس میں شوق سے فریاد کرتی ہوں برابر نہیں سمجھتی ہاتف سے آواز آئی کہ اے رابعہ جب

Marfat.com

ہمارے غم کو قبول کر چکے تو مصیبت پر صبر کر۔ ''تذکرہ الابرار'' میں ہے کہ رابعہ بصری روز و شب کے دو وقتوں میں عبادت سے کبھی فارغ نہ ہوتی ایک طلوع سحر سے طلوع آفتاب تک دوسرے نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور ان وقتوں میں مناجات کرتی اور کہتی خداوندا! اپنے عبادت سے آپ کو تو نگر نہیں بناتی نہ خودکی اس سے اس دوزخ سے رہائی چاہتی ہوں بلکہ تأسف و پشیمانی کی جگہ باقی رکھنا نہیں چاہتی ''ارشاد الطالبین'' میں شیخ جلال الدین تھانیسری سے منقول ہے کہ عشاق ریاضت سے گریز نہیں کرتے اور کشف وکرامت کی طالب نہیں ہوتے ہیں نہ کسی چیز کے مقید اور ایسے جان باز ہوتے ہیں جو سب سے بریدہ اور دریدہ ہوتے ہیں نہ یہ کہ ریاضت و زہد اور تقویٰ اور عبادت سے بچتے ہیں یا اس کو مذموم سمجھتے ہیں بلکہ جان کندن خون خوردن گم شدن و پیش از مرگ بمردن و بحق رسیدن انہیں کا کام ہے اس مقام پر اکثر مدعیان سلوک اور جاہل صوفیوں نے غلطی کی ہے اور ضلالت میں پڑ گئے نعوذ باللہ منہا اور تذکرہ الابرار میں اخوند درویزہ علیہ الرحمتہ والغفران لکھتے ہیں کچھ لوگ دیو اور پری کی باتیں سن کر یا خواب دیکھ کر پیری اور مریدی میں لگ جاتے ہیں کہ ہم مامور من اللہ ہیں۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن ہے یا فلاں صاحب نے دار فنا سے دار بقا کو رحلت کے بعد ہمیں اذن دیا جان لو کہ یہ القاء نفسانی اور اغواء شیطانی ہے نعوذ باللہ منہا۔ تذکرہ میں ہے قال بعضهم ان الذنب یوجب نزول الولایة و قال بعضهم لا. یوجب نزول الولایةبالکبیرة ولا تنزول بالصغیرة والاصح ان نقول ان کل ذنب بوجب سقوط العدالة یوجب زوال الولایة لان الفاسق لا یجوز ان یکون ولیا

Marfat.com

لانه لما لم یکن من اهل سرائر الناس و هو الشهاده فلا یکون اهلاً لسرائر الله و هو الولایة ۔ خلاصہ یہ ہے کہ کبیرہ اور صغیرہ گناہ پر اصرار سے ولایتؔ ساقط ہو جاتی ہے لوگوں کے مخفی باتوں کا شرعاً جب فاسق اہل نہیں تو حق تعالیٰ کی سرائر کا جن میں سے ولایت بھی ہے وہ کیسے اہل ہوسکتا ہے ثم الولایة علی ضربین ولایة الایمان و ذالک لا یزول بالکبیرہ و ولایة الاحسان والامتنان و ذالک لا ینبغی مع الکبیرہ یعنی ایک عامہ مومنین کی ولایت ہے جیسے ''الله ولی الذین امنوا'' یہ کبیرہ سے زائل نہیں ہوتی ایک ولایت ولی ہے جس کا تعلق مرتبۂ احسان سے ہے یہ زائل ہو جاتی ہے روافض میں کچھ لوگ حاضرین مجلس کے اتباع کے خیال سے اپنے ظاہر حال کو صلاح شریعت سے آراستہ کرتے ہیں مثلاً وضو کے پانی میں اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ دریا کے بیچ سے لاتے ہیں خادم کو تاکید ہوتی ہے کہ اپنا ہاتھ اس کو نہ پہنچائیں ایک ہاتھ سے لائیں اور اونچی جگہ رکھیں اور اس برتن کو اپنے لئے مخصوص کر لیتے ہیں اور وضو اور غسل میں ہر عضو کو نہایت مبالغہ سے دھوتے ہیں بلکہ ہر عضو کے خشک ہونے کا الگ انتظام کرتے ہیں مثلاً جب تک پاؤں خشک نہ ہو جوتے میں نہیں ڈالتے جو زمین نماز کے قابل نہ ہو اس پر نہیں چلتے خشک زمین پر اگر برہنہ پاؤں چلتے ہیں تو دھونا ضروری سمجھتے ہیں مخصوص مصلیٰ پر تنہا قیام وقعود تا موجہ اور ہبوط وصعود تا مرخص بجالاتے ہیں چند رکعت ادا کرنے پر زبانی دعائیں پڑھنی شروع کرتے ہیں اور علی ہذا القیاس ترتیبات طبعی بے حد وعد کرتے ہیں (جو لوگ اس طور پر عمل کرتے ہیں) ان کو خبر نہیں کہ یہ ممنوعات کے منجملہ ہیں اور روافض کے علامات سے ہیں تذکرہ الابرار والاشرار میں ہے کہ سید جلال جہانیاں کی

Marfat.com

روایت معتبرہ میں ہے والعلم ان البیعۃ من سنن الانبیاء علیہم السلام و من خلفاء الراشدین الی یوم القیامۃ باق بلا انکار ولکن لا یجوز لاحد من الصلحاء و العلماء و السادات بان انواع الخلافۃو البیعۃ باختیارہ الاان یکون لہ الرخصۃ من الشیخ الذی ھو ما ذون و مرخص بالتحقیق عن اکابر عن اکابر الی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و من لم یبلغہ الرخصۃ من مثل ھذا الشیخ الذی ذکرنا فھو ضال مضل لانہ مدعی کذاب مفتری علی صاحب الشریعۃ بالحقیقۃ والافتراء و فی الرسالۃ المکیۃ ھو الذی یقرر الشرع والدین فی قلوب المریدین و شرطہ ان یکون عالماً بکتاب اللہ و سنۃ نبیہ علیہ الصلوٰۃ عالما باھل المشیخۃ. بل ان یکون الشیخ موصوفاً بصفات الکمال و معرضاً عن الدینا و الجاہ و المال ظھرت فی شمائلہ مکارم الاخلاق کا الصبر و الشکر والتوکل و القناعۃ و السکوت والاخلاص سوال ردالبدع میں تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص اختیار واخلاص سے متدین ہوااور علم وعمل کوامام بنائے اوراس کی اقتدا کرے اس کومرشد کی حاجت نہیں اور اویسی قرنی قدس سرہ کی ذکر میں لکھا ہے کہ کچھ لوگ جن کواویسی کہتے ہیں ان کو پیر کی حاجت نہیں کیونکہ وہ متواتر اپنے حجروں میں رہ کرنور نبوت سے پرورش پاتے ہیں ان کومرشد کی حاجت نہیں پس یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اذن شرط نہیں بلکہ جوبھی عالم وزاہد وصالح ہو وہ اس کا مستحق ہوتا ہے جواب آپ کا یہ وہم فاسد ہے کہ اس عبارت کے اشارہ کے سمجھنے

Marfat.com

سے قاصر ہے کیونکہ اس میں اشارہ ہے کہ پیر کا اختیار کرنا فرض و واجب نہیں بلکہ نوافل (مستحبات) سے ہے پس جو بھی زہد و ریاضت ابتغاء لوجہ اللہ اختیار کرے کہ جو کچھ کتب اسلامیہ میں ہے مطالعہ کر کے اس کے موافق عمل کرے اس کا ارشاد کنندہ اور ہادی حق تعالیٰ ہے جس نے اپنی راہ اس پر ظاہر کر دی اس باب میں کلام مشہور ہے کہ لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل (بندہ نوافل سے حق تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے) تو بزرگی اور قربت اس کے نصیب ہوتی ہے نہ یہ کہ دوسرے کو حد قربت پر پہنچائے۔ اگر لوگ اس کے حضور کا قصد کریں اور اس کے اقوال کو سنیں کچھ نہ کچھ تاثیر کا ظہور تو ہوگا لیکن یہ شخص اس قابل نہیں کہ دعوت خاص کرے اور ذکر و فکر کا اپنی ذات سے القاء کرے اور مرید اختیار کرے اور مخالف اور مفاق خطرات سے آگاہ کرے اور خلوت کے مہلکات سے آگاہی دے کیونکہ ذکر و فکر اور خلوت میں واردات اکثر بلا تعداد وارد ہوتے ہیں پس جو کوئی شیخ کامل کی صحبت میں ان واردات سے گزر نہ چکا ہو نہ خود گزر سکتا ہے نہ مرید کو گذار سکتا ہے کیونکہ ایسا شخص واردات نفسی اور جنی اور شیطانی اور ملکی اور رحمانی میں فرق نہیں کر سکتا اور اہل سلوک کی کتابیں اس قسم کے کلمات سے مشحون و مملو (پر) ہیں لیکن ایسے مرشد کی طویل صحبت کے بغیر جس نے خود بھی حضور شیخ میں تجربہ کیا ہو وھکذا الی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا کامل کشف نہیں ہو سکتا کیونکہ خیر و شر کے جملہ حالات کا جب تک معائنہ نہ ہو تحریر میں لانا متعسر ہے اس طور کے عالم پر جس کے پاس کی طلب مولی کے لئے لوگ آتے ہوں خود کو شیخ کامل کی خدمت میں پہنچانا لازم و متعین ہے اگر اہل تصوف کے رسائل کو دیکھو تو یہ کہیں بھی تحریر نظر نہ آئے گا کہ فرمایا گیا ہو کہ فلاں کس اور فلاں شیخ زہد و ریاضت

Marfat.com

اور علم وعمل سے ہی بغیر اذن مرشد کامل کے کمال کو پہنچا ہے بلکہ یہی نظر آئے گا کہ فلاں شخص کو فلاں سے اور فلاں کو فلاں سے اذن حاصل ہے اور وہ جو بعض رسائل میں تحریر ہے کہ فلاں شخص نے فلاں بزرگ کے قبر کی حق زیارت ادا کر کے اس کی برکت حاصل ہے (اور ان کی فیض سے درجہ کمال کو پہنچا) اس سے مراد یہ ہے کہ شیخ زمان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے شرف دعا اور اذن پائی ہے اس کے بعد زیادہ برکت صاحب مزار کے مزار سے حاصل کیا ہے نہ یہ کہ قبر سے ہے اذن واجازت مل چکی ہے واللہ اعلم بالصواب'' والفرق بین الواردات الرحمانیته و الملکیة والشیطانیة یتعلق بحیزان الکاشف و مع ذالک یوحیٰ الی شئی یسیر منها. و هو ان کان سببا اللخیر و ماموناً لقائله فی العاقبة و لا یکون سریع الانتقال الی غیره و یحصل بعده توجه تام الی الحق ولذة عظیمة مرغبة للعبادة فهو ملکی ورحمانی وبالعکس شیطانی و ما یقال ان ما یظهر من الیمین اوالقدام اکثر ملکی و من الیسار والخلف اکثره شیطانی فهذا لیس من الضوابط. اذالشیطان یأتی من الجهات کلها. والوارد اما یتعلق باالا مورالدنیویة مثل احضار الشیئی الخارج الغائب عن الکاشف فی الحال کا حضار الفواکة الصیفیة فی الشتاء مثلاً والاخبار عن قدوم زید مثل غدا وامثال ذالک مما هو غیر معتبر عند اهل الله وهو جنی وطی المکان و الزمان والنفوذ من الجدار من غیر الاستلام والانشاق ایضامن خواصهم و خواص

Marfat.com

الملائکة التی ھی اعلیٰ مرتبةً. فان کان من الکامل فمعاونة منھم و ان لم یتعلق بالاخرة. او کان من قبل الاطلاع بالضمائر والخواطر فھو ملکی لان الجن لا یقدر علی ذالک و ان کان بحیث یعطی الکاشف قوة التصرف فی الملک و الملکوت کالاحیاء والاماتة والاخراج لمن ھو فی البرزخ محبوس و ادخال من بین یدیه فی العوالم الملکوتیة من المریدین الطالبین فھو رحمانیة لان امثال ھذه التصرفات عن خواص المرتبة لان ھذه الھیئة القائم فیھا الاکمل والاقطاب. فاذا عرفت مالک و اعتبرت حالک و مقامک علمت کمال استعدادک و مرتبة کشفک نقطانھا پس کامل کو جو واردات ایسے درپیش ہوں جن کا تعلق دنیا سے ہے حاصل ہوں اور کبھی عندالضرورت ان سے مشغول کرنا جن کا کام نہیں کیونکہ جن کو ان کے مرتبہ میں دخل نہیں بلکہ انعام و اکرام الٰہی ہے کیونہ ان کو قوت و تصرف ملک وملکوت میں حاصل ہے لیکن جو شخص حد کمال کو نہ پہنچا ہو البتہ شاید و باید کہ ان کے حق میں اس کی مثل واردات جنیہ سے ہوں کہ ان کا تعلق دنیائے دنی سے ہے ایسے شخص کو احتراز کامل کرنا چاہئے اور ان سے مغرور نہ ہونا چاہئے کیونکہ جن کے پیروی میں (بعض اوقات) کفر کا اندیشہ بھی ہوتا ہے اور پیر علی ہمدانی کے رسالہ میں ہے کہ بہت سے لوگ کشف جن کے مرتبہ میں پہنچے ہیں اور ضلالت میں پڑ گئے اے عزیز اس زمانہ کے شیخ اور مشائخ کو اگر مرتبہ جن پورے طور سے منکشف ہو جائے تو بعض کالانعام عوام رسالت کے ماننے کے لئے بھی تیار ہو جائیں گے اور یہ ظاہر ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگ

Marfat.com

ایسے جنی لوگوں اور غیب گوئی کے تابع ہیں ایسے لوگ ایمان سے بے پرواہ ہو کر دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں الہام ہوا ہے اور الہام کی پیروی کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے ہیں کہ انبیاء کے بعد اور اولیاء کاملین کے بعد الہام کسی کو نہیں ہوتا کذا فی الشہیدیۃ۔ و فی القشیریۃ فالخواطر ما یرد علی الضمائر قدیکون بالقاء ملک و قدیکون بالقاء الشیطان و قد یکون احادیث النفس و قد یکون من قبیل اللہ تعالیٰ فاذا کان من قبل الملک فھو الالھام وانکان من قبل النفس فھو ھواء و ان کان من قبل الشیطان فھو وساوس و ان کا من قبل الحق سبحانہ و تعالیٰ القاء فی القلب فھو خاطر حق و جملۃ ذالک من قبل الکلام الیٰ قولہ واتفق المشائخ علی ان من کان اکلہ من الحرام لم یعرف بین الوساوس و الالھام۔ باوجودیکہ ہمارے زمانہ کے مشائخ کھانے میں احتیاط نہیں کرتے بلکہ حلال تو بہ مشابہ نمک کے طعام میں ہوتا ہے پھر دنیا کے انبار وخزائن جمع کر کے وہ کیسے فرق ان میں کر سکتے ہیں و فی الشھیدیہ لان کل عجوز و کافر و عاص یری الرئویا الصالحۃ فی المنام اور امام ابومعین کے عقیدہ میں ہے الکافر یری بعینہ فی المنام انہ فی السماء چونکہ رویائے صالحہ کفار بھی کبھی دیکھ لیتے ہیں جن کی طرف سے تو فقط رؤیات سے کافر پر فضیلت کیا ہوگی۔ وفی الشھیدیتہ والاخبار من الجن جائز تو ایسے لوگوں کے اتباع کی کثرت سے فریب میں نہیں پڑنا چاہئے کیونکہ شیطان لعین کے اتباع بہ نسب متدین لوگوں کے زیادہ ہیں نہ کمال کا معیار نسبت کو قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ سب کافر و مسلم

Marfat.com

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اولاد ہیں نہ مال کمال کا معیار ہے کیونکہ اس قسم کے شیوخ اپنے شرف کو مال کی وجہ سے سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ولایت کا شرف ہمیں حاصل نہ ہوتا تو نہ لوگوں کی رجوع ہوتی اور نہ مال کی زیادتی ہوتی اس سے خبر نہیں رکھتے کہ بہت سے بارگاہ حق کے مقبولین وہ لوگ ہیں جن کو خلق نے ٹھکرا دیا ہے اور اگر مال سے فضیلت ہوتی تو اولیاء متقدمین مثلاً بایزید بسطامی اور ابراہیم بن ادھم اور فضیل بن عیاض وغیرہ اہل دنیا کو ترک نہ کرتے اے عزیز قدماء نے ہمارے زمانہ کے مشیخت کی واضح مثال پیش کی ہے جیسے کہ ردالبدع میں ہے کہ اہل زمانہ کی بغیر شرائط کے مشیخت ایسی ہے جیسے نماز بے وضو اور ادائے نماز بغیر وقت اور روزہ بغیر امساک اور عورت بغیر نکاح کے اور زراعت بغیر تخم کے اور درخت بغیر پھل کے اور مرغ بے پر کے اور خانہ بے در کے اور تن بے سر کے اور سر بے بصر کے اور چشم بے نظر کے اس تحریر میں غور کرنا چاہئے اور جہال کی مشیخت اور درویشی جو اس وقت ظاہر ہو چکی ہے اور ان کی فتنہ سے جہان فساد سے پر ہے معلوم ہو جائے روایت ہے کہ اذا رائیت اللہ انعم اعلی عبدہ و ھو مقیم علی معصیتہ فاعلم انہ مستدرج یعنی گناہ میں پڑے رہنے کے باوجود جب کسی بندہ پر انعامات الٰہی کا ورود دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ استدراج ہے اور یہ اس کی مکر کی جزاء ہے اور اگر اس کو عذاب میں مبتلا کرے تاکہ وہ توبہ کرے تو یہ اس کی عنایت ہے واملی لھم ان کیدی متین یعنی ان کو مہلت دوں گا اور عمر دراز کروں گا تاکہ اور گناہ کر کے سزاوار عذاب ہوں املاء فرصت دینے کو کہتے ہیں ان کیدی متین بہ تحقیق میری خفیہ تدبیر مضبوط ہے یعنی نعمت کی صورت میں میرا عذاب دشمنوں پر سخت ہے چار سو (۴۰۰) سال فرعون کو ملک و مال دیا اور کوئی

Marfat.com

دردسر نہ دی عارفین کا یہ حال ہے کہ ہر چند ان سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے تو خوف زیادہ ہوتا ہے۔ زندگی فقر کی صورت میں اگر ہو تو خوف کمتر ہے اور غنا کی صورت میں خوف زیادہ ہے (بہ سبب اندیشۂ استدراج کے) مشارق اور اس کی شرح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث منقول ہے۔ من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو رد۔ جو لوگ ہوائے نفسانی کو زیر قدم کر لیتے ہیں تاکہ باطن میں صفائی پیدا ہو اذن شیخ کا ان لوگوں کے لئے ضروری ہے اگرچہ ان اعمال و نوافل کا مستحب و مسنون ہونا منقول ہو کیونکہ شیوخ حقانی نے ان اسرار کو جو ان اعمال میں ودیعت ہیں معلوم کر لیا ہے اور ہر ایک کے متعلق مریدین سے کلام (بحسب مقام) فرماتے ہیں تاکہ صفائی اور مقام کے متعلق غلط نہ ہوں (اور جن دعوات کی بحسب مقام ضرورت پڑے اس میں مشغول رہیں) اور ''انیس العاشقین'' میں ہے درویش کو مرید کے احوال کی معرفت چاہئے جس کے مقتضی پر مرید کی تربیت کرے تاکہ مقام کو پہنچے اگر مرید کا عزلت کو چاہتا ہے تو عزلت کا امر ہے اور اگر سکوت کا مقتضی ہے سکوت کا حکم دیں اور اگر اہلیت ان مقامات کی نہ رکھے پس اس کو اور تعلیم کریں کہ نماز کو اوقات خمسہ میں جماعت کے ساتھ اور ایام بیض کے روزے چھ رکعت صلوٰۃ اوابین اور جو کچھ اس کے حال کے لائق ہوں ادا کرنے کی وصیت کرے اور اگر پیر مرید کے احوال کا عارف نہ ہو تو قطاع الطریق سے ہے (کیونکہ اگر یہ اس کو نہ روکے تو شاید دوسرا کامل شیخ اس کو مل جائے اور اس سے بیعت کرلے۔

حضرت شیخ علی ترمذی قدس اللہ سرہ (معروف بہ پیر بابا)

آپ کے والد کا نام قنبر علی بن سید احمد بن سید یوسف نور بن سید محمد نور

Marfat.com

بخش ترمذی بن سید احمد بے غم بن سید براق بن سید احمد مشرف بن سید شاہ ابو تراب بن سید حامل بن سید محمود بن سید عثمان بن جعفر بن سید عمر بن سید محمد بن حسام بن اسحاق بن شاہ ناصر خسرو بن سید جلال گنج علم بن سید امیر علی بن سید عبدالرحیم بن سید محمد مکی بن سید محمد مہدی بن حسن عسکری بن سید علی تقی بن علی نقی بن سید علی رضی بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن حسین شہید دشت کربلا بن بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا منکوحۂ علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و بنت حضرت رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی سائر الانبیاء والمرسلین برحمتک یا ارحم الراحمین شیخ علی ترمذی کی وفات نو سو اکیانوے ہجری (۹۹۱ھ) ہے۔

لفظ پنج تن پاک اور دوازدہ (بارہ) امام کا علامت رفض سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ہونے کی وجہ سے آنکھوں کے تارے ہیں لیکن حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت حضرت عمرؓ پر اور حضرت عمرؓ کی فضیلت حضرت عثمانؓ پر اور حضرت عثمانؓ کی فضیلت حضرت علیؓ پر اور حضرت علیؓ کی فضیلت باقی تمام صحابہ پر ثابت ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین جان لو اے عزیز کہ اعتقاد تام اور زیادت اہتمام سے جو ورد بھی پڑھا جائے وہ تاثیر رکھتی ہے اور روافض بے دین کہتے ہیں کہ وظائف کی تاثیر اور ارواح اموات پر اور دیگر حوائج چاہے دینی ہوں یا دنیوی ان کے لئے تصدقات کی کوئی تاثیر نہیں ان کا یہ قول ضلالت محض ہے اور اہلسنت و جماعت کے اعتقاد کے مخالف ہے قصیدۂ لامیہ مبارک معظمہ مشرفہ میں ہے۔

وللدعوات تاثیر بلیغ — و قد ینفیه اصحاب الضلال

Marfat.com

پس ان وظائف میں جو اولیاء کبار سے اور اتقیاء ابرار سے منقول ہیں بہت تاثیرات مشاہدہ میں آئیں پس وظائف میں زیادت ونقصان اولیاء عظام کے مسلک پر سبب حرمان ہے جس کی وجہ سے پڑھنے والا تاثیر سے محروم رہ جاتا ہے مثلاً کوئی شخص آپ کو خزانہ بتلائے کہ فلاں جگہ فلاں پتھر کے نیچے ہے اگر خزانہ کو اسی پتھر کے نیچے تلاش کرو تو مل جائے گا ورنہ محروم رہو گے پس ہر ورد میں شرائط کی پابندی ضروری ہے تب کہیں فائدہ کی امید رکھنی چاہئے اب جاننا چاہئے کہ ختم خواجگان کے شروط اور آداب ہیں اگر رعایت شروط وآداب نہ کی جائے تو فائدہ کی توقع نہیں اور رنج کا تحمل بلا فائدہ ہوگا شروط سے طہارت ہے اور رعایت اعداد وادعیہ کی جو فاتحہ اور درود اور سورۂ الم نشرح اور سورۂ اخلاص اور پھر درود ہے ان کو ادا کرے چنانچہ فاتحہ ۷ بار درود شریف ۱۰۰ بار اور سورۂ الم نشرح ۷۹ بار اور سورۂ اخلاص ۱۰۰۰ سے زیادہ اور کم نہ کریں آداب یہ ہیں کہ ختم کے الفاظ کا جہر سے جو قاری ہو یعنی مقتدیٰ ختم ہو رو بہ مشرق ہو اس کے علاوہ ۶ آدمی اور ہوں اور ماذون جس کو اجازت حاصل ہے) سے اس کو اذن حاصل ہو اور طریقہ میں جو داخل ہو بہتر ہے اگر اذن ہو اور ختم میں نہ ہنسے اور یہ سب متقی ہوں اور کینہ اور بغض کسی سے نہ رکھے اس وقت میں اور خواجگان کے نام یاد ہوں اور اس کا ثواب ان کی روح کو بخشے اور تضرع اور خشوع ظاہر کرے اور خواجگان کو بارگاہ الٰہی میں حاجت روائی کا وسیلہ بنائے روزانہ ایک ختم کافی ہے اگر اس کا اثر ظاہر نہ ہو تو دوسری رات اور کرے۔ اگر اثر ظاہر نہ ہو تو اور کرے ۳ یا ۵ یا ۷ دن میں البتہ تاثیر ہوگا اگر ان شرط اور آداب کی رعایت نہ کرے گا تو بلا فایدہ رنج ہے خواجگان کے اسماء جو اس دعاء میں مذکورہ ہیں یہ

Marfat.com

ہیں۔ الٰہی بحرمت خواجہ عبدالخالق غجدوانی اور خواجہ بہاؤ الدین نقش بندی اور خواجہ بایزید بسطامی اور خواجہ شیخ ابوعلی فارمدی اور خواجہ ابوالحسن خرقانی اور خواجہ یوسف ہمدانی اور خواجہ سید پارسا امیر کلال میری حاجت پوری فرما اور فلاں شخص کو شفا بخش اور شیرینی دسترخوان پر حاضر کرنی چاہیئے۔نقل از ارشاد الطالبین ایضاً تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ اگر کوئی شخص تصرف کا دعویٰ کرے اور یہ کہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں ایسے مقام پر پہنچ چکا ہوں کہ مجھ سے نماز ساقط ہو چکی ہے اور شراب پینا معصیت کرنی اور سلطان کا مال کھانا اس کو حلال ہو گیا ہے اس میں شک نہیں کہ اس کا نابود کرنا کافر اصلی کے نابود کرنے سے زیادہ افضل ہے جب کافر حربی ہو کیونکہ دین کے معاملہ میں اس کا ضرر زیادہ مہلک اور قوی تر ہے سو کافروں کے ضرر سے اس لئے کہ وہ شرعی لباس پہن کر شریعت میں فساد کی کوشش کرتا ہے اگر کوئی شخص اس شیطان صفت کو سزا دینا چاہتا ہے تو شیطان محسد اسی ملحد کے سزا دینے والے کی دل میں وہم ڈال دیتا ہے کہ اگر اس کو سزا دو گے تو وہ بھی تم کو زخم پہنچا دے گا یہ تخویف شیطان کے مکر سے ہے اور اس کے وسوسہ سے اور من جملہ تلبیس ابلیس کی ہے پس شرعی اوامر اور دینی امور کی اجراء میں تہدیدات وتخویفات شیطان کو خیال میں نہ لانا چاہیئے اور حق تعالیٰ کے فرمان کو بجالانا چاہیئے اور شرعی طور سے حدود وتعزیرات کو جاری کرنا چاہیئے (جب کہ وہاں پر کوئی منصف حاکم نہ ہو) اور بارگاہ رب العالمین سے ثواب پر واثق رہنا چاہیئے فتاویٰ خانیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص حق تعالیٰ جل جلالہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کسی نام کو سنے تو سننے والے پر حق تعالیٰ کے نام پاک کی تعظیم واجب ہے اور سبحان اللہ یا مانند اس کے کہے کذا فی ''خزانۃ الروایات'' مسئلہ اگر کسی نے اسم ذات اللہ کا

Marfat.com

تکلم کیا تو سننے والے پر واجب ہے کہ جل جلالہ کا کہنا جواب دینا فرض ہے جتنی مرتبہ وہ حق تعالیٰ کا نام سنے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام گرامی سنے تو تمام عمر میں ایک مرتبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا فرض ہے اور بار بار کہنا سنت ہے کذا فی السراجی مسئلہ اگر کوئی حق تعالیٰ کا نام بار بار مکرر کہے تو سننے والے کو تین مرتبہ جل جلالہ کہنا کافی ہے کذا فی تحفۃ الفقہ۔ مسئلہ جو شخص ایک ہی مجلس میں چند بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی سنے تو ایک بار صلوۃ پڑھنی کفایت کرتی ہے اور اگر حق تعالیٰ کا اسم گرامی ایک ہی مجلس میں مکرر سنے تو ایک بار کافی ہے کذا فی الصلوٰۃ المسعودی یہ مسائل خلاصۃ الفقہ سے منقول ہیں۔ مسئلہ ایک شخص تلاوت قرآن میں مشغول ہے دوسرے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کیا تو تلاوت قرآن کرنے والے پر اس حالت میں درود کا پڑھنا واجب نہیں جب قراءت قرآن پاک سے فارغ ہو جائے تو اگر درود شریف پڑھے بہتر ہے اور اگر نہ پڑھ سکے تو گناہگار نہیں۔ کذا فی السراجی مسئلہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین کے نام سنے تو سننے والے پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا واجب نہیں کذا فی القنیہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک سنتے یا کہتے وقت ہر وقت درود شریف کے پڑھنے میں اختلاف ہے بعض ہر وقت ایک ہی مجلس میں وجوب کے قائل ہیں اور فتویٰ اس پر ہے کہ ایک ہی مجلس میں نام پاک کی ہر چند تکرار ہو تو ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے باقی سنت تفسیر حسینی ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ( ) جاننا چاہئے کہ اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ امر فرماتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو علماء فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے البتہ مقدار واجب میں علماء کا اختلاف ہے اکثر آئمہ کے نزدیک مدت حیات میں ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اور اس کی تکرار مستحب اور مندوب۔

جیسے کلمہ توحید اور ان کی دلیل یہ ہے جس امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے تو وہ واجب کے بجالانے پر دلالت کرتا ہے۔ تکرار پرنہیں اور بعض اس کے قائل ہیں کہ جس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک سنیں تو درود شریف کا پڑھنا واجب ہو جاتا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ یصلون کو آیت پاک میں مضارع کے صیغہ سے ادا کیا گیا جس کا مفاد تجدد و حدوث ہے یعنی دام واستمرار ہے یعنی حق تعالیٰ ملائکہ کرام کے ساتھ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس محبوب کام میں اشتغال فرما ہے اور بار بار درود بھیجتا ہے پس لائق ہے کہ بندۂ مومن بھی اس پسندیدہ امر میں مشغول رہے اور زبان درود محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھولے رکھے (اور تر رکھے) لیکن روایات فقہیہ جس کی طرف فقہاء قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم گئے ہیں اور کتب متداولہ میں لائے ہیں تفصیلاً ان کے ذکر کا یہ مقام نہیں اور خلاصہ زاد الفقہاء کے عبارت کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے پڑھنے میں حنفی مذہب میں تفصیل ہے امام کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں تمام عمر میں ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اور امام طحاوی کے ہاں جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک سنے درود شریف پڑھنا واجب ہے بنا بر اس حدیث کے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ من ذکرت عندہ ولم یصل علی فقد جفانی یعنی جو بھی میرا نام سنے اور مجھ پر درود نہ پڑھے تو اس نے جفا کی اور زاد الفقہاء میں ہے کہ امام طحاوی کا قول اصح اقوال ہے اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کے مذہب میں قعدہ آخیرہ میں بعد تشہد کے درود شریف کا پڑھنا فرض ہے اور احناف کے ہاں مسنون واللہ اعلم بالصواب۔

ان مقامات کا بیان جس میں درود شریف پڑھنے کی مزید تاکید ہے وہ دس (۱۰) مقام ہیں اول نماز میں تشہد آخر کے بعد اور امام شافعی کے ہاں تشہد اول کے بعد مستحب ہے اور تشہد آخر کے بعد واجب دوم دعا کے وقت کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دعا آسمان پر چڑھنی سے محجوب ہے جب تک مجھ پر درود نہ پڑھی جائے جب درود پڑھ لے تو اس کے طفیل دعا آسمان سے گزر کر مقام اجابت پر پہنچ جاتی ہے اور حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا نماز اور دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھی جائے سوئم مسجد میں داخل ہوتے وقت چہارم موذن جب اذان سے فارغ ہو پنجم نام پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سننے یا کہتے وقت جیسا کہ مذکورہ ہوا۔ ششم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسم گرامی لکھتے وقت کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جو بھی مجھ پر درود کتاب میں لکھے گا فرشتے اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں جب تک اس کتاب میں درود مثبت رہے اور مختار علماء کا صلوۃ وسلام ہر دو کو برقرار رکھنا ایک پر قناعت مکروہ ہے اور روایت ہے کہ رموز میں نہ لکھا جائے بلکہ صراحت کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا جائے ہفتم جمعہ کا دن ہو یا رات کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجے گا حق تعالیٰ دویست سالہ گناہ معاف فرمائے گا اور

Marfat.com

جو ہزار ۱۰۰۰ ہزار بار مجھ پر درود بھیجے گا انتقال سے قبل بہشت میں اپنے مقام کو دیکھ لے گا اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو ہشتاد بار پڑھے گا حق تعالیٰ دو یست سالہ گناہ اس کے بخشے گا ہشتم مصافحہ کے وقت کہ گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے نہم ماہ مبارک شعبان دہم جب اپنی گناہوں کو یاد کرے اور ان معاصی کے ارتکاب پر پشیمان ہو فی الحال زبان پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ زبان پر لائے اس کے بعد درود شریف حضور ﷺ کے خدمت میں بھیجے تا کہ وہ گناہ کلمہ پاک اور درود شریف کی برکت سے معاف ہو پس ان مقدمات کو دیکھتے ہوئے کوئی معاملہ بندہ کے لئے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متابعت سے بہتر نہیں اور نہ آپ کی محبت سے بہتر ہے اور جب آپ ﷺ شب و روز ہمارے احوال کے اندیشہ اور ہمارے مرجع ومآل کے فکر میں ہیں اولی یہ ہے کہ ہم بھی حضور ﷺ کے وصف کمال اور نعت جلال میں مصروف رہیں۔ اللھم صل علیہ وسلم کما تحبہ و ترضاہ۔ جو بھی اس تحریر میں نظر کرے۔ (حضرت) محمد شعیب بن رفیع القدر عرف حافظ گل بن محمد رفیق غازی کو دعائے خیر میں یاد کرے کہ حق تعالیٰ اس کو اپنے دیدار سے متمتع فرمائے۔ تمام شد مراۃ الاولیاء (حضرت مترجم رحمہ اللہ اور بندہ ناچیز اور اس کے والدین کو اس دعائے خیر میں یاد فرمائے)۔

طالب الدعاء ننگ اسلاف صاحبزادہ محمد صالح جان تورڈھیروی

کہ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف کمال اور نعت جلال میں مصروف رہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

حضرت شیخ محمد شعیب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس کا بیرونی منظر

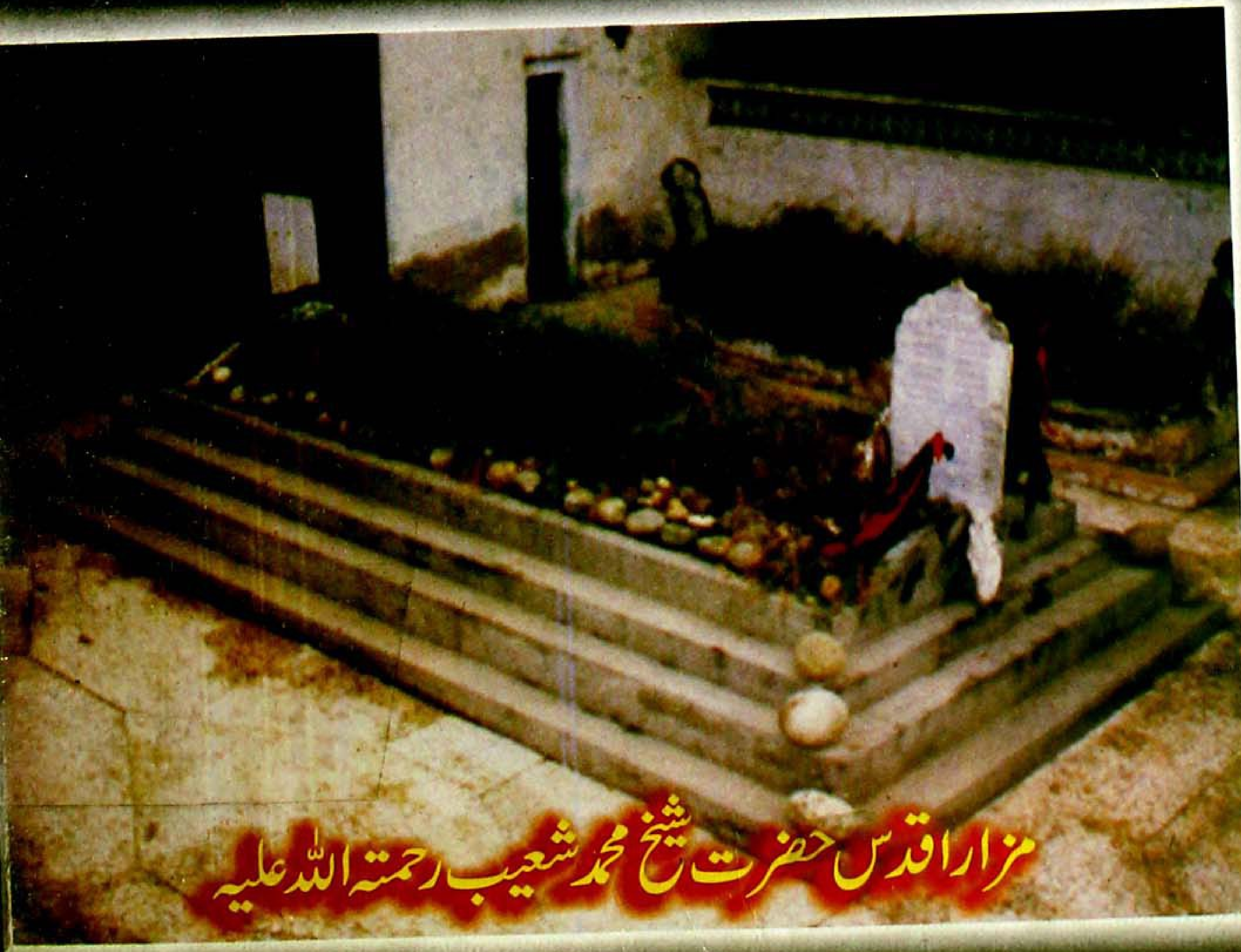

مزار اقدس حضرت شیخ محمد شعیب رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت شیخ محمد شعیب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس کا بیرونی منظر

مزار اقدس حضرت شیخ محمد شعیب رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com